

نور الایضاح

مُصَنَّفُ

علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

علامہ محمد صدیق ہزاروی سیدی

مکتبہ قادریہ لاہور

Ph:042- 37226193, Cell:0321-7226193

دینی طلباء و طالبات کے لیے اسلامی عبادات کا جامع انسائیکلو پیڈیا

نُورُ الْإِضَاحِ

تصنیف: علامہ حسن بن عمار شرنبلالی رحمہ اللہ تعالیٰ

(۱۰۶۹ھ تا ۱۶۵۹ھ)

ترجمہ اور شرح: علامہ محمد صدیق ہزاروی

ملکت بیناقادریہ لاہور

چند روز بعد از این

[illegible]

602

☆ مكتب التحرير : بالمطبعة الميمنية

☆ مکتبہ رضویہ دہلی دارالحدیث - لاہور

FOI:7226193

0321-8226193

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۱	پیش لفظ	۷	۴۷	دھنوں کی اقسام	۱۸
۲	ابتدائیہ خطبہ	۹	۵۰	جن چیزوں سے دھنوں ٹوٹ جاتا ہے۔	۱۹
۳	سبب تالیف	۲۱	۵۲	جن چیزوں سے دھنوں نہیں ٹوٹتا۔	۲۰
۴	طہارت کی کتب	۲۳	۵۴	سوالات	۲۱
۵	پانی پر غیر کاغذیہ	۲۵	۵۵	جن کاموں سے غسل فرض ہوتا ہے۔	۲۲
۶	جھوٹا پانی اور اس کی اقسام	۲۶	۵۶	وہ چیزیں جن سے غسل فرض نہیں ہوتا۔	۲۳
۷	مخلوط برتن اور کپڑے	۲۸	۵۷	غسل کے ذرائع	۲۴
۸	کنویں کے مسائل	۲۹	۵۹	غسل کی سنتیں	۲۵
۹	سوالات	۳۰	۶۰	غسل کے مستحبات و مکروہات	۲۶
۱۰	استنجاء کا بیان	۳۲	۶۱	سنت غسل	۲۷
۱۱	استنجاء کا طریقہ	۳۳	۶۲	مستحب غسل	۲۸
۱۲	آداب استنجاء	۳۴	۶۳	سوالات	۲۹
۱۳	احکام وضو	۳۶	۶۴	تیمم کا بیان	۳۰
۱۴	فرائض وضو کی تکمیل	۳۸	۶۵	تیمم کے کچھ مسائل	۳۱
۱۵	وضو کی سنتیں	۴۱	۶۹	تیمم کو توڑنے والی چیزیں	۳۲
۱۶	مستحبات وضو	۴۲	۷۰	موزوں پر مسح کا بیان	۳۳
۱۷	مکروہات وضو	۴۳	۷۱	شرائط مسح	۳۴
		۴۴	۷۲		

نمبر شمار	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	صفحہ
۳۵	میت مسح	۷۳	۵۸	واجبیت نماز	۱۱۱
۳۶	مسح کا فرض اور سنت	۷۴	۵۹	نماز کی سنتیں	۱۱۳
۳۷	مسح کو توڑنے والی چیزیں۔	۷۵	۶۰	نماز کے مستحبات	۱۱۹
۳۸	پٹی پر مسح	۷۶	۶۱	سوالات	۱۲۰
۳۹	سوالات	۷۷	۶۲	نماز پڑھنے کا طریقہ	۱۲۱
۴۰	حیض، نفاس اور استحاضہ کا بیان	۷۸	۶۳	امامت کا بیان	۱۲۶
۴۱	استحاضہ کا خون	۷۹	۶۴	صحیح اقتدار کی شرائط	۱۲۷
۴۲	مذکور کب ہوتا ہے۔	۸۰	۶۵	جماعت کی معافی	۱۳۰
۴۳	نباستوں اور ان سے طہارت حاصل کرنے	۸۱	۶۶	امامت کا استحقاق اور صفوں کی ترتیب۔	۱۳۴
۴۴	کابیان	۸۲	۶۷	ان لوگوں کی امامت مکروہ ہے	۱۳۵
۴۵	چمڑے وغیرہ کا پاک کرنا	۸۳	۶۸	امام فارغ ہو جائے تو مقتدی کیا کرے	۱۳۶
۴۶	سوالات	۸۴	۶۹	فرض نماز کے بعد اذکار	۱۳۷
۴۷	نماز کا بیان	۸۵	۷۰	جو چیزیں نماز کو توڑ دیتی ہیں۔	۱۳۸
۴۸	اوقات نماز	۸۶	۷۱	قاری کی لغزشیں	۱۳۹
۴۹	مستحب اوقات	۸۷	۷۲	نماز فاسد نہیں ہوتی۔	۱۵۱
۵۰	ان اوقات میں نماز جائز نہیں	۸۸	۷۳	مکروہات نماز	۱۵۲
۵۱	اذان	۸۹	۷۴	سوالات	۱۵۶
۵۲	آداب اذان	۹۰	۷۵	نکرو	۱۵۷
۵۳	اذان کے بعد درود شریف (حاشیہ)	۹۱	۷۶	غیر مکروہ امور	۱۵۸
۵۴	نماز کی شرائط و ارکان	۹۲	۷۷	نماز توڑنے کے اسباب۔	۱۵۹
۵۵	ارکان نماز	۹۳	۷۸	بے نمازی کا حکم	۱۶۰
۵۶	کس چیز پر نماز جائز ہے۔	۹۴	۷۹	وتر	۱۶۱
۵۷	قابل ستر اعضاء	۹۵	۸۰	نافل کا بیان	۱۶۵
۵۸	کچھ دیگر آداب نماز	۹۶	۸۱	تیمم المسجد پاشت کی نماز اور شب بیداری	۱۶۷

صفحہ	مضمون	صفحہ	نمبر شمار	مضمون	نمبر شمار
۲۱۷	حب بارش کے لیے نماز	۱۰۶	۱۹۸	استحارہ کا طریقہ اور دعا (حاشیہ)	۸۲
۲۱۹	نماز خوف	۱۰۷	۱۹۹	بیٹھ کر نوافل پڑھنے اور سواری پر نماز کا حکم	۸۳
۲۲۰	احکام جنازہ	۱۰۸	۲۰۰	سواری پر فرض اور واجب نماز پڑھنا	۸۴
۲۲۱	نماز جنازہ	۱۰۹	۲۰۱	کشتی میں نماز پڑھنا	۸۵
۲۲۸	نماز جنازہ کون پڑھائے	۱۱۰	۲۰۲	تراویح	۸۶
۲۳۲	میت کو اٹھانا اور دفن کرنا	۱۱۱	۲۰۳	سوالات	۸۷
۲۳۷	زیارت قبور	۱۱۳	۲۰۵	کعبہ شریف میں نماز پڑھنا	۸۸
۲۳۸	احکام شہید	۱۱۳	۲۰۶	مسافر کی نماز	۸۹
۲۴۱	سوالات	۱۱۴	۲۰۷	بیمار کی نماز	۹۰
۲۴۲	روزے کا بیان	۱۱۵	۲۰۸	نماز اور روزے کا اسقاط	۹۱
۲۴۳	روزے کی اقسام	۱۱۶	۲۰۹	حیض اسقاط (حاشیہ)	۹۲
۲۴۶	روزے کی نیت	۱۱۷	۲۱۰	وقت شدہ نمازوں کی قضا	۹۳
۲۴۸	چاند دیکھنا اور یوم شک کا روزہ	۱۱۸	۲۱۱	فرض نماز کا پانا	۹۴
۲۵۱	لفظ شہادت اور دعویٰ شرط نہیں۔	۱۱۹	۲۱۲	سجدہ سہو	۹۵
۲۵۳	جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔	۱۲۰	۲۱۳	نماز میں شک	۹۶
	جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا	۱۲۱	۲۱۴	سجدہ تلاوت	۹۷
۲۵۵	کے ساتھ کفارہ بھی لازم آتا ہے۔		۲۱۵	سجدہ شکر	۹۸
۲۵۸	کفارہ اور جو چیز اس کو ذمہ سے ساقط کرتی ہے	۱۲۲	۲۱۶	سوالات	۹۹
۲۵۹	کفارہ کے بغیر روزے کا ٹوٹنا	۱۲۳	۲۱۷	ہر شکل کو دور کرنے کا اہم نسخہ	۱۰۰
۲۶۳	روزہ ٹوٹنے کا حکم	۱۲۴	۲۱۸	جمعہ کا بیان	۱۰۱
۲۶۴	روزہ دار کے لیے مکروہ، غیر مکروہ اور مستحب امور	۱۲۵	۲۱۹	سنن خطبہ	۱۰۲
۲۶۵	عوارض کا بیان	۱۲۶	۲۲۰	عیدین کی نماز	۱۰۳
۲۶۹	نذر کا روزہ اور نماز	۱۲۷	۲۲۱	نماز عید کا طریقہ	۱۰۴
۲۷۱	اعشکاف	۱۲۸	۲۲۲	سودج گرہن، چاند گرہن اور خوف کی نماز	۱۰۵

صفحہ	مضمون	نمبر شمار	صفحہ	مضمون	نمبر شمار
۳۰۲	حج کی سنتیں	۱۴۱	۲۷۶	سوالات	۱۲۹
۳۰۸	سوالات	۱۴۲	۲۷۷	زکوٰۃ کا بیان	۱۳۰
۳۰۹	حج کا طریقہ	۱۴۳	۲۸۰	دین کی زکوٰۃ	۱۳۱
۳۲۶	قرآن	۱۴۳	۲۸۲	مالِ ضمار	۱۳۲
۳۲۸	تمتع	۱۴۵	۲۸۵	سوالات	۱۳۳
۳۲۹	عمرو	۱۴۶	۲۸۶	سونے اور چاندی کا نصاب	۱۳۴
۳۳۰	جموعہ کا حج	۱۴۷	۲۸۸	زکوٰۃ کا مصرف	۱۳۵
۳۳۱	جنایات	۱۴۸	۲۹۲	مدقہ فطر	۱۳۶
۳۳۲	قربانی کے جانور	۱۴۹	۲۹۳	مدقہ فطر کی مقدار	۱۳۷
۳۳۶	زیارت اقصیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	۱۵۰	۲۹۶	سوالات	۱۳۸
۳۴۸	سوالات	۱۵۱	۲۹۷	حج کا بیان	۱۳۹
			۳۰۰	حج کے واجبات	۱۴۰

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم وعلی آلہ واصحابہ اجمعین

علم دین کا بقدر حاجت و ضرورت حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔
علماء کے لئے عقیدے کی تصحیح کے بعد اخلاص کا اختیار کرنا انتہائی ضروری ہے یعنی ان کے علم و عمل
کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا کا حاصل کرنا ہو، دنیا کی دولت اور اس کے مفادات کا حصول پیش نظر نہ ہو
اللہ تعالیٰ کے فرائض و واجبات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل پیرا ہوں حدیث شریف
میں ہے

لَا يُوْمِرُ أَحَدُكُمْ حَتَّى يَكُونَتْ هَوَاؤُهُ تَبْعًا لِمَا جُتِبَ بِهِ

تم میں سے کوئی شخص مومن نہیں ہوگا جب تک اس کی خواہش ہمارے لئے ہونے احکام کے
تابع نہ ہو۔

دین کے مسائل ضروریہ سے مسلمان بھائیوں کو آگاہ کریں، آج ضرورت ہے کہ نماز، روزہ، حج اور
زکوٰۃ کے عزائمات پر۔۔۔ کانفرنس منعقد کی جائیں، یہی سنا رہے ہیں کہ جاتیں اور دین کے بارے میں عوام و
خواص میں پائی جانے والی غفلت اور بے علمی کے ازالے کی کوشش کی جائے۔

نور الایضاح درس نظامی کے طلباء و طالبات کو پڑھائی جانے والی وہ اہم جامع اور مختصر کتاب
ہے جو دین کے ارکان علیہ کو بیان کرتی ہے مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی سلمہ اللہ تعالیٰ نے اس کا اردو
ترجمہ اور مختصر تشریح لکھ کر نہ صرف دینی طلباء و طالبات کے لیے آسانی فراہم کر دی ہے بلکہ دینی مسائل کا ٹیپ
رکھنے والے اردو دان طبقے کے لیے بھی استفادے کی راہ ہموار کر دی ہے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اوقات
میں بڑی برکت عطا فرمائی ہے۔ حال ہی میں انہوں نے اربعین امام نووی کا اردو ترجمہ کیا اور آسان شرح بھی
اس کے بعد اردو میں اصول الشاشی کے مسائل کو سوال و جواب کی صورت میں لکھ کر شائع کیا ہے اس
کے ساتھ ہی وہ شرح معانی الآثار امام حمادی کا ترجمہ اور اس کے مطالب کا خلاصہ بھی لکھ رہے ہیں
اللہ تعالیٰ انہیں ان امور خیر کی بہترین جزا دینا و آخرت میں عطا فرمائے۔

مقام مسرت ہے کہ اہل سنت و جماعت کے نوجوان فضلاء قلم و قریاس کی اہمیت کو محسوس کر کے

اپنے قیمتی اوقات کا کچھ حصہ تصنیف و تالیف پر بھی صرف کرنے لگے ہیں۔ خصوصاً وہ سب نفاذی کی کتابوں پر شرح و حواشی لکھنے کا رجحان خاصاً اطمینان بخش ہے۔ ذیل میں چند حضرات کے نام پیش کیے جاتے ہیں :

۱۔ مولانا علامہ محمد صدیق ہزاروی مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور (جن کا تذکرہ ابھی کیا گیا ہے)۔
۲۔ مولانا علامہ حافظ محمد عبدالستار سیدی مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور، صرف نحو اور منطق کے نکتے اور رسالہ تعلیم المنطق لکھ کر شائع کر چکے ہیں۔

۳۔ مولانا حافظ محمد اشرف چوہدری مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور، گلبن صرف و نحو اور گلشن اسلام کے نام سے صرفی، نحوی اور دینی معلومات کا گرانقدر ذخیرہ بہت بڑے اشتہار کی صورت میں شائع کر چکے ہیں۔

۴۔ مولانا علامہ محمد اشرف نقشبندی مدرس جامعہ فاروقیہ رضویہ لاہور، مرقات کی اردو شرح التقریرات کے بعد حسامی کی اردو شرح دو جلدوں میں شائع ہو چکے ہیں۔

۵۔ مناظر اسلام مولانا علامہ حاجی محمد علی مہتمم جامعہ رسولیہ شیرازیہ لاہور از دوشیعہ میں سولہ جلدوں کے علاوہ اردو میں قانونیہ رسولیہ لکھ چکے ہیں۔

۶۔ مولانا حاجی نذیر احمد مدرس مدرسہ ہدایت القرآن طمان علم الصیغہ اور میزان الصرف کی اردو شرح لکھ چکے ہیں۔

۷۔ مولانا محمد عطار الرسول مدرس جامعہ ادیبیہ بہادر پور پنڈنامہ اور گلستان پر اردو حواشی شائع کر چکے ہیں۔
۸۔ مولانا علامہ غلام محمد شرف پوری مدرس جامعہ نعیمیہ لاہور، سبزی کی اردو شرح لکھ رہے ہیں اللہ نقشہ علیہم و آلہم شائع کر چکے ہیں۔

۹۔ مولانا مفتی یار محمد مدرس جامعہ فریدیہ ساہیوال سبزی پر عربی میں حاشیہ لکھ رہے ہیں۔
۱۰۔ مولانا علامہ محمد احمد مصباحی مدرس جامعہ اشرفیہ مبارک پور (انڈیا) ہدایت الحکمتہ کا اردو ترجمہ شائع کر چکے ہیں۔

رابطہ المسکین پاکستان کے اراکین ان تمام حضرات کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

محمد عبدالحکیم شرف قادری

جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

۵ رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ

یکم اپریل ۱۹۹۰ء

ابتدائیہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

محمد کا ونصلی و تسلم علی رسولہ الکریم و علی آلہ وصحبہ اجمعین

انسان اشرف المخلوقات ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے ”وَلَقَدْ کَرَّمْنَا بَنِي آدَمَ“ (اور ہم نے انسان کو عزت بخشی ہے) کے تاج سے سرفراز فرمایا۔ بنا بریں اس کا مقصد حیات بھی نہایت ارفع و اعلیٰ اور جلا گانہ حیثیت کا حامل ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ۔ (۱) اور ہم نے جنوں اور انسانوں کو محض اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ عبادت، احکام خداوندی کی بجا آوری کو کہتے ہیں۔ چنانچہ لسان العرب میں ہے ”الْعِبَادَةُ، الطَّاعَةُ (۲) عبادت

فرمانبرداری کا نام ہے۔

گویا ہماری زندگی کا بنیادی اہم مقصد اللہ تعالیٰ کے احکام بجالانا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے ”قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ“ (۳) فرمادیجئے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم مانو۔

اور یہ بات واضح ہے کہ جب تک اللہ تعالیٰ کے احکام کا علم نہ ہو اس وقت تک اس کی اطاعت و فرمانبرداری ناممکن ہے یہی وجہ ہے کہ قرآن پاک جن پانچ علوم پر مشتمل ہے ان میں سے ایک علم ”علم الاحکام“ ہے بلکہ غور و فکر سے واضح طور پر معلوم ہوتا ہے کہ پانچ علوم میں سے علم الاحکام نہ صرف ایک اہم علم ہے بلکہ دیگر چار علوم بھی اسی کے گرد چکر لگاتے نظر آتے ہیں۔

۱۔ القرآن، سورہ الذاریات آیت ۵۶

۲۔ لسان العرب ج ۳ ص ۲۷۲

۳۔ القرآن۔ سورہ آل عمران آیت ۳۲

۴۔ شاہ ولی اللہ، محدث، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر (اردو) ص ۴

مثلاً علم مناظرہ: کا مقصد یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ اور منافقین کے ساتھ مناظرے کا علم حاصل کیا جائے تاکہ اس کے ذریعے ان پر اسلام کی حقانیت واضح کرتے ہوئے انہیں اطاعتِ خداوندی کی راہ پر گامزن کیا جاسکے۔

علم تذکیرِ آلاء اللہ تعالیٰ کی نعتیں یاد دلانا اس علم کا نتیجہ بھی اطاعتِ ربانی کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے کیونکہ جب کوئی شخص انعاماتِ خداوندی کا علم حاصل کر لیتا ہے تو وہ اس کی فرمانبرداری کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

علم تذکیرِ آیام اللہ تعالیٰ کے خاص دن یاد دلانا اس علم کا مقصد بھی یہی ہے کہ جن ایام میں مومن و مطیع لوگوں پر انعاماتِ خداوندی کی بارش ہوئی اور جن ایام میں منکرین اور نافرمان لوگ اپنے جرم کے باعث عذابِ الہی کے مستحق ہوئے۔ ان کا علم حاصل کر کے اطاعت کی راہ اختیار کی جائے اور نافرمانی سے اجتناب کیا جائے۔

علم تذکیرِ موت و ما بعد موت اور اس کے بعد کے حالات سے آگاہ ہونا اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ انسان اپنی عاقبت کی فکر کرتے ہوئے ایسے کام کرے جو جنت میں جانے کا باعث ہیں اور ایسی احکامِ خداوندی کی بجا آوری ہے۔ قرآن پاک کے ذریعے انسان کو احکامِ خداوندی پر مبنی ایک دستورِ حیات عطا کیا گیا جس میں حیاتِ انسانی کے تمام مسائل کا حل بدرجہ اتم موجود ہے۔

چونکہ قرآن پاک سے حصولِ احکام کی عام اجازت نقصان دہ اور اختلاف و انتشار کا موجب بنتی لہذا اللہ تعالیٰ نے یہ قرآن پانے آخری پیغمبر سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرما کر امتِ مسلمہ کو ان کی تعلیم و تربیت سے استفادہ کا پابند بنایا۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ الَّذِي كُرِّتُ بِهِ سُرُورٌ
مَّا يُنْزِلُ إِلَيْكَ مِنْهُ (۱)

اور ہم نے یہ ذکر (قرآن پاک) آپ کی طرف اتارا
تاکہ آپ لوگوں کے سامنے وہ چیز بیان کریں جو
ان کی طرف تماری گئی۔

آیت کریمہ سے واضح ہوتا ہے کہ قرآن پاک کی تفسیر و توضیح کے سلسلے میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی حرفِ آخر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آپ کی اطاعت کو بھی ضروری قرار دیا گیا بلکہ آپ کی فرمانبرداری کے بغیر اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا تصور ممکن ہی نہیں۔ ارشادِ خداوندی ہے۔

وَمَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ (۲)

جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی
اس نے اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی۔

۱۔ القرآن، سورہ النحل آیت ۴۴
۲۔ القرآن، سورہ النساء آیت ۸۰

اور آپ کے ارشادات کو قانونی حیثیت دیتے ہوئے ان کی صداقت کو یوں بیان کیا:
 وَمَا يَنْطَلِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ (۱)

اور آپ اپنی مرضی سے کلام نہیں کرتے بلکہ وہی بات فرماتے ہیں جو آپ کی طرف وحی کی جاتی ہے۔

نیز ارشاد فرمایا۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا (۲)

اور جو کچھ تمہیں رسول صلی اللہ علیہ وسلم عطا فرمائیں اسے لے لو اور جس سے منع فرمائیں، رک جاؤ۔

لہذا احکام خداوندی کے حصول کے لیے دو چیزوں کی طرف رجوع کیا جائے گا اور شریعت اسلامیہ کے بنیادی ماخذ بھی یہی دو چیزیں ہیں۔ (۱) قرآن پاک (۲) سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم۔
 قرآن پاک کو وحی علی اور سنت یا حدیث کو وحی خفی کہتے ہیں۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ میں مسلمان آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر مسائل کا حل پوچھتے اور طہنائی حاصل کرتے تھے لہذا انہیں کسی قسم کی دقت پیش نہیں آتی تھی۔ اسی طرح شارح قرآن سے براہ راست استفادہ کی بہت ان لوگوں کو تو حاصل تھی جو دیر رسالت سے تعلق رکھتے اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو سکتے تھے لیکن سوال یہ تھا کہ وہ لوگ جو دور واز کے علاقوں میں رہتے اور ہر مسئلے کے حل کے لیے بارگاہِ نبوی سے رجوع نہیں کر سکتے وہ اپنے مسائل کیسے حل کریں یا سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد قیامت تک پیش آمدہ مسائل کو حل کرنے کے سلسلے میں کیا طریقہ اختیار کیا جائے تو اس ضمن میں اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور اہل علم کو قرآن و سنت کا روشنی میں اجتہاد کی اجازت دی گئی۔ چنانچہ دیر رسالت میں ہی اجتہاد کی طرح ڈال دی گئی تھی تاکہ اسے سند حاصل ہو جائے اور کوئی شخص انکار کی جرأت نہ کر سکے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا واقعہ مشہور ہے۔ آپ کو یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیجا گیا تو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیسے فیصلہ کرو گے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ کی کتاب سے، فرمایا اگر اس میں نہ پاؤ؟ عرض کیا سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے، آپ نے فرمایا اگر اس میں بھی نہ پاؤ تو؟ انہوں نے عرض کیا پھر اپنی راستے سے اجتہاد کروں گا۔ اس پر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسرت کا اظہار فرمایا اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اس نے آپ کے نمائندے کو مسائل حل کرنے کی توفیق بخشی ہے۔

قرآن پاک کی آیت کریمہ "فَاسْأَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ" (۳)

۱۔ قرآن سورہ النجم آیت ۳

۲۔ "حشر آیت ۱"

۳۔ النحل آیت ۴۳

(اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے پوچھو) میں اسی بات کی طرف اشارہ ہے کہ قرآن و سنت سے واضح طور پر مسئلہ معلوم نہ ہو سکے تو مجتہدین و فقہاء کرام سے راہنمائی حاصل کرو۔
اگر کسی دلمے کے تمام یا اکثر مجتہدین کسی مسئلے پر متفق ہو جائیں تو اسے اجماع کہتے ہیں۔ اگر بعض ائمہ کا اجتہادی فیصلہ ہو تو اسے قیاس کہا جاتا ہے۔

گویا شرعی احکام چار طریقے سے حاصل ہوتے ہیں (۱) قرآن پاک (۲) سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم (۳) اجماع (۴) قیاس
یہی شرعی دلائل ہیں اور انہی کو اصول فقہ کہا جاتا ہے۔
علم الاحکام کا دوسرا نام علم فقہ ہے۔ اگرچہ مشروع شروع میں علم فقہ میں کافی دست تھی لیکن جوں جوں مختلف علوم الگ الگ مرتب ہو گئے علم فقہ ایک خاص معنی میں محدود ہو گیا۔

علم فقہ کی تعریف:

لغوی اعتبار سے فقہ کسی چیز کو جاننے اور معلوم کرنے کا نام ہے۔

اصطلاح فقہاء میں اس کی تعریف یوں ہے۔

ان احکام شرعیہ فرعیہ کا جاننا جو اپنے تفصیلی دلائل
(قرآن، سنت، اجماع اور قیاس) سے اخذ کیے گئے ہوں۔

الْعِلْمُ بِالْأَحْكَامِ الشَّرْعِيَّةِ الْفُرْعِيَّةِ
الْمُكْتَسَبُ مِنْ أَدِلَّتِهَا التَّفْصِيلِيَّةِ ۱

علم فقہ کا موضوع:

اس علم میں مکلف (ماتل و بالغ) مسلمان کے فعل یعنی فرض، واجب، حلال، حرام مستحب اور مکروہ وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔

ماخذ فقہ:

فقہ کے چار ماخذ ہیں قرآن، سنت، اجماع اور قیاس۔

علم فقہ کی غایت:

اس علم کے حصول کا مقصد دارین کی سعادتوں سے بہرہ ور ہونا ہے یعنی انسان دنیا میں خود بھی جہالت کی گھاٹیوں

۱۔ الدر المختار جلد اول ص ۵۔

سے ترقی کر کے علم نافع کے اعلیٰ مرتبہ کو پہنچ جائے۔ خود بھی احکام الہیہ پر عمل پیرا ہو اور دوسروں کو بھی حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تعلیم دے کر آخرت میں جنتی نعمتوں سے مالا مال ہو جائے۔

علم فقہ کی فضیلت:

علم فقہ کی اہمیت و فضیلت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ اس کے حصول کے بعد انسان نہ صرف اپنی انفرادی زندگی بلکہ معاشرتی اور اجتماعی زندگی میں بھرپور کردار ادا کرنے کے قابل ہو جاتا ہے جب تک وہ علم فقہ سے بہرہ ور نہیں ہوتا، حقوق اللہ اور حقوق العباد سے لاعلم رہتا اور جمالت کی وادیوں میں بھٹکتا رہتا ہے لہذا وہ حقوق کی ادائیگی کرنا چاہے بھی تو معلومات نہ ہونے کی بنیاد پر خود بھٹکتے بلکہ دوسروں کو بھی غلط راستے پر ڈالنے کا خطرہ رہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی تبلیغ کے لیے علم فقہ کا حصول لازمی قرار دیا ہے۔ ارشاد خداوندی ہے۔

فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِنْهُمْ فَرَقَةٌ
طَائِفَةٌ لِيَتَفَقَّهُوا فِي الدِّينِ
وَلِيُنذِرُوا قَوْمَهُمْ إِذَا رَجَعُوا إِلَيْهِمْ

تو کیوں نہ ہوا کہ ان کے ہر گروہ میں سے ایک جماعت
نکلے کہ دین کی سمجھ حاصل کریں اور واپس آکر اپنی قوم
کو ڈر سنائیں۔

اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے محض زاہد سے فقیہ کی برتری کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا۔
فَقِيهٌ اَشَدُّ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ اَلْفِ عَابِدٍ

ایک فقیہ شیطان پر ایک ہزار عابد کی نسبت زیادہ
مستحق ہوتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔
تَفَقَّهُوا قَبْلَ أَنْ تَسْوَدُّ وُجُوهُكُمْ

حصولِ سیادت سے پہلے فقہ (دین کی سمجھ) حاصل کر دو۔

جیسا کہ آپ نے گزشتہ سطور سے معلوم کر لیا ہے فقہ کی بنیاد چار چیزوں پر ہے، قرآن، سنت، اجماع اور قیاس
بعض لوگ قرآن و سنت کو تو مانتے ہیں لیکن اجماع و قیاس کو حق کی بنیاد اجتماع و استنباط پر ہے۔ تسلیم کرنے کے لیے تیار نہیں
گویا ان کے نزدیک قرآن و سنت کی روشنی میں مسائل کا حل پیش کرنے والے فقہاء کرام کی تمام کاوشیں بیکار اور خلافِ اسلام ہیں

۱۔ مفید الفتی (فقہ اسلامی) ص ۱۱

۲۔ القرآن سورہ توبہ آیت ۱۲۲

۳۔ جامع ترمذی۔ الباب العلم ص ۳۸۴

۴۔ صحیح بخاری جلد اول ص ۱۷

حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ قرآنی آیات، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ادا قوال صحابہ رضی اللہ عنہم میں غور و فکر کر کے دقتاً فوق پیش آنے والے مسائل کا حل تلاش نہ کیا جاتے تو امت مسلمہ کس کی طرف رجوع کرے گی کیا ان کے نزدیک عقیدہ ختم نبوت کی کوئی حیثیت نہیں اور وہ نہیں جانتے کہ اب کوئی نیا نبی نہیں آئے گا جو قرآن پاک کی تشریح و توضیح کے ذریعے مسائل کا حل بتاتے بلکہ یہ فریضہ اجتہادی صلاحیتوں سے بہرہ ور علماء کو سونپا گیا ہے اور یہ امت مسلمہ پر اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان ہے لیکن تعجب خیز بات یہ ہے کہ منکرین اجتہاد کو ائمہ اسلاف کی تحقیقی و اجتہادی کاوشیں تو قبول نہیں لیکن خود قرآن و سنت کی من مانی تاویلیں کر کے بزرگ خلیش اجتہادی گناہ کے مرتکب ہو رہے ہیں جب کہ علم و دانش اور زہد و تقویٰ کے اعتبار سے یہ لوگ اجتہاد کے اہل ہی نہیں۔

اور پھر جب پاکستان کی عدالت عظمیٰ (سپریم کورٹ) کا فیصلہ قانون بن جاتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ فقہاء کرام کی اجتہادی کوششوں کو قانونی حیثیت حاصل نہ ہو۔

لکھا و درنگی کا کیا علاج کہ منکرین اجتہاد، اسلاف فقہاء کرام کی محنتوں سے چوری چھپے استناد کرتے ہیں اور بظاہر انکار کی راہ اختیار کیے ہوئے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک واقعہ ریکارڈ پر لانا ضروری سمجھتا ہوں۔

شوال المکرم ۱۴۰۹ھ میں دیوبندی مکتب فکر کے ایک عالم مولوی کریم عبداللہ موضع منڈ ہار ضلع مانسہرہ (پناب) نے راقم کو بتایا کہ جب وہ امرتسر (ہندوستان) کی ایک جامع مسجد کے خلیفہ تھے تو دقتاً فوق مولوی شاماد امرتسری غیر مقلد کے پاس جایا کرتے تھے۔ امرتسری صاحب کے پاس مسائل کے حل کے لیے جو خطوط آتے ان کے جوابات لکھتے ہوئے وہ اپنے خادم سے کہتے ہا یہ (فقہ حنفی کی کتاب) نکال کر لاؤ۔ مولوی کریم عبداللہ کہتے ہیں میں ان سے ازراہ مذاق کہتا نہیں جناب مشکوٰۃ شریف (حدیث کی کتاب) سے قویٰ لکھے ہا یہ تو آپ کو تسلیم ہی نہیں تو جوا باً مولوی امرتسری کہتے مولانا! حقیقت یہ ہے کہ ان فقہاء کرام کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے اگر آج ان لوگوں کی فقہ ہمارے پاس نہ ہوتی تو ہر مسئلے کا حدیث سے جواب دینا مشکل ہو جاتا۔

آپ نے دیکھا کس طرح غیر مقلدین کے امام مولوی شاماد کو بھی یہ بات تسلیم ہے کہ فقہاء کرام کی کاوشیں، اسلاف مسلمہ پر ان کا بہت بڑا احسان ہے اور یقیناً مولوی صاحب مذکور یہ بھی جانتے اور تسلیم کرتے ہیں کہ فقہاء اسلامی، قرآن و سنت سے ماخوذ ہے ان سے تصادم نہیں۔ کاش وہی بات جسے یہ لوگ چوری چھپے تسلیم کرتے ہیں، کھلے بندوں بھی مان لیں تو امت کے انتشار و افتراق کو ختم کرنے میں بہت بڑی مدد مل سکتی ہے۔

مذہب اربعہ :

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، اجتہاد کا سلسلہ دور رسالت ہی میں شروع ہو چکا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے

اس پر سرت کا اظہار بھی فرمایا تھا، صحابہ کرام قرآن و سنت کی روشنی میں، پیش آمدہ مسائل کا حل تلاش کرتے تھے، تابعین نے بھی اس کام کو آگے بڑھایا اور یوں مختلف علاقوں میں مجتہدین کرام کی جماعتیں وجود میں آ گئیں۔

ان فقہار و مجتہدین میں سے بعض حضرات کی فقہ مدون ہوئی۔ اس کے لیے اصول و ضوابط بنائے گئے اور اس طرح ان کے فقہی مذاہب جاری ہو گئے۔

لیکن ان فقہی مذاہب میں سے صرف چار مذاہب، قدرے شہرت کو پہنچے، عالم اسلام میں بسنے والے مسلمانوں نے ان سے رشتہ جوڑا اور ان کی فقہی قیادت کو تسلیم کیا۔ ان چار فقہی مذاہب کے بانی امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت، امام مالک بن انس، امام محمد بن ادریس شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ ہیں۔ جن کی فقہ بالترتیب فقہ حنفی، فقہ مالکی، فقہ شافعی اور فقہ حنبلی کہلاتی ہے۔

اہل سنت و جماعت کا ان چار مذاہب فقہ میں سے کسی ایک کے ساتھ تعلق ضروری ہے۔ اور اس تعلق کو عقیدہ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔

علامہ سید احمد طحطاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

”بعض مفسرین نے ارشاد باری تعالیٰ ”وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا“ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ”حبل اللہ“ اللہ کی رسی ہے ”جماعت“ مراد ہے کیونکہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ”وَلَا تَفَرَّقُوا“ (اور الگ الگ نہ ہو جاؤ) ارشاد فرمایا اہل علم کے نزدیک جماعت سے فقیہ اور علماء مراد ہیں۔ جو شخص ان لوگوں سے ایک بالشت بھی جدا ہوا وہ گمراہی میں پڑ گیا، اللہ تعالیٰ کی مدد سے محروم ہوا اور جہنم کا مستحق ہوا۔ کیونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، خلفاء راشدین اور بعد کے لوگوں کا طریقہ وہی لوگ پاسکتے ہیں جو اہل علم و فقہ ہیں۔ پس جو شخص جمہور فقہاء اور سواد اعظم سے الگ ہوا وہ اہل جہنم کے ساتھ مل گیا۔ لہذا اے مومنین کی جماعت با تم پر نجات پانے والی جماعت ”اہل سنت و جماعت“ کی اتباع لازم ہے کیونکہ ان کی موافقت سے ہی اللہ تعالیٰ کی مدد و حفاظت اور توفیق حاصل ہوتی ہے جب کہ ان کی مخالفت، ذلت و رسوائی اور اللہ تعالیٰ کے غضب کا باعث ہے۔ اور آج یہ نجات پانے والی جماعت صرف چار مذاہب میں منحصر ہے یعنی وہ حنفی، مالکی، شافعی، اور حنبلی ہیں جو شخص اس دور میں ان چار مذاہب سے خارج ہے وہ بدعتی، مستحق جہنم ہے۔“

فقہ حنفی:

ان چار مذاہب میں سے فقہ حنفی کو جو قبولیت عامہ حاصل ہوئی وہ محتاج تعارف نہیں۔ آج دنیا میں فقہ حنفی سے

لے احمد طحطاوی۔ السید عاشق الطحطاوی علی الدر المختار جلد ۲ ص ۱۵۲، ۱۵۳۔

تعلق رکھنے والے مسلمانوں کی تعداد دیگر مذاہب کے متعلقین سے کہیں زیادہ ہے۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ وہ کونسی وجوہات ہیں جن کی بنا پر فقی حنفی ایک امتیازی شان کی حامل بن گئی۔ اس ضمن میں شبلی نعمانی لکھتے ہیں۔

”امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اس صفت میں اپنے تمام ہم عصروں سے ممتاز تھے کہ وہ مذہبی تقدس کے ساتھ دنیوی اغراض کے اندازہ شناس تھے اور تمدن کی ضرورتوں کو اچھی طرح سمجھتے تھے مرحمت اور فصل تقایا (مقدمات کے فیصلوں) کی وجہ سے ہزاروں پیچیدہ معاملات ان کی نگاہ سے گزر چکے تھے ان کی مجلس افتاء بہت بڑی عدالت عالیہ تھی جس نے لاکھوں مقدمات کا فیصلہ کیا تھا وہ مکی حیثیت رکھتی تھی اور ارکانِ سلطنت، بہائم امور میں ان سے مشورہ لیتے تھے ان کے شاگرد اور ہم نشین جن کی تعداد سینکڑوں سے زیادہ تھی، عموماً وہ لوگ تھے جو منصبِ قضا پر مامور تھے۔ ان باتوں کے ساتھ خود ان کی طبیعت مقننانہ اور معاملہ سنج واقع ہوئی تھی وہ ہر بات کو قانون کی حیثیت سے دیکھتے تھے اور اس کے دقیق نکاتوں تک پہنچتے تھے یہ

فقہ حنفی کی خصوصیات:

علامہ شبلی نعمانی نے فقہ حنفی کی پانچ خصوصیات ذکر کی ہیں۔

۱۱، عقل کے مطابق ہونا۔۔۔۔۔ فقہ حنفی عقل کے مطابق ہے اور یہ فقہ مسائل کے اسرار و مصالح پر مبنی ہے اس سلسلے میں امام طحاوی رحمہ اللہ کی شرح معانی الآثار کو سامنے رکھا جائے تو واضح ہوتا ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب، احادیث اور غور و فکر دونوں کے موافق ہے۔

(۲) آسان ہونا۔۔۔۔۔ فقہ حنفی آسان فقہ ہے، قرآن پاک میں متعدد جگہ آیا ہے کہ ”خدا تم لوگوں پر آسانی چاہتا ہے، سختی نہیں چاہتا۔“

سریلیں چاہتا۔
سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں سید سے اور آسان دین کے ساتھ بھیجا گیا ہوں۔ یہ کہانی دین اسلام کا طرہ امتیاز نہیں ہے اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی فقہ میں بھی یہی بات پیش نظر رکھی گئی ہے۔ اس سلسلے میں بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ یہاں صرف ایک مثال پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ مثلاً چوری کے ایک نصاب یعنی ایک اشرفی

۱۸۰۔ شبلی نعمانی، مولانا سیرت نعمان ص ۱۸۰

٢٥ القرآن سورة بقرہ ۱۸۵

۳۷ مسند امام احمد بن حنبل جلد ۶ ص ۱۱۶۔

میں متعدد چور شرک ہوں تو امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک کسی کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جب کہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک ہر ایک کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(۳) قواعد معاملات کی وسعت: — فقہ حنفی کے قواعد معاملات وسیع تمدن کے موافق ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک معاملات کے احکام ایسا ابتدائی حالات میں تھے کہ تمدن و تہذیب یا فقہ ملک کے لیے بالکل ناکافی تھے نہ معاہدات کے استحکام کے قواعد منضبط تھے نہ دستاویزات وغیرہ کی تحریر کا اصول قائم ہوا تھا اور نہ مقدمات کے فیصلوں اور دائرے شہادت کا کوئی باقاعدہ طریقہ تھا، امام اعظم رحمہ اللہ پہلے شخص ہیں جو ان چیزوں کو قانون کی صورت میں لاتے۔

(۴) ذمیوں کے حقوق: — وہ غیر مسلم جو مسلمانوں کے ملک میں ان کے تابع بن کر رہتے ہیں ذمی کہلاتے ہیں اسلام نے جس طرح مسلمان رعایا کو حقوق عطا کیے ہیں۔ اسی طرح ذمیوں کی حفاظت اور انہیں حقوق کی ادائیگی کا بھی اعلان کیا ہے امام اعظم رحمہ اللہ نے اسلامی تعلیمات کے مطابق اپنی فقہ میں ذمیوں کو جو حقوق دیے ہیں دنیا کی کسی حکومت نے غیر قوم کو وہ حقوق نہیں دیے۔ فقہ حنفی کے مطابق ذمیوں کے حقوق محض زبانی دعویٰ نہیں بلکہ یہ عملاً نافذ رہے ہیں۔ بالخصوص ہارون الرشید کی وسیع حکومت انہی احکام کی پابند تھی۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ذمیوں کا خون مسلمانوں کے خون کے برابر ہے۔ (۵) نصوص شرعیہ سے مطابقت: — ویسے تو ہر امام کی فقہ، نصوص شرعیہ یعنی قرآن و سنت سے ثابت ہے لیکن امام اعظم رحمہ اللہ کا اجتہاد و استنباط دوسرے ائمہ کی نسبت زیادہ قوی اور مدلل ہے۔ مثلاً امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا مذہب ہے کہ نماز کے دوران متیم کو پانی مل جائے تو تیم لٹ جائے گا۔ امام مالک اور امام احمد بن حنبل رحمہما اللہ اس کے خلاف ہیں۔ امام اعظم کا استدلال یہ ہے کہ قرآن پاک میں تیم کا جواز، مطلق تجدوا ماء (پانی نہ پاؤ) کی شرط سے مشروط ہے جب شرط رہی تو مشروط بھی باقی نہ رہا اسی طرح کی بے شمار مثالیں پیش کی جاسکتی ہیں۔ لیکن یہ مختصر مضمون ان کا متحمل نہیں ہو سکتا تفصیل کے لیے دیگر کتب کی طرف رجوع کیا جائے۔

شاہ ولی اللہ اور فقہ حنفی:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہما اللہ ہندوستان کے بے علم لوگوں پر امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی تقلید ضروری سمجھتے ہیں۔ فرماتے ہیں۔

”جب جاہل آدمی ہندوستان کے ممالک اور ماوراء النہر کے شہروں میں ہوا اور کوئی عالم شافعی، مالکی اور حنبلی وہاں نہ ہو اور نہ ان مذاہب کی کوئی کتاب ہو تو اس پر واجب ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی

لے شبلی نعمانی، مولانا سیرت نعمان ص تریم و اضافہ کے ساتھ

تقلید کرے اور امام اعظم کے مذہب سے باہر نکلنا اس پر حرام ہے۔ کیونکہ اس صورت میں شریعت کی رسی اپنی گردن سے نکال کر جعل بیکار رہ جائے گا۔

نور الایضاح:

نور الایضاح، عبادات پر مشتمل فقہ حنفی کی ایک مختصر مگر جامع کتاب ہے۔ اس کتاب میں ضروری مسائل کا اجمالی ذکر ہے ان مسائل سے آگاہی نہ صرف طلباء و طالبات بلکہ ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اسی بنا پر اس کتاب کو عربی سے اردو میں منتقل کرنے کی ضرورت پیش آئی تاکہ وہ لوگ جو عربی زبان اور اس کی گرائمر سے ناواقف ہیں عبادت کی درستگی کے لیے اس سے استفادہ کر سکیں۔

نور الایضاح کے مصنف حضرت شیخ حسن بن عمار بن علی کے تفصیلی حالات دستیاب نہیں ہو سکے تاہم ان کا اجمالی تعارف یوں ہے۔

آپ کی کنیت ابو الاخلاص، نام حسن، ولایت عمار اور جدا مجد کا نام علی تھا آپ ۹۹۲ھ میں مصر کے ایک قصبہ شبرا بلوہ میں پیدا ہوئے۔ نسبت غیر قیاسی کے اعتبار سے شبرا بلوہ کی بجائے شرنبلالی کہلاتے ہیں۔

انکی نسبت سے مصری اور قبطی ادارے کی مناسبت سے ازہری کہا جاتا ہے۔ آپ سات سال کے تھے کہ والد ماجد کے ساتھ پیدائشی قصبے سے قاہرہ منتقل ہوئے قرآن پاک حفظ کیا اور علوم دینیہ کی تحصیل میں مشغول ہو گئے۔

شیخ محمود حموی، شیخ عبدالرحمن میری، امام عبداللہ نخعی اور علامہ محمد ابو سے شرف تلمذ حاصل کیا۔ فقہ کی سند مورخانہ کرد و بزرگوں اور شیخ امام علی بن عامر مقدسی سے حاصل کی۔

جامعہ ازہری میں مسند تدریس پر فائز ہوئے اور قاہرہ میں علوم و خواص کے مرجع رہے فقہ میں مکمل نصوص کی معرفت اور تحریر و تصنیف میں یکتائے روزگار ہونے کے باعث متاخرین میں نہایت عمدہ شخصیت شمار ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ نہ صرف عوام بلکہ ارکان حکومت بھی آپ سے استفادہ کرتے تھے۔ آپ سے کسب فیض کرنے والوں میں علامہ احمد عجمی، سید سند احمد حموی وغیرہ مصری علماء اور علامہ اسماعیل نابلسی شامی شامل ہیں۔

امام حسن شرنبلالی رحمہ اللہ نے تصنیف و تالیف میں نمایاں کام کیا۔ مخطوطات کے علاوہ جو کتب زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہیں وہ یہ ہیں۔

۱، نور الایضاح (۲)، مراقی السعادت (۳)، غنیۃ ذوی الاحکام حاشیہ صلا للاحکام (۴)، مراقی الفلاح شرح نور الایضاح

(۵) شرح منظومہ ابن وہبان (۶) تحفۃ الاکمل و ما احتیج الیہ (۷) العقد الفرید فی التقلید (۹) رسائل شرفیہ
 دھوٹے بڑے رسائل کی تعداد ۴۸ ہے۔
 ۳۵۰ء میں آپ مسجد اقصیٰ میں استاذ ابوالاسف یوسف بن وفا کی صحبت میں حاضر ہوئے اور ان کی زندگی
 میں ان کے ساتھ رہے۔ غالباً انہی کی نسبت سے وفا کی بھی کہلاتے ہیں۔
 اور رمضان المبارک ۱۰۶۹ھ میں فقہ و دانش اور زہد و تقویٰ کا یہ عظیم پیکر اپنے خالق دماک کی بارگاہ میں حاضر ہو گئے
 انا لله وانا الیہ راجعون۔

مترجم نورالایضاح:

جیسا کہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے نورالایضاح، عبادات کے مسائل پر ایک جامع کتاب ہے اور مدارس عربیہ کے
 طلباء کے علاوہ اردو خوان حضرات کے لیے بھی اس کا پڑھنا اور گھروں میں رکھنا ضروری ہے بلکہ ہمارے سکولوں اور
 کالجوں میں بھی اس کتاب کو اردو ترجمہ کے ساتھ داخل نصاب کرنا از بس مفید ہے تاکہ نوجوان طلباء و طالبات عبادات
 کے مسائل سے آگاہ ہو سکیں۔

تنظیم المدارس نے طالبات کے امتحان ثانویہ عامہ کے لیے اس کتاب کو شامل نصاب کیا ہے لہذا ان طالبات
 کی راہنمائی کے لیے بھی اردو ترجمہ کی اشد ضرورت تھی۔

بنابرین استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری مدظلہ العالی کے حکم اور راہنمائی سے راقم نے
 نورالایضاح کے ترجمہ اور تشریح کی ایک حقیر سی کوشش کی ہے۔

جہاں تک اس میں کامیابی کا تعلق ہے اس سلسلے میں فی الحال کچھ کمنا شکل ہے امید ہے کہ اکابر علماء کرام بالخصوص
 مدارس کے مہتممین راقم کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے اپنے تاثرات اور ہدایات سے ضرور نوازیں گے۔

دعایہ کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرماتے ہوئے اس کے مولف کے درجات بلند فرمائے، راقم اور تمام
 مسلمانوں کو دین اسلام سے کامل وابستگی کی توفیق عطا فرمائے اور میری اس کوشش کو قبولیت کا شرف عطا فرما کر مرشد گرامی غزالی
 دہاں رازی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی اور میرے والد ماجد حضرت مولانا محمد عبدالمند ہاروی ثم چڑھوی
 (رحمہما اللہ) کے بلند درجات کا ذریعہ بناتے۔ آمین

محمد صدیق ہزاروی سعیدی
 جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

لے تذکرہ مصنفین درس نظامی ص ۹۲ مع مقدمہ ماشیہ عربی نورالایضاح۔

چند ضروری اصطلاحات

۱۔ فرض اعتقادی :- جو دلیل قطعی سے ثابت ہو جیسے رکوع اور سجدہ وغیرہ اس کا منکر آئمہ عنفیہ کے نزدیک مطلقاً کافر ہے اور بلا عذر صحیح شرعی ایک بار بھی چھوڑنے والا فاسق مرتکب کبیرہ ہے۔

۲۔ فرض عملی :- وہ حکم جس کا ثبوت ایسا قطعی نہ ہو مگر مجتہد کی نظر میں شرعی دلائل کی رُو سے وہ اس قدر قطعی ہے کہ اسے بجالانے بغیر آدمی بری الذمہ نہیں ہوتا مثلاً سر کے چوتھے حصے کا مسح کرنا۔

۳۔ واجب اعتقادی :- وہ حکم کہ دلیل قطعی سے اس کی ضرورت ثابت ہو فرض عملی اور واجب عملی دونوں اس کی قسمیں ہیں۔

۴۔ واجب عملی :- وہ واجب اعتقادی کہ اس کے لیے بغیر بری الذمہ ہونے کا احتمال ہو مگر ظن غالب اس کی ضرورت پر ہے اور اگر کسی عبادت میں اس کا بجالانا درکار ہو تو اس کے بغیر عبادت ناقص رہتی ہے۔ کسی واجب کو ایک بار قصداً چھوڑنا گناہ صغیرہ اور چند بار ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ مثلاً تشہد پڑھنا

۵۔ سنت موکدہ :- وہ عمل جس کو سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ کیا ہوا البتہ بیانِ جواز کے لیے کبھی ترک بھی فرمایا ہو۔ یا وہ عمل جس کے کرنے کی تاکید فرمائی لیکن چھوڑنے کی گنجائش بھی ہو۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنا گناہ ہے۔ چھوڑنے کی عادت ہو جاتے تو عذاب کا مستحق ہوگا

۶۔ سنت غیر موکدہ :- سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وہ عمل کہ نظرِ شرع میں ایسا مطلوب ہو کہ اس کا ترک ناپسند ہو لیکن اس قدر نہیں کہ اس پر عذاب سے ڈرایا جائے۔ اس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے نہ کرنے پر مواخذہ نہیں۔

۷۔ مستحب :- وہ عمل کہ شریعت کی نظر میں پسند ہو مگر چھوڑنے پر ناپسندیدگی نہ ہو خواہ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علماء کرام نے اسے پسند فرمایا۔ اگرچہ حدیث میں اس کا ذکر نہ آیا ہو۔ اس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

۸۔ مباح :- وہ عمل جس کا کرنا نہ کرنا یکساں ہو۔

۹۔ حرام قطعی :- یہ فرض کا مقابل ہے اس کا ایک بار بھی قصداً کرنا گناہ کبیرہ اور فسق ہے۔ اور پچانہ فرض و ثواب

۱۰۔ مکروہ تحویلی :- یہ واجب کا مقابل ہے۔ اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گناہ گار ہوتا ہے اگرچہ اس کا کرنا حرام کے گناہ سے کم ہے اور چند بار اس کا ارتکاب گناہ کبیرہ ہے۔

۱۱۔ اسات :- جس کا کرنا برا ہو اور کبھی کبھی کرنے والا مستحق عتاب اور ہمیشہ کرنے والا عذاب کا مستحق ہے۔ یہ سنت موکدہ کے مقابل ہے

۱۲۔ مکروہ تنزیہی :- جس کا کرنا شریعت میں پسندیدہ نہیں لیکن کرنے والا عذاب کا مستحق نہیں۔ یہ سنت غیر موکدہ کے مقابل ہے۔

۱۳۔ خلاف اولی :- وہ عمل کہ اس کا نہ کرنا بہتر تھا کی تو کوئی حرج نہیں اور نہ ہی کسی قسم کی جبر تک ہے۔ یہ مستحب کا مقابل ہے۔

(بعد شریعت حصہ دوم ص ۸۷)

خطبہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ
النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہِ الطَّاهِرِیْنَ وَصَحَابَتِہِ اَجْمَعِیْنَ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو نہایت مہربان رحم والا ہے
ہر قسم کی حمد و ستائش تمام جہانوں کے پروردگار کے لیے اور دود و سلام ہمارے سرور حضرت محمد (صلی اللہ
علیہ وسلم) پر جو سب سے آخری نبی ہیں اور آپ کی پاکیزہ آل اور تمام صحابہ کرام پر۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم میں اللہ تعالیٰ کے تین نام آئے ہیں۔ ایک ذاتی لفظ صفاتی۔
اللہ۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ذاتی اور خاص نام ہے کسی دوسرے پر کسی صورت میں بھی بولا نہیں جاسکتا۔ یہ نام اللہ تعالیٰ کی صفات کا
جامع ہے اسی لیے اس کو اسم اعظم بھی کہتے ہیں۔
رحمن ورحیم۔ رحمن برون فاعل صفت مشبہ کے صیغے ہیں اور ان کے معنی میں مبالغہ پایا جاتا ہے
یعنی بہت رحم کرنے والا۔ رحمن دنیا اور آخرت کی رحمت کو شامل ہے جب کہ رحیم، آخرت کے ساتھ خاص ہے۔
حمد۔ حمد کا لفظی معنی تعریف کرنا ہے اور اس پر الف لام داخل ہونے کی وجہ سے ہر قسم کی تعریف کو شامل ہے یعنی جب
بھی کوئی کسی کی تعریف کرے۔ درحقیقت وہ اللہ تعالیٰ کی تعریف ہے کیونکہ دنیا کا کوئی انسان یا کوئی چیز اسی لیے قابل تعریف ہے
کہ اللہ تعالیٰ نے اسے قابل تعریف بنایا ہے۔

”بسم اللہ“ کی طرح ہر اچھے کام کے شروع میں الحمد کا پڑھنا بھی موجب برکت اور باعث ثواب ہے اسی طرح کھانے پینے
یا کسی بھی نعمت کے حاصل ہونے پر ”الحمد للہ“ کہہ کر خداوند تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیے۔
رب۔ لفظ رب برون فاعل صفت مشبہ کا صیغہ ہے اور اس کا مادہ تربیت ہے۔ کسی چیز کو تدربیجاً اس کی منزل تک
پہنچانا تربیت کہلاتا ہے۔

عالمین۔ لام کی زبر کے ساتھ عالم کی جمع ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا سب کچھ عالم کہلاتا ہے چونکہ عالم کی مختلف اقسام ہیں
مثلاً عالم الانس، عالم الجن، عالم الملك وغیرہ۔ اس لیے جمع کا صیغہ استعمال کیا گیا۔

صلوة۔ لفظ صلاۃ باب تفعیل کا اسم مصدر ہے اور دعا، نماز، تسبیح اور رحمت کے معنی میں آتا ہے۔ یہاں صلاۃ سے
رحمت مراد ہے۔ جب لفظ صلاۃ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب ہو تو رحمت بھیجنا اور انسانوں یا فرشتوں کی طرف منسوب ہو تو رحمت
کی دعا کرنا مراد ہوتا ہے۔ ہر مسلمان پر لازم ہے کہ جب بھی سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی سنے تو آپ کی بارگاہ مقدس

میں ہدیہ صلوٰۃ و سلام نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن پاک میں ہے۔

”بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجتے ہیں۔ اے ایمان والو! تم بھی ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔“

حدیث شریف میں ہے۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔“

درود شریف کے لیے مختلف نسخے اور محلے منقول ہیں۔ ان میں سے جو درود شریف بھی پڑھا جائے موجب ثواب و برکات ہے۔ درود ابراہیمی پڑھیں یا ”الصلاة والسلام علیک یا رسول اللہ“ یا کوئی دوسرا درود۔ البتہ اس بات کا خیال رکھا جائے کہ جو کلمات درود پڑھے جائیں وہ درود و سلام دونوں پر مشتمل ہوں نماز میں چونکہ سلام الگ بھیجا جاتا ہے لہذا درود ابراہیمی پڑھنا چاہیے۔

سلام :- یہ لفظ بھی باب تفعیل کا ام مصدر ہے اور اس میں صلا تہی کے معنی ہیں آتا ہے جس طرح بارگاہ نبوی میں ہدیہ درود نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی حکم ہے بلکہ اس کی زیادہ تاکید ہے۔ بارگاہ رسالت مآب میں سلام انفرادی صحت میں پیش کیا جائے یا جمع ہو کر بیٹھ کر پڑھیں یا کھڑے ہو کر ہر طرح جائز ہے۔

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) :- ہمارے آقا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی ہے۔ لفظ محمد باب تفعیل سے اسم مفعول کا صیغہ ہے اور اس کا معنی ہے ”جس کی بار بار تعریف کی جائے“ چونکہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بند کیا گیا اور اولین و آخرین کی زبانوں پر آپ کی تعریف و تریف کے نئے نئے جاری ہوئے اس لیے آپ کا اسم گرامی محمد صلی اللہ علیہ وسلم رکھا گیا۔

خاتم النبیین :- خاتم النبیین کا معنی آخری نبی ہے ختم نبوت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف خاص ہے جس کے بعد کسی نئے نبی کا امکان بھی نہیں یہ مسلمانوں کا بنیادی عقیدہ ہے اور اس کا انکار کفر ہے۔

آل :- آل سے مراد اہل و عیال بھی ہوتے ہیں اور متعلقین و متوسلین بھی، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی انواع و اقسام کی صاحبزادیاں اور نواسے نیز ان کی اولاد آپ کی آل ہیں۔ علاوہ انہیں ہر مومن مسلمان آپ کی آل ہے۔ یہاں تمام امت اجابت مراد ہے کیونکہ یہ مقام دعا ہے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اور خدا گرامی۔ آل محمد کل تقیہ میں تقی سے مراد غیر مشرک مسلمان ہیں۔ (طحاوی علی المراقی)

صحابہ :- صحابہ صاحب کی جمع ہے۔ جن کا معنی ساتھی ہے وہ خوش نصیب مسلمان جن کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کا شرف حاصل ہوا صحابی کہلاتے ہیں۔ آپ نے اپنے تمام صحابہ کرام کو ایمان ہدایت کے ستارے قرار دیے ان کے دامن رشد و ہدایت سے وابستگی کی ترقیب دی ہے۔

۱/ جمعین :- جمع کی جمع ہے اور یہ لفظ تاکید کے طور پر استعمال ہوتا ہے۔

قَالَ الْعَبْدُ الْفَقِيرُ إِلَى مَوْلَاهُ الْغَنِيِّ أَبُو الْإِخْلَاصِ حَسَنُ الْوَفَاءِ شَرِيفُ الْبَلَاءِ شَرِيفُ الْبَلَاءِ
 الْحَنِيفِيُّ إِنَّهُ التَّائِبُ مِنْ بَعْضِ الْأَخْلَاصِ (عَامَلْنَا اللَّهَ وَآيَاتِهِمْ بِلُطْفِهِ الْخَفِيِّ)
 أَنْ أَعْمَلَ مُقَدِّمَةً فِي الْعِبَادَاتِ تُقَرِّبُ عَلَى الْمُبْتَدِئِ مَا تَشْتَتِ مِنَ الْمَسَائِلِ
 فِي الْمَطَوَّلَاتِ فَاسْتَعْنَتْ بِاللَّهِ تَعَالَى وَاجْتَبَيْتُهُ طَالِبًا لِلْخَوَابِ وَلَا أَذْكَرُ إِلَّا
 مَا جَزَمَ بِصِحَّتِهِ أَهْلُ التَّرْجِيحِ مِنْ غَيْرِ أَطْنَابٍ (وَسَمَّيْتُهُ) نُورُ الْإِيضَاحِ
 وَنَجَاةُ الْآرْوَاحِ وَاللَّهُ أَسْأَلُ أَنْ يَنْفَعَهُ بِهِ عِبَادَهُ وَيُدِيرَ بِهِ الْأَفْئَادَةَ.

سبب تالیف:

اپنے بے نیاز ملک کے محتاج بندے ابو الاخلاص حسن الوفا شریف بلالی حنفی رحمہ اللہ نے کہا کہ مجھ سے بعض دوستوں نے اللہ تعالیٰ ہیں اور ان کو اپنی خاص ہر بانی سے مشرف فرمائے، مطالبہ کیا کہ میں عبادت کے بارے میں ایک مقدمہ (چھوٹی کتاب) تیار کروں جو فقہ کی بڑی بڑی کتابوں میں بکھرے ہوئے مسائل کو ابتدائی طلباء کے قریب کر دے چنانچہ میں نے اللہ تعالیٰ سے مدد چاہتے ہوئے محض حصول ثواب کی خاطر اس مطالبے کو قبول کیا۔
 میں اس کتاب میں کسی طوالت کے بغیر ان مسائل کو ذکر کروں گا جن کی صحت کو اہل ترجیح نے یقینی قرار دیا ہے میں نے اس کتاب کا نام نور الایضاح و نجات الارواح (وضاحت کی روشنی اور روحوں کی نجات) رکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ میں سوال ہے کہ وہ اس کتاب سے اپنے بندوں کو نفع پہنچائے اور اس کا فائدہ ہمیشہ رہے۔

۱۔ مصنف کا اسم گرامی حسن کنیت ابو الاخلاص اور لقب وفائی ہے۔ اپنے گاہل کی نسبت سے شریف بلالی۔ اور حنفی ملک سے وابستگی کی وجہ سے حنفی کہلاتے ہیں۔ (مصنف کے تفصیلی حالات کتاب کے شروع میں ملاحظہ کریں)

۲۔ مقدمہ :- دال کی زبر کے ساتھ۔ باب تفصیل ہے اہم مفعول واحد مونث کا صیغہ ہے یعنی آگے کی ہوئی چیز مطلب یہ ہے کہ یہ کتاب جو فقہی مسائل پر مشتمل ہے۔ طلباء کے آگے رکھ دی گئی ہے کہ وہ اس سے استفادہ کریں مگر دال کی زیر سے مقدمہ پڑھیں تو مفہوم یہ ہوگا کہ یہ کتاب فقہ کے مسائل کو طلباء کی طرف آگے بڑھا رہی ہے۔

۳۔ فقہ :- دلائل شرعیہ سے حاصل ہونے والے شرعی احکام کا جاننا فقہ ہے۔ (دلائل شرعیہ چار ہیں قرآن، سنت اجماع اور قیاس)۔

۴۔ اہل ترجیح :- فقہاء کلام کے چھ طبقات ہیں۔

(۱) مجتہد فی الشرع (۲) مجتہد فی المذہب (۳) مجتہد فی المسائل (۴) اصحاب التخریج (۵) اصحاب الترجیح (۶) اصحاب التعمیر

اہل ترجیح فقہاء کرام کا پانچواں طبقہ ہے جو کسی مسئلہ میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف اقوال میں سے ایک کو ترجیح دے سکتے ہیں اسی طرح امام صاحب اور طرفین کے درمیان اختلاف کی صورت میں ہذا اولیٰ یا ہذا اصح وغیرہ کہہ کر کسی ایک قول کو ترجیح دیتے ہیں۔ مثلاً صاحب قدوری اور صاحب ہدایہ۔ (فتاویٰ شامی جلد اول ص ۵۲)

۵۵ نور الایضاح و نجات الارواح۔ چونکہ اس کتاب میں عبادات سے متعلق مسائل کی وضاحت اور علم ہے لہذا یہ ایک دور ہے کیونکہ جہالت اندھیرا ہے اور علم روشنی۔ علاوہ ازیں جب انسان شرعی احکام کے مسائل سیکھنے کے بعد عبادت کرتا ہے تو اس کی روح کو تازگی ملتی ہے اور وہ تمام قلبی بیماریوں سے نجات حاصل کر لیتا ہے۔ اسی لیے اسے نور الایضاح و نجات الارواح کہا گیا۔

کِتَابُ الطَّهَارَةِ

الْمِيَاهُ الَّتِي يَجُوزُ التَّطَهُّرُ بِهَا سَبْعَةٌ مِيَاهُ مَاءِ السَّمَاءِ وَمَاءُ الْبَحْرِ
وَمَاءُ النَّهْرِ وَمَاءُ الْبُيْرِ وَمَاءُ ذَابٍ مِنَ الثَّلَجِ وَالْبَرْدِ وَمَاءُ الْعَيْنِ ثُمَّ الْمِيَاهُ
عَلَى خَمْسَةِ أَقْسَامٍ طَاهِرٌ مُطَهَّرٌ غَيْرُ مَكْرُوهٍ وَهُوَ الْمَاءُ الْمَطْلُوقُ وَطَاهِرٌ مُطَهَّرٌ
مَكْرُوهٌ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ النَّهْرُ وَنَحْوُهَا وَكَانَ قَلِيلًا وَطَاهِرٌ غَيْرُ مُطَهَّرٍ وَ
هُوَ مَا اسْتَعْمَلَ لِرَفْعِ حَدَثٍ أَوْ لِقُرْبَةٍ كَالْوُضُوءِ عَلَى الْوُضُوءِ بِنِيَّتِهِ وَيَصِيرُ

طہارت کی کتاب

جن پانیوں سے پاکیزگی حاصل کرنا جائز ہے وہ سات قسم کے پانی ہیں۔

(۱) آسمان (بارش) کا پانی (۲) دریا کا پانی (۳) نہر کا پانی (۴) کنوئیں کا پانی (۵) برف سے پگھلا ہوا پانی (۶) اولوں سے پگھنے والا پانی (۷) چشمے کا پانی۔

طہارت کے اعتبار سے پانی کی اقسام:

پھر طہارت کے اعتبار سے، پانی کی پانچ قسمیں ہیں۔

۱۔ پاک ہے پاک کرنے والا ہے مکروہ نہیں۔ یہ مطلق پانی ہے۔

۲۔ پاک ہے پاک کرنے والا ہے لیکن مکروہ ہے یہ وہ پانی ہے جس سے بلی یا اس جیسے جانور نے پیا ہو اور وہ قلیل (تھوڑا) ہو۔

۳۔ پاک ہے لیکن پاک نہیں کرتا یہ وہ پانی ہے جو حدث کو دور کرنے یا حصولِ ثواب کے لیے استعمال کیا گیا ہو، مثلاً وضو ہونے کے باوجود ثواب کی نیت سے دوبارہ وضو کیا جائے۔

۱۔ کتاب: لفظ کتاب مصدر ہے اس کا لغوی معنی جمع کرنا ہے جو چیز بھی جاتی ہے اس میں الفاظ کا اجتماع ہوتا ہے اس لیے اسے کتاب کہا جاتا ہے۔

۲۔ طہارت: یہ بھی مصدر ہے، طہار کے فتح سے نظافت اور پاکیزگی حاصل کرنے کے معنی میں آتا ہے۔

۳۔ مطلق پانی: مطلق پانی وہ ہوتا ہے جس میں کوئی دوسری چیز مل کر اسے مقید نہ کر دے مثلاً گلاب کا پانی کہیں تو یہ مقید ہے لیکن جسے یہ پانی کہیں وہ مطلق ہوگا۔

الْمَاءُ مُسْتَعْمَلًا بِمَجَرَّدِ انْقِصَالِهِ عَنِ الْجَسَدِ وَلَا يَجُوزُ بِمَاءٍ شَجَرٍ وَلَا وَخَرَجَ
 بِنَفْسِهِ مِنْ غَيْرِ عَصِيٍّ فِي الْأَظْهَرِ وَلَا بِمَاءٍ زَالَ طَبْعُهُ بِالطَّبْعِ أَوْ بِغَلْبَةِ غَيْرِهِ عَلَيْهِ
 وَالْغَلْبَةُ فِي مَخَالَطَةِ الْجَامِدَاتِ بِإِخْرَاجِ الْمَاءِ عَنْ رِقَّتِهِ وَسَيَلَانِهِ وَ
 لَا يَصْرُ تَغْيِيرٌ أَوْ صَافٍ كُلِّهَا بِجَامِدٍ كَزَعْفَرَانٍ وَفَاكِهَةٍ وَوَرَقِ شَجَرٍ وَالْغَلْبَةُ
 فِي الْمَائَاتِ بِظُهُورِ وَصْفٍ وَاحِدٍ مِنْ مَائِعٍ لَهُ وَصَفَانِ فَقَطْ كَاللَّبَنِ لَهُ الْكُنُوزُ وَ
 الطَّعْمُ وَلَا دَائِعَةٌ لَهُ وَبِظُهُورِ وَصْفَيْنِ مِنْ مَائِعٍ لَهُ ثَلَاثَةٌ كَالْخَلِّ وَالْغَلْبَةُ
 فِي الْمَائِعِ الَّذِي لَا وَصْفَ لَهُ كَالْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ وَمَاءِ الْوَرْدِ السَّقَطِ الرَّائِحَةِ

جسم سے جدا ہوتے ہی پانی استعمال ہو جاتا ہے
 مسئلہ: درخت اور پھل کے پانی سے وضو کرنا جائز نہیں اگرچہ پھل نے کے بغیر خود بخود نکلے یہ زیادہ ظاہر قول
 کے مطابق ہے۔

مسئلہ: ایسے پانی سے بھی وضو کرنا جائز نہیں کہ پکانے یا اس پر غیر کے غالب آنے کی وجہ سے اس کی طبیعت
 دالہ ہونا، ختم ہو جائے۔

پانی پر غیر کا غلبہ:

ٹھوس چیزوں کے پانی میں مل جانے کی صورت میں غیر کا غلبہ اس وقت ہوگا جب پانی پتلانہ رہے اور
 نہ ہی جاری ہو سکے۔ کسی ٹھوس چیز کے پانی میں مل جانے سے اس کے تمام اوصاف کا بدل جانا وضو کے
 جواز کو نہیں روکتا جیسے زعفران، پھل اور درخت کے پتے مل جائیں۔

کسی سب سے والی چیز کے پانی میں مل جانے کی صورت میں اگر اس چیز کے دو وصف ہیں تو صرف
 ایک وصف کا ظاہر ہونا غلبہ شمار ہوگا مثلاً دو وصف کا رنگ اور ذائقہ ہے جو نہیں، اور اگر اس سب سے والی
 چیز کے تین اوصاف ہوں تو دو وصفوں کا ظاہر ہونا غلبہ ہوگا جیسے سرکہ وغیرہ۔ اور اگر پانی میں ایسی
 سب سے والی چیز مل جائے جس کا کوئی وصف نہیں جیسے مستعمل پانی، گلاب کا پانی جس کی خوشبو ختم ہو گئی ہو

تَكُونُ بِالْوِزْنِ فَإِنْ اخْتَلَطَ بِظِلَانٍ مِنَ الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ بِرُطُلٍ مِنَ الْمَطْلُوقِ لَا يَجُوزُ
بِهِ الْوُضُوءُ وَبِعَكْسِهِ جَانِبًا

وہاں وزن کا اعتبار ہوگا۔ اگر دو رطل ایک سیر، مستعمل پانی ایک رطل دواوہ سیر، مطلق پانی میں مل جائے تو اس سے وضو کرنا جائز نہیں ہوگا جب کہ اس کے برعکس صورت میں جائز ہوگا۔

۱۔ پانی میں ملنے والی اشیاء دو قسم کی سکتی ہیں۔

(۱) ٹھوس۔

(۲) مائع۔

ٹھوس چیز کے ملنے سے پانی کی طبیعت یعنی سیلاب اور رقت کا نائل ہونا اس ٹھوس چیز کا غلبہ شمار ہوگا، لیکن جب پانی میں مائع چیز مل جائے تو پانی کی طبیعت باقی رہتی ہے لہذا یہاں غلبے کا اعتبار اس مائع چیز کے اوصاف میں سے کسی وصف کے ظاہر ہونے یا وزن میں زیادہ ہونے سے ہوگا۔ اس ضمن میں یہ ضابطہ بیان ہوا ہے کہ مائع چیز کی تین صورتیں ہیں یا تو اس کے تین اوصاف ہوں گے یعنی رنگ، بو اور ذائقہ۔ یا دو وصف ہوں گے یا کوئی بھی وصف نہیں ہوگا۔ اگر پانی میں ملنے والے مائع کے تین وصف ہوں مثلاً سرکہ کہ اس کا اپنا رنگ، ذائقہ اور بو ہے تو ایسی صورت میں دیکھا جائے گا دو وصف ظاہر ہوئے تو پانی مغلوب اور سرکہ غالب ہوگا اور وضو ناجائز ہوگا۔ اور اگر ایک ہی وصف ظاہر ہو تو وضو جائز ہوگا لیکن ایسی چیز کے مل جانے کی صورت میں جس میں دو وصف پائے جاتے ہیں ایک وصف کے ظاہر ہونے سے وہ چیز غالب اور پانی مغلوب ہوگا اور وضو ناجائز ہوگا۔ مثلاً دودھ کا رنگ اور ذائقہ ہے لیکن بو نہیں لہذا پانی اور دودھ مل جائیں تو دیکھا جائے گا۔ دودھ کا رنگ اور ذائقہ دونوں ظاہر ہوں تو دودھ غالب اور وضو، جائز ہوگا ورنہ نہیں لیکن ایسی مائع چیز جس کا کوئی وصف نہیں مثلاً مستعمل پانی کہ اس کا اپنا رنگ، بو اور ذائقہ نہیں ہوتا اگر مطلق پانی میں مل جائے تو وزن کا اعتبار ہوگا مطلق پانی زیادہ ہو تو وضو جائز ہے اور مستعمل زیادہ ہو تو ناجائز ہوگا۔

وَالرَّابِعُ مَاءٌ نَجَسٌ وَهُوَ الَّذِي حَلَّتْ فِيهِ نَجَاسَةٌ وَكَانَ رَاكِدًا قَلِيلًا وَالْقَلِيلُ مَا
دُونَ عَشْرِ فَيَنْجَسُ وَإِنْ لَمْ يَظْهَرِ أَكْبَرُهَا فِيهِ أَوْ جَارِيًا وَظَهَرَ فِيهِ أَثَرُهَا
وَالْأَثَرُ طَعْمٌ أَوْ لَوْنٌ أَوْ رِيحٌ وَالْخَامِسُ مَا مَشَّكَوْكَ فِي طَهْرٍ يَتَّبِعُهُ وَهُوَ مَا شَرِبَ
مِنْهُ حِمَارٌ أَوْ بَغْلٌ

(فصل) وَالْمَاءُ الْقَلِيلُ إِذَا شَرِبَ مِنْهُ حَيَوَانٌ يَكُونُ عَلَى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ وَيُسَمَّى
سَوْمًا الْأَوَّلُ طَاهِرٌ مُطَهَّرٌ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ آدَمِيٌّ أَوْ فَرَسٌ أَوْ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ وَ
الثَّانِي نَجَسٌ لَا يَجُوزُ اسْتِعْمَالُهُ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ الْكَلْبُ أَوِ الْخَنْزِيرُ أَوْ شَيْءٌ مِنْ
سَبَاعِ الْبَهَائِمِ كَالْفَهْدِ وَالذِّئْبِ وَالثَّلَاثُ مَكْرُوهٌ اسْتِعْمَالُهُ مَعَ وجودِ غَيْرِهِ وَهُوَ

۴۔ ناپاک پانی - اور یہ وہ پانی ہے جس میں نجاست گر جائے اور وہ ٹھہرا ہو قلیل ہو۔ قلیل وہ پانی
ہوتا ہے جو دس در دس (سومریع) گز سے کم ہو اگرچہ اس میں نجاست ظاہر نہ ہو پھر بھی ناپاک ہو گا۔ یا وہ جاری پانی جس میں نجاست
کا اثر ظاہر ہو جائے اور نجاست کا اثر ذائقہ، رنگ اور بو ہے۔

۵۔ ایسا پانی جس کے پاک کرنے میں شک ہو یہ وہ پانی ہے جس سے گدھے یا بچر لے لیا ہو۔

فصل ۱۔ جھوٹا پانی اور اس کی اقسام:

قلیل پانی سے جب کوئی حیوان پیے تو اس کی چار قسمیں ہیں اور اسے جھوٹا کہتے ہیں۔

۱۔ پاک ہے پاک کرتا ہے۔ یہ وہ پانی ہے جس سے آدمی، گھوڑا یا وہ جانور پیس جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

۲۔ ناپاک ہے۔ اس کا استعمال جائز نہیں یہ وہ پانی ہے جس سے کتا، سور یا بھاڑ لے والے درندے، مثلاً

چیتے اور بھیرے وغیرہ لے لیا ہو۔

۳۔ اس کا استعمال مکروہ ہے جب اس کے علاوہ پانی موجود ہو۔ بلی گلیوں میں پھرنے

۱۔ قلیل اور کثیر پانی کا معیار یہ ہے کہ اگر تلاب دس ضرب دس یعنی سومریع گز ہو تو کثیر کہلائے گا۔ اگر اس سے کم ہو اور جاری
بھی نہ ہو بلکہ ٹھہرا ہو تو وہ پانی قلیل ہوتا ہے۔ اگر جاری ہو تو کثیر کے حکم میں ہو گا۔

سُورَ الْمَرْتَرَةِ وَالذَّجَاجَةِ الْمَخْلُوعَةِ وَسَبَاعِ الطَّيْرِ كَالشَّقَرِ وَالشَّاهِينِ وَالْحِدَائِدِ وَسَوَاكِ
الْبُيُوتِ كَالْفَارَةِ لَا الْعُقُوبِ وَالرَّابِعَ مَشْكُوكٌ فِي طَبُورَتَيْهِ وَهُوَ سُورُ الْبُخْلِ وَالْحَبَارِ
فَإِنْ لَمْ يَجِدْ غَيْرَهُ تَوَضَّأَ بِهِ وَتَيَمَّمَ ثُمَّ صَلَّى

(فصل) كَوَاجِدُهَا طَاهِرٌ تَحَرَّى لِلتَّوَضُّعِ وَالشُّرْبِ وَإِنْ كَانَ أَكْثَرُهَا
نَجَسًا لَا يَتَحَرَّى إِلَّا لِلشُّرْبِ وَفِي الشِّيَابِ الْمُخْتَلَطَةِ يَتَحَرَّى سَوَاءً كَانَ أَكْثَرُهَا طَاهِرًا أَوْ نَجَسًا

والی مرغی، پھاڑنے والے پرندے مثلاً شکر، باز اور چیل اور گروں میں رہنے والی چیزیں مثلاً چوہا، بکھیر، ان سب کا جھوٹا مکروہ ہے۔

۴۔ مشکوک، ایسا پانی جس کے پاک کرنے میں شک ہے یہ پھر اورد گدھے کا جھوٹا ہے۔
مسئلہ: اگر مشکوک پانی کے علاوہ نہ پائے تو اس کے ساتھ وضو کرے اور تیمم بھی کرے پھر نماز پڑھے۔

فصل ۲۰ مخلوط برتن اور کپڑے :

اگر کچھ برتن مل جل جائیں اور ان میں سے اکثر ناپاک ہوں۔ تو وضو کرنے اور پینے کے لیے غور و فکر کرے اگر
زیادہ برتن ناپاک ہوں تو صرف پینے کے لیے سوچ بچار کرے اور ملے جلے کپڑوں میں غور و فکر کرے چاہے ان میں سے
زیادہ پاک ہوں یا ناپاک۔

۱۔ غرضتہ ۲۔ مثلاً گائے بکری وغیرہ

۳۔ اگر اس کے علاوہ پانی نہ ہو تو بلا کراہت اس کا استعمال جائز ہے۔

۴۔ چونکہ یہ مرغی گندگی کے ڈھیروں پر پھرتی ہے اس لیے اس کی چونچ کا پاک ہونا یقینی نہیں ہوتا۔

۵۔ چاہے وضو پہلے کرے یا تیمم دونوں طراے جائز ہے۔

۶۔ یعنی یہ تو معلوم ہوا کہ اکثر برتنوں میں پانی ناپاک ہے لیکن یہ پتہ نہ چلے کہ وہ کون کون سے ہیں۔

۷۔ چونکہ پینے کے لیے مجبوری ہے اور وضو کی جگہ تیمم کیا جاسکتا ہے۔ اس لیے اس پانی سے وضو نہ کیا جائے اور پینے

کے لیے سوچ دہیار کر کے جن کے بارے میں غائب گمان ہو کہ یہ پاک ہوں گے ان میں سے پی لے۔

۸۔ پانی اور کپڑوں میں فرق کی وجہ یہ ہے کہ پانی کی جگہ تیمم ہو سکتا ہے لیکن کپڑا نہ پہننے کی صورت میں ننگا ہو کر نماز

(فصل) تُنَزَّحُ الْبِشْرُ الصَّغِيرُ بِوَقْعٍ كَحَاسَةٍ فَإِنْ قَلَّتْ مِنْ غَيْرِ الْأَرْوَاحِ كَقَطْرَةِ دَمٍ
أَوْ خَمِيرٍ وَبِوَقْعٍ خَيْرٍ زَيْرٍ وَلَوْ خَرَجَ حَيًّا وَلَمْ يُصِْبْ فِيهِ الْمَاءُ وَبِمَوْتِ كُلِّ أَوْشَاقَةٍ أَوْ
أَدْمَى فِيهَا وَبِانْتِفَاقِهِ حَيَّوَانٍ وَلَوْ صَغِيرًا وَمَا تَدَلُّوا لَوْلَا لَمْ يَكُنْ نَزْحُهَا وَإِنْ مَاتَ فِيهَا
دَجَاجَةٌ أَوْ هَرَّةٌ أَوْ نَحْوُهَا لَزِمَ نَزْحُ أَرْبَعِينَ دَلْوًا وَإِنْ مَاتَ فِيهَا فَارَةٌ أَوْ نَحْوُهَا لَزِمَ
نَزْحُ عِشْرِينَ دَلْوًا وَكَانَ ذَلِكَ طَهَارَةً لِلْبِشْرِ وَالِدَّلُو وَالرِّشَاءُ وَيَدِ الْمُسْتَقْبَلِ وَلَا تَنْجُسُ
الْبِشْرُ بِالْبَعْرِ وَالرَّوْثِ وَالنَّحْيِ إِلَّا أَنْ يَسْتَكْثِرَهُ النَّاطِرُ وَأَنْ لَا يَخْلُو دَلْوَعْنَ بَعْبَرَةٍ.

فصل کنویں کے مسائل :-

مسئلہ۔ چھوٹے کنویں کا تمام پانی نکالا جائے۔

- ۱۔ اگر اس میں لید کے علاوہ کوئی نجاست گر جائے چاہے قموڑی ہو جیسے خون یا شرب کا ایک قطرہ۔
 - ۲۔ اگر اس میں خنزیر گر جائے اگرچہ وہ زندہ نکلے اور اس کا منہ پانی تک نہ پہنچا ہو۔
 - ۳۔ اگر کتا یا آدمی اس میں (گر کر) مر جائے۔
 - ۴۔ کوئی جانور پھول جائے اگرچہ چھوٹا ہو۔
- اگر تمام پانی کا نکالنا ممکن نہ ہو تو دو سو ڈول نکالے جائیں۔

مسئلہ۔ اگر کنویں میں مرغی یا بلی یا ان دونوں جیسی کوئی چیز مر جائے تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے۔
اگر اس میں چوہا یا اسکی مثل کوئی چیز مر جائے تو بیس ڈول نکالنا ضروری ہے اور یہ (نکالنا ہی) کنویں، ڈول، رسی اور
نکالنے والے کے ہاتھ کے لیے طہارت ہے۔ میٹگنی، لید اور گوبر سے کنواں (اس وقت تک) ناپاک نہیں ہوتا جب
تک دیکھنے والا اسے زیادہ خیال نہ کرے۔ کوئی ڈول بھی میٹگنی (دو غیرہ) سے خالی نہ ہو۔

(مستند گذشتہ) پڑھنا ہوگی حلالاً کہ شتر کا ڈھانپنا بھی فرض ہے لہذا کپڑا نہ پہننے کی صورت میں بھی حرام کا ارتکاب ہو رہا ہے لہذا سوچا و بچار کر کے
جس کپڑے کی طہارت کا غالب گمان ہو اسے پہن دیا جائے۔

۱۔ چونکہ خنزیر نجس عین ہے اس لیے اس کے محض گرنے سے پانی ناپاک ہو جائے گا۔

۲۔ یعنی اب برتن، رسی یا ہاتھ کو نہ بھی دھویا جائے تو کوئی حرج نہیں۔

۳۔ چونکہ اس صورت میں نجاست کی کثرت ہوگی لہذا ناپاک ہو جائے گا۔ قلیل نجاست سے پھینا ناممکن ہے لہذا وہ صاف ہے۔

وَلَا يَفْسُدُ الْمَاءُ بَخْرًا وَحَمَامًا وَعَصْفُورًا وَلَا بِمَوْتٍ مَالًا دَمٌ لَهُ فِيهِ كَسَدٌ وَضَفِيرٌ
وَحَيَوَانُ الْمَاءِ وَبَقٌ وَذُبَابٌ وَزَنْبُورٌ وَعَقْرَبٌ وَلَا بِوُقُوعٍ أَدْمِيٍّ وَمَا يُؤْكَلُ لَحْمًا إِذَا
خَرَجَ حَيًّا وَلَمْ يَكُنْ عَلَى بَدَنِهِ نَجَاسَةٌ وَلَا بِوُقُوعٍ بَغْلٍ وَحِمَارٍ وَسِبَاعِ طَيْرٍ وَوَحْشٍ
فِي الصَّحِيحِ وَأَنْ وَصَلَ لُعَابُ الْوَاقِعِ إِلَى الْمَاءِ اخْتَدَتْ حَكْمَةٌ وَوُجُودُ حَيَوَانٍ مَيِّتٍ فِيهَا
يُنَجِّسُهَا مِنْ يَوْمٍ وَكَيْلَةٍ وَمُنْتَفِخٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهَا إِنْ لَمْ يَعْلَمْ وَقْتُ دُقُوعِهِ

کہوتر اور چڑیا کی بیٹ سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور ایسی چیز کے (پانی میں) مرجانے سے بھی پانی ناپاک نہیں ہوتا جس
میں خون نہ ہو مثلاً مچھلی، مینڈک اور پانی کے جانور۔۔۔ کھٹل (پسو)، کھمی، بھڑ، بھجو، آدمی اور اس چیز کے پانی میں
گرنے سے بھی پانی ناپاک نہیں ہوتا جس کا گوشت کھایا جاتا ہے جب کہ وہ زندہ نکلے اور اس کے جسم پر نجاست نہ ہو
صحیح قول کے مطابق غمر، گدھے اور بھاڑنے والے درندے کے گرنے سے بھی پانی ناپاک نہیں ہوتا۔
اگر گرنے والے جانور کا تھوک پانی میں مل جائے تو پانی کا وہی حکم ہوگا جو اس (تھوک) کا ہے
اور مردہ جانور کا پایا جانا ایک دن اور رات سے پانی کو ناپاک کر دیتا ہے اور پھولا ہوا جانور پایا جائے تو تین دن
رات سے پانی ناپاک شمار ہوگا (یہ اس وقت ہے) جب گرنے کا وقت معلوم نہ ہو۔

۱۔ اگر جسم پر نجاست ہو یا مرجائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔

۲۔ یعنی اس کے خلاف بھی قول ہے وہ یہ کہ ان کے گرنے سے پانی ناپاک ہو جاتا ہے لیکن وہ قول صحیح نہیں۔

۳۔ اگر اس کا تھوک نجس ہے تو پانی ناپاک ہو جائے گا تھوک مکروہ ہے تو پانی مکروہ اور پاک ہے تو پانی پاک
رہے گا۔

۴۔ پانی میں گرا ہوا جانور مردہ حالت میں ملا تو اس کی دو صورتیں ہوں گی۔ پھولا ہوا ہوگا یا نہیں۔ پھر اس کے گرنے کا
وقت معلوم ہوگا یا نہ۔ اگر وقت معلوم ہے تو چاہے پھولا ہوا ہو یا نہ، جس وقت وہ گرا ہے اس کے بعد اس سے وضو کر کے جتنی
نمازیں پڑھی ہیں وہ تمام نمازیں لوٹائی جائیں۔ اور اس دوران جو کچھ اس سے دھویا گیا وہ دوبارہ دھویا جائے۔

اگر گرنے کا وقت معلوم نہیں تو پھولا ہونے کی صورت میں تین دن رات پہلے سے اس کا گرنا تصور کیا جائے اور نہ
پھونے کی صورت میں ایک دن رات پہلے سے گرا ہوا شمار کر کے اس وقت سے ناپاک سمجھا جائے نمازوں کا اعادہ کیا
جائے اور جو کچھ دھویا۔ اس سے دوبارہ دھویا جائے۔

سوالات

- (۱) ذرا لایفحاح کے مصنف کی سوانح حیات پر ایک مختصر اور جامع نوٹ لکھیں۔
- (۲) کتنے اور کون کون سے پانیوں سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے؟
- (۳) طہارت و نجاست کے اعتبار سے پانی کی کتنی اور کون کون سی اقسام ہیں؟
- (۴) ماہِ مستعمل کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ ماہِ مطلق کے کتنے ہیں؟
- (۵) ٹھوس اور مائع چیز کے پانی پر غالب آنے کا پتہ کیسے لگایا جائے گا؟
- (۶) اگر قییل اور ٹھہرے ہوئے پانی میں نجاست گر جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟
- (۷) مختلف حیوانات کے جھوٹے پانی کا حکم ہے تفصیل سے بتائیں؟
- (۸) اگر کنویں میں نجاست گر جائے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟
- (۹) انسان یا کوئی حیوان کنویں میں گر جائے تو زندہ نکلنے کی صحت میں کیا حکم ہوگا اور مرنے کی حالت میں کیا؟
- (۱۰) مندرجہ ذیل الفاظ کی وضاحت کریں یعنی صیغہ فعلی اور باب بتائیں۔
قال - فقیر - التمس - تشتت - استعمل - مخالطة - شلٹی - تمیم - یوکل - یخس۔
- (۱۱) مندرجہ ذیل جملوں پر اغراب لگائیں اور ترکیب کریں۔
التمس منی بعض الاغلاہ - استعمل لرفع حدث - الرابع ماد نخس، لایجوز استعمالہ - لم یصب فہ الماء - لا یفسد الماء بخروء عام۔

(فصل فی الاستنجاء) یلزم الرجل الاستبراء حتی یزول اثر البول یطمین قلبه علی حسب عادته بما بالمشی أو لتحنیح و الاضطجاع أو غیره ولا یجوز له الشروع فی الوضوء حتی یطمین بزوال رشح البول و الاستنجاء سنة من نجس ینخرج من السبیلین ما لم یتجاوز البخروج وإن تجاوزنا و کان قدر الدار هم وجب ازالته بالماء وإن نأد علی الدار هم افترض غسله و یفترض غسل ما فی المنحرج عند الاغتسال من الجنابة و الحيض و النفاس و إن کان ما فی المنحرج قليلاً و أن یستنجی بحجر منق و نحوه و الغسل بالماء أحب و الأفضل الجمع بین الماء أو الحجر فیمسح ثم یغسل و یجوز أن یقتصر علی الماء و الحجر و السنة إنقضاء المحل و العدد فی الأحجار مندوب لا سنة مؤكدة فیمسح بثلاثة أحجار ندباً ان حصل التنظيف بها دونها

فصل ۳ استنجاء کا بیان

مرد کے لیے پاکیزگی حاصل کرنا ضروری ہے، یہاں تک کہ پیشاب کا اثر ختم ہو جائے اور عادت کے مطابق اس کا دل مطمئن ہو جائے (چاہے) چلنے کے ساتھ ہو یا کھانسنے اور بیٹھنے وغیرہ کے ساتھ اور اس وقت تک وضو شروع کرنا جائز نہیں جب تک پیشاب کے پکھنے سے مطمئن نہ ہو جائے۔

استنجاء اس نجاست سے سنت ہے جو دراستوں میں سے ایک سے نکلے اور نکلنے کی جگہ سے تجاوز نہ کرے۔ اگر ایک درہم کا اندازہ تجاوز کر جائے تو پانی کے ساتھ دور کرنا واجب ہے۔ اور اگر درہم سے زیادہ بڑھ جائے تو اس کا وضو نافذ ہے۔

جنابت، حیض اور نفاس سے غسل کرتے وقت جو کچھ مخرج میں ہو اسے وضو نافذ ہے اگرچہ جو کچھ مخرج میں ہے تھوڑا ہو۔ صاف کرنے والے پتھر اور اس کی مثل (مثلاً ڈھیلا وغیرہ) سے استنجاء کرے پانی کے ساتھ دہونا زیادہ اچھا ہے اور پانی اور پتھر کو جمع کرنا افضل ہے پس پتھر سے رگڑے پھر دھوئے۔ پانی یا پتھر میں سے ایک چیز پر اکتفا کرنا بھی جائز ہے سنت تو جگہ کو پاک کرنا ہے پتھروں کی تعداد مستحب ہے سنت مکہ نہیں اگر تین پتھر ملے، سے کم کے ساتھ پاکیزگی حاصل ہو جائے تو تین پتھر اشمال کرنا مستحب ہے۔

وَكَيْفِيَّةُ الْأَسْتِجَاءِ أَنْ يَمْسَحَ بِالْحَجَرِ الْأَوَّلِ مِنْ جِهَةِ الْمُقَدَّمِ إِلَى خَلْفٍ وَ
بِالثَّانِي مِنْ خَلْفٍ إِلَى قُدَّامٍ وَبِالثَّلَاثِ مِنْ قُدَّامٍ إِلَى خَلْفٍ إِذَا كَانَتْ الْخُصْيَةُ
مَدْلَاكَ وَ إِنْ كَانَتْ غَيْرَ مَدْلَاكَ يَبْتَدِئُ مِنْ خَلْفٍ إِلَى قُدَّامٍ وَالْمَرَّةُ تَبْتَدِئُ مِنْ

استنجاء کا طریقہ:

استنجاء کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے پتھر کے ساتھ آگے سے پیچھے کی طرف پونچھے دوسرے پتھر کے ساتھ پیچھے سے
آگے کی طرف اور تیسرے کے ساتھ آگے سے پیچھے کی طرف (پونچھے) جب کہ ٹھیکے ہوئے ہوں۔ اگر ٹھیکے ہوئے نہ
ہوں تو پیچھے سے آگے کی طرف ابتداء کرے۔ اور عورت شرم گاہ کے آلودہ ہونے کے خوف سے ہمیشہ آگے

دعا: **مُوَكَّد شہادہ استنجاء** باب استعمال سے معذور ہے۔ اس کا مادہ نجو ہے۔ پیٹ سے نکلنے والی نجاست کو نجو کہتے ہیں۔
اس نجاست کو دور کرنا اور محل نجاست کو صاف کرنا استنجاء کہلاتا ہے۔

۲۔ یعنی وضو شروع کرنے سے پہلے اس بات کا اطمینان حاصل ہو جائے کہ اب پیشاب کے قطرے نہیں آئیں گے
یہی استبراء ہے۔ حصول اطمینان کے لیے کئی طریقے استعمال ہوتے ہیں۔ مثلاً پیشاب کرنے کے بعد کچھ دور چلنے سے باقی
قطرے نکل جائیں گے یا کھانسنے اور پیلو کے بل لیٹے نیز پاؤں پر دباؤ ڈالنے سے بھی جو قطرات باقی ہیں نکل سکتے
ہیں جب مطمئن ہو جائے کہ اب کوئی قطرہ باقی نہیں رہا اس وقت وضو شروع کرے۔ صرف مرد کا ذکر کیا ہے کیونکہ عورت
کا استبراء کی ضرورت نہیں کیونکہ عورت کی جسمانی ساخت کی مناسبت سے قطرات باقی رہنے کا شہ نہیں

۳۔ استنجاء کی تین اقسام بیان ہوئی ہیں سنت، واجب اور فرض، نجاست مخرج سے اور صراطِ صریح سے تو استنجاء
سنت ہے۔ اگر ایک درہم کا اندازہ تجاوز کرے تو واجب اس سے زیادہ ہو تو فرض۔

۴۔ اگر نجاست کا حجم ہو تو ایک درہم وزن مراد ہوگا جو آج کل کے اوزان سے تقریباً ۰.۶۷ گرام بنتا ہے اور اگر پھیلی ہوئی
نجاست ہو جیسے چھوٹا پیشاب وغیرہ تو وزن مراد نہ ہوگا بلکہ اس کے برابر پھیلاؤ یعنی جتنا آج کل پانڈی کا روپیہ ہے۔ مخرج سے
اگلی اتنی جگہ پر نجاست لگ جائے تو یہ درہم کا اندازہ تجاوز شمار ہوگا۔

۵۔ اگر ایک یا دو پتھروں سے صفائی ہو جائے تو تین پتھروں سے استنجاء کرنا مستحب ہے۔

دعا: **مُوَكَّد صغیر** ۱۔ گرمیوں میں عام طور پر یہ کیفیت ہوتی ہے کہ مرد کے خصیتیں ڈھیلے پڑ کر ٹک جاتے ہیں اس صورت میں اگر پتھر یا
ڈھیلے پیچھے سے آگے کو لایا جائے تو خصیتیں کے ساتھ نجاست گھنے کا خطرہ ہوتا ہے لہذا پہلے پتھر کے ساتھ آگے سے

قَدْ اِمَّ إِلَى خَلْفِ خَشِيَّةٍ تَلُوِيْثٍ فَرَجَهَا ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَاوَلَا بِاَلْيَاوَلَا ثُمَّ يَدْلُكُ الْمَجْلَ
بِالْمَاءِ بِيَا طَنْ اَصْبَعٍ اَوْ اَصْبَعَيْنِ اَوْ ثَلَاثٍ اِنْ اَحْتَاجَ وَيَصْعَدُ الرَّجُلُ اَصْبَعَهُ الْوُسْطَى
عَلَى غَيْرِهَا فِي اِبْتِدَاءِ الْاِسْتِنْجَاءِ ثُمَّ يَصْعَدُ بِنَصْرِ وَلَا يَقْتَصِرُ عَلَى اَصْبَعٍ وَاحِدَةٍ وَالْمَرْءُ
تُصْعِدُ بِنَصْرِهَا وَاَوْسَطَ اَصَابِعِهَا مَعَ اِبْتِدَاءِ خَشِيَّةٍ حُصُولِ اللَّذَّةِ وَيَبَالِغُ فِي
التَّنْظِيفِ حَتَّى يَقْطَعَ الرَّائِحَةَ الْكَرِيْهَةَ وَفِي اِرْخَاءِ الْمَقْعَدَةِ اِنْ لَمْ يَكُنْ صَائِئًا فَاِذَا
فَرَغَ غَسَلَ يَدَيْهَ ثَانِيًا وَنَشَفَ مَقْعَدَتَهُ قَبْلَ الْقِيَامِ اِنْ كَانَ صَائِئًا

سے پیچھے کی طرف صاف کرے۔ پھر پہلے پانی کے ساتھ ہاتھوں کو دھوئے اس کے بعد پانی بے کرد نجاست کی جگہ
کو ایک یا دو انگلیوں یا ضرورت ہو تو تین انگلیوں کے ساتھ رگڑے اور مرد و استنجاہ کی ابتداء میں درمیانی انگلی کو دوسری
انگلی پر چڑھائے پھر بنصر (چھوٹی کے ساتھ والی انگلی) کو اس پر چڑھائے لیکن ایک ہی انگلی پر اکتفا نہ کرے اور عورت
بنصر اور درمیانی انگلی کو اکٹھا دوسری انگلی پر چڑھائے تاکہ حصول لذت کا خدشہ باقی نہ رہے اور پاکیزگی حاصل کرنے
میں اس قدر مبالغہ کرے کہ ناپسندیدہ بختم ہو جائے اگر روزہ دار نہ ہو تو مقعد کو خوب ڈھیلے چھوڑے جب
فارغ ہو تو ہاتھوں کو دوبارہ دھوئے اور روزہ دار ہونے کی صورت میں اٹھنے سے پہلے مقعد کو خشک کرے

بگڑنے) پیچھے کی طرف لے جائے اور مردوں میں یہ کیفیت نہیں ہوتی لہذا اس کے برعکس کیا جائے۔

دشمنہ منہنا) اس صحت کا معاملہ چونکہ ہمیشہ ایک جیسا رہتا ہے۔ مومنوں کی تبدیلی اس پر اثر انداز نہیں ہوتی۔ اگر پہلے پتھر کو
پیچھے سے آگے کی طرف لایا جائے تو شررگاہ کے نجاست آلود ہونے کا خطرہ ہوتا ہے لہذا ہمیشہ آگے سے پیچھے کی
طرف ابتداء کی جائے۔

۱۲۔ کیونکہ اس صورت میں بیداری پیدا ہونے کا خدشہ ہے اور اچھی طرح پاکیزگی بھی حاصل نہیں ہوتی۔

۱۳۔ کیونکہ ایسا بھی ممکن ہے کہ ایک ہی انگلی سے استنجاہ کرنے کی صورت میں لذت حاصل ہو جائے اور عورت
پر غسل واجب ہو جائے اور اسے کچھ پتہ نہ ہو۔ علماء نے لکھا ہے کہ کنواری لڑکیاں انگلیوں کی بجائے بتھیلی سے استنجاہ کریں
تاکہ پھوہ بکاست نائل نہ ہو جائے۔ (مراقی الفلاح)

۱۴۔ چونکہ روزے کی حالت میں پانی کے اندر جانے سے روزہ ٹوٹنے کا خطرہ ہوتا ہے لہذا روزہ دار ڈھیلے
ہو کر نہ بیٹھے۔

(فصل) لَا يَجُوزُ كَشْفُ الْعَوْرَةِ إِلَّا مُتَجَبِّحًا وَإِنْ تَجَبَّحْتَ التَّجَابُصَ مَخْرُجًا
وَنَزَادَ التَّجَبُّحَ عَلَى قَدْرِ الدَّرْهِمِ لَا تَصِيحُ مَعَهُ الصَّلَاةُ إِذَا وَجَدَ مَا يُزِيلُهُ وَيَحْتَالُ
لِإِزَالَتِهِ مِنْ غَيْرِ كَشْفِ الْعَوْرَةِ عِنْدَ مَنْ تَرَاهُ وَيُكْرَهُ الْإِسْتِجَابَةُ بِعُظْمٍ وَطَعَامٍ لَدَقِ
أَوْ بَهِيمَةٍ وَأَجْرٍ وَخَرْفٍ وَقَحِيرَةٍ وَزُجَاجٍ وَجَفِيفٍ وَشَيْءٍ مُحْتَرَمٍ كَنَحْرَةٍ دُيْبَاجٍ وَ
قُطْنٍ وَبَالِيدٍ الْيَمْنَى الْأَمِينِ عَذْرًا وَيَدْخُلُ الْخَلَاءُ بِرِجْلِهِ الْيُسْرَى وَيَسْتَعِيدُ بِاللَّهِ
مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ قَبْلَ دُخُولِهِ وَيَجْلِسُ مُعْتَمِدًا عَلَى يَسَارِهِ وَلَا يَتَكَلَّمُ إِلَّا لِبُحْرَةٍ
وَيُكْرَهُ تَحْرِيمًا اسْتِقْبَالَ الْقِبْلَةِ وَاسْتِدْبَارُهَا وَلَوْ فِي الْبَنِيَانِ وَاسْتِقْبَالَ عَيْنِ الشَّمْسِ
وَالْقَمَرِ وَمَهَبِ الرِّيحِ وَيُكْرَهُ أَنْ يَبُولَ أَوْ يَتَغَوَّطَ فِي الْمَاءِ وَالظِّلِّ وَالْحَجَرِ وَالطَّرِيقِ
وَتَحْتَ شَجَرَةٍ مُشِيرَةٍ وَالْبَوْلَ قَائِمًا إِلَّا مِنَ الْعُذْرِ وَيُخْرِجُ مِنَ الْخَلَاءِ بِرِجْلِهِ الْيَمْنَى

فصل ۴۲ آداب استنجاء :

استنجاء کرنے کے لیے کسی کے سامنے اشرمگاہ کو نہ لگانا جائز نہیں اور اگر نجاست مخرج سے تجاوز کر جائے
اور تجاوز کرنے والی ایک درہم سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز جائز نہیں اگر اسے دور کرنے کے لیے کوئی چیز پائے
اگر کوئی دیکھ رہا ہو تو سترنگا کے بغیر نجاست دور کرنے کا حیلہ کرے۔

ہڈی، انسانی یا حیوانی خوراک، اینٹ، ٹھیکری، کوند، بیشبہ، چونا اور قابل اعتدال چیزیں

دھیمی پڑے کا ٹکڑا، روٹی، لہو، عذر کے بغیر دائیں ہاتھ کے ساتھ استنجاء کرنا مکروہ ہے۔

بیت الخلا میں بائیں پاؤں کے ساتھ داخل ہو، داخل ہونے سے پہلے "اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم"

پڑھے، بائیں پاؤں پر زور دے کر بیٹھے اور ضرورت کے بغیر گفتگو نہ کرے۔ قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا

مکروہ تحریمہ ہے۔ اگرچہ بستیوں میں ہو۔ سورج اور چاند کی طرف اور جدھر سے ہوا آ رہی ہو اور نہ کرنا بھی مکروہ ہے

پانی، سانس، سورج، راستے اور پھل دار درخت کے نیچے پیشاب کرنا یا قضاے حاجت

کے لیے بیٹھنا مکروہ ہے۔ عذر کے بغیر کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بھی مکروہ ہے۔ بیت الخلا سے دایاں

پاؤں پہلے نکالے پھر دایاں نکل کر، پڑھے۔

تَعْرِيفُ

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جس نے مجھ سے تکلیف دور کر دی اور مجھے عافیت عطا فرمائی۔

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي
الْأَذَى وَعَافَانِي۔

۱۔ چونکہ کسی کے سامنے ننگا ہونا حرام ہے اور نجاست مخرج سے تجاوز نہ کرنے کی صورت میں استنجاء واجب نہیں لہذا ایسی صورت میں بغیر استنجاء کے وضو کر لیا جائے لیکن جب نجاست مخرج سے ایک درہم کا اندازہ یا اس سے زیادہ بڑھ جائے اور نجاست کو دور کرنے کے لیے کوئی چیز بھی میسر ہو تو استنجاء کے بغیر نماز جائز نہیں۔ اگرچہ پردہ کی جگہ نہ ملے اور دیکھنے والا آدمی وہ ہے جس سے ستر کو چھپانا ضروری ہے تو کوئی ایسا طریقہ اختیار کیا جائے کہ استنجاء بھی ہو جائے اور کسی کے سامنے ننگا بھی نہ ہو مثلاً اوپر چادر لے کر بیٹھ جائے اور ڈھیلے سے صفائی کرے۔

۲۔ ہڈی کے ساتھ استنجاء کرنا منع ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر برادر ہڈی کے ساتھ استنجاء نہ کرو کیونکہ یہ تمہاری ہڈیوں کی خوراک ہے جب جنوں کو ہڈی ملتی ہے تو اس پر گوشت چڑھا ہوتا ہے گویا یہ کھائی ہی نہیں گئی اور مگر گھاس کی صورت میں بدل کر ان کے جانوروں کی خوراک بن جاتا ہے۔ یہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے ان دونوں چیزوں سے استنجاء کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

۳۔ اینٹ سے پاکیزگی حاصل ہونے کی بجائے زخمی ہونے کا خطرہ ہے۔ ٹھیکری سے بھی پاکیزگی حاصل نہ ہوگی بلکہ ہاتھ کے ساتھ نجاست مگ جائے گی نیز یہ ممکن ہے کہ آدمی زخمی ہو جائے۔ کوئلہ سے بھی پاکیزگی حاصل نہیں ہوتی بلکہ جسم غلاب ہوتا ہے۔ شیشہ اور چونا استعمال کرنے سے محل نجاست میں تکلیف ہوتی ہے، قیمتی چیز نشی کپڑا یا روئی وغیرہ کا استعمال فضول خرچی اور مال کے ضیاع کا سبب ہے نیز اس سے محتاجی پیدا ہوتی ہے۔

۴۔ دائیں ہاتھ سے استنجاء کرنے سے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کھانے پینے اور اچھے کاموں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۵۔ چونکہ استنجاء ناپاک جگہ کیا جاتا ہے جہاں شیطان حاضر ہوتا ہے لہذا پہلے دایاں پاؤں داخل نہ کیا جائے اور باہر نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں نکالا جائے۔ مسجد میں آنے جانے کے لیے اس کے خلاف طریقہ استعمال کیا جائے علاوہ ازیں بیت الخلا میں سر ڈھانپ کر جانا چاہیے۔ بیت الخلا میں داخل ہونے سے پہلے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے اور اس سے پہلے بسم اللہ پڑھے۔ (مراقی الفلاح)

۶۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم بیت الخلا میں جاؤ تو قبلہ کی طرف منہ اور پیٹھ نہ کرو۔ لہذا یہ قطعاً منع ہے چاہے بستی میں ہو یا جنگل میں۔

(فصل فی الوضوء) اَرْكَانُ الْوُضُوءِ اَرْبَعَةٌ وَهِيَ قِرَاءَةُ الْاَوَّلِ غَسْلُ الْوَجْهِ وَحَدُّ طُولًا مِنْ مَبْدَأِ سَطْحِ الْجَبْهَةِ إِلَى اسْفَلِ الذَّقْنِ وَحَدُّ عَرْضًا مَا بَيْنَ شِعْمَتَيِ الْاُذُنَيْنِ وَالثَّانِي غَسْلُ يَدَيْهِ مَعَ مِرْفَقَيْهِ وَالثَّالِثُ غَسْلُ رِجْلَيْهِ مَعَ كَعْبَيْهِ وَ

فصل ۵ احکام وضو:

وضو کے ارکان چار ہیں۔ اور یہ اس کے فرائض ہیں۔

پہلا:۔ چہرے کا دھونا، لمبائی میں اس کی حد پیشانی کی ابتداء سے سطرے سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک ہے اور چوڑائی میں اس کی حدود جگہ ہے جو دونوں کانوں کی نوک کے درمیان ہے۔
دوسرا:۔ ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا۔
تیسرا:۔ پاؤں کو ٹخنوں سے سمیت دھونا۔

(حاشیہ مؤلف گذشتہ) ہے چاند اور سورج اللہ تعالیٰ کی نشانیاں ہیں لہذا ان کا احترام کرتے ہوئے ان کی طرف بھی رخ نہیں ہونا چاہیے۔ اور ادھر پٹھ بھی نہ کی جائے۔

۵۵ چونکہ ہوا کے رخ میں بیٹھنے سے پیشاب واپس آکر جسم یا کپڑوں کو نجس کر دیتا ہے لہذا ادھر رخ کرنا منہ ہے۔
۵۶ پانی تھوڑا ہو تو اس میں پیشاب کرنا مکروہ تحریمہ ہے کیونکہ اس سے پاک پانی نجس ہو جائے گا اور پاک چیز کو ناپاک کرنا حرام ہے۔ زیادہ پانی میں پیشاب یا قنائے حاجت کرنا بھی مکروہ ہے بلکہ بعض علماء نے تو اس کو بھی مکروہ تحریمہ لکھا ہے۔ ابن جریر متقاتی رحمہ اللہ فرماتے ہیں رات کو مطلقاً پانی میں پیشاب وغیرہ نہ کیا جائے کیونکہ رات کو جن پانی میں رہتے ہیں اس لیے اس بات کا خدشہ ہے کہ وہ تکلیف نہ پہنچائیں۔ (مراقی)

۵۷ چونکہ رگ سائے میں بیٹھتے ہیں اس لیے اس سے ان کو اذیت ہوتی ہے۔
۵۸ سورخ میں پیشاب کرنے سے ممکن ہے اندر سے کوئی کیڑا مکوڑہ نکل کر تکلیف پہنچائے۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ جنوں کا ٹھکانہ ہوتا ہے۔

۵۹ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو دعویٰوں سے بچو۔ پوچھا گیا یا رسول اللہ وہ دو کون سے ہیں۔ فرمایا لوگوں کے راستے یا سائے میں پیشاب کرنے والے۔
(حاشیہ مؤلف) اسے لفظ وضو واد مضموم کے ساتھ مصدر ہے یعنی طہارت حاصل کرنا اور واد معتوج کے ساتھ واد مضموم کے ساتھ اس چیز کو کہتے ہیں

الرَّابِعُ مَسْعُ رُبْعِ رَأْسِهِ وَسَبِيحَةُ اسْتِباحَةٍ مَا لَا يَحِلُّ إِلَّا بِهِ وَهُوَ حُكْمُهُ الدُّنْيَوِيُّ وَحُكْمُهُ الْآخِرَوِيُّ الشَّوَابُ فِي الْآخِرَةِ وَشَرْطُ وَجُوبِهِ الْعَقْلُ وَالْبُلُوغُ وَالْإِسْلَامُ وَقَدْ رَأَى عَلَى اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ الْكَافِي وَوُجُودَ الْحَدَثِ وَعَدَمَ الْحَيْضِ وَالتِّفَاسِ وَضَيْقِ الْوَقْتِ

چوتھا۔ سر کے چوتھے حصے کا مسح کرنا۔

اس (دھوا) کا سبب یہ ہے کہ جو کام اس کے بغیر جائز نہیں اس کا کرنا جائز ہو جائے یہ اس کا دنیوی حکم ہے اور اس کا آخری حکم آخرت میں ثواب کا حصول ہے۔ اس کے واجب ہونے کی شرط (۱) سمجھ کا پایا جانا (۲) بالغ ہونا۔ (۳) مسلمان ہونا (۴) کافی پانی کے استعمال پر قادر ہونا (۵) حدث کا پایا جانا (۶) حیض اور (۷) نفاس کا نہ ہونا۔ اور (۸) وقت کا تنگ ہونا ہے۔

مثلاً گشتا جس کے ساتھ وضو کیا جائے مثلاً پانی۔

۱۔ ارکان ہرکن کی جمع ہے۔ رکن وہ چیز ہے جس پر کسی شے کے باقی رہنے کا دار مدار ہو اور وہ اس چیز کے اندر ہو خارج نہ ہو۔ جب کہ شرائط اس کام سے مقدم ہوتی ہیں۔ مثلاً وضو نماز کے لیے شرط ہے، اور نماز شروع کرنے سے پہلے اس کا ہونا ضروری ہے۔

۲۔ فرائض، فرائض کی جمع ہے فرض یا فریضہ وہ کام ہے جس کی ادائیگی ضروری ہو فرائض وضو قرآن پاک کی اس آیت سے ثابت ہیں۔ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ۔

اے ایمان والو! جب تم نماز کا ارادہ کرو تو اپنے چہروں اور اپنے ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھو اور اپنے سروں کے بعض حصے کا مسح کرو اور پاؤں کو ٹخنوں سمیت دھو۔ (سورہ مائدہ آیت ۶)

۳۔ کان کا وہ حصہ جو چہرے کی طرف ہے وہاں سوراخ کے ساتھ چوٹھی سی اٹلی ہوئی نرم ہڈی کان کی ٹوکھلاتی ہے۔ وضو منہ سے جو چیز کسی کام کے باعث بنتی ہے وہ اس کا سبب کہلاتی ہے۔ مثلاً بیمار کی بیماری اس کی تیمارداری کا باعث ہے لہذا یہی اس کا سبب ہے۔ وضو کا باعث بھی نماز پڑھنا یا دوسرے امور ہیں جو اس کے بغیر جائز نہیں۔ لہذا وہ وضو کا سبب ہیں۔

۴۔ پاگل، بے ادب غیر مسلم پر چونکہ نماز فرض نہیں اس لیے ان پر وضو بھی فرض نہیں۔

۵۔ حدث کی دو صورتیں ہیں (۱) جنبی ہونا (۲) بے وضو ہونا۔ پہلے کو حدث اکبر اور دوسرے کو حدث اصغر

وَشَرَطُ صِحَّتِهِ ثَلَاثَةٌ عُمُومُ الْبَشَرِ وَالْمَاءُ الطَّهُّورُ وَانْقِطَاعُ مَا يَنْفِيهِ مِنْ حَيْضٍ وَنَفَاسٍ وَحَدِيثٍ وَنَزَالٍ مَا يَمْنَعُ وَصُولَ الْمَاءِ إِلَى الْجَسَدِ كَشَمْعٍ وَشَحْمٍ.

اس (وضو) کے صحیح ہونے کی تین شرائط ہیں۔

(۱) اعضاء وضو پر پانی کا پہنچ جانا۔ (۲) جو چیز وضو کے خلاف ہے مثلاً حیض، نفاس اور حدث (وغیرہ) کا ختم ہو جانا۔ (۳) اور جو چیز جسم تک پانی کے پہنچنے میں رکاوٹ بنتی ہے اس کا دور ہونا مثلاً موم اور چربی۔

(حاشیہ گذشتہ کہتے ہیں حدث اکبر کی صورت میں غسل فرض ہے اور حدث اصغر کی صورت میں وضو فرض ہو گا اگر حدث نہ ہو تو وضو فرض نہ ہو گا البتہ محض ثواب حاصل کرنے کی نیت سے کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ حیض وہ خون ہے جو تندرست عورت کو ہر ماہ کم از کم تین دن اور زیادہ سے زیادہ دس دن آتا ہے۔ اسے ماہواری بھی کہتے ہیں۔ نفاس کا خون بچے کی پیدائش کے بعد آتا ہے چونکہ حیض و نفاس کی حالت میں طہارت حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہذا ان کی موجودگی میں وضو واجب نہ ہو گا۔

۲۔ نماز کا وقت جب شروع ہوتا ہے تو اس میں دست ہوتی ہے۔ جوں جوں وقت آگے بڑھتا ہے تنگ ہوتا جاتا ہے۔ شروع شروع میں وقت کی دست کے پیش نظر وجوب ادا میں بھی دست ہوتی ہے یعنی اگر وقت کی پہلی جزد میں نماز ادا نہیں کی تو وجوب ادا دوسری جزد کی طرف منتقل ہو جائے گا اسی طرح وضو کا وجوب بھی وقت کی دوسری جزد کی طرف منتقل ہو جائے گا لیکن جب وقت تنگ ہو جائے تو اب وجوب میں مزید گنجائش باقی نہیں رہتی لہذا وقت کی تنگی محض وجوب کے لیے نہیں بلکہ وجوب مضیق (تنگ وجوب) کے لیے شرط ہے۔

(حاشیہ صفحہ ۳۹) ۱۔ دہونے سے مراد یہ ہے کہ پانی اعضاء پر اس طرح گزرا جائے کہ قطرے نیچے گریں محض تر ہونا پیرنا کفایت نہیں کرتا۔

۲۔ یعنی جب وضو کر رہا ہو اس وقت پیشاب کے قطرات نہ آسے بھل یا برا خارج نہ ہو رہی ہو البتہ معذور زہیں کی وضاحت آگے آرہی ہے) کے لیے جائز ہے۔ (مطہاری علی الراتی)

۳۔ پانی کا جسم تک پہنچنا ضروری ہے جسم پر چربی یا موم لگی ہو تو پانی ان چیزوں کے اوپر سے گزر جاتا ہے اور جسم تک نہیں پہنچتا لہذا پہلے چربی وغیرہ کو دور کیا جائے اسی طرح عورتیں ناخنوں پر ناخن پالش لگاتی ہیں۔ اس کی وجہ سے بھی پانی نہیں پہنچتا۔ اس طرح بے وضو نماز پڑھی جاتی ہے جو ادا نہیں ہوتی مسلمان بہنوں کو اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیے البتہ ہندی لگی ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(فصل) یَجِبُ غَسْلُ ظَاهِرِ اللَّحْيَةِ الْكَثَّةِ فِي أَصَحِّ مَا يُفْتَى بِهِ وَيَجِبُ إِیْصَالُ الْمَاءِ إِلَى بَشَرَةِ اللَّحْيَةِ الْخَفِيفَةِ وَلَا يَجِبُ إِیْصَالُ الْمَاءِ إِلَى الْمُسْتَرْسِلِ مِنَ الشَّعْرِ عَنْ دَائِرَةِ الْوَجْهِ وَلَا إِلَى مَا انْكَتَمَ مِنَ الشَّفَتَيْنِ عِنْدَ الْإِنْضِمَامِ وَلَوْ انْضَمَّتِ الْأَصَابِعُ أَوْ طَالَ الظُّفْرُ فَغَطَّى الْأَنْبِلَةَ أَوْ كَانَ فِيهِ مَا يَمْنَعُ الْمَاءَ كَعَجِينٍ وَجَبَ غَسْلُ مَا تَحْتَهُ وَلَا يَمْنَعُ الدَّهْنُ وَخَرُّ الْبَرَاغِيثِ وَنَحْوَهَا وَيَجِبُ تَحْرِيكُ الْخَاتَمِ الضَّيِّقِ وَلَوْ ضَرَّاهُ غَسْلُ شُقُوقِ رَجُلَيْنِ جَازًا مَرَارَ الْمَاءِ عَلَى الدَّوَاءِ الَّذِي وَصَّعَتْ فِيهَا وَلَا يُعَادُ الْمَسْحُ وَلَا الْغَسْلُ عَلَى مَوْضِعِ الشَّعْرِ بَعْدَ حَلْقِهِ وَلَا الْغَسْلُ بِقَصِّ ظَفَرِهِ وَشَارِبِهِ۔

فصل ۶۰ فرایض وضو کی تکمیل:

اور مضمون یہ
حن اقبال پر فتویٰ دیا جاتا ہے ان میں سے سب سے زیادہ صحیح قول کے مطابق گھنی داڑھی کے ظاہر کو دھونا واجب ہے اور پتلی داڑھی کی جلد تک پانی پہنچانا ضروری ہے۔ اور ان بالوں تک پانی پہنچانا ضروری نہیں، جو چہرے کے دائرے سے شکے ہوئے ہوں۔ اور ہونٹوں کے ملنے کے وقت جو جگہ چھپ جاتی ہے اس تک پانی، پہنچانا بھی ضروری نہیں۔ اگر انگلیاں مل جائیں یا ناخن لمبے ہو کر پوروں کو ڈھانپ لیں، یا ان میں ایسی چیز ہے جو پانی کے پہنچنے سے مانع ہے مثلاً گوندھا ہوا آٹا، تو اس کے نیچے کا حصہ دھونا واجب ہے، میل کچیل اور ٹمچر وغیرہ کی بیٹ پانی کے پہنچنے کو نہیں رکھتی، تنگ انگوٹھی کو حرکت دینا واجب ہے، اگر پاؤں کے زخموں کو دھونا تکلیف دیتا ہو تو اس دوائی پر سے پانی گزارنا جائز ہے جو زخم میں لگاؤ ہے۔ سر منڈانے کے بعد بالوں کی جگہ پر دوبارہ مسح نہ کیا جائے اور نہ اسے دہرایا جائے۔ ناخنوں اور مونچھوں کو کاٹنے کے بعد بھی دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں۔

۱۔ گھنی داڑھی جس کے نیچے چہرے کا چہرہ نظر نہیں آتا چہرے کے قائم مقام قرار پاتی ہے لہذا اس کا دھونا چہرے کا دھونا ہی قرار پائے گا۔

۲۔ پتلی داڑھی کے نیچے چہرے کی جلد نظر آتی ہے اور اس صورت میں چہرے کا دھونا شکل بھی نہیں لہذا براہ راست چہرے کا دھونا فرض ہوگا۔

۳۔ چونکہ چہرے سے شکے ہوئے بال نہ اصل چہرہ ہیں اور نہ اس کے قائم مقام۔ لہذا ان کا دھونا

فرض نہیں۔

۴۷ عام حالت میں ہونٹوں کے ٹٹنے سے جو حصہ باہر رہتا ہے وہ وجہ (چہرہ) کہلائے گا اور اس کا دہرنا ضروری ہوگا لیکن جو حصہ چھپ جاتا ہے وہ فم یعنی منہ کا حصہ ہے، اور منہ کا دہرنا فرض نہیں۔ لہذا ہونٹوں کے اس حصے کا دہرنا بھی فرض نہ ہوگا۔

۴۸ انگلیوں کے مل جانے سے درمیان کا حصہ خشک رہنے کا خدشہ ہے۔ ناخن بلبے ہوں تو ان کے نیچے پانی نہ پہنچنے کی وجہ سے جگہ خشک رہے گی۔ اسی طرح گوندھا ہوا آٹا ناخنوں کے نیچے ہر تو پانی نہیں پہنچ سکتا لہذا ان تمام صورتوں میں جب تک احتیاط کے ساتھ جسم تک پانی نہ پہنچایا جائے وضو نہ ہوگا۔

ضروری نوٹ: ساج کل ناخن بڑھانا فیشن بن چکا ہے۔ بالخصوص عورتوں میں یہ بات عام ہو چکی ہے حالانکہ اسلام نے ناخن تراشنے کا حکم دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

پانچ باتیں فطرت سے ہیں۔ زیر ناف بال صاف کرنا، غتہ کرنا، مونچھیں کٹوانا، نعلوں کے بال صاف کرنا اور ناخن ترشوانا۔ (جامع ترمذی جلد ۲۔ باب ماجاء فی تعلیم الاطفال ص ۱۸)

لہذا ناخن بڑھانا اور نہ ترشوانا فطرت انسانی کے بھی خلاف ہے، اسلامی تعلیمات کے بھی منافی ہے۔ اس سے کھانا بھی مکروہ ہوتا ہے اور وضو نہ ہونے کی وجہ سے نمازیں بھی خراب ہوتی ہیں ایسے مسلمان بہنوں کو اس بُری رسم سے بچنا چاہیے۔

۴۹ میل چونکہ انسان کے جسم سے پیدا ہوتی ہے لہذا جسم کا حصہ ہونے کی وجہ سے اس کے نیچے پانی بہنا ضروری نہ ہوگا۔ اور پھر وغیرہ کی بیٹ ایسی چیز ہے جس سے نیچے پانی جسم تک پہنچ سکتا ہے۔ کہ چونکہ اسلام کسی انسان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ لہذا ضرورت کے پیش نظر زخمی پاؤں کی دوائی کے اوپر سے پانی بہالینا کافی ہوگا۔

۵۰ چونکہ وضو کرنے سے فرض ادا ہو گیا اب بال، مونچھیں یا ناخن کاٹنے سے حدت واپس نہیں لوتی لہذا بال کٹوانے یا ناخن ترشوانے کے بعد دوبارہ مسح کرنے یا دہونے کی ضرورت نہ ہوگی۔ البتہ ایسا کرنا اچھا ہے۔

(فصل ۱) یُسْنُ فِي الْوُضُوءِ ثَمَانِيَةٌ عَشْرُ شَيْئًا غَسْلُ الْيَدَيْنِ إِلَى الرِّسْغَيْنِ وَالتَّسْمِيَةُ
 ابْتِدَاءً وَالتَّوَاكُّ فِي ابْتِدَائِهِ وَلَوْ بِالْأَصْبَعِ عِنْدَ فَقْدِهِ وَالْمَضْمَضَةُ ثَلَاثًا وَلَوْ بِعَرْفَةٍ وَ
 الْإِسْتِنْشَاقُ بِثَلَاثِ عَرَفَاتٍ وَالْمِبَالغَةُ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالْإِسْتِنْشَاقِ لِغَيْرِ الصَّائِمِ
 وَتَحْلِيلُ الدَّحِيَّةِ الْكَثَّةِ بِكَفِّ مَاءٍ مِنْ أَسْفَلِهَا وَتَحْلِيلُ الْأَصَابِعِ وَتَثْلِيثُ الْغَسْلِ
 وَاسْتِعَابُ الرَّاسِ بِالْمَسْحِ مَرَّةً وَمَسْحُ الْأُذُنَيْنِ وَلَوْ بِمَاءِ الرَّأْسِ وَالدَّلْكُ وَالْوَلَاءُ
 وَالنِّيَّةُ التَّرْتِيبُ كَمَا نَصَّ اللَّهُ تَعَالَى فِي كِتَابِهِ وَابْتِدَاءُهُ بِالْمِيَّامِنْ وَرُءُوسِ الْأَصَابِعِ
 وَمَقْدَمُ الرَّاسِ وَمَسْحُ الرِّقْبَةِ لَا الْحُلُقُومَ وَقِيلَ إِنَّ الْأَرْبَعَةَ الْآخِرَةَ مُسْتَحَبَّةٌ

فصل ۲ وضو کی سنتیں:

وضو میں اٹھارہ چیزیں سنت ہیں۔

(۱) دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک دھونا۔ (۲) ابتداء میں بسم اللہ پڑھنا۔ (۳) شروع میں مسواک کرنا۔ اگرچہ انگلی کے
 ساتھ ہو جب مسواک نہ ہو (۴) تین بار کلی کرنا اگرچہ ایک چلو (پانی) کے ساتھ ہو (۵) تین چلوؤں کے ساتھ ناک میں پانی چڑھانا
 (۶) غیر روزے دار کا اچھی طرح کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا (۷) ایک چلو کے ساتھ نیچے کی طرف سے گھنٹی دائرہ کا
 خلال کرنا (۸) انگلیوں کا خلال کرنا (۹) (اعضاء کو) تین تین بار دھونا (۱۰) ایک بار سارے سر کا مسح کرنا (۱۱) کانوں کا مسح
 کرنا۔ اگرچہ سر کے پانی کے ساتھ ہو۔ (۱۲) (اعضاء کو) ملنا۔ (۱۳) پے درپے دھونا (۱۴) نیت کرنا (۱۵) قرآن پاک
 کی تصریح کے مطابق ترتیب سے وضو کرنا۔ (۱۶) دائیں طرف سے اور انگلیوں کے سروں سے شروع کرنا (۱۷) سر کے
 اگلے حصے سے شروع کرنا (۱۸) گردن کا مسح کرنا (۱۹) گھبراہٹ کی حالت میں چار باتیں مستحب ہیں۔

۱۔ سنت کا لغوی معنی راستہ ہے اور اصطلاح شرع میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل مبارک سنت کہلاتا ہے۔
 اگر آپ نے کوئی کام ہمیشہ کیا اور کبھی کبھار چھوڑا تو سنت ہو کہ وہ ہے اور جسے ہمیشہ نہیں کیا وہ سنت غیر ہو کہ وہ ہے اسے
 مستحب منسوب اصدا ب بھی کہا جاتا ہے۔ (طحاوی علی المراقی)

۲۔ چونکہ ہاتھ وضو کرنے کے لیے بطور آلہ استعمال ہوتے ہیں اس لیے پہلے انہیں دھویا جائے تاکہ باقی اعضاء
 پاک ہاتھوں کے ساتھ دھوئے جائیں۔ بالخصوص جب نیند سے بیدار ہو کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب

(فصل) من اَدَابِ الْوُضُوءِ اَرْبَعَةٌ عَشَرَ شَيْئًا الْجُلُوسُ فِي مَكَانٍ مُرْتَفَعٍ وَ
 اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ وَعَدَمُ الْاِسْتِعَانَةِ بِغَيْرِهِ وَعَدَمُ التَّكَلُّمِ بِكَلَامِ النَّاسِ وَالْجَمْعُ
 بَيْنَ نِيَّةِ الْقَلْبِ وَفِعْلِ اللِّسَانِ وَالدُّعَاءُ بِالْمَاشُورِ وَالتَّسْمِيَةُ عِنْدَ كُلِّ عُضْوٍ وَادْخَالُ
 خَنْصَرَةٍ فِي صَمَاحِ اِذْنَيْهِ وَتَحْرِيقُ خَاتِمَةِ الْوَاسِعِ وَالْمُضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ
 بِالْيَدِ الْيُسْطَى وَالْاِمْتِحَاطُ بِالْيُسْطَى وَالتَّوَضُّعُ قَبْلَ دُخُولِ الْوَقْتِ لِغَيْرِ الْمَعْدُورِ وَ
 الْاِتْيَانُ بِالشَّهَادَتَيْنِ بَعْدَهُ وَانْ يَشْرَبَ مِنْ فَضْلِ الْوُضُوءِ قَاشًا وَانْ يَقُولَ اللَّهُمَّ
 اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ

فصل ۵۰ مستحبات وضو:

وضو میں چودہ چیزیں مستحب ہیں۔

۱) بلند جگہ پر بیٹھنا (۲) قبلہ رخ ہونا (۳) دوسرے آدمی سے مدد نہ لینا (۴) دھیری گفتگو نہ کرنا (۵) دل کی نیت
 اور زبان کے فعل کو جمع کرنا (۶) سنت سے ثابت دعا مانگنا (۷) ہر عضو کو دھوتے وقت بسم اللہ پڑھنا (۸) سب سے
 چھوٹی انگلی کو کانوں کے سوراخ میں ڈالنا (۹) کشادہ انگوٹھی کو حرکت دینا (۱۰) دائیں ہاتھ سے کلی کرنا اور ناک میں پانی
 ڈالنا (۱۱) ناک بائیں ہاتھ سے جھاڑنا (۱۲) غیر معذور کا وقت کے داخل ہونے سے پہلے وضو کرنا (۱۳) وضو کے بعد
 کلمہ شہادت پڑھنا (۱۴) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا اور یہ دعا مانگنا۔

اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ وَاجْعَلْنِي
 مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ
 یا اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور
 خوب پاک ہونے والوں میں سے بنادے۔

دعا شہادت گزشتہ تم میں سے کوئی نیند سے بیدار ہو تو ہاتھوں کو دھونے سے پہلے برتن میں نہ ڈالے۔ اگر برتن ایسا ہے جس میں ہاتھ ڈال کر
 پانی نکالنا پڑتا ہے تو کسی چھوٹے برتن سے پانی لے کر ہاتھ دھوئے۔ اور اگر چھوٹا برتن نہ ہو ابہر برتن کو ٹیڑھا بھی نہ کیا جا سکے
 تو بائیں ہاتھ کی انگلیوں کو ملا کر پانی لے اور دائیں ہاتھ کو دھو کر برتن میں ڈالے۔

۳) احناف کے نزدیک مسواک وضو کی سنت ہے نماز کی نہیں یعنی جب وضو کرے تو مسواک کرے ایسے وضو
 کے ساتھ جو نماز پڑھی جائے گی اس کا ثواب ستر گنا زیادہ ملے گا اگر ایک ہی وضو سے پانچ نمازیں پڑھی جائیں تو پھر بلا

کاتب سترگ زیادہ ہوگا۔ اگر مسواک نہ ہو تو اٹھل سے ماتوں کو صاف کر لیا جائے۔ عورتیں مسواک کی جگہ گونا گونا استعمال کریں کیونکہ ان کے مسوڑھے نازک ہوتے ہیں۔ مسواک کو برداشت نہیں کر سکتے۔ مسواک کرنے کا طریقہ اود دیگر ضروری باتوں کے لیے بہت شریعت حصہ اول یا رکن دین پہلا حصہ ملاحظہ کیجیے۔

۴۵ پے درپے کا مطلب یہ ہے کہ پہلے عضو کے خشک ہونے سے پہلے پہلے دوسرے عضو کو دھو لے۔
۴۶ قرآن پاک کی تصریح کے مطابق ترتیب یہ ہے کہ چار فرض میں سے پہلے چہرہ دھوئے پھر بازو اس کے بعد سر کا مسح کرے اور پھر پاؤں دھوئے

۴۷ مستحب کا حکم یہ ہے کہ کریں تو ثواب ملے گا اور نہ کریں تو عذاب نہ ہوگا۔
۴۸ دل میں بھی وضو کا ارادہ ہو اور زبان سے بھی کہے کہ میں وضو کرتا ہوں تاکہ میرے لیے نماز پڑھنا جائز ہو جائے۔
۴۹ سنت سے ثابت دعائیں یہ ہیں۔

کل کرتے وقت کی دعا۔

یا سُبْحَانَ اللَّهِ اللَّهُمَّ اَعِزَّنِي عَلَى تِلَاوَةِ الْقُرْآنِ وَذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ
اللہ کے نام سے یا اللہ! تلاوت قرآن، اپنے ذکر، شکر اور اچھی طرح عبادت پر میری مدد فرما۔
ناک میں پانی ڈالتے وقت کی دعا۔

یا سُبْحَانَ اللَّهِ اللَّهُمَّ اَرَحِنِي لِأَمَّةِ الْجَنَّةِ وَلَا تُرَخِّنِي لِأَمَّةِ النَّارِ۔
اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! مجھے جنت کی خوشبو سنکھا اور جہنم کی بو نہ سنکھا۔
چہرہ دھرتے وقت کی دعا۔

یا سُبْحَانَ اللَّهِ اللَّهُمَّ بَيِّضْ وَجْهِي يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌُ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌُ
اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! اس دن میرا چہرہ سفید رکھنا جس دن بعض چہرے سفید ہوں گے اور کچھ چہرے سیاہ۔
دایاں بازو دھرتے وقت کی دعا۔

یا سُبْحَانَ اللَّهِ اللَّهُمَّ اَعْظِئْ كِتَابِي بِمِثْقَلِ حَبِّ سِنِّي حَسَابًا يَسِيرًا۔
اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! میرا نامہ اعمال میرے ہاتھ میں دینا اور میرا حساب آسان کرنا۔
بایاں بازو دھرتے وقت کی دعا۔

یا سُبْحَانَ اللَّهِ اللَّهُمَّ لَا تُعْظِئْ كِتَابِي بِشِمَاكِي وَلَا مِنْ وَرَائِ ظَهْرِي۔
اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! میرا نامہ اعمال بائیں ہاتھ میں اور پیٹھ کے پیچھے سے نہ دینا۔

سرکاسح کرتے وقت کی دعا:-

يَا سُبُّوحَ اللَّهِ اللَّهُمَّ اَظْلِمْنِي تَحْتَ ظِلِّ عَرْشِكَ يَوْمَ لَا ظِلَّ إِلَّا ظِلُّكَ
اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! اس دن مجھے اپنے عرش کے سائے میں رکھنا میں دن تیرے عرش کے سائے کے
سوا کوئی سایہ نہ ہوگا۔

کانوں کاسح کرتے وقت کی دعا:-

يَا سُبُّوحَ اللَّهِ اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ السَّادِّينَ يَسْمَعُونَ الْقَوْلَ فَيَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ
اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! مجھے ان لوگوں میں سے کر دے جو تیری بات کو غور سے سنتے ہیں اور ان اچھی باتوں کی
پیروی کرتے ہیں۔

گردن کاسح کرتے وقت کی دعا:-

يَا سُبُّوحَ اللَّهِ اللَّهُمَّ اَعْتِقْ رَقَبَتِي مِنَ النَّارِ
اللہ کے نام سے، یا اللہ! میری گردن کو جہنم کی آگ سے آزاد رکھنا۔
دایا پاؤں دہوتے وقت کی دعا:-

يَا سُبُّوحَ اللَّهِ اللَّهُمَّ ثَبِّتْ قَدَمِي عَلَى الصِّرَاطِ يَوْمَ تَزُلُّ الْأَقْدَامُ
اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! اس دن ہل ملوٹ پر مجھے ثابت قدم رکھنا جب (کچھ لوگوں کے) قدم پھیس گئے۔
بایاں پاؤں دہوتے وقت کی دعا:-

يَا سُبُّوحَ اللَّهِ اللَّهُمَّ اجْعَلْ ذُنُوبِي مَغْفُورًا وَسَعْيِي مَشْكُورًا وَتِجَارَتِي لَنْ تَبُورَ
اللہ کے نام سے۔ یا اللہ! میرے گناہ بخش دے میری کوشش قبول فرما اور میری تجارت میں نقصان نہ ہو۔
۷۷ اور پر مذکورہ دعاؤں میں ساتھ ساتھ بسم اللہ کا ذکر بھی آگیا لہذا یہ دعائیں مانگنے سے دونوں مقصد پورے ہو جاتے ہیں
۷۸ عام طور پر کھڑے ہو کر پانی پینا مکروہ ہے۔ لیکن وضو کا پچھا ہوا اور آب زمزم ہی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے
ہو کر نوش فرمایا لہذا کھڑے ہو کر پینا سنت ہے اور پانی پیتے وقت یہ دعا مانگی جائے۔

اللَّهُمَّ اشْفِنِي بِشَفَائِكَ وَدَاوِي بِدَوَائِكَ وَأَعِصْمْنِي مِنَ الْوَحْشِ وَالْأَمْرَاضِ وَالْأَوْجَاعِ
یا اللہ! مجھے اپنی خاص شفاء کے ساتھ شفاء عطا فرما اپنی خصوصی دوا کے ساتھ میرا علاج فرما۔ مجھے کستی، بیماریاں
اور تکالیف سے محفوظ فرما۔

(فصل) الوضوء على ثلاثة أقسامٍ الأول فرضٌ على السجدة للصلاة ولو كانت نفلاً ولصلاة الجنائز وسجدة التلاوة ولتمس القرآن ولو آيةً والثاني واجبٌ للظروف بالكعبة والثالث مندوبٌ للتيمم على طهارة وإذا استيقظ منه وللمداومة

و منکر نے داغے کے لیے چھ چیزیں مکر وہ ہیں۔

(۱) ضرورت سے زیادہ پانی خرچ کرنا (۲) پانی (ضرورت سے) کم استعمال کرنا (۳) پانی چہرے پر (زور زور سے) مارتا (۴) دنیوی گفتگو کرنا (۵) بغیر عذر کے دوسرے سے مدد لینا (۶) تیرے ہاتھ سے پانی سے (سیرکا) مسح کرنا۔

فصل عن وضو کی اقسام:

دھوکے کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ فرض — بے وضو جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرے تو اس پر وضو کرنا فرض ہے چاہے نفلی نماز ہو نماز جنازہ کے لیے سجدۂ تلاوت کے لیے اور قرآن پاک کو ہاتھ لگانے کے لیے چاہے ایک ہی آیت ہو وضو کرنا فرض ہے۔

۲۔ واجب — کعبۃ اللہ کا طواف کرنے کے لیے وضو واجب ہے۔

۱۱۔ منتخب ————— (۱) بادِ غلو سونے کے شیلے (۲) نیند سے بیدار ہونے پر (۳) ہمیشہ

۱۔ تمام انسانوں کے لیے پانی کی مقدار برابر نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ کوئی آدمی موٹا ہوتا ہے کوئی پتلا کوئی چھوٹا ہوتا ہے کوئی بڑا۔ اسی طرح موسم کا بھی فرق ہوتا ہے، لہذا آدمی کی ضرورت کو سامنے رکھتے ہوئے کم یا زیادہ کا تعین کیا جاسکتا ہے۔

۲۔ مسح کا مضموم یہ ہے کہ تر ہاتھ مسح والی جگہ پر پھیرا جائے اگر دو تین بار مسح کیا تو یہ مسح کی بجائے دہونا شمار

عَلَيْهِ وَلِلْوَضُوءِ عَلَى الْوَضُوءِ وَبَعْدَ غَيْبَةٍ وَكَذِبٍ وَنَهْمَةٍ وَكُلِّ خَطِيئَةٍ وَالشَّادِ شَعْرُو
قَهْقَهَةٍ خَارِجَ الصَّلَاةِ وَغُسْلٍ مَيِّتٍ وَحَمَلِهِ وَلَوْ قَتَلَ كُلَّ صَلَاةٍ وَقَبْلَ غُسْلِ الْجَنَابَةِ
وَلِلْجَنَابِ عِنْدَ أَكْلِ وَشُرْبٍ وَنَوْمٍ وَطَوَّعٍ وَلِغَضَبٍ وَقُرْآنٍ وَحَدِيثٍ وَسَوَابِغٍ وَ
دِرَاسَةٍ عِلْمٍ وَآذَانٍ وَاقَامَةٍ وَخُطْبَةٍ وَزِيَارَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ
وُقُوفٍ بِعَرَفَةَ وَلِلْمَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَكُلِّ لَحْمٍ جَزْوِيٍّ وَلِلْخُرُوجِ مِنْ
خِلَافِ الْعُلَمَاءِ كَمَا إِذَا مَشَى امْرَأَةٌ

با وضو رہنے کے لیے۔ (۴) وضو پر وضو کرنے کے لیے (۵) غیبت (۶) جھوٹ (۷) چٹلی (۸) ہر قسم کے گناہ (۹) بُرے
اشعار کہنے (۱۰) نماز سے باہر قہقہہ لگانے (۱۱) میت کو غسل دینے اور (۱۲) اسے اٹھانے کے بعد (۱۳) ہر نماز
کے وقت کے لیے (۱۴) غسل جنابت سے پہلے (۱۵) جنبی آدمی کے لیے کھانے پینے، سونے اور جماع (کا ارادہ)
کرتے وقت (۱۶) غصے کے وقت۔ (۱۷) قرآن اور (۱۸) حدیث پڑھنے کے لیے (۱۹) حدیث بیان کرنے کے لیے
(۲۰) علم سیکھنے کے لیے (۲۱) اذان دینے کے لیے (۲۲) تکبیر کہنے کے لیے (۲۳) خطبہ دینے کے لیے (۲۴) نبی اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے (۲۵) عرفات میں ٹھہرنے کے لیے (۲۶) صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ
لگانے کے لیے۔ (۲۷) کھانا ہوا گوشت کھانے کے بعد (۲۸) علماء کے اختلاف سے نکلنے کے لیے مثلاً اگر کوئی
شخص کسی عورت کو ہاتھ لگائے۔

اشارہ گذشتہ ہو گا اس لیے ایسا کرنا مکروہ ہے۔

۳۔ یعنی یہ امور وضو کے بغیر ادا ہی نہیں ہوتے۔ قرآن پاک زبانی پڑھنا ہر تو وضو فرض نہیں تاہم مستحب ہے۔ وضو
کے لیے وضو کی فرضیت قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ قرآن پاک میں ہے۔ یا ایہا الذین امنوا اذا قمتم الى
الصلاة فاغسلوا وجوهکم (۱) فریک، اور حدیث شریف میں ہے "اللہ تعالیٰ وضو کے بغیر نماز کو قبول نہیں کرتا، نماز مجازہ
بھی نماز ہے اور سجدہ تلاوت بھی نماز کی طرح ہے۔ اگرچہ یہ دونوں کامل نماز نہیں ہیں تاہم نماز ہونے کی وجہ سے ان کے لیے
وضو فرض ہے، قرآن پاک کو طہارت کے بغیر ہاتھ لگانے سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ "لَا يَمَسُّهُ
إِلَّا الْمُطَهَّرُونَ" (قرآن پاک) کو صرف پاک لوگ ہاتھ لگائیں۔

۴۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "بیت اللہ شریف کے گرد طواف نماز کی طرح ہے البتہ تم اس میں

گفتگو کرتے ہو لہذا جو آدمی طواف کے دوران گفتگو کرے وہ اچھی باتیں کرے، چونکہ قرآن پاک نے دَلَّیْطُوْا فَاِیَّالْبَیْتِ الْعَتِیْقِہ میں مطلق طواف کا حکم دیا ہے۔ وضو کی قید نہیں اور حدیث شریف میں اسے نماز کی طرح قرار دیا گیا ہے۔ لہذا طواف کے لیے وضو فرض نہ ہوگا البتہ واجب ہوگا تاکہ قرآن کے مطلق پر بھی عمل ہو جائے اور حدیث شریف پر بھی (اصول الشیخ) ۵۵ وضو گناہوں کا کفارہ ہے اور عیند ایک قسم کی موت ہے لہذا سونے سے پہلے وضو کر لیا جائے تو صغیرہ گناہ مٹ جائے اور اگر اسی عیند کی حالت میں موت آجائے تو بارگاہ خداوندی میں پاک صاف حاضر ہوگا۔

۵۶ عیند کے بعد دوبارہ زندگی نصیب ہوتی ہے لہذا وضو کر کے طہارت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا جائے۔ ۵۷ شیخ سید گزشتہ حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خواب میں دیکھا کہ آپ جنت میں داخل ہوئے اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ کے آگے آگے تھے ان کے جوتے کی آواز آپ نے سنی حضرت بلال سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا میں جب بھی بے وضو ہوتا ہوں تو تازہ وضو کر لیتا ہوں۔ معلوم ہوا ہر وقت با وضو رہنے کی بہت زیادہ فضیلت ہے۔

۵۸ اگر پہلے وضو سے عبادت مقصودہ (مثلاً نماز) ادا کر لی یا مجلس تبدیل کی تو دوبارہ وضو کرنا فوراً علیٰ نوز ہے ورنہ محض امرات و فحول خرچی ہے نیز یہ بھی دیکھا جائے کہ پانی دوسروں کی ضرورت سے نامذہبے یا نہیں۔ ۵۹ غیبت، چٹلی، جھوٹ اور تمام گناہ نیز برے اشعار کا پڑھنا گناہ ہے اور وضو گناہ کا کفارہ ہے۔ ۶۰ چونکہ نماز کی حالت میں تہنہ لگانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے لہذا نماز سے باہر لگانے کی صورت میں وضو کر لینا اچھا ہے۔

۶۱ چونکہ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کے نزدیک میت کو اٹھانے سے وضو واجب ہو جاتا ہے لہذا اختلاف علماء سے نکلنے کے لیے ہمارے ہاں اس صورت میں وضو مستحب ہوگا۔

۶۲ ہر نماز کے وقت کے لیے تازہ وضو کیا جائے تو نماز کی عظمت میں مزید اضافہ ہوتا ہے۔ ۶۳ اگر جنبی آدمی کھانے پینے اور جماع وغیرہ کے لیے فی الحال غسل کی صورت میں طہارت حاصل نہیں کر سکتا تو کم از کم وضو کر کے کچھ تو پاکیزگی حاصل کرے۔

۶۴ پانی ڈالنے سے غصہ ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔

۶۵ قرآن و حدیث سیکھنا حدیث روایت کرنا تکبیر اور خلیفہ پڑھنا نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت اور میدان عرفات میں ٹھہرنا اور صفامردہ کے درمیان دوڑ لگانا نہایت اہم اور بابرکت کام ہیں لہذا ان کی ادائیگی بے وضو نہیں ہونی چاہیے اور

۶۶ بے وضو گشت کے کھانے سے بعض ائمہ کے نزدیک وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح بعض فقہاء کے

(فصل) ینقص الوضوء اثنا عشر شيئاً ما خرج من السبيلين الاربع القبل في الاصة وينقصه ولادة من غير روية دم ونجاسة سائلة من غيرهما كدم وقيح وقي طعَام او ماء او علق او مِرَّة اذا مَلَأ الفم وهو مالا ينطبق عليه الا بتكليف على الاصة ويجمع متفرق القى اذا اتحد سببه ودم غلب على البزاق او ساواه ونوم له تمكن فيه اليقعدة من الارض وارتفاع مقعدة نائم قبل انتباهه وان لم يسقط في الظاهر واغماء وجنون وسكر وقمقة بالغ يقظان في صلوة ذات ركوع وسجود ولو تعمد الخروج بها من الصلوة ومث فرج يذکر منتصب بلا حائل

فصل ۱۱ جن چیزوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے :

بارہ چیزیں وضو کو توڑ دیتی ہیں۔

(۱) جو کچھ در راستوں میں سے نکلے، سوائے اگلے راستے سے نکلنے والی ہوا کے، صبح قبل کے مطابق۔
(۲) پئے کی پیدائش بھی وضو کو توڑ دیتی ہے اگر خون نظر نہ آئے۔ (۳) دور راستوں کے علاوہ کسی جگہ سے بہنے والی نجاست کا نکلنا مثلاً خون اور پیٹ (۴) کھانے، پانی، جے ہوئے خون یا صفرا کی تہ جب کہ منہ بھر کر آئے اور وہ (منہ بھرنا) یہ ہے کہ تکلف کے بغیر اس پر منہ بند نہ کیا جاسکے (۵) کو روکا نہ جاسکے، یہ زیادہ صبح قبل کے مطابق ہے۔ اگر متفرق تہ کا سبب ایک ہو تو اسے جمع کیا جائے۔ (۶) تھوک پر غالب آنے والا یا اس کے برابر خون (۷) نیند جس میں مقعد کو زمین پر قرار حاصل نہ ہو۔ (۸) سونے والے کی سرین کا جاگنے سے پہلے اٹھ جانا اگرچہ وہ نہ گرسے۔ ظاہر مذہب کے مطابق (۹) بیہوشی (۱۰) جنون، (۱۱) نشہ (۱۲) بالغ آدمی کا جاگتے ہوئے رکوع و سجود والی نماز میں دو رکعت سے پہنسا اگرچہ اس نے (دقیقہ کے ساتھ) نماز سے باہر آنے کا ارادہ کیا ہو۔
(۱۳) منتشر آلہ تناسل کا (عدت یا مردکی) شرمگاہ کو کسی پردے کے بغیر چھونا۔

نزدیک غیر محرم قابل شہوت عدت کو ہاتھ لگانے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے لہذا مستحب ہے کہ وضو کیا جائے تاکہ تمام ائمہ و فقہاء کے مسک پر عمل ہو جائے اور یہ عدت بھی احوال ائمہ سے باہر آئے کی ہے۔
(حاشیہ آئندہ صفحہ پر)

۱۰۔ پیشاب یا پاخانے کے راستے سے جو چیز نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ البتہ پیشاب کے راستے سے نکلنے والی ہوا چونکہ محض عضو کی حرکت ہے جس سے ہوا کے نکلنے کا مشابہہ ہوتا ہے لہذا اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر وہ ہوا بھی ہوتی ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا کیونکہ اس میں نجاست نہیں جبکہ پاخانے کے راستے سے نکلنے والی ہوا نجاست سے گزر کر آتی ہے اور اگر کسی صورت کے دونوں مقام مل گئے ہوں تو اس صورت میں احتیاطاً وضو ٹوٹ جائے گا۔

۱۱۔ اس صورت میں مباحین (حضرت امام ابو یوسف اور حضرت امام محمد رحمہما اللہ) کے نزدیک عورت نفاس دانی نہ ہوگی اور یہی بات صحیح ہے لیکن حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک عورت کو احتیاطاً غسل کرنا چاہیے کیونکہ کچھ نہ کچھ خون تو بہر حال آتا ہی ہے۔ (مرآۃ الفلاح)

۱۲۔ اگر خون یا پیپ محض ظاہر ہوں تو وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن آگے جاری ہونے کی صورت میں ٹوٹ جائے گا۔
۱۳۔ مثلاً ایک آدمی کا دل میلا ہوا اسے متلی ہوئی اور کچھ تھے ہوئی تھوڑی دیر بعد اسی متلی کے باعث دوبارہ تھے ہوئی تو چونکہ ایک ہی سبب سے بار بار تھے ہوئی ہے لہذا اس متفرق تھے کو جمع کر کے اندازہ لگایا جائے کہ منہ سمجھ رہے یا نہیں۔

۱۴۔ اگر رنگ سرخ ہے تو خون غالب ہوگا۔ جب کہ زرد ہونے کی صورت میں شہوک غالب شمار ہوگا نیز یہ بات مسوڑھوں سے نکلنے والے خون کے بارے میں ہے، سر سے اترنے یا منہ سے چڑھنے والا خون تھوڑا ہر یا زیادہ وضو کو توڑ دیتا ہے۔

۱۵۔ کیونکہ اس صورت میں اعضاء کے ڈھیلے پڑ جانے کی وجہ سے ہوا کے نکلنے کا احتمال ہوتا ہے۔
۱۶۔ اس صورت میں بھی جاگنے سے پہلے اعضاء ڈھیلے پڑ گئے لہذا ہوا نکلنے کا احتمال ہوگا۔
۱۷۔ بے ہوشی، نشہ اور جنون، سونے کے حکم میں ہیں۔ چونکہ ان تمام صورتوں میں جسمانی اعضاء ڈھیلے پڑ جاتے ہیں لہذا ان حالتوں کو برا خارج ہونے کے قائم مقام قرار دیا گیا۔

۱۸۔ فقہہ نجاست نہیں ہے لیکن چونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ لوگوں کو رکوع و سجود والی نماز میں قہقہہ لگاتے ہوئے دیکھ کر وضو ٹوٹنے کا حکم فرمایا لہذا یہ خلاف قیاس ہونے کی وجہ سے ہر جگہ ناقص وضو نہ ہوگا۔ نماز سے باہر یا نماز جنازہ میں زور زور سے ہنسنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اگر کوئی شخص جان بوجھ کر نماز سے باہر آنے کے لیے (سلام کی جگہ) قہقہہ لگاتا ہے (اداسے غرور) بطن سے کہتے ہیں) تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔

۱۹۔ اگر دونوں شرمگاہوں کے درمیان کوئی کپڑا وغیرہ نہ ہو یا ایسا باریک کپڑا ہو جو حرارت سے مانع نہیں ہے تب بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اگر دو مرد یا دو عورتیں اپنی شرمگاہوں کو ایک دوسرے سے باہم ملائیں تب بھی وضو ٹوٹ جائے گا اس کو مباشرت فاحشہ کہتے ہیں۔

(فصل ۱۱) عَشْرَةُ أَشْيَاءَ لَا تَنْقُصُ الْوَضْعُ ظُهُورًا دِيمَ لَمْ يَسْلُ عَنْ مَجْلِهِ وَ
 سَقُوطًا لَحْمٍ مِنْ غَيْرِ سَيْلَانٍ دِيمَ كَالْعِرْقِ الْمَدْفِي الَّذِي يُقَالُ لَهُ رَشْتُهُ وَخَوْبُجُهُ
 دُودَةٌ مِنْ جُحْرٍ وَأُذُنٌ وَأَنْفٌ وَمَشٌّ ذَكَرُ مِثْلِ امْرَأَةٍ وَقِيٌّ لَا يَمْلَأُ الْفَمَ وَقِيٌّ يُلْفَمُ
 وَلَوْ كَثِيرًا وَتَمَائِيلٌ نَائِمٌ أَحْتَمِلُ خَوَالَ مَقْعَدَتِهِ وَتَوْمٌ مُتَمَكِّنٌ وَلَوْ مُسْتَنَدًا إِلَى شَيْءٍ
 لَوْ أُرِيْلَ سَقَطَ عَلَى الظَّاهِرِ فِيهِمَا وَتَوْمٌ مُصَلِّ وَلَوْ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا عَلَى جِهَةِ الشُّنَّةِ
 وَاللَّهُ الْمَوْفِقُ

فصل ۱۲۔ جن چیزوں سے وضو نہیں لوٹتا:

دس چیزیں وضو کو نہیں توڑتیں۔

- ۱۔ خون (یا پیپ) کا ظاہر ہونا جو اپنی جگہ سے جاری نہیں ہوا۔
- ۲۔ خون جاری ہوئے بغیر (جسم سے) گوشت کا گرنا جسے عرق منی سے (فاری میں) رشتہ کہتے ہیں۔
- ۳۔ زخم، کان اور ناک سے کیڑے کا نکلنا۔
- ۴۔ آؤتھ ناسل کو ہاتھ لگانا۔
- ۵۔ موت کو ہاتھ لگانا۔
- ۶۔ تے جو نہ بھر کر نہ آئے۔
- ۷۔ بلغم کی تے اگرچہ زیادہ ہوں۔
- ۸۔ سوئے ہوئے آدمی کا جبک جانا کہ زمین سے مقعد کے اٹھ جانے کا (محض) احتمال ہو (یعنی نہ ہوں)۔
- ۹۔ ایسے آدمی کی نیند جس کی مقعد زمین سے گئی ہوئی ہو اگرچہ اس نے ایسی چیز سے ٹیک لگا رکھی ہو کہ اگر اسے ہٹایا جائے تو گر پڑے۔ ان دونوں صورتوں میں ظاہر مذہب یہی ہے۔
- ۱۰۔ نمازی کا رکوع و سجود کی حالت میں سوہانا جب کہ یہ دونوں رکوع و سجود سنت کے مطابق ہوں۔ (ان شاء اللہ ہی توفیق دینے والا ہے)

(ماشیرا نندہ صفحہ پر)

دفعہ مابقیہ اسے ہندی یا پنجابی زبان میں نارہکتے ہیں جو پچے کی پیدائش کے وقت ایک نالی کی صورت میں اس کی ناف کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس نالی کے ذریعے بچہ ماں کے پیٹ میں خون سے خوراک حاصل کرتا ہے۔

۵۲۔ کیونکہ یہ بھی جسم کا ایک حصہ ہے۔

۵۳۔ اس سے غیر محرم عورت مراد ہے۔

۵۴۔ اس کی وضاحت پہلے ہو چکی ہے۔

۵۵۔ چونکہ بلغم کے لیس دار ہونے کی وجہ سے اس کے ساتھ نجاست مخلوط نہیں ہوتی، لہذا یہ کم ہو یا زیادہ، اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔

۵۶۔ سونے کی حالت میں ٹرین زمین پر لگی ہو تو وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اٹھ جانے سے ٹوٹ جاتا ہے۔ محض اٹھنے کے احتمال سے بھی نہیں ٹوٹے گا۔

۵۷۔ سنت طریقہ پر رکوع سجدہ کی صورت میں چونکہ اعضاء مکمل طور پر ڈھیلے نہیں ہوتے لہذا اسے ہوا نکلنے کے قائم مقام قرار نہیں دیا جائے گا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس آدمی پر وضو واجب نہیں ہوتا جو بیٹھے ہوئے، کھڑا ہو کر یا سجدے کی حالت میں سوجائے۔ جب تک وہ زمین یا چارپائی وغیرہ پر، پہلو نہ لگائے اور جب پہلو کے بل بیٹھے گا تو اعضاء ڈھیلے ہو جائیں گے۔

سوالات

- ۱۔ استنجا کا لغوی معنی بتائیں نیز استنجا فرض ہے واجب ہے یا سنت۔ تفصیل سے بتائیں؟
 - ۲۔ گرمیوں اور سردیوں میں نیز مرد و عورت کے لیے تھوڑن سے استنجا کی کیا صورتیں ہیں؟
 - ۳۔ اگر کسی شخص کا استنجا کے لیے باپردہ جگہ نہ ملے تو کیا کرے؟
 - ۴۔ وضو کے فرائض اور سنتوں کی تعداد کتنی کتنی ہے نیز کوئی دس سنتیں بیان کریں اور بتائیں کہ وضو میں چہرہ و ہنّا فرض ہے اس کی حد کیا ہے؟
 - ۵۔ وضو کو توڑنے والی چیزیں کیا ہیں نیز اگر جسم سے خون ظاہر ہو کر اسی جگہ ٹھہرا رہے تو وضو باقی رہے گا یا نہیں؟
 - ۶۔ ناخن پالش کی صورت میں وضو ہو گا یا نہیں اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟
 - ۷۔ کن کن چیزوں سے استنجا کرنا جائز نہیں؟
 - ۸۔ وضو کی کتنی اور کون کونسی قسمیں ہیں نیز یہ بتائیں کہ بے وضو آدمی قرآن پاک کو ہاتھ لگا سکتا ہے؟ اگر نہیں تو قرآن پاک کی کس آیت میں اس سے منع کیا گیا ہے۔
 - ۹۔ وضو کے فرائض قرآن پاک سے ثابت کریں۔
 - ۱۰۔ مندرجہ ذیل عبارت پر اعراب لگا کر ترجمہ کریں۔
- عشرۃ اشیاء لا تنقض الوضوء ظہور دم لیس من محلہ وسقوط لحم من غیر میلان دم کالعرق المدنی الذی یقال لہ دشتہ۔
- ۱۱۔ ترکیب کریں۔
- یقترض الغسل بواحد۔ یجمع متفرق التقی۔ یکرۃ للمتوضی ستۃ اشیاء
- ۱۲۔ صیغہ فعل و باب بتائیں۔
- لا ینطبق۔ استنشا۔ مصل۔ مقطوع۔

(فصل ما یوجب الاغتسال) یفترض الفسل یواحد من سبعة أشياء
خروج المني الى ظاهر الجسد اذا انفصل عن مقرة شهوة من غير جماع وتوابع
حشفة وقدرها من مقطوعها في احد سبيلي ادمي حي وانزال المني بوطئ ميتة
او بهيمة وجود ماء رقيق بعد النوم اذا لم يكن ذكره منتشرًا قبل النوم وجود
بكل ظنة منيًا بعد افاقته من سكر واعماء وبحيض ونفاس ولو حصلت الاشياء
المدكوذة قبل الاسلام في الاصل ويفترض تفصيل المني كفاية

فصل ۱۳ جن کاموں سے غسل فرض ہوتا ہے

سات باتوں میں سے ایک کے ساتھ غسل فرض ہو جاتا ہے۔

۱۔ منی کا جسم کے ظاہر کی طرف نکلنا جب کہ اپنے ٹھکانے سے شورت کے ساتھ جدا ہو۔
۲۔ آلات ناسل کے کنارے (حشفہ) اور اگر وہ کٹا ہوا ہو تو اس کی مقدار کے مطابق زندہ آدمی کے دو راستوں میں سے
ایک میں چھپ جانا۔

۳۔ مرد سے یا جانور کے ساتھ دلی کرنے کی صورت میں منی کا نکلنا۔

۴۔ سونے (سے بیدار ہونے) کے بعد پتلے پانی کا پانا جب کہ سونے سے پہلے آلات ناسل منتشر نہ ہو۔

۵۔ نٹے اور بیہوشی سے ٹھیک ہونے کے بعد طوبت کا پانا جسے وہ منی خیال کرتا ہے۔

۶۔ حیض اور د، نفاس سے (فارغ ہونے کے بعد)۔

اگرچہ مذکورہ بالا چیزیں اسلام لانے سے پہلے پانی جائیں یہ زیادہ صحیح قول کے مطابق ہے میت کو غسل دینا زندوں پر فرض کفایہ ہے۔

۱۔ منی کا ٹھکانہ مرد کی پیٹھ سے دہاں سے جدا ہوتے وقت شورت شرط ہے۔ باہر نکلتے وقت شورت شرط نہیں۔ احتلام ہوا یا

سوج و بچار کرنے اور عورت سے کھیلنے کی صورت میں شورت پیدا ہوئی اور منی نکل آئی۔ تو غسل فرض ہوگا۔ مرد کی منی سفید اور گاڑھی ہوتی
ہے۔ اس کے نکلنے سے عضو مخصوص کی حالت انتشار ختم ہو جاتی ہے جبکہ عورت کی منی زرد رنگ کی اور چلی ہوتی ہے۔

۲۔ مرد یا عورت سے غیر فطری عمل ناجائز و حرام ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اس کا مرتکب ہو تو اس پر غسل فرض ہو جائے گا بلکہ

دونوں پر فرض ہوگا نیز جماع کی صورت میں محض دخول سے غسل فرض ہو جاتا ہے۔ انزال شرط نہیں۔

(فصل عَشْرَةُ أَشْيَاءَ لَا يَغْتَسِلُ مِنْهَا) مَذْيٌ وَدُمٌّ وَاحْتِلَامٌ بِلَا بَلَلٍ
وَوِلَادَةٌ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَا دَمٍ بَعْدَهَا فِي الصَّحِيحِ وَابْتِلَاجٌ بِخُرْقَةٍ مَانِعَةٍ مِنْ وَجُودِ
الْكُدَّةِ وَحُقْنَةٍ وَادْخَالُ أَصْبَعٍ وَنَحْوِهِ فِي أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ وَوَطْؤٌ بِهَيْمَةٍ أَوْ مَيْتَةٍ
مِنْ غَيْرِ انْزَالٍ وَاصَابَةٌ بِكِرْلَمٍ تَنْزِلُ بِكَارْتِهَا مِنْ غَيْرِ انْزَالٍ

فصل ۱۴۔ دس چیزوں سے غسل فرض نہیں ہوتا؛

(۱) مذی (۲) دمی (۳) رطوبت کے بغیر احتلام (۴) پٹے کی پیدائش جس کے بعد خون نہیں دیکھا گیا۔ یہ صحیح مذہب کے مطابق ہے۔ (۵) دالہ تناسل کو، ایسے کپڑے کے ساتھ (شرعاً میں) داخل کرنا جو حصول لذت سے مانع ہے۔ (۶) پکاری کرانا۔ (۷) انگلی یا اس کی مثل ڈپسل وغیرہ کو دو راستوں میں سے ایک میں داخل کرنا۔ (۸) جانور یا مردہ سے وطی کرنا (۹) کنواری لڑکی سے جس کا پردہ بکارت ابھی زائل نہیں ہوا، جماع کرنا بشرطیکہ انزال نہ ہو۔

(ماشیہ صفحہ گذشتہ) ۳۔ یہ عمل بھی ناجائز ہے تاہم اگر کوئی شخص دزدگی کا ثبوت دیتے ہوئے یہ حرکت کرتا ہے تو انزال کی صورت میں غسل فرض ہوگا در نہ نہیں۔

۴۔ چونکہ نیند سکون و آرام کی حالت ہوتی ہے جس میں شورت پیدا ہوتی ہے۔ لہذا یہ منی ہوگی اور اس کا پتلا پن کسی بیماری وغیرہ کی وجہ سے ہو سکتا ہے۔ بنا بریں غسل مفروضی ہوگا کیونکہ عبادت کے معاملے میں احتیاط کی ضرورت ہے البتہ سونے سے پہلے آلہ تناسل منتشر ہو تو یہ مذی ہوگی اور غسل فرض نہ ہوگا۔

۵۔ چونکہ اسلام لانے کے بعد بھی جنابت باقی رہتی ہے لہذا اب طہارت کا ماحصل کرنا مفروضی ہے۔ (ماشیہ صفحہ ۱۷) ۶۔ مذی، دمی، مسفید پتلا پانی ہوتا ہے جو شورت کے وقت نکلتا ہے لیکن شورت کے ساتھ اور اچھل کود کرنا بعض اوقات اس کے نکلنے کا احساس تک نہیں ہوتا۔ مردوں کی نسبت عورتوں میں مذی زیادہ ہوتی ہے اور اسے تیزی کہتے ہیں۔ (مراقی الافلاح)

۷۔ دمی مسفید رنگ کا لیس دار مادہ ہوتا ہے جو پیشاب کے بعد نکلتا ہے۔

۸۔ احتلام، عظم سے نکلنے والی مائع ہے۔ اصطلاح میں احتلام سے مراد غراب میں جماع کا دیکھنا ہے جس کے ساتھ انزال بھی ہوتا ہے۔ مردوں اور عورتوں دونوں کو احتلام ہوتا ہے اور چونکہ یہ شیطانی اثر ہے لہذا انبیاء کرام علیہم السلام اس سے محفوظ و معصوم ہوتے ہیں۔ اگر کسی شخص کو احتلام یاد ہو لیکن رطوبت نہ پائے تو اس پر غسل فرض نہ ہوگا۔

(فصلٌ یفترض فی الاغتسال احد عشر شیئاً) غَسَلَ الْقَدَمَ وَالْأُفْئَ
وَالْبَدَنَ مَرَّةً وَدَاخِلَ قُلْفَةٍ لَا عُسْرَ فِي فُسْخِهَا وَسِتْرَةٍ وَثَقْبٍ غَيْرِ مُنْضَمٍّ وَدَاخِلَ
الْمَضْفُورِ مِنْ شَعْرِ الرَّجُلِ مُطْلَقًا لَا الْمَضْفُورِ مِنْ شَعْرِ الْمَرَاةِ اِنْ سَرَى النِّسَاءُ
فِي اَصْوْلِهِ وَبَشْرَةَ الدَّحِيَّةِ وَبَشْرَةَ الشَّارِبِ وَالْحَاكِبِ وَالْفَرْجِ الْخَارِجِ

فصل ۱۵ غسل کے فرض :

غسل میں گیارہ باتیں فرض ہیں۔

۱) کلی کرنا (۲) ناک میں پانی چڑھانا (۳) تمام بدن کو ایک بار دھونا (۴) قلفہ کے اندر دلے حصے کو دھونا اگر اس کے
کھنٹے میں دقت نہ ہو۔ (۵) ناف کے اندرونی حصے کو دھونا۔ (۶) ایسے سوراخ کے اندر کو دھونا جو مل نہ گیا ہو۔ (۷) مرد کا
دائیں، گوندہ ہوئے بالوں کو اندر سے دھونا۔

مسئلہ بد عورت کی مینڈھیوں کا اندرونی حصہ دھونا ضروری نہیں اگر پانی بالوں کی جڑوں تک پہنچ جائے۔
(۸) داڑھی (۹) مونچھوں اور (۱۰) ابروؤں کے نیچے چڑے کو دھونا (۱۱) فرج خارج کو دھونا۔

ماثیہ مؤلفہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس صورت میں احتیاطاً غسل کرنا چاہیے۔

۱۵ احتیاط یہی ہے کہ اس صورت میں بھی غسل کیا جائے۔

۱۶ چونکہ بچکاری شہوت کو پورا کرنے کے لیے نہیں ہوتی بلکہ فضلات کو پاخانے کے راستے سے نکلانے یا دوائی
وغیرہ داخل کرنے کے لیے ہوتی ہے۔ لہذا اس صورت میں غسل فرض نہ ہوگا۔

۱۷ شہوت کی کمی کے باعث غسل فرض نہیں ہوتا۔

۱۸ عورت کا پردہ بکارت، مرد و عورت کی شرمگاہوں کے ملنے (مباشرت فاحشہ) میں رکاوٹ بنتا ہے اور
جب تک دونوں شرمگاہیں آپس میں نہ ملیں غسل فرض نہیں ہوتا۔ لہذا اس صورت میں غسل اس وقت تک فرض نہ ہوگا
جب تک انزال نہ ہو۔

ماثیہ مؤلفہ (۱) بنیادی طور پر غسل میں تین چیزیں فرض ہیں۔ کلی کرنا، ناک میں پانی چڑھانا اور پورے بدن کو ایک بار دھونا باقی
آٹھ باتیں تیسرے فرض یعنی تمام بدن کو دھونے کی تکمیل ہے۔

۲۵ جس آدمی کا عقد دہرا ہوا اس کے عضو خصوص کے سروے پر جو چڑا ہے۔ اسے قلعہ کہتے ہیں۔ عقد کی صورت میں اسے کاٹ کر امگ کر دیا جاتا ہے۔ غسل کرتے وقت اگر اسانی سے ہٹا کر اندر پانی پہنچایا جاسکے تو ٹھیک ہے ورنہ چھوڑ دیا جائے کیونکہ اسلامی شریعت ان احکام کو لازم قرار نہیں دیتی۔ جن کی ادائیگی میں حرج ہو۔

۲۶ ناف کا سوراخ چونکہ جسم کا خارجی حصہ ہے، لہذا اس کا دہنا فرض ہے اور جب تک اسے کھولا نہ جائے اندر پانی کا پہنچنا یقینی نہیں ہوتا اور اس کے کھولنے میں حرج بھی نہیں، لہذا اس کو کھول کر پانی پہنچانا فرض ہوگا۔

۲۷ سوراخ مل نہ گیا ہو تو کھولنے میں حرج واقع نہیں ہوتا لہذا کھول کر پانی پہنچانا فرض ہے لیکن مل گیا ہو تو اب یہ بدن کا خارجی حصہ نہ رہے گا۔

۲۸ عورتوں کے لیے بال رکھنا اور انہیں گوندھنا دھینڈھنا بنا بنا ضروری ہے، کیونکہ یہ ان کے لیے زینت ہے اس لیے انہیں رعایت دی گئی ہے کہ اگر بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ جائے تو کھولنے کی ضرورت نہیں لیکن مردوں کے لیے مینڈھیاں وغیرہ کوئی زینت نہیں لہذا انہیں ہر حال مینڈھیاں کھولنا ہوں گی۔

۲۹ ثابت ہے پاکیزگی حاصل کرنے کے سلسلے میں قرآن پاک نے ”فَاَطْهَرُوْا“ دغوب پاک ہو جاؤ، کا صیغہ استعمال کیا ہے۔ لہذا اگر جنم پر ایک بال بھی خشک رہ جائے تو فرض ادا نہ ہوگا۔ بنا بریں داڑھی، مونچھوں اور ابروؤں کے نیچے چڑے کو بھی اچھی طرح دھویا جائے۔ محض اوپر سے دھو لینا کافی نہ ہوگا۔

۳۰ عورت کی شرمگاہ کے دو حصے ہوتے ہیں۔

(۱) اندر کا حصہ جسے فرج داخل کہتے ہیں۔

(۲) باہر کا حصہ جسے فرج خارج کہتے ہیں۔

جس طرح منہ کے اندر کا حصہ دہنا یعنی کلی کرنا فرض ہے لیکن حلق سے نیچے پانی پہنچانا فرض نہیں ہے اسی طرح

فرج خارج میں پانی پہنچانا ضروری ہے۔ فرج داخل میں نہیں۔

(فصل ۱۲) یَسْنُ فِي الْاِغْتِسَالِ اثْنَا عَشَرَ شَيْئًا الْاِبْتِدَاءُ بِالنِّيَّةِ وَغَسْلُ
الْيَدَيْنِ إِلَى الرُّسْغَيْنِ وَغَسْلُ نَجَاسَةٍ لَوْ كَانَتْ بَانْفِرَادِهَا وَغَسْلُ فَرْجِهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ
كَوْضُوئِهِ لِلصَّلَاةِ فَيُثَلِّثُ الْغَسْلَ وَيَمْسَحُ الرَّاسَ وَلَكِنْهُ يُؤَخَّرُ غَسْلُ الرَّجُلَيْنِ اِنْ
كَانَ يَقِفُ فِي مَحَلٍّ يَجْتَمِعُ فِيهِ الْمَاءُ ثُمَّ يُفِيضُ الْمَاءَ عَلَى بَدَنِهِ ثَلَاثًا وَلَوْ اَنْعَمَسَ
فِي الْمَاءِ الْجَارِي اَوْ مَا فِي حُكْيِهِ وَمَكَثَ فَقَدْ اَكْمَلَ السُّنَنَةَ وَيَبْتَدِئُ فِي صَبِّ الْمَاءِ
بِرَأْسِهِ وَيَغْسِلُ بَعْدَهَا مَنْكِبَهُ الْاَيْمَنَ ثُمَّ الْاَيْسَرَ وَيَذُلُّكَ بِجَسَدِهِ وَيُوَالِي غُسْلَهُ

فصل ۱۲۔ غسل کی سنتیں:

غسل میں بارہ چیزیں سنت ہیں۔

۱۔ بسم اللہ کے ساتھ ابتداء کرنا۔ (۱) نیت کرنا۔ (۲) دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک دھونا۔ (۳) اگر نجاست ہو تو اسے الگ سے دھونا۔ (۴) شرمگاہ کو دھونا۔ (۵) استنجاء کرنا۔

(۶) پھر دھو کرے جیسے نماز کے لیے کیا جاتا ہے تین تین بار (اعضاء کو) دھوئے اور سر کا مسح کرے لیکن پاؤں کو نہ دھوئے اگر ایسی جگہ کھڑا ہو جہاں پانی ٹھہرتا ہے۔

(۷) پھر تین بار جسم پر پانی بہائے اگر جاری پانی میں یا اس میں جو اس (جاری پانی) کے حکم میں ہے، غوطہ لگائے اور کچھ دیر ٹھہرے تو اس نے سنت کو مکمل کر لیا۔

(۸) پانی بہانے میں سر سے ابتداء کرے (۹) اس کے بعد دائیں کا ندھ سے کو دھوئے۔

(۱۰) پھر بائیں کا ندھ سے کو دھوئے (۱۱) جسم کو شے۔ (۱۲) اور پے درپے غسل دے کے ارکان ادا کرے۔

۱۔ حدیث شریف میں ہے جو اچھا کام بسم اللہ سے شروع کیا جائے وہ بے برکت ہوتا ہے۔ لہذا غسل کو بابرکت بنانے کے لیے بسم اللہ سے آغاز کیا جائے۔

۲۔ نیت کرنے سے غسل، عبادت کی حیثیت اختیار کر لیتا ہے۔ اور اس کا ثواب ملتا ہے۔

۳۔ غسل کرنے سے پہلے جسم پر مٹی ہوئی نجاست دور کی جائے تاکہ جسم پر پانی ڈالنے سے وہ سارے جسم پر پھیل

د جائے۔

(فصل) وَاَدَابُ الْاِغْتِسَالِ هِيَ اَدَابُ الْوُضُوءِ اِلَّا اَنَّهُ لَا يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ لَانَّهُ يَكُونُ غَالِبًا مَعَ كَشْفِ الْعَوْرَةِ وَكَرِهَ فِيهِ مَا كُرِهَ فِي الْوُضُوءِ

فصل ۱۔ غسل کے مستحبات و مکروہات :

غسل کے مستحبات وہی ہیں جو دباتیں، وضو میں مستحب ہیں۔ البتہ قبلہ رخ نہ ہو کیونکہ عام طور پر اس کا ستر ننگا ہوتا ہے اور جو چیزیں وضو میں مکروہ ہیں وہ غسل میں بھی مکروہ ہیں۔

دعاۃ صفحہ گذشتہ) شہ شہ گاہ میں نجاست لگی ہو یا نہ دو دنوں سو رتوں میں استنجاء سنت ہے تاکہ اس بات کا اطمینان حاصل ہو جائے کہ پانی قروح دیا دبر کے اس حصے میں پہنچ چکا ہے جو کھڑے ہونے کی حالت میں بند اور بیٹھنے کی صورت میں کھل جاتا ہے۔

شہ اگرچہ غسل میں سر کے دھوئے جانے کی وجہ سے مسح کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ یہی وجہ ہے کہ بعض فقہاء کرام کے نزدیک یہ سنت نہیں لیکن ظاہر روایت کے مطابق مسح کیا جائے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غسل کرنے سے پہلے نماز کے وضو جینا وضو فرمایا۔ اور اس وضو میں اعضاء کا دھونا اور سر کا مسح کرنا دونوں باتیں پائی جاتی ہیں۔

۱۔ جاری پانی یا بڑے حوض (۱۰۰ گز) میں غوطہ لگانے سے چونکہ تمام جسم تر ہو جاتا ہے۔ لہذا غسل ہو جائے گا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا بھی ضروری ہے ورنہ فرض غسل ادا نہ ہوگا۔

۲۔ جسم کو مٹنے سے تمام اعضاء تر ہو جاتے ہیں ورنہ محض پانی ڈالنے سے اعضاء کا تر ہونا یقینی نہ ہوگا۔ دعاۃ صفحہ ۱۷) غسل کرتے ہوئے گفتگو کرنا جائز نہیں کیونکہ بھگے ہونے کی حالت میں گفتگو مکروہ ہے۔ اسی طرح اس حالت میں دعا بھی نہ مانگی جائے کیونکہ وہ ایسی جگہ غسل کر رہا ہے جہاں ناپاک پانی اور نجاست وغیرہ گرتی ہے نیز غسل الے مقام پر کرنا چاہیے جہاں کوئی دیکھنے والا نہ ہو۔

۳۔ کسی مرد یا عورت کے سامنے غسل نہ کیا جائے اور نہ کوئی عورت دوسری عورتوں کی موجودگی میں غسل کرے۔ نبی کریم علیہ التہیۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا ”جب تم میں سے کوئی غسل کرے تو پردہ اختیار کرے“ غسل کے لیے کپڑوں کا بالکل اتارنا بھی جائز ہے۔ بشرطیکہ باپردہ جگہ ہو ورنہ کپڑا باندھ کر غسل کرے، وضو کی طرح غسل کے بعد بھی دست و نعلین پڑھنا مستحب ہے۔

(فصل ۱۸) يُسَنُّ الْإِغْتِسَالُ لِأَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ صَلَوةُ الْجُمُعَةِ وَصَلَوةُ الْعِيدَيْنِ وَ

لِلْأَحْرَامِ وَ لِلْحَاجِّ فِي عَرَفَةَ بَعْدَ الزَّوَالِ

وَيَنْدُبُ الْإِغْتِسَالُ فِي سِتَّةَ عَشَرَ شَيْئًا لِمَنْ أَسْكَمَ طَاهِرًا وَلِمَنْ بَلَغَ بِالسِّنِّ
وَلِمَنْ أَفَاقَ مِنْ جُنُونٍ وَعِنْدَ حَجَامَةٍ وَغَسَلَ مَيِّتٍ وَفِي لَيْلَةِ بَرَاءَةِ وَلَيْلَةِ الْقَدْرِ
إِذَا رَأَاهَا وَلِدُخُولِ مَدِينَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلِلْوُقُوفِ بِمَزْدَلِفَةٍ
عَدَاةَ يَوْمِ النُّحْرِ وَعِنْدَ دُخُولِ مَكَّةَ وَلِطَوَافِ الزِّيَارَةِ وَلِصَلَوةِ كُسُوفٍ وَ
اسْتِسْقَاءٍ وَقَزَعِ وَظُلُمَةِ وَرِيحٍ شَدِيدٍ

فصل ۱۸: سنت غسل:

چار کاموں کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔

۱، جمعہ کی نماز کے لیے (۲) عیدین کی نماز کے لیے (۳) حج یا عمرہ کا، احرام باندھنے کے لیے اور (۴) حج کرنے والوں کے لیے میلان عرفات میں زوال کے بعد۔

فصل ۱۹: مستحب غسل:

سولہ کاموں کے لیے غسل کرنا مستحب ہے۔

۱، جو آدمی پاکیزگی کی حالت میں مسلمان ہوا (۲) جو بچہ عمر کے اعتبار سے بالغ ہو۔ (۳) جو شخص جنون سے صحت پانے ہوا۔ (۴) شتر لگانے کے بعد۔ (۵) میت کو غسل دینے کے بعد۔ (۶) شب براءت میں (۷) لیلۃ القدر میں جب اسے دیکھنے (۸) دینہ طیبہ میں داخل ہونے کے لیے (۹) قربانی کی صبح مزدلفہ میں ٹھہرنے کے لیے۔ (۱۰) مکہ مکرمہ میں داخل ہوتے وقت (۱۱) طواف زیارت کے لیے۔ (۱۲) سورج گرہن کی نماز کے لیے (۱۳) نماز استسقاء کے لیے (۱۴) خوف کے وقت (۱۵) (دن میں) سخت اندھیرے کے وقت اور (۱۶) تیز آندھی کے وقت۔

یہ صحیح بات یہ ہے کہ جمعہ کی نماز کے لیے غسل کرنا سنت ہے۔ وقت کے لیے نہیں کیونکہ نماز وقت سے افضل ہے

لہذا بستر ہی ہے کہ اسی وضو کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھی جائے جو غسل کے وقت کیا گیا ہے۔ احاث کے نزدیک عموماً غسل واجب نہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے جمعہ کے دن وضو کیا تو بھی ٹھیک ہے اور جس نے غسل کیا تو غسل افضل ہے۔
 ۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن غسل فرمایا کرتے تھے نیز آپ یوم عرفہ یعنی نویں ذوالحجہ کو بھی غسل فرماتے تھے۔
 ۳۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حج اور عمرہ کے احرام کے لیے غسل فرمایا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ حاجی اور عمرہ کرنے والا بارگاہ خداوندی میں حاضر ہو رہا ہے لہذا اسے خوب پاک صاف ہونا چاہیے۔

۴۔ چونکہ یہ وقت وقوت کی وجہ سے فضیلت کا حامل ہے لہذا اس وقت یعنی زوال کے بعد غسل کیا جائے۔
 ۵۔ اگر کوئی شخص جنابت کی حالت میں یا کوئی عورت حیض کی حالت میں اسلام قبول کرے تو اس پر غسل فرض ہے۔
 ۶۔ بالغ ہونے کی دو صورتیں ہیں۔ پہلی صورت اہتمام کے ساتھ بالغ ہونا یا طرکی کو حیض آنا اور دوسری صورت پنے یا بچی کا پندرہ سال کی عمر کو پہنچ جانا۔ اگر پندرہ سال کی عمر سے پہلے اہتمام ہو گیا یا طرکی کو حیض یا اہتمام اور عل کی صورت پیدا ہو گئی تو وہ بالغ ہوں گے۔ اس صورت میں غسل فرض ہو گا اور اگر یہ صورت نہ پیدا ہو اور پندرہ سال عمر ہو جائے تو غسل مستحب ہو گا۔
 ۷۔ جنوبہ سے صحت یاب ہونے کی صورت میں یا تو امتیاطاً غسل مستحب ہے یا اس لیے کہ صحت کی نعمت حاصل ہونے پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے غسل کیا جائے۔

۸۔ لشتر لگوانے اور میت کو غسل دینے کے بعد بعض علماء کے نزدیک غسل فرض ہے اس لیے علماء کے اختلاف سے نکلنے کے لیے ان دونوں صورتوں میں غسل مستحب ہے۔

۹۔ لیلۃ القدر اور شب براءت نہایت بابرکت اور عظمت والی راتیں ہیں۔ ان میں جاگئے اور عبادت کرنے کی فضیلت ہے۔ لہذا نہایت پاک صاف ہو کر بارگاہ خداوندی میں حاضری دی جائے۔ یہی وجہ ہے کہ اس موقع پر غسل کرنا مستحب ہے۔
 ۱۰۔ کہ مکرمہ اور مدینہ طیبہ کی عظمت اور قابل تنظیم مقامات ہونے کی وجہ سے وہاں کی حاضری کے لیے غسل مستحب ہے۔
 ۱۱۔ دسویں ذوالحجہ کو حجاج کو امام مزدلفہ کے مقام پر ٹھہرتے ہیں۔ اس مقام پر امت کے حق میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا مقبول ہوئی۔

۱۲۔ طواف زیارت فرض ہے اور یہ دس ذوالحجہ یا گیارہ بارہ ذوالحجہ کو کیا جاتا ہے۔ کعبۃ اللہ کی عظمت اور طواف کی فرضیت کا تقاضا ہے کہ خوب پاک صاف ہو کر طواف کیا جائے۔

۱۳۔ سورج گرہن کی نماز اور نماز استسقاء پڑھنے نیز خوف اور اندھیری وغیرہ کی صورت میں مسلمان اپنے گناہوں کی معافی مانگتے ہوئے ان مشکلات کے ازالہ کے لیے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں مانگتے اور التجائیں کرتے ہیں لہذا خوب پاک صاف ہونا چاہیے تاکہ قبولیت دعا زیادہ یقینی ہو جائے۔

سوالات

- ۱۔ غسل کب فرض ہوتا ہے تفصیل سے بیان کریں۔
- ۲۔ میت کو غسل دینے کا کیا حکم ہے؟
- ۳۔ کن کن باتوں سے غسل فرض نہیں ہوتا؟
- ۴۔ منی، مذی اور ودی کی تعریف کریں نیز بتائیں کہ احتلام سے غسل کب فرض ہوتا ہے؟
- ۵۔ غسل کا سنت طریقہ کیا ہے؟
- ۶۔ کن کن امور کے لیے غسل سنت ہے اور کن کاموں کے لیے مستحب؟
- ۷۔ مندرجہ ذیل عبارات کا آسان ترجمہ کریں اور اعراب لگائیں۔

یفتقر من الغسل بواحد من سبعة اشياء وخروج المتی الى ظاهر الجسد اذا انفصل عن مقرة بشهوة من غير جماع و توارى خشفة و قد رها من مقطوعها في احد سبيلي آدمی حی۔
۸۔ خالی جگہ پُر کریں۔

وضو میں _____ چیزیں فرض _____ باتیں سنت اور _____ کام مکروہ ہیں۔ نیز وضو کے مستحبات _____ ہیں اگر احتلام رطوبت کے بغیر ہو تو غسل فرض _____ عیدین کے لیے غسل _____ ہے جیفن ختم ہونے پر غسل کرنا _____ مذی کی صورت میں غسل _____ جاتا اور وضو _____ جاتا ہے۔

بَابُ التَّيْمِ

يَصْطَرِ بِشُرُوطٍ ثَمَانِيَةٍ الْأَوَّلُ النِّيَّةُ وَحَقِيقَتُهَا عَقْدُ الْقَلْبِ عَلَى الْفِعْلِ وَوَقْتُهَا
عِنْدَ ضَرْبِ يَدِهِ عَلَى مَا يَتَيَمَّمُ بِهِ شُرُوطُ صِحَّةِ النِّيَّةِ ثَلَاثَةٌ الْإِسْلَامُ وَالْتِمِيزُ
وَالْعِلْمُ بِمَا يَنْبُؤُ بِهِ وَيُشْرَطُ لِصِحَّةِ نِيَّةِ التَّيْمِ لِلصَّلَاةِ بِهِ أَحَدُ ثَلَاثَةِ أَشْيَاءَ
إِمَّا نِيَّةَ الطَّهَارَةِ أَوْ اسْتِبَاحَةَ الصَّلَاةِ أَوْ نِيَّةَ عِبَادَةٍ مَقْصُودَةٍ لَا تَصْغُرُ بِدَاوِنِ طَهَارَةٍ

تیمم کا بیان

تیمم آٹھ شرطوں کے ساتھ صحیح ہوتا ہے۔
پہلی شرط۔ نیت کرنا ہے اور اس کی حقیقت کسی کام کے کرنے پر دل کو پاک کر لینا ہے۔ اور اس کا وقت دم ہے
جب اس چیز پر ہاتھ مارے جس کے ساتھ تیمم کر رہا ہے۔
نیت کے صحیح ہونے کی تین شرطیں ہیں۔
(۱) تیمم کرنے والے کا مسلمان ہونا (۲) سمجھ دار ہونا اور (۳) جس چیز کی نیت کر رہا ہے اس کا علم ہونا۔
نماز کی خاطر تیمم کے صحیح ہونے کے لیے تین باتوں میں سے ایک کا ہونا شرط ہے۔
(۱) طہارت کی نیت ہو (۲) یا نماز جائز ہو جانے کی نیت ہو۔ (۳) یا کسی ایسی مقصودی عبادت کی نیت ہو جو
طہارت کے بغیر جائز نہیں ہوتی۔

تیمم کا لغوی معنی قصد اور ارادہ کرنا ہے اور اصلاح شرح میں پاک مٹی سے چہرے اور ہاتھوں کا مسح کرنا ہے
اس صحت کی خصوصیات میں سے ہے اور اس کی اصل قرآن پاک کی یہ آیت ہے۔ فَلَمْ تَجِدُوا مَاءً تَتَيَمَّمُوا
صَعِيدًا طَيِّبًا تیمم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی کا ارادہ کرو۔
احناف کے نزدیک وضو میں نیت فرض نہیں جب کہ تیمم میں شرط ہے اس فرق کی وجہ یہ ہے کہ وضو

فَلَا يُصَلِّي بِإِذَا نَوَى التَّيَمُّمَ فَقَطْ أَوْ نَوَاكَ لِقِرَاءَةِ الْقُرْآنِ وَلَمْ يَكُنْ جُنُبًا الثَّانِي الْعُذْرُ
الْمُبِيحُ لِلتَّيَمُّمِ كَبُعْدِهِ مِيلًا عَنْ مَاءٍ وَلَوْ فِي الْبَيْتِ وَحُصُولِ مَرَضٍ وَبَرْدٍ يُخَافُ
مِنْهُ التَّلَفُ وَالْمَرَضُ وَخَوْفِ عَدُوٍّ وَعَطَشٍ وَاحْتِيَاجٍ لِعَجَلٍ لَا يَطْبِخُ مَرَقٌ وَ
لِفَقْدِ الْمَاءِ وَخَوْفِ قُرْبِ صَلَاةِ جَنَازَةٍ أَوْ عِيدٍ وَلَوْ بِنَاءٍ وَلَيْسَ مِنَ الْعُذْرِ
خَوْفُ الْجُمُعَةِ وَالْوَقْتُ

(مسئلہ) پس اس تیمم کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا جس میں نقطہ تیمم کی نیت کی یا قرآن مجید پڑھنے کی نیت
سے تیمم کیا اور وہ جنبی بھی نہ تھا۔

دوسری شرط۔ اس عذر کا پایا جانا جس سے تیمم جائز ہو جاتا ہے مثلاً اس کا پانی سے ایک میل دور ہونا اگرچہ
شرعی ہو۔ بیماری اور سردی کا پایا جانا جس سے ہلاکت یا بیمار ہو جانے کا خوف ہو، دشمن اور پیکس کا خوف ہونا
آٹا گوندھنے کی ضرورت ہو نہ شور باپکانے کی۔ دپانی نکلنے کا، آگ (مثلاً ڈول) نہ ہونا۔ نماز جازہ یا عید کی نماز
نکل جانے کا ڈر ہو۔ اگرچہ بنا ہو۔

(مسئلہ) جمعہ اور وقتی نماز کے نکل جانے کا خوف (تیمم کو جائز کرنے والا) عذر نہیں۔

نیت پانی سے کیا جاتا ہے جو اپنی خلقت کے اعتبار سے پاک کرنے والا ہے۔ لہذا وہاں نیت کی ضرورت نہیں جب کہ مٹی
بنات خود پاک کرنے والی نہیں لہذا جب اس سے طہارت حاصل کرنا ہو تو نیت کرنا ضروری ہے۔

نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔ زبان سے الفاظ ادا کرنا ضروری نہیں البتہ بہتر ہے کہ دل کے ارادے
اور الفاظ کی زبان سے ادائیگی دونوں کو جمع کیا جائے۔

نیک چہرہ غیر مسلم عبادت کی نیت کا اہل نہیں لہذا مسلمان ہونا شرط ہے اگر کوئی کافر تیمم کر کے مسلمان ہوا تو وہ
اس سے نماز نہیں پڑھ سکتا۔

ہے تیمم کی تین صورتیں ہیں کسی ایسی عبادت کے لیے تیمم کرنا جس کے لیے وضو فرض یا واجب نہیں مثلاً زبانی تلاوت
کلام پاک یا مسجد میں داخل ہونا، یا ایسے کام کے لیے تیمم کیا جائے جس کے لیے وضو ضروری تو ہے لیکن وہ مقصودی عبادت
نہیں مثلاً قرآن مجید کو ہاتھ لگانا اور تیسری صورت یہ ہے کہ ایسے کام کے لیے تیمم کیا جائے جو عبادت مقصودہ بھی ہے اور
اس کے لیے وضو کرنا ضروری بھی، جیسے نماز۔ لہذا کسی غیر مقصودی عبادت کے لیے تیمم کیا یا ایسے کام کے لیے تیمم کیا جس کے

یہ وضو فرض یا واجب نہیں تو ایسے تیم سے نماز پڑھنا جائز نہیں۔

۱۷ قرآن پاک زبانی پڑھنے کے لیے وضو فرض نہیں لہذا اس تیم کے ساتھ نماز ادا نہیں ہو سکتی جو صرف قرآن مجید پڑھنے کی نیت سے کیا گیا کیونکہ نماز کے لیے تیم فرض ہے البتہ اگر وہ جنبی ہو اور تلاوت قرآن کے لیے تیم کرے تو اس سے نماز ہو جائے گی۔ کیونکہ اس صورت میں اس پر تیم فرض ہے اور تلاوت قرآن عبادت مقصودہ بھی ہے لیکن جنبی قرآن پاک کو ہاتھ لگانے کے لیے تیم کرے تو اس سے نماز نہیں پڑھ سکتا کیونکہ یہ عبادت مقصودہ نہیں۔

۱۸ ایک ذل کے مطابق اگر تیم کرنے والا مسافر ہو تو دائیں، بائیں یا پیچھے کی جانب ایک ایک میل کا اعتبار ہوگا لیکن بدھ کو جارہا ہے اور دو میلوں کا اندازہ معتبر ہوگا کیونکہ باقی تین سمتوں میں آنے والے میں دو دو میل بن جاتے ہیں اور منزل کی طرف جاتے ہوئے واپسی نہیں ہوگی لہذا دو میل تک پانی کا دور ہونا تیم کے حوازا کا باعث بنے گا۔

(المجموعۃ المیزۃ حصہ اول ص ۲۴)

شرعی طور پر میل کا اندازہ یوں لگایا گیا ہے کہ اگر جو کے چھ بڑے دانے یوں رکھے جائیں کہ ایک کی کمر دوسرے کی کمر سے ملے تو یہ ایک انگلی ہوگی جو بیس انگلیوں کا ایک ہاتھ (ذراع) ہوگا۔ چار ہاتھ مل کر ایک باع ہوں گے اور ایک ہزار باع سے ایک میل بنتا ہے۔ تین میل کا ایک فرسخ اور چار فرسخ کا ایک برید ہوتا ہے۔ گویا ایک میل چھیانوے سے ہزار انگلیوں کے برابر ہوتا ہے۔

۱۹ اگر غائب گمان، سابقہ تجربے یا کسی ماہر نیک مسلم ڈاکٹر کے بتانے سے معلوم ہو کہ وضو کی صورت میں بیماری کے اس قدر بڑھ جانے کا خدشہ ہے جس سے ہلاکت بھی ممکن ہے یا اس قدر ٹھنڈک ہے کہ وضو کرنے سے بیمار ہونے کا خطرہ ہے تو تیم جائز ہے۔

۲۰ ناگزیر وضو ضروری ہے کیونکہ محض آٹا نہیں کھایا جاتا لہذا یہ مذہب ہے البتہ شوبہ کے بغیر بھی روٹی کھالی جا سکتی ہے اس لیے یہ مذہب نہیں۔ اگر اتنا پانی ہو جس سے صرف وضو ہو سکتا ہے یا صرف پیسا جاسکتا ہے تو پینے کو ترجیح ہوگی اسی طرح سالن پکانے کو مقدم رکھا جائیگا۔ اگر اتنا پانی ہو جس سے وضو کرے یا سالن پکانے تو سالن پکانے کی بجائے وضو کریں گے۔

۲۱ چونکہ نماز جنازہ اور عید کی قضاء نہیں لہذا ان کے لیے اس صورت میں تیم ہو سکتا ہے کہ نماز بالکل تیار ہو اور وضو کرنے کی وجہ سے اس کے نکل جانے کا اندیشہ ہو۔ البتہ میت کا ولی تیم نہیں کرے گا کیونکہ اس کے لیے جنازہ روکا جائے گا۔ ریتا کا مطلب یہ ہے کہ نماز وضو سے شروع کی تھی۔ درمیان میں بے وضو ہو گیا تو باقی نماز تیم کر کے پڑھ لے۔

۲۲ چونکہ جمعہ روزہ جلنے کی صورت میں ظہر کی نماز پڑھی جا سکتی ہے اور وقتی نماز بھی قضاء ہو سکتی ہے لہذا ان نمازوں کے لیے تیم کرنا صرف اس وجہ سے جائز ہوگا کہ وضو کرنے کی صورت میں ان کے قضاء ہونے یا جمعہ کی جماعت نکلنے کا خطرہ ہے جب تک کوئی دوسرا عذر نہ پایا جائے۔

الثالث ان يكون التيمم بظاهر من جنس الارض كالتراب والحجر و
الرمال لا الحطب والفضة والذهب الرابع استيعاب المخل بالمسح الخامس
ان تمسه بجميع اليد او باكثرها حتى لو تمسه باصبعين لا يجوز ولو كرر حتى
استوعب بخلاف مسح الرأس السادس ان يكون بضربتين بباطن الكفين ولو
في مكان واحد و يقوم مقام الضربتين اصابة التراب بجسده اذا
مسحه بنية التيمم

تیسری شرط :- تیمم، جنس زمین میں سے کسی پاک چیز کے ساتھ ہو مثلاً مٹی، پتھر اور ریت۔ کڑی، چاندی اور سونے
سے (تیمم جائز) نہیں۔

چوتھی شرط :- تمام جگہ کو مسح کے ساتھ گھیر لینا۔
پانچویں شرط :- پورے ہاتھ یا اس کے اکثر حصے کے ساتھ مسح کیا جائے۔ یہاں تک کہ اگر دو انگلیوں کے
ساتھ مسح کیا تو جائز نہ ہوگا۔ اگر چہ بار بار مسح کر کے (تمام جگہ کو) گھیر لے۔ سر کے مسح کا حکم اس کے خلاف (یعنی
جائز) ہے۔

چھٹی شرط :- (تیمم) ہتھیلیوں کے اندرونی حصہ کے ساتھ دو ضربوں کے ذریعے ہو اگر چہ (دونوں ضربیں،
ایک ہی جگہ پر ہوں)۔
مسئلہ جسم پر مٹی لگ جائے اور اسے تیمم کی نیت سے مل لے تو وہ دو ضربوں کے قائم مقام ہو جائے گی۔

۱۔ جنس زمین سے مراد وہ چیز ہے جو آگ میں ڈالنے سے نہ تو پگھل جائے اور نہ ہی جل کر راکھ ہو لہذا سونے اور چاندی سے تیمم
جائز نہ ہوگا کیونکہ وہ پگھلتے ہیں اور کڑی سے اس سے جائز نہیں کہ وہ جل کر راکھ ہو جاتی ہے۔
۲۔ تمام جگہ سے مراد وہ اعضاء ہیں جن پر مسح کرنا تیمم میں فرض ہے یعنی چہرہ اور ہاتھ (کینوں سمیت)، انگوٹھی اتاری
جائے اور انگلیوں کا خلال کیا جائے۔

۳۔ تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کر کے پاک مٹی پر دونوں ہاتھوں کو مارے اور ان کو آگے اور پیچھے کی طرف لے جائے
پھر ہاتھ کے انگوٹھوں کی جڑوں سے دونوں ہاتھ کو ملا کر جھاڑے اور سارے چہرے کا مسح کرے۔ اسی طرح دوسری بار مٹی
پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کا (کینوں سمیت) مسح کرے۔

السَّابِعُ انْقِطَاعُ مَا يَنَافِيهِ مِنْ حَيْضٍ أَوْ نَفَاسٍ أَوْ حَدَائِثِ الثَّامِنُ زَوَالُ مَا يَمْنَعُ
الْمَسَحَ كَشَمِّهِ وَشَحْمِهِ وَسَبَبِهِ وَشُرُوطِ دُجُوبِهِ كَمَا ذَكَرْنَا فِي الْوَضُوءِ وَكَغَنَاءِ مَسَحِ
الْيَدَيْنِ وَالْوَجْهِ وَسُنَنِ التَّيَمُّمِ سَبْعَةُ التَّسْبِيحِ فِي أَوَّلِهِ وَالتَّرْتِيبِ وَالْمَوَآلَاةِ
وَإِقْبَالِ الْيَدَيْنِ بَعْدَ وَضْعِهِمَا فِي التُّرَابِ وَإِدْبَارُهُمَا وَنَفْضُهُمَا وَتَقْرِيبُ الْأَصَابِعِ

ساتویں شرط: ایسی چیز کا دور ہونا جو تیمم کرتے ہوئے تیمم کے خلاف ہو مثلاً حیض، نفاس اور حدث۔
آٹھویں شرط: ایسی چیز کا دور ہو جانا جو مسح سے مانع ہے مثلاً موم اور چربی۔
تیمم کا سبب اور شرائط و وجوب:-

تیمم کا سبب اور واجب ہونے کی شرائط وہی ہیں جو وضو کے بیان میں ذکر کی گئی ہیں۔
تیمم کے ارکان:-

تیمم کے رکن دو ہیں (۱) دونوں ہاتھوں اور (۲) چہرے کا مسح کرنا۔
تیمم کی سنتیں:-

تیمم کی سنتیں سات ہیں۔

(۱) شروع میں بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا (۲) ترتیب (۳) تسلسل (۴) ہاتھوں کو مٹی میں رکھنے کے بعد ان کو آگے
کی طرف لے جانا اور (۵) پیچھے کی طرف لانا (۶) ہاتھوں کو جھاڑنا (۷) انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔

۱۔ مثلاً حالت حیض یا نفاس میں تیمم کرے تو تیمم نہ ہو گا جب تک یہ دونوں محتم نہ ہو جائیں۔ اسی طرح تیمم کرتے ہوئے
ہوا وغیرہ خارج ہوتی رہے تو اس حدث کی موجودگی میں بھی تیمم نہ ہو گا۔
۲۔ کیونکہ موم اور چربی وغیرہ کی صورت میں جسم تک مٹی نہیں پہنچتی۔
۳۔ دیکھیے ص ۳۹

۴۔ یعنی تیمم میں دو باتیں فرض ہیں۔ اگرچہ نیت بھی ضروری ہے لیکن وہ تیمم سے پہلے ہے لہذا اسے شرط کہا
جائے گا۔

۵۔ ہاتھوں کو جھاڑنے کی حکمت یہ ہے کہ چہرہ زیادہ خاک آلود ہو کر بالکل بگڑی ہوئی صورت نہ بن جائے۔ یہی
دجہ ہے کہ کچھڑے تیمم نہیں کیا جاتا۔

وَمَنْ دَبَّ تَاخِيرُ التَّيْمَةِ لِمَنْ يَرْجُو الْمَاءَ قَبْلَ خُرُوجِ الْوَقْتِ وَيَجِبُ التَّأْخِيرُ
بِالْوَعْدِ بِالْمَاءِ وَلَوْ خَافَ الْقَضَاءُ وَيَجِبُ التَّأْخِيرُ بِالْوَعْدِ بِالشُّرْبِ أَوِ السِّقَاءِ مَا
لَمْ يَخَفِ الْقَضَاءُ وَيَجِبُ طَلْبُ الْمَاءِ إِلَى مِقْدَارِ أَرْبَعِ مِائَةٍ خُطْوَةٍ أَنْ ظَنَّ قُرْبَهُ
مَعَ الْأَمْنِ وَالْأَفْلَا وَيَجِبُ طَلْبُهُ مِمَّنْ هُوَ مَعَهُ إِنْ كَانَ فِي مَحَلٍّ لَا تَشْتَرِيهِ الثَّقُوسُ
وَإِنْ لَمْ يُعْطِ إِلَّا بَشَرًا لَزِمَهُ شِرَاؤُهُ بِهِ وَإِنْ كَانَ مَعَ فَاضِلًا عَنْ نَفَقَتِهِ

تیمم کے کچھ مسائل:

- (۱) جس شخص کو وقت نکلنے سے پہلے پانی ملنے کی امید ہو اس کے لیے تیمم میں تاخیر مستحب ہے۔
- (۲) پانی کے وعدہ پر تاخیر واجب ہے۔ اگرچہ نماز کے قضا ہونے کا ڈر ہو۔
- (۳) کپڑے اور ڈول کا وعدہ کیا گیا تو جب تک نماز قضا ہونے کا ڈر نہ ہو تاخیر واجب ہے۔
- (۴) اگر پانی قریب ہونے کا گمان ہو اور حالت امن ہو تو چار سو قدموں کی مقدار تک پانی تلاش کرنا واجب ہے ورنہ نہیں ہے۔
- (۵) اپنے ساتھی سے پانی مانگنا بھی واجب ہے۔ اگر ایسی جگہ ہو جہاں لوگ (پانی دینے میں) بخل سے کام نہیں لیتے اور اگر وہ اسے بازاری قیمت کے بغیر نہ دے تو (بھی) خریدنا ضروری ہے بشرطیکہ اس کے پاس ضروریات سے نادر رقم ہو۔

۱۔ یعنی مستحب دقت نکلنے سے پہلے پانی ملنے کی امید ہو تو تاخیر مستحب ہے۔

۲۔ چونکہ اس صورت میں محض امید ہی نہیں بلکہ وعدہ کیا گیا لہذا تاخیر واجب قرار دی گئی۔ نیز یہ اس صورت میں ہے جب وعدہ کرنے والے کے پاس پانی موجود ہو یا ایک میل سے کم مسافت پر ہو۔ اگر پانی زیادہ فاصلے پر ہو یا وعدہ کرنے والے کے پاس نہ ہو تو تیمم جائز ہو جائے گا۔

۳۔ اگر ننگے آدمی کو کسی نے کپڑے دیئے یا پانی لکانے کے لیے ڈول دینے کا وعدہ کیا تو جب تک قضا کا خوف نہ ہو نماز کو موقوف کرے۔ اس کے بعد چونکہ اس کا عاجز ہو جانا ثابت ہو جاتا ہے لہذا کپڑوں کے بغیر اور تیمم کے ساتھ نماز پڑھے۔ یہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا مسلک ہے۔ آپ کے نزدیک پانی اور دیگر اشیاء میں فرق ہے۔ پانی

وَيُصَلِّي بِالتَّيْمُمِ الْوَاحِدِ مَا شَاءَ مِنَ الْفَرَائِضِ وَالْمُؤَافِلِ وَصَلَّتْ يَدَايَهُ عَلَى الْوَقْتِ
وَلَوْ كَانَ أَكْثَرَ الْبَدَنِ أَوْ نِصْفَهُ حَرِيمًا تَيَمَّمَ وَإِنْ كَانَ أَكْثَرُهُ مَحِيصًا غَسَلَهُ وَمَسَحَ الْجَبْرِيحَ
وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْغُسْلِ وَالتَّيْمُمِ وَيَنْقُضُهُ نَاقُضُ الْوُضُوءِ الْقُدْرَةُ عَلَى اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ
الْكَافِي وَمَقْطُوعُ الْيَدَيْنِ وَالتَّرَجُلَيْنِ إِذَا كَانَ بِوَجْهِهِ جِرَاحَةٌ يُصَلِّي بِغَيْرِ طَهَارَةٍ وَلَا يُعِيدُ

(۶) ایک تیمم کے ساتھ جس قدر فرائض و نوافل پابہ پڑ سکتا ہے۔

(۷) وقت سے پہلے تیمم کرنا بھی درست ہے۔

(۸) اگر بدن کا اکثر یا نصف حصہ زخمی ہو تو تیمم کرے اور اگر زیادہ حصہ صحت ہو تو وہ زخمی حصے کا مسح کرے و ہونے اور تیمم کو اکٹھا نہ کرے۔

تیمم کو توڑنے والی چیزیں:

جو چیزیں وضو کو توڑتی ہیں ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے اس کے علاوہ کافی پانی کے استعمال پر قادر ہونا بھی تیمم کو توڑ دیتا ہے۔

(مسئلہ) جس آدمی کے ہاتھ اور پاؤں کٹے ہوئے ہوں اگر اس کا چہرہ زخمی ہو تو وہ وضو کے بغیر نماز پڑھے اور اسے (بعد میں) نہ لوٹائے۔

(حاشیہ مؤلف) کسی کے لیے مباح کیا جائے یا خبیث کیے دیا جائے تو اس میں قدرت ثابت ہو باقی ہے لیکن باقی چیزوں میں جب تک مالک نہ بنایا جائے قدرت ثابت نہیں ہوتی لہذا پہلی صورت میں جب پانی کا وعدہ کیا گیا تو وہ پانی پر قادر شمار ہوگا لیکن کپڑوں اور ڈول میں جب تک اسے ان چیزوں کا مالک نہ بنایا جائے قدرت ثابت نہ ہوگی۔
۱۔ پانی کے قریب ہونے کا گمان اس طرح ہوگا کہ مثلاً اس نے اس طرف پرستے اڑتے دیکھے یا کوئی منہ و دینہ اٹھا ہوا دیکھا یا کسی نے خبر دی۔

۲۔ عام طور پر لوگ پانی دینے میں کھل سے کام نہیں لیتے لہذا ساتھی سے یا قریب کسی گھر سے طلب کرنا چاہیے۔

۳۔ اگر اس کے پاس ضرورت سے نائندہ رقم نہ ہو یا عام بازار میں قیمت سے زیادہ رقم مانگی جائے تو پانی طلب کرنا ضروری

نہیں اور تیمم جائز ہوگا۔ (حاشیہ مؤلف) خدا کے صوفی

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخَفَيْنِ

صَحَّ الْمَسْحُ عَلَى الْخَفَيْنِ فِي الْحَدَاثِ الْأَصْغَرِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَلَوْ كَانَا مِنْ شَيْءٍ تَخِينُ غَيْرَ الْجِلْدِ سَوَاءً كَانَ لَهُمَا نَعْلٌ مِنْ جِلْدٍ أَوْ لَا وَيَشْتَرُطُ لِحْوَازُ الْمَسْحِ

موزوں پر مسح کا بیان

حدث اصغر میں موزوں پر مسح کرنا مردوں اور عورتوں کے لیے جائز ہے۔ اگرچہ (موزے) چمڑے کے علاوہ کسی گاڑی چیز سے بنے ہوئے ہوں۔ چاہے ان پر چمڑے کی نعل (جوتی) ہو یا نہ۔

دوسرے (موزوں) پر مسح کرنا واجب ہے بلکہ وضو کی طرح تیمم بھی جب تک باقی ہو اس کے ساتھ فرائض و نوافل سب کچھ ادا کیا جاسکتا اور جس طرح وقت سے پہلے وضو کیا جاسکتا ہے تیمم بھی جائز ہے لیکن بہتر یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت کے لیے لوٹایا جائے تاکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے اختلاف سے بچ جائے کیونکہ ان کے نزدیک ہر وقت کے لیے فرض ہے۔

۲۔ اعضاء کی تعداد کا اعتبار ہوگا مثلاً وضو کی فرضیت کے سلسلے میں چار اعضاء کا دہونا مسح کرنا فرض ہے اب اگر کسی شخص کا چہرہ، سر اور ہاتھ زخمی ہوں اور پاؤں زخمی نہ ہوں تو اکثر اعضاء یعنی جسم کا اکثر حصہ زخمی شمار ہوگا۔

(مراقی الفلاح)

۳۔ کیونکہ شریعت میں بدل اور اصل (مبدل منہ) کو اکٹھا کرنے کی کوئی مثال نہیں۔

۴۔ کیونکہ جس عذر کی بنیاد پر تیمم جائز ہوا تھا وہ ختم ہو گیا۔

حاشیہ صفحہ ۷۱: حدیث اصغر سے مراد بے وضو ہونا ہے۔ حدیث اکبر یعنی جنابت ہو تو پاؤں کا دہونا ضروری ہے۔

۵۔ مثلاً منہ اور ایسا مٹا کر اس سے پانی اندر نہ جاتا ہو اور پنڈلی پر باندھنے کے بغیر ٹھہر بھی جائے ورنہ تیمم جائز نہ ہوگا۔ جوابوں پر مسح جائز نہیں۔

عَلَى الْخُفَّيْنِ سَبْعَةُ شَرَائِطٍ الْأُولَى لِبَسْمَا بَعْدَ غَسْلِ الرَّجُلَيْنِ وَلَوْ قَبْلَ كَمَالِ الْوُضُوءِ
إِذَا اتَمَّتْ قَبْلَ حُصُولِ نَاقِضٍ لِلْوُضُوءِ وَالثَّانِي مَسْتَوْحَاً لِلْكَعْبَيْنِ وَالثَّالِثُ إِمَّا كَانَ
مَتَابَعَةً الشَّيْ فِيهِمَا فَلَا يَجُوزُ عَلَى خِفِّ مِنْ زُجَاجٍ أَوْ خَشَبٍ أَوْ حَدِيدٍ
وَالرَّابِعُ خُلُوُّ كُلِّ مِثْمَهِمَا عَنْ خَرَقٍ قَدَرٍ ثَلَاثِ أَصَابِعٍ مِنْ أَصْغَرِ أَصَابِعِ
الْقَدَمِ وَالْخَامِسُ اسْتِمْسَاكُهُمَا عَلَى الرَّجُلَيْنِ مِنْ غَيْرِ شَدٍّ وَالْثَّانِي سِتُّ مَنَعُمَا
وَصُولِ الْمَاءِ إِلَى الْجَسَدِ وَالسَّابِعُ أَنْ يَبْقَى مِنْ مَقْدَمِ الْقَدَمِ قَدَرُ ثَلَاثِ أَصَابِعٍ
مِنْ أَصْغَرِ أَصَابِعِ الْيَدِ فَلَوْ كَانَ فَاقِدًا مُقَدِّمًا مِمَّا لَا يَمَسُّهُ عَلَى خَفِّهِ وَلَوْ كَانَ

شرائط مسح :

موزوں پر مسح کے جائز ہونے کی سات شرطیں ہیں۔

- ۱۔ دونوں پاؤں دھونے کے بعد موزے پہننا اگرچہ وضو مکمل کرنے سے پہلے ہو جب کہ کسی ایسی چیز کے پائے یا نئے سے پہلے وضو مکمل کرے جو وضو کو توڑ دیتی ہے۔
- ۲۔ موزوں سے ٹخنے چھپ جائیں۔
- ۳۔ ان کو پہن کر لگا تا رکھنا لیکن ہو لہذا کابج، مکرڑی اور لوہے کے موزے پر مسح جائز نہیں۔
- ۴۔ کوئی موزہ پاؤں کی چھوٹی انگلی کے مطابق تین انگلیوں کے برابر (یا اس سے زیادہ) چمٹا ہوا نہ ہو۔
- ۵۔ موزوں کا پنڈلی پر باندھنے کے بغیر ٹھہرنا۔
- ۶۔ ان کا بدن تک پانی کے پہنچنے سے مانع ہونا۔
- ۷۔ ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے مطابق تین انگلیوں کے برابر قدم کا اگلا حصہ باقی ہو رکھا ہوا نہ ہو اگر پاؤں کا اگلا حصہ (جو چھو نہ ہو تو موزے پر مسح نہ کرے اگرچہ

۱۔ اگر کوئی شخص پہلے پاؤں دھو کر موزے پہن لے اور پھر باقی وضو مکمل کرے تو یہ بھی جائز ہے۔ اور اگر وضو مکمل کرنے کے بعد پہننے تو بھی ٹھیک ہے۔ لیکن شرط یہ ہے کہ وضو مکمل کرنے سے پہلے کوئی ایسی بات پیدا نہ ہو جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

۲۔ یا تو مکمل موزے چڑے کے ہوں یا جرابوں پر چڑھا چڑھائے تو اس بات کا خیال رکھا جائے کہ ٹخنے اس ہڑے کے نیچے ضرور آئیں۔

عَقَبُ الْقَدَمِ مَوْجُودًا وَيَمْسَحُ الْمُقِيمُ يَوْمًا وَلَيْلَةً وَالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ بِلَيَالِيهَا
وَابْتِدَاءَ الْمَدَّةِ مِنْ وَقْتِ الْحَدَثِ بَعْدَ لَيْسَ الْحَقِّينَ وَإِنْ مَسَحَ مُقِيمٌ ثُمَّ سَافَرَ
قَبْلَ تَمَامِ مُدَّتِهِ أَتَمَّ مَدَّةَ الْمُسَافِرِ وَإِنْ أَقَامَ الْمُسَافِرُ بَعْدَ مَا يَمْسَحُ يَوْمًا وَ
لَيْلَةً نَزَعَ وَلَا يُتَمُّ يَوْمًا وَلَيْلَةً

قدم کا پچھلا حصہ موجود ہو۔

مدت مسح :

مقیم آدمی ایک دن اور ایک رات مسح کر سکتا ہے جب کہ مسافر تین دن رات مسح کرے اور یہ مدت اس وقت
شروع ہوگی جب مزدے پہننے کے بعد بے وضو ہوگا۔

مسئلہ: اگر مقیم آدمی نے مسح کیا پھر مدت پوری ہونے سے پہلے مسافر ہو گیا تو مسافر والی مدت پوری کرے
اور اگر مسافر ایک دن رات مسح کرنے کے بعد مقیم ہوا تو مزدے اتار دے ورنہ ایک دن رات پوری کرے۔

حاشیہ ص ۱۳۷: یعنی عام عادت کے مطابق دو تین میل یا اس سے زیادہ فاصلہ ان مزدوں کو پہن کر آسانی سے طے کر سکے
لہذا مکڑی، کانچ اور لوہے وغیرہ کے مزدوں پر مسح جائز نہ ہوگا کیونکہ ان میں چلنا مشکل ہے۔

۱۔ ایک مزدے میں اتنی پھین ہو تو مسح ناجائز ہے اگر درزوں کی پھین مل کر اتنی ہو تو جائز ہے۔

۲۔ بنا بریں اگر ایسا موٹا کپڑا بھی ہو جس کے اندر پانی نہیں جاتا تب بھی اس پر مسح اس وقت تک جائز نہ ہوگا
جب تک وہ باندھنے کے بغیر نیڈلی پر نہ ٹھہرے۔

حاشیہ ص ۱۳۸: کیونکہ قدم کے اگلے حصے کا مسح فرض ہے اور وہ موجود نہیں جب کہ پچھلا حصہ محل فرض نہیں۔ اس کا دھونا فرض ہے
لہذا جس کے پاؤں کا اگلا حصہ کٹا ہوا ہو اس کے لیے مزدے پر مسح جائز نہیں کیونکہ ایک پاؤں کا دھونا اور دوسرے کا مسح
کرنا دھونے اور مسح کو جمع کرنا ہے اور یہ جائز نہیں۔

۳۔ مثلاً ایک شخص نے بارہ بکے وضو کر کے مزدے پہنے اور تین بکے بے وضو ہو گیا تو اس کے لیے مسح کا وقت
تین بکے سے شروع ہوگا یہی صحیح بات ہے۔ چاہے اس وقت وضو کرے یا ٹھہر کر کرے۔

۴۔ یعنی آخری حالت کا اعتبار ہوگا تین دن رات پورے ہونے سے پہلے مقیم ہو گیا تو مزدے اتار کر پاؤں دھوئے
اسی طرح مقیم ایک رات دن گزرنے سے پہلے سفر پر چل پڑا تو تین دن رات پورے کرے۔

وَقَرَضُ الْمَسْحِ قَدْرُ ثَلَاثِ أَصَابِعٍ مِنْ أَصْغَرِ أَصَابِعِ الْيَدِ عَلَى ظَاهِرِ مَقْدَمِ كُلِّ رَجُلٍ وَسُنَّتُهُ مَدُّ الْأَصَابِعِ مُفَبَّجَةً مِنْ رُفُوسِ أَصَابِعِ الْقَدَمِ إِلَى السَّاقِ وَيَنْقُضُ مَسْحَ الْخُفِّ أَرْبَعَةَ أَشْيَاءَ كُلُّ شَيْءٍ يَنْقُضُ الْوُضُوءَ وَتَرْعُ خُفٌّ وَلَوْ بِخُرُوجِ أَكْثَرِ الْقَدَمِ إِلَى سَاقِ الْخُفِّ وَإِصَابَةُ الْمَاءِ أَكْثَرَ أَحَدَى الْقَدَمَيْنِ فِي الْخُفِّ عَلَى الصَّحِيحِ وَمُضِيُّ الْمُدَّةِ إِنْ لَمْ يَخُفْ ذَهَابَ رِجْلُهُ مِنَ الْبَرْدِ وَبَعْدَ الثَّلَاثَةِ الْآخِرَةِ غَسَلَ رِجْلَيْهِ فَقَطَّ وَلَا يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى عِمَامَةٍ وَقَلَنْسُوَةٍ وَبُرْقِعٍ وَقَفَّازِينَ

مسح کا فرض اور سنت :

ہاتھ کی چھوٹی انگلی کے حساب سے تین انگلیوں کے برابر ہر قدم کے ظاہر پر مسح کرنا فرض ہے اصل کا سنت طریقہ یہ ہے کہ دہاتھوں کی، انگلیوں کو کشادہ رکھتے ہوئے پاؤں کی انگلیوں سے پنڈلی کی طرف کھینچے۔

مسح کو توڑنے والی چیزیں :

چار چیزیں موزے پر مسح کو توڑ دیتی ہیں۔

۱۔ ہر وہ چیز جو وضو کو توڑتی ہے۔

۲۔ موزہ اتار دینا اگرچہ قدم کا زیادہ حصہ موزے کی پنڈلی کی طرف نکلنے سے ہو۔

۳۔ موزے میں کسی ایک قدم کے زیادہ حصے تک پانی کا پہننا (صحیح بات یہی ہے)۔

۴۔ مدت کا پورا ہو جانا اگر سردی کی وجہ سے پاؤں کو (شدید) نقصان کا خطرہ نہ ہو۔

(مسئلہ) آخری تین کے بعد صرف پاؤں دھوئے۔

(مسئلہ) پگڑی، ٹوپی، برقعے اور دستاؤں پر مسح جائز نہیں ہے۔

۱۵ اصل بات تو یہ ہے کہ ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے برابر موزہ تر ہر جگہ لیکن سنت طریقہ کے مطابق مسح کیا جائے

نیز یہ بھی خیال رکھا جائے کہ موزے کے اس حصے پر مسح کیا جائے جس کے نیچے پاؤں ہے مثلاً موزہ لمبا ہے پاؤں سے باقی مسئلہ

رَفَصْلٌ اِذَا اقْتَصَدَا وَجُرِحَ اَوْ كُسِرَ عَضْوُهُ فَشَدَّاهُ بِخَرْقَةٍ اَوْ جَبِيْرَةٍ وَكَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ غَسْلَ الْعَضْوِ وَلَا يَسْتَطِيْعُ مَسْحَهُ وَجَبَ الْمَسْحُ عَلَى الْكَثْرِ مَا شَدَّ بِهِ الْعَضْوُ وَكَفَى الْمَسْحُ عَلَى مَا ظَهَرَ مِنَ الْجَسَدِ بَيْنَ عَصَابَةِ الْمُفْتَصِدِ وَالْمَسْحِ كَالْغَسْلِ فَلَا يَتَوَقَّتُ بِمُدَّةٍ وَلَا يَشْتَرُطُ شَدُّ الْجَبِيْرَةِ عَلَى طَهْرٍ وَ يَجُوزُ الْمَسْحُ عَلَى جَبِيْرَةِ اَحَدِ الرَّجُلَيْنِ مَعَ غَسْلِ الْاُخْرَى وَلَا يَبْطُلُ الْمَسْحُ بِسُقُوطِهَا قَبْلَ الْبُرْءِ وَيَجُوزُ تَبْدِيلُهَا بِغَيْرِهَا وَلَا يَجِبُ اِعَادَةُ الْمَسْحِ عَلَيْهَا وَالْاَفْضَلُ اِعَادَتُهُ وَاِذَا رَمَدَ اَوْ مَرَأَنُ لَا يَغْسِلُ عَيْنَهُ اَوْ اِنْ كَسَرَ ظُفْرَهُ وَجَعَلَ عَلَيْهِ دَوَاءً وَعَلَكًا اَوْ جِلْدَةً مِرَارَةً وَضَرَّكَ نَزْعَةً جَا زَلَهُ الْمَسْحُ وَاِنْ ضَرَّكَ الْمَسْحُ تَرَكَهٗ وَلَا يَفْتَقِرُ اِلَى النِّيَّةِ فِي مَسْحِ الْخُفِّ وَالْجَبِيْرَةِ وَالتَّرَاسِ

پٹی پر مسح کرنا :

جب کسی شخص نے پچھا لگرایا اس کا کوئی عضو ٹوٹ گیا تو اس نے اس پر کپڑے کا ٹکڑا یا دھڑیاں رکھ کر، پٹی باندھی اور وہ اس عضو کو دھو نہیں سکتا اور نہ ہی اس پر مسح کر سکتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ جس چیز کے ساتھ اس نے عضو کو باندھا ہے اس کے اکثر حصے پر مسح کرے اور پچھنے لگانے والے کی پٹی کے درمیان جسم کا جو حصہ ظاہر ہے اس پر مسح کر لینا کافی ہے۔

اور مسح دھونے کی طرح ہے پس کسی مدت کے ساتھ خاص نہیں اور نہ ہی طہارت (حاصل کرنے) کے بعد پٹی باندھنا شرط ہے۔

ایک پاؤں کو دھونے کے ساتھ دوسرے پاؤں کی پٹی پر مسح کرنا جائز ہے اور صحت یا بی سے پہلے پٹی کے گر جانے سے مسح باطل نہیں ہوتا۔ ایک پٹی کو دوسری سے باندھنا بھی جائز ہے اور اس (دوسری) پر مسح کو لوٹانا واجب نہیں البتہ افضل ہے۔ اور جب آنکھ میں تکلیف ہو اور اسے حکم دیا جائے کہ آنکھ کو نہ دھوئے یا ناخن ٹوٹ گیا اور اس پر دھاتی، گوند پتے کی کھال لگائی جس کا آٹا اسی نقصان دیتا ہے تو اس پر مسح جائز ہے اور اگر مسح بھی تکلیف دیتا ہے تو چھڑ سے۔ موزے، پٹی اور سر کے مسح میں نیت کی ضرورت نہیں ہے۔

کچھ آگے نکل گیا یا چوڑائی زیادہ ہے دائیں بائیں سے پاؤں سے خالی ہے تو خالی جگہ پر مسح جائز نہیں۔

۵۲ موزہ، پاؤں میں حدث کے سرایت کرنے میں رکاوٹ تھا جب اتارا تو حدث پاؤں کی طرف لوٹ آیا۔ پاؤں سے موزے کو کھینچ کر نکال دیں تو پاؤں موزے کی پٹلی کی طرف آہٹا ہے اور محل مسح سے موزہ الگ ہو جاتا ہے لہذا مسح ٹوٹ جائے گا۔

۵۳ اس صورت میں دونوں پاؤں دہرنا ہوں گے کیونکہ دہرنے اور مسح کرنے کو جمع نہیں کر سکتے۔

۵۴ اگر سرری سے پاؤں کو شدید نقصان پہنچنے کا خطرہ ہو تو موزہ نہ اتارے جب تک یہ خطرہ ٹل نہیں جاتا۔

۵۵ یعنی موزہ اتارنے، پانی پہنچنے اور مدت ختم ہونے کی صورت میں موزے اتار کر صرف پاؤں دہرے جائیں

۵۶ کیونکہ مسح خلاف قیاس نص سے ثابت ہے لہذا یہاں موزوں پر کسی دوسری چیز کو قیاس نہیں کیا جاسکتا۔

۵۷ (حاشیہ مغویہ) جب تک ممکن ہو زخمی اعضاء کو دہرایا جائے۔ اگر یہ بات ممکن نہ ہو تو اس زخمی عضو پر مسح کرے اور مسح کرنا بھی مشکل ہو تو پٹی کے اوپر مسح کرے۔ بعض اوقات پٹی زخم سے دائرہ حصہ پر ہوتی ہے تو چونکہ اس کے کھولنے میں حرج ہے لہذا اس صحیح حصے کا دہونا فرض نہ رہا بلکہ پٹی کے اوپر مسح کافی ہوگا۔

۵۸ یعنی پٹی پر مسح دہونے کے قائم مقام ہے لہذا جس طرح دہونے میں وقت کی پابندی نہیں، یہاں بھی نہیں۔

۵۹ ان تمام مسائل کی بنیاد اس بات پر ہے کہ پٹی پر مسح دہولے کے قائم مقام ہے۔

۶۰ اگر زخم ٹھیک ہونے کے بعد پٹی گر جائے تو اب اس عضو کو دہونا فرض ہوگا۔

۶۱ ان تمام میں نیت اس لیے ضروری نہیں کہ یہ پانی کے ساتھ طہارت حاصل کرنے کی طرح ہیں۔ نیز وہ وضو کا

بعض حصہ ہیں اور وضو میں نیت فرض نہیں۔

سوالات

- ۱۔ تیمم کا سبب اور شرائط لکھیں۔
- ۲۔ تیمم میں نیت کیوں ضروری ہے۔ جب کہ وضو میں فرض نہیں۔
- ۳۔ تیمم کے فرائض کتنے اور کون کون سے ہیں نیز اس کا سنت طریقہ کیا ہے؟
- ۴۔ تیمم کن کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا نیز وضو اور غسل کے تیمم میں کیا فرق ہے؟
- ۵۔ تیمم کا حجاز قرآن مجید سے ثابت کیجیے۔
- ۶۔ تیمم کن کن چیزوں سے جائز ہے اور جنس زمین سے کیا مراد ہے۔ کیا درخت جنس زمین سے نہیں؟ اگر ہے تو اس سے تیمم کیوں جائز نہیں؟
- ۷۔ کن کن غاذیوں کے لیے تیمم کی اجازت ہے نیز کس نیت سے تیمم کیا جائے تو اس کے ساتھ نماز جائز ہوگی۔
- ۸۔ مزدوں پر مسح کن شرائط کے ساتھ جائز ہے۔ کیا جرابوں پر مسح ہو سکتا ہے اگر نہیں تو کیوں؟
- ۹۔ مزدوں پر مسح کی مدت میثم اور مسافر کے لیے کتنی کتنی ہے۔ نیز یہ شروع کس وقت ہوتی ہے؟
- ۱۰۔ مزدوں پر مسح کب ٹوٹتا ہے؟
- ۱۱۔ اس جہات کو مکمل کیجیے۔
- اس آدمی کے لیے تیمم میں تاخیر ————— ہے جس کو وقت نکلنے سے پہلے پانی ملنے کی امید ہو اور پانی کے
- مدے پر تاخیر ————— ہے۔ اگر چہ قضا کا ڈر ہو۔ پھرے اور ڈول کے وعدے پر اس وقت تک تاخیر ————— ہے
- تک قضا کا ڈر نہ ہو۔ چار سو قدموں تک پانی تلاش کرنا ————— ہے اگر قریب ہونے کا گمان ہو۔

بَابُ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَالِاسْتِحَاضَةِ

يَخْرُجُ مِنَ الْفَرْجِ حَيْضٌ وَنِفَاسٌ وَاسْتِحَاضَةٌ فَالْحَيْضُ دَمٌ يَنْقُضُهُ رَحِمٌ
بَالِغَةٌ لَا دَاءَ بِهَا وَلَا حَبْلٌ وَلَمْ تَبْلُغْ سِنَّ الْإِيَّاسِ وَأَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ
أَيَّامٍ وَأَوْسَطُهُ خَمْسَةٌ وَكَثْرُهُ عَشْرَةٌ وَالنِّفَاسُ هُوَ الدَّمُ الْخَارِجُ عَقِبَ الْوِلَادَةِ وَ
أَكْثَرُهُ أَرْبَعُونَ يَوْمًا وَلَا حَدًّا لِقَلِّهِ وَالِاسْتِحَاضَةُ دَمٌ نَقُضَ عَنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ
أَوْ زَادَ عَلَى عَشْرَةٍ فِي الْحَيْضِ وَعَلَى أَرْبَعِينَ فِي النِّفَاسِ وَأَقَلُّ الظَّهْرِ الْفَاصِلِ
بَيْنَ الْحَيْضَتَيْنِ خَمْسَةُ عَشَرَ يَوْمًا وَلَا حَدًّا لِكُثْرِهِ إِلَّا لِمَنْ بَلَغَتْ مُسْتَحَاضَةً

حیض، نفاس اور استحاضہ کا بیان

دعوت کی، شرمگاہ سے حیض، نفاس اور استحاضہ دکان خون نکلتا ہے۔ پس حیض وہ خون ہے جسے ایسی بالغ
عورت کا رحم باہر پھینکتا ہے جو بیمار اور حاملہ بھی نہ ہو۔ اور نہ ہی ناامیدی کی عمر کو پہنچ چکی ہو۔ حیض کی کم از کم مدت تین دن
ہیں، درمیانی مدت پانچ دن اور زیادہ سے زیادہ مدت دس دن ہیں۔

نفاس وہ خون ہے جو بچے کی پیدائش کے بعد نکلتا ہے اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہیں اور
کم از کم کی کوئی حد نہیں ہے۔

استحاضہ وہ خون ہے جو حیض کی صورت میں تین دنوں سے کم اور دس دنوں سے زیادہ ہو جبکہ نفاس کی صورت
میں چالیس دنوں سے زائد ہو۔

دو حیضوں کے درمیان پاکیزگی کے کم از کم دن پندرہ ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں مگر جو عورت استحاضہ کی
صورت میں بالغ ہو۔

اے حیمین کے مسائل کا علم رکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اس پر بیت سے مسائل کا دار و مدار ہے۔ مثلاً طلاق
عدت، نسب، جماع کا جائز یا ناجائز ہونا، نماز، روزہ، قرآن پاک پڑھنا اور اسے ہاتھ لگانا، اعتکاف بیٹھنا، مسجد میں

وَيَحْرُمُ بِالْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ ثَمَانِيَةُ أَشْيَاءَ الصَّلَاةُ وَالصَّوْمُ وَقِرَاءَةُ آيَةِ
مِنَ الْقُرْآنِ وَمَشَاهِدُ الْأَيْغَلِ وَدُخُولُ مَسْجِدٍ وَالظُّلُوفُ وَالْجَمَاعَةُ وَالِاسْتِمَاءُ
بِمَا تَحْتَ الشُّرَّةِ إِلَى تَحْتِ الرُّكْبَةِ وَإِذَا انْقَطَعَ الدَّمُ لَا كَثْرَ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ حُلُّ
الْوُطُوءِ بِلَا غُسْلٍ وَلَا يَحِلُّ أَنْ انْقَطَعَ لَدَا وَنِهِ لِشَمَامٍ عَادَتِهَا إِلَّا أَنْ تَغْتَسِلَ أَوْ
تَتَيَمَّمَّ وَتُصَلِّيَ أَوْ تُصِيرَ الصَّلَاةُ دَيْنًا فِي ذِمَّتِهَا وَذَلِكَ بِأَنْ تَجِدَ بَعْدَ الْانْقِطَاعِ
مِنَ الْوَقْتِ الَّذِي انْقَطَعَ الدَّمُ فِيهِ زَمَنًا يَسَعُ الْغُسْلَ وَالتَّحْرِيمَةُ فَمَا فَوْقَهُمَا
وَلَمْ تَتَيَمَّمْ حَتَّى تَخْرُجَ الْوَقْتُ

حیض اور نفاس سے آٹھ چیزیں حرام ہو جاتی ہیں۔

۱۱، نماز (۲)، روزہ (۳)، قرآن پاک کی ایک آیت پڑھنا اور (۴) اسے غلات کے بغیر ہاتھ لگانا
دھامجد میں داخل ہونا (۶)، طواف کرنا (۷)، جماع کرنا اور (۸) ناف کے نیچے سے لے کر گھٹنوں کے نیچے تک کے
درمیان سے نفع حاصل کرنا۔

اور جب حیض اور نفاس کی زیادہ مدت پوری ہونے پر خون ختم ہو تو غسل کیے بغیر جماع جائز ہے۔ اور اگر
علت پوری ہونے کی صورت میں اس سے کم مدت میں خون ختم ہو تو جب تک غسل یا تیمم نہ کرے یا نماز اس کے ذمہ
قرض نہ ہو جائے جماع جائز نہیں۔ یعنی جس وقت میں خون ختم ہو اسے اس سے اتنا وقت حاصل ہو جائے جس میں
غسل اور تکبیر تحریمہ یا اس سے کچھ زیادہ (ارکان) ادا ہو سکتے ہیں اور اس نے تیمم نہیں کیا یہاں تک کہ (نماز کا)
وقت نکل گیا۔

داخل ہونا وغیرہ۔۔

۱۲ یعنی یہ تین قسم کے خون شرمگاہ کے راستے سے باہر آتے ہیں جب کہ حیض اور نفاس کا ٹھکانہ عورت
کا رحم ہے۔

۱۳ بالغہ سے مراد نور سال کی لڑکی ہے اور بیماری سے مراد ایسی بیماری جس کے سبب سے خون آتا ہے محض
بیماری مراد نہیں۔ مثلاً ایک عورت بیمار ہے لیکن اس کا رحم ٹھیک ہے تو یہ خون حیض ہوگا۔

۵۷ (بقیہ سابقہ) حل کی صورت میں رحم کا خون پنے کی خوراک بن جاتا ہے لہذا حیض رک جاتا ہے۔ اور رحم کا منہ بند ہو جاتا ہے۔
۵۸ نامیدی کی عمر پچپن سال ہے۔ اسی پر فتویٰ ہے۔ اس کے بعد جو خون آئے گا وہ حیض نہیں ہوگا۔

۵۹ ایک دن میں بلکہ اس سے کم میں بھی نفاس کا خون ختم ہو سکتا ہے اس لیے جب نفاس کا خون ختم ہو نماز اور روزے کی ادائیگی ضروری ہوگی۔ اس مسئلے کی طرف ہماری بہنوں کو خصوصی توجہ دینی چاہیے کیونکہ عام طور پر مشورہ ہے کہ چالیس دن پورے کرنے ہیں اس طرح وہ لاطمی میں فرض نماز کی تارک ہو جاتی ہیں۔ چالیس دن کی تکمیل خونی آنے کی صورت میں ہے ورنہ جتنے دنوں میں خون آنا بند ہو جائے غسل کر کے نماز پڑھے اور اگر کمزوری وغیرہ عذر نہ ہو تو روزہ بھی رکھے۔
۶۰ یعنی دو دن خون آکر رک گیا یا دس دنوں سے زائد ہو گیا۔ اسی طرح پنے کی پیدائش کی صورت میں چالیس دن سے بڑھ گیا تو دو دن نیز دس اور چالیس دنوں سے زائد خون استحاضہ ہوگا۔ البتہ اگر کسی عورت کی عادت مقرر ہے مثلاً پانچ یا چھ دن حیض آیا کرتا ہے تو ان دنوں سے زائد جتنے دن ہوں گے وہ استحاضہ کا خون ہوگا۔

۶۱ یعنی ایک عورت بالغ ہوئی تو خون آ رہا تھا اور یہ خون مسلسل جاری ہے اب چونکہ اس کے لیے کوئی عادت مقرر نہیں ہو سکتی لہذا وہ دس دن حیض کے شمار کر کے پندرہ دن طہارت کے شمار کرے پھر دس دن حیض اور پندرہ دن طہارہ ہی طریقہ مسلسل جاری رہے گا۔ اس کا نفاس بھی چالیس دن مقرر ہو جائے گا۔

۶۲ غلاف وہ کپڑا ہے جو قرآن پاک سے الگ ہوتا ہے جو کپڑا قرآن پاک کے ساتھ سی دیا گیا وہ جنہاں کہلاتا ہے اس کے ساتھ پکڑنا جائز ہے، قرآن پاک زبانی بھی پڑھنا جائز نہیں اگرچہ ایک آیت ہو اسی طرح کسی کاغذ کے ٹکڑے پر ایک آیت لکھی ہو تو حیض و نفاس والی عورتیں اسے بھی ہاتھ نہیں لگا سکتیں۔

۶۳ چونکہ طواف خانہ کعبہ کے گرد مسجد حرام کے صحن میں ہوتا ہے اور مسجد میں جانا جائز نہیں لہذا طواف بھی جائز نہ ہوگا۔

۶۴ یعنی کسی عورت کو چھ دن حیض آتا ہے اور یہ اس کی عادت بن گئی ہے تو اب اس سے جماع اس وقت جائز ہوگا کہ حیض ختم ہونے پر وہ غسل کرے یا پانی وغیرہ نہ ہونے کی صورت میں تیمم کر کے نماز پڑھنے یا حیض کے ختم ہونے پر آنا وقت مل جائے جس میں غسل کر کے اس وقت کی نماز کے لیے کم از کم تکبیر تحریمہ کہی جاسکتی ہے۔ اس صورت میں نماز اس کے ذمہ قرآن ہو جائے گی۔ اب غسل کے بغیر جماع جائز ہے اگر عادت سے کم وقت میں حیض ختم ہوا تو صرف غسل کافی نہ ہوگا بلکہ عادت کے دن پورے کرے کیونکہ ممکن ہے خون دوبارہ آجائے۔

وَتَقْضَى الْحَائِضُ وَالْمُسَاءُ الصُّوْمَ دُونَ الصَّلَاةِ وَيَحْرُمُ بِالْجَنَابَةِ
خَمْسَةُ أَشْيَاءَ الصَّلَاةُ وَقِرَاءَةُ آيَةِ الْقُرْآنِ وَمَسْهَا الْإِبْغْلَافِ وَدُخُولُ
مَسْجِدٍ وَالظُّوْفُ وَيَحْرُمُ عَلَى الْمُحَدِّثِ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ الصَّلَاةُ وَالظُّوْفُ
وَمَسْ الْمُصْحَفِ الْإِبْغْلَافِ وَدَمُ الْإِسْتِحَاضَةِ كَرُغَافٍ دَائِمٍ لَا يَمْنَعُ
صَلَاةً وَلَا صَوْمًا وَلَا وَطْئًا وَتَتَوَضَّأُ الْمُسْتَحَاضَةُ وَمَنْ يَمْنَعُ عَذْرُكَ سَلَسَ
بَوْلٍ وَاسْتِطْلَاقِ بَطْنٍ لَوْ قَتِ كُلَّ فَرَضٍ وَيُصَلُّونَ بِهِ مَا شَاءَ وَأَمِنْ الْفَرَائِضِ
وَالنَّوَافِلِ وَيَبْطُلُ وَضُوءُ الْمَعْدُورَيْنِ بِخُرُوجِ الْوَقْتِ فَقَطْ .

حیض اور نفاس دانی عورت روزہ تفارکے کی نماز نہیں ہے۔

اور جنابت کی صورت میں پانچ چیزیں حرام ہوجاتی ہیں۔

۱۱) منہ از پڑھنا (۲) قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھنا (۳) قرآن پاک کو غلاف کے بغیر ہاتھ لگانا۔ مسجد میں داخل ہونا۔ (۵) اور طواف کرنا ہے۔

بے وضو آدمی پر تین چیزیں حرام ہیں۔

۱۱) منہ از پڑھنا (۲) طواف کرنا۔ اور (۳) قرآن مجید کو غلاف کے بغیر ہاتھ لگانا۔

استحاضہ کا خون:

استحاضہ کا خون دائمی نکسیر کی طرح ہے نہ نماز کو روکتا ہے نہ رونے کو اور نہ ہی جماع کو
مستحاضہ عورت اور وہ شخص جو معذور ہے۔ مثلاً جسے پیشاب کے قطرے آتے ہیں۔ اور جس کا پیٹ
خاری ہے۔ وہ ہر فرض نماز کے وقت کے لیے وضو کریں اور اس کے ساتھ فرائض و نوافل جو چاہیں پڑھیں معذور
لوگوں کا وضو فقط وقت کے نکل جانے سے باطل ہو جاتا ہے۔

۱۔ اہل کی وجہ یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ دس روزے قضا ہوں گے جب کہ نمازیں ایک مہینہ کی کم از کم پندرہ بنتی ہیں
۲۔ ماہانہ پچاس نمازیں لہذا روزوں کی قضا میں کوئی حرج نہیں جب کہ اتنی نمازوں کی قضا مشکل ہے۔
۳۔ چاہے ایک آیت کسی کاغذ کے ٹکڑے پر لکھی ہوئی ہو۔

وَلَا يَصِيرُ مَعْذُورًا حَتَّى يَسْتَوْعِبَ الْعُذْرَ وَقَدْ كَامِلًا لَيْسَ فِيهِ انْقِطَاعٌ
 بِقَدْرِ الْوَضُوءِ وَالصَّلَاةِ وَهَذَا شَرْطُ ثُبُوتِهِ وَشَرْطُ دَوَامِهِ وَجُودُهُ
 فِي كُلِّ وَقْتٍ بَعْدَ ذَلِكَ وَلَوْ مَرَّةً وَشَرْطُ انْقِطَاعِهِ وَخُرُوجِهِ صَاحِبِهِ
 عَنْ كَوْنِهِ مَعْذُورًا لِحُلُوِّ وَقْتٍ كَامِلٍ عَنْهُ .

معذور کب ہوتا ہے؟

کوئی شخص اس وقت تک معذور نہیں ہوتا جب تک عذر اسے ایک کامل وقت گھیر نہ لے جس
 میں اتنا وقت بھی عذر ختم نہ ہو جس میں وضو اور نماز ہو سکے دیکھ اس (عذر) کے ثبوت کی شرط ہے
 اور اس کے باقی رہنے کی شرط یہ ہے کہ اس کے بعد وہ عذر پورا وقت باقی رہے۔ اگر یہ ایک بار ہی ہو اور
 عذر کے ختم ہونے نیز اس شخص کے معذور نہ رہنے کی شرط یہ ہے کہ ایک کامل وقت اس (عذر) سے
 خالی رہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

۳ طغاف کے لیے وضو واجب ہے۔

۴ ایسے لوگ ہر وقت کے لیے نیا وضو کریں گے اور اس وقت میں جو نماز چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ فرض

ہوں یا نفل۔ اس دوران اگر پیشاب وغیرہ نکلے یا خون آئے تو وضو برقرار رہے گا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا) ۵ یہاں تین باتیں ہیں۔ عذر کا ثبوت، عذر کا باقی رہنا اور عذر کا ختم ہونا۔

اگر کسی نماز کے وقت میں اتنا وقت بھی عذر سے خالی نہ ہو کہ وہ وضو کر کے نماز ادا کر سکے تو وہ شخص معذور شمار

ہوگا۔ اور جب تک کسی نماز کا مکمل وقت اس عذر سے خالی نہ ہو وہ معذور ہی رہے گا اور جب ایک نماز کا پورا وقت

عذر سے خالی رہا۔ اس وقت سے اس کا عذر ختم ہو جائے گا۔

بَابُ الْأَنْجَاسِ وَالطَّهَارَةِ عَنْهَا

تَنْقَسِمُ النَّجَاسَةُ إِلَى قِسْمَيْنِ غَلِيظَةٍ وَخَفِيفَةٍ فَالْغَلِيظَةُ كَالْخَمْرِ
وَالدَّمَارِ الْمَسْفُوحِ وَلَحْمِ الْبَيْتَةِ وَإِهَابِهَا وَبَوْلِ مَا لَا يُؤْكَلُ وَنَجَسِ
الْكَلْبِ وَرَجِيعِ السِّبَاعِ وَلُعَابِهَا وَخُرْدِ الدَّجَاجِ وَالْبِطْوَةِ إِلَّا وَرَثًا وَمَا
يَنْقُصُ الْوُضُوءُ بِخُرُوجِهِ مِنْ بَدَنِ الْإِنْسَانِ وَأَمَّا الْخَفِيفَةُ فَكَبُولُ
الْفَرَسِ وَكَذَا بَوْلُ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ وَخُرْدُ طَيْرٍ لَا يُؤْكَلُ وَعُفَى قَدَرُ
الدَّرْهِمِ مِنَ الْمُغَلَّظَةِ وَمَا دُونَ رُبْعِ الثَّوْبِ أَوِ الْبَدَنِ مِنَ الْخَفِيفَةِ.

نجاستوں اور ان سے طہارت حاصل کرنے کا بیان

نجاست کی دو قسمیں ہیں۔ (۱) نجاست غلیظہ (۲) نجاست خفیفہ

پس نجاست غلیظہ جیسے شراب، بننے والا خون، مردار کا گوشت اور اس کا چمڑا، ان چیزوں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے۔ کتے کا پاخانہ، درندوں کا پاخانہ اور تھوک، مرغی، بطخ اور مرغابی کی بیٹ اور وہ چیز جو انسان کے بدن سے نکلتی ہے اور اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

نجاست خفیفہ مثلاً گھوڑے کا پیشاب اور اسی طرح اس چیز کا پیشاب جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اور ایسے پرندوں کی بیٹ جن کو کھایا نہیں جاتا۔

نجاست غلیظہ سے ایک درہم کا اندازہ اور نجاست خفیفہ سے کپڑے یا بدن کا چوتھا حصہ معاف ہے۔

۱۔ انجاس، نجس کی جمع ہے۔ گندگی کو کہتے ہیں۔ فقہاء کلام کے نزدیک نجس جیم کے فتح کے ساتھ اس چیز کو کہا جاتا ہے جو فحاشی طور پر ناپاک ہو اور نجس جیم کے کسر سے۔ اس چیز کو کہتے ہیں جس کا ساتھ نجاست مثلاً پیشاب نجس (فتح جیم کے ساتھ) اور ناپاک کپڑا نجس (کسر جیم کے ساتھ) ہوگا۔

۲۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک نجاست غلیظہ وہ ہے جس کے بارے میں وار و نص کے مقابلے میں کوئی نص نہ ہو اگر مقابلے میں کوئی نص آجائے تو وہ نجاست خفیفہ ہو جائے گی۔ مثلاً ایسی چیز کا پیشاب جس کا گوشت (بقیہ اگلے صفحہ پر)

وَعَفَى رَشَاشُ بَوْلٍ كَرُوْهُ وِیْ اَلْبِرِّ وَاِیْعَلْ فِرَاشُ اَوْ تَرَابٌ نَّجَسَانٍ
مِنْ عَرَقٍ نَّائِمٍ اَوْ بَلَلٍ قَدَمٍ وَظَهَرَ اَثَرُ النِّجَاسَةِ فِی الْبَدَنِ وَاَلْقَدَمُ
تَنْجَسًا وَاَلْفَلَ كَمَا لَا یَنْجَسُ شَوْبٌ جَافٌ طَاهِرٌ لَعَنَیْ ثَوْبٌ رَطْبٌ لَا
یَنْعَصِرُ الرِّطْبُ لَوْ عَصِرَ وَلَا یَنْجَسُ ثَوْبٌ رَطْبٌ یَنْشُرُ عَلٰی اَرْضٍ نَّجَسَةٍ
یَا بِسَةِ فَتَنَدَّتْ مِنْهُ وَلَا بِرِیْعٍ هَبَّتْ عَلٰی نَجَاسَةٍ فَاصَابَتْ الْمَشَوْبَ
اِلَّا اَنْ یَّظْهَرَ اَثَرُهَا فِیْهِ

موتی کے سرے جتنے پیشاب کے چھینٹے صاف ہیں۔

اگر ناپاک بھونایا مٹی سونے والے کے پسینے یا قدیموں کی رطوبت سے تر ہو جائیں اور نجاست کا اثر جسم اور پاؤں میں
ظاہر ہو جائے تو ناپاک ہو جائیں گے ورنہ نہیں، جس طرح وہ خشک پاک کپڑا ناپاک نہیں ہوتا جسے ایسے ناپاک ترکپڑے میں پیٹا
گیا جس کی رطوبت کو خورجائے تو اس نے کچھ نہیں نکلتا (خوڑا نہیں جاتا) ترکپڑا خشک ناپاک زمین پر پھایا جائے جس سے
وہ زمین تر ہو جائے تو وہ ناپاک نہیں ہوگا۔ اسی طرح اس ہواسے بھی کپڑا ناپاک نہیں ہوتا جو نجاست پر چلی اور اس کا کپڑے
تک پہنچ گئی۔ مگر یہ کہ اس نجاست کا اثر کپڑے میں ظاہر ہو جائے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) کھایا جاتا ہے، نجاست خفیہ ہے کیونکہ ایک روایت میں پیشاب سے پینے کا حکم دیا گیا ہے جس سے اس کی
نجاست ثابت ہوتی ہے اور دوسری طرف کچھ لوگوں کو بیماری کے ازالہ کے لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اونٹوں کا پیشاب
پینے کا حکم دیا جس سے اس کی طہارت کا پتہ چلتا ہے لہذا دو روایتوں کے تقاضا کی وجہ سے یہ نجاست خفیہ ہوگا۔

(فتاویٰ شامی جلد اول ص ۲۳۳)

۳۵ بننے والا خون نجاست غلیظہ ہے باقی جو خون ذبح کیے ہوئے جانور کے گوشت کے ساتھ ہے وہ نجس نہیں
اسی طرح جگر، تلی اور گردوں وغیرہ کا خون یا جس سے وہ نہیں لڑتا نیز کھمبھی اور مچھلی وغیرہ کا خون اسی طرح شہید کا خون پاک ہے
۳۶ انسان کا پیشاب حتیٰ کہ بچے کا پیشاب بھی نجاست غلیظہ ہے۔ اس میں پینے اور پکے کا فرق نہیں اس سے پہلے
کتابی عام ہے۔ لہذا بہنوں کو خاص طور پر اس کا خیال رکھنا ہوگا کیونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ بچے کے پیشاب پر محض پانی بہا دیا جاتا ہے
یہ جائز نہیں۔

۳۷ اگر نجاست غلیظہ کا اپنا ایک جسم ہے تو وہ ہم کا وزن مراد ہوگا اور متعین کی گمراہی جتنی جگہ مراد ہوگی۔ (بقیہ صفحہ آئندہ)

و يطهر متنجس بنجاسة مرئية يزوال عينها ولو بمرة على
الصحيح ولا يضرب بقاء اثر شئ زواله وغير المرئية بغسلها
ثلاثا والعصر كل مرة وتطهر النجاسة عن الثوب والبدن بالماء وبكل
مائع مزيل كالخل وماء الورد ويطهر الخف ونحوه بالدلك من نجاسة
لها جرم ولو كانت رطبة ويطهر السيف ونحوه بالمسح.

دکھائی دینے والی نجاست سے ناپاک ہونے والی چیز خاص نجاست کو دور کرنے سے پاک ہوتی ہے اگرچہ ایک مرتبہ
ہو صحیح مذہب یہی ہے۔ اس کے بعد اس اثر کا باقی رہنا کچھ نقصان نہیں دیتا جس کا دور کرنا مشکل ہو۔
نہ دکھائی والی نجاست سے ناپاک ہونے والی چیز تین مرتبہ دہونے اور ہر بار پھوٹنے سے پاک ہوتی ہے۔
بدن اور کپڑے سے نجاست، پانی اور ہر اس چیز کے ساتھ دودھ ہو سکتی ہے جو بننے والی اور نجاست کو زائل کرنے
والی ہو جس طرح سرکہ اور گلاب کا پانی ہے۔

معدہ اور اس جیسی چیزیں جرم و جسم والی (والی نجاست سے رگڑنے کے ساتھ پاک ہو جاتی ہیں۔ اگرچہ تر ہو تلوار اور
اس جیسی دوسری چیزیں پونپھنے سے پاک ہو جاتی ہیں۔

۱۔ تمام کپڑے یا بدن کا جو تمام حصہ مراد ہے یہی صحیح بات ہے کیونکہ جو تمام حصہ کل کے قائم مقام ہو جاتا ہے جس طرح
جو تمام مرکا مسح ہے (مراقی الفلاح)
۲۔ کیونکہ عام طور پر ہوا وغیرہ چھنے کی وجہ سے اس سے بچنا ممکن نہیں لہذا ضرورتاً مساف کیا گیا۔ راستے کا کپڑا پاک ہے
بشرطیکہ وہاں نجاست نہ ہو۔ (فتاویٰ شامی جلد اول ص ۲۳۷)

۳۔ ان تمام مسائل میں بنیادی چیز یہ ہے کہ نجاست کا اثر کپڑے یا قدموں پر ظاہر ہوتا ہے یا نہیں اگر ہوتا ہے
تو ناپاک ہو جائیں گے ورنہ نہیں۔

(حافض صفحہ ۵۱) لے یعنی اس سے نجاست کو دور کرنے کی کوشش کی جائے کہ اس کا نشان بھی باقی نہ رہے اور اگر نشان کا دور کرنا
مشکل ہو تو اس کے باقی رہنے میں کوئی حرج نہیں۔

۴۔ ایک بار دہر کر اچھی طرح پوری طاقت سے پھوٹا جائے پھر دوبارہ اور بارہا اسی طرح کیا جائے
۵۔ تیل سے پاک کرنا جائز نہیں کیونکہ وہ خود بخود نہیں نکلتا۔ اسی طرح دودھ کے ساتھ بھی جائز نہیں (بقیہ آئندہ صفحہ)

وَإِذَا ذَهَبَ اثر النجاسة عَنِ الْأَرْضِ وَجَعَتْ حَازِتِ الصَّلَاةَ عَلَيْهَا
دُونَ التَّيْمِمِ مِنْهَا وَيَطْهَرُ مَا بَهَا مِنْ شَجَرٍ وَكَلْبٍ قَائِمٍ كِبَفَنَافِهِ وَتَطْهَرُ
نَجَاسَةٌ اسْتَحَالَتْ عَيْنُهَا كَانَ صَادَتْ مِلْحًا أَوْ اخْتَرَقَتْ بِالنَّارِ أَوْ
يَطْهَرُ الْمَنَى الْجَافُ بِفِرْكَةٍ عَنِ الشَّوْبِ وَالْبَدَنُ وَيَطْهَرُ الرُّطْبُ بِغَسَلِهِ .

جب زمین سے نجاست کا اثر دور ہو جائے اور وہ خشک ہو جائے تو اس پر نماز پڑھنا جائز ہے لیکن اس سے تیمم جائز نہیں ہے۔

اس کے خشک ہونے سے وہاں جو کچھ درخت اور گھاس وغیرہ کھڑا ہے پاک ہو جاتا ہے۔
اگر کوئی نجاست کسی دوسری چیز میں بدل جائے مثلاً نمک بن جائے یا آگ میں جل جائے تو بھی پاک ہو جاتی ہے۔
خشک مٹی کے کھرچنے سے کپڑا اور بدن پاک ہو جاتا ہے اور تر مٹی دھونے سے پاک ہوتی ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) گلاب وغیرہ کے پانی کے ساتھ دھو کر نا جائز نہیں کیونکہ یہ نجاست مٹی ہے جس کا ازالہ صرف پانی کے ساتھ نص سے ثابت ہے لہذا جسے مطلق پانی کہا جاتا ہے اس کے ساتھ حدث کو دور کیا جاسکتا ہے۔
۱۴۔ چونکہ نجاست ان چیزوں کے اندر سرایت نہیں کرتی لہذا محض رگڑ دینے یا پونچھنے سے پاک ہو جاتی ہے جب کہ کپڑے وغیرہ کو دھونا ضروری ہے کیونکہ نجاست اس میں سرایت کر جاتی ہے۔
دفعہ ہذا، اے نملا پڑھنے کے لیے جگہ کا پاک ہونا شرط ہے جب کہ تیمم کے لیے اس کا پاک کرنا شرط ہے جب تک زمین پر نجاست نہیں لگی تھی وہ پاک بھی تھی اور پاک کرنے والی بھی، نجاست کے بعد یہ دونوں باتیں ختم ہو گئیں اب خشک ہونے سے اس کا پاک ہونا شریعت نے بحال کر دیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو زمین خشک ہو جائے وہ پاک ہو جاتی ہے۔ مٹی پاک کرنے کے لیے چونکہ انکی قطعی اور یقینی طہارت ضروری ہے جس کے بارے میں کوئی نص وارد نہیں لہذا وہ بحال نہ ہوتی اور اس سے تیمم جائز نہیں۔
(مراقی و معتمدی)

۱۵۔ یہ چیزیں زمین کے تابع ہیں لہذا اس کے پاک ہونے سے یہ بھی پاک ہو جائیں گی۔
۱۶۔ کیونکہ کسی چیز کی حقیقت بدلتے سے اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے۔ مثلاً انگور کا رس شراب بن جائے تو حرام ہو جاتا ہے۔ جب سرکہ بن جائے تو حلال ہے۔

۱۷۔ چاہے مرد کی مٹی ہو یا عورت کی۔ دونوں کا یہی حکم ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”تر ہو تو اسے دھو لو اور خشک ہو تو اسے کھرچ دو“

(فصل) يطهر جلد الميتة بالدباغة الحقيقية كالقرظ وبالحكمية
 كالغريب والتشديس الاجلد الخنزير والادى وتطهر الذكاة الشرعية
 جلد غير النماكول دون لحب على اصغر ما يفتى به وكل شئ علايسرى
 فيه الدم لا ينجس بالموت كالشعر والريش المجزوز والقرن والحافر
 والعظم ما لم يكن به دسم والعصب نجس في الصحيح ونافجة المسك
 طاهرة كالنيسك واكله حلال والزباد طاهر تصير صلوة متطيب به .

فصل - چمڑے وغیرہ کا پاک کرنا:

مروار کا چمڑا حقیقی دباغت مثلاً لیکر کے تپوں سے اور مکی دباغت مثلاً خاک آلود کرنے اور دھوپ میں خشک کرنے
 سے پاک ہو جاتا ہے مگر خنزیر اور آدمی کا چمڑا پاک نہیں ہوتا
 ایسی چیز کا چمڑا جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا شرعی طریقے پر ذبح کرنے سے پاک ہو جاتا ہے البتہ گوشت پاک نہیں
 ہوتا زیادہ صحیح بات جس پر فتویٰ دیا جاتا ہے یہ ہے۔
 ہر وہ چیز جس میں خون نہایت نہیں کرتا وہ (جانور کے) مرنے سے ناپاک نہیں ہوتی مثلاً بال، کٹے ہوئے پر،
 سینک، ہکراؤد ہڈی جب تک اس کے ساتھ چربی نہ ہو۔
 صحیح مذہب کے مطابق پٹھے ناپاک ہیں کستوری کا نافہ، کستوری کی طرح پاک ہے۔ اور اس کا کھانا جائز ہے
 اور زباد پاک ہے اس کو (بطور خوشبو) لگا کر نماز پڑھنا صحیح ہے۔

۱۔ آج کل مشنری دور ہے لہذا کیمیکلز کے ساتھ بھی پاک کیا جاسکتا ہے۔
 ۲۔ خنزیر چونکہ نجس مین ہے لہذا اس کی کھال دباغت سے بھی پاک نہیں ہوتی۔ اور انسان کو اللہ تعالیٰ
 نے عزت و احترام کی دولت سے نوازا ہے لہذا اس کی کھال پر دباغت کا عمل اس کی توہین ہے۔
 ۳۔ زباد ایک قسم کی خوشبو ہے جو ایک جانور سے حاصل ہوتی ہے۔ یہ جانور بھی کی مانند یا اس سے کچھ بڑا
 ہوتا ہے اس جانور کو بھی الزباد یا سنورا الزباد یا قسط الزباد کہا جاتا ہے۔

(مصباح اللغات)

سوالات

- ۱۔ حیض، نفاس اور استحاضہ کی تعریف اور ہر ایک کا حکم بتائیں۔
 - ۲۔ شرعی احکام کے اعتبار سے حیض و نفاس، جنابت اور حدث اصغر میں کیا فرق ہے۔
 - ۳۔ کن کن عورتوں کو حیض نہیں آتا۔
 - ۴۔ معذور کون لوگ ہیں ان کی طہارت کا حکم کیا ہے اور عذر ثابت ہونے کے لیے کیا شرط ہے۔
 - ۵۔ نجاست غلیظہ اور خفیفہ کی تعریف لکھیں۔ نیز یہ بتائیں کہ کن کن سی چیزیں نجاست غلیظہ ہیں۔ اور کونسی نجاست خفیفہ نیز دونوں میں سے کس قدر نجاست معاف ہے۔
 - ۶۔ نجاست مرئیہ اور غیر مرئیہ کو دور کرنے کا طریقہ کیا ہے۔
 - ۷۔ کن کن جانوروں کا چمڑا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے اور کن کا پاک نہیں ہوتا۔ نیز پاک نہ ہونے کا وجہ بھی لکھیں۔
 - ۸۔ مندرجہ ذیل عبارت کا آسان ترجمہ لکھیں اور خط کشیدہ صیغوں کی وضاحت کریں۔
- يُخْرَجُ مِنَ الْفَرْجِ حَيْضٌ وَنَفَاسٌ وَاسْتِحْضَاةٌ فَالْحَيْضُ دَمٌ مَا يَنْفُضُهُ رَجَمٌ بِالْعَقَّةِ لَا دَارِيهَا وَلَا حَمْلٌ وَلَا مَرْتَلَةٌ مِنْ الْأَيَّامِ وَأَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَأَوْسَطُهُ خَمْسَةٌ وَأَكْثَرُهُ عَشْرَةٌ
- ۹۔ ترکیب کیجیے۔

یظہر جلد المیتة بالادباغة نافجة المسك طاصرة كالسك
یظہر الدطب بفسله تنقو النجاسة الى قسمين غليظة وخفيفة

کِتَابُ الصَّلَاةِ

يَشْتَرُطُ الْفُرُصِيَّتُهَا ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ الْإِسْلَامُ وَالْبُلُوغُ وَالْعَقْلُ وَتَوَمُّدُهَا
الْأَوَّلُ لَا دِلْسَبِعِ سِنِينَ وَتَضَرَّبُ عَلَيْهَا لِعَشْرِ بِيَدٍ لَا بِخَشْبَةٍ وَأَسْبَابُهَا
أَوْقَاتُهَا وَتَجِبُ بِأَوَّلِ الْوَقْتِ وَجُوبًا مُوسَعًا وَالْأَوْقَاتُ خَمْسَةٌ وَقْتُ
الصُّبْحِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ الصَّادِقِ إِلَى قُبُلِ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقْتُ الظُّهْرِ مِنْ
زَوَالِ الشَّمْسِ إِلَى أَنْ يَصِيرَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلِيَّةً أَوْ مِثْلَهُ سَوًى ظِلُّ
الْإِسْتِوَاءِ اخْتَارَ الثَّانِي الطَّحَاوِي وَهُوَ قَوْلُ الصَّاحِبِينَ

نماز کا بیان

نماز کے فرض ہونے کے لیے تین باتیں شرط ہیں۔

۱) اسلام (۲) بلوغ (۳) عقل

بچوں کو سات سال کی عمر میں نماز پڑھنے کا حکم دیا جائے اور دس سال کی عمر میں اس (نماز پڑھنے) پر ہاتھ سے
مالا جائے۔ لکڑی سے نہیں۔

نماز کے اسباب، اوقات ہیں وقت شروع ہوتے ہی نماز گنجائش کے ساتھ واجب ہو جاتی ہے۔

اوقات نماز:

(نماز کے) اوقات پانچ ہیں۔

صبح کا وقت صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب سے تھوڑی دیر پہلے تک ہے۔

ظہر کا وقت سورج ڈھلنے سے لے کر اس وقت تک ہے جب ہر چیز کا سایہ اصل سائے کے علاوہ اس کی
دوئل یا ایک شل ہو جائے۔ امام طحاوی رحمہ اللہ نے دوسرے قول کو اختیار کیا ہے اور یہی صاحبین کا قول ہے۔

وَوَقْتُ الْعَصْرِ مِنْ ابْتِدَاءِ الزِّيَادَةِ عَلَى الْمَثَلِ وَالْمَثَلُ إِلَى غُرُوبِ الشَّمْسِ
وَالْمَغْرِبُ مِنْهُ إِلَى غُرُوبِ الْمَشْرِقِ الْأَجْمَعِ عَلَى الْمَغْزِيِّ بِهِ وَالْعِشَاءُ وَالْوُتْرُ
مِنْهُ إِلَى الصُّبْحِ وَلَا يَقْتَضِي الْوُتْرُ عَلَى الْعِشَاءِ لِتَرْتِيبِ الْإِذَازِمِ وَمِنْ لَمْ يَجِدْ
وَقْتَهُمَا لَمْ يَجِبْ عَلَيْهِ وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَ قَرَضَيْنِ فِي وَقْتٍ بَعْدَ الْأُولَى عَرَفَةً
لِلْحَاجَةِ بِشَرْطِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ وَالْإِخْرَامِ فَيَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ جَمْعَ تَقْدِيمٍ
وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِمَزْدَلِفَةٍ وَلَمْ تَجْزِ الْمَغْرِبُ فِي طَرِيقِ مُزْدَلِفَةٍ.

عصر کا وقت ایک یا دو مشنوں پر اضافہ سے لے کر سورج کے غروب ہونے تک ہے۔
مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لے کر سرخ شفق کے غروب ہونے تک ہے۔ اسی قول پر قویٰ ہے۔
عشاء اور وتروں کا وقت اس (غروب شفق) سے لے کر صبح (صادق) تک ہے۔

مسئلہ : ۱) وتروں کو عشاء کی نماز سے مقدم نہ کیا جائے کیونکہ دونوں میں ترتیب مزیدی ہے۔

۲۔ جو شخص ان دونوں کا وقت نہ پائے اس پر یہ فرض نہیں ہے۔

۳۔ کسی عذر کے باوجود فرض نمازوں کو ایک وقت میں جمع نہ کیا جائے۔ البتہ حجاج کرام میلان عرفات میں
ایسا کر سکتے ہیں بشرطیکہ بڑا امام موجود ہو اور احرام باندھا ہو۔ پس وہ ظہر اور عصر کو پہلے وقت دظہر کے
وقت میں جمع کریں گے اور مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کو دعتما کے وقت میں جمع کریں گے۔ مغرب کی نماز
مزدلفہ کے راستہ میں جائز نہیں۔

دفعہ سابقہ : ۱۔ تاکہ نماز فرض ہونے سے پہلے ہی نماز پڑھنا اس کی عادت بن جائے اور اس کے ساتھ کامل
لگاؤ پیدا ہو جائے۔

۲۔ جب تک وقت داخل نہ ہو اس وقت کی نماز واجب نہیں ہوتی۔ مثلاً ابھی عصر کا وقت داخل نہیں ہوا
اور کوئی شخص مر گیا تو چونکہ اس نے عصر کا وقت نہیں پایا لہذا وہ نماز اس کے ذمہ نہ ہوگی۔

۳۔ گنہائش کے ساتھ وجوب کا مطلب یہ ہے کہ وقت داخل ہوتے ہی نماز اس طرح واجب ہے جتنی ہوتی
کہ وقت کی پہلی جز ختم ہونے پر نماز قضا ہو جائے بلکہ جوں جوں وقت بڑھتا چلا جائے گا وجوب بھی ساتھ ساتھ آگے بڑھے گا
مثلاً عصر کا وقت چار بجے شروع ہوا ساڑھے چار بجے تک نماز نہیں پڑھی تو یہ نہیں کہیں گے کہ نماز قضا ہو گئی۔ بلکہ پچھلے

یا وقت کے آخری حصے میں پڑھے ادا بھی ہوگی۔

۱۷۔ ایک صبح کاذب ہوتی ہے دوسری صبح صادق۔ مشرق میں جب افق پر روشنی کی لکیر سیدھی اوپر کو جا کر پھر اندھیل چھا جاتا ہے تو یہ صبح کاذب ہے اور جب روشنی دائیں بائیں پھیلتی ہے اور پھیلتی چلی جاتی ہے تو اسے صبح صادق کہتے ہیں۔ نماز فجر کا وقت یہاں سے شروع ہو کر طلوع آفتاب سے چند منٹ پہلے تک ہوتا ہے۔

۱۸۔ عین دوپہر کے وقت جب سورج سر پر کھڑا ہوتا ہے اس وقت بالکل مختصر سا سایہ اصلی سایہ کہلاتا ہے اس کو چھوڑ کر آدمی یا کسی بھی چیز کی لمبائی کو دوبارہ جمع کیا جائے تو یہ دو مثل ہوگا مثلاً چار گز کی کڑی کسی جگہ گاڑ دی جائے تو دوپہر کے وقت کا سایہ دیکھ لیا جائے کتنا ہے پھر جب سایہ اس دوپہر والے سائے کے علاوہ آٹھ گز یا بعض اٹھ کے نزدیک چار گز ہو جائے تو یہ ظہر کا آخری اور عصر کا پہلا وقت ہے۔

۱۹۔ شفق دو قسم کی ہے سرخ اور سفید، سورج غروب ہونے کے بعد جو سرخی نظر آتی ہے وہ سرخ شفق ہے۔ اس کے بعد سفیدی ظاہر ہوتی ہے وہ سفید شفق ہے جب سفید شفق غائب ہو جائے تو اندھیرا چھا جاتا ہے۔

۲۰۔ مثلاً بعض علاقوں میں شفق غروب ہوتے ہی فجر طلوع ہو جاتی ہے وہاں یہ دونوں نمازیں فرض نہ ہوں گی کیونکہ سبب نہیں پایا گی۔

۲۱۔ دو نمازیں جمع کرنے کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ جمع حقیقی

۲۔ جمع منووی

جمع حقیقی یعنی دونوں کو ایک ہی وقت میں پڑھا جائے۔ وقت سے پہلے ناجائز ہے مثلاً ظہر کے وقت عصر کی نماز پڑھی جائے تو ادا نہ ہوگی۔ وقت کے بعد مثلاً قضاء نماز کو دوسرے وقت کی نماز کے ساتھ جمع کیا جائے یہ جائز ہے۔

جمع منووی یہ ہے کہ دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر پڑھی جائیں مثلاً کسی عذر کے وجہ سے ظہر کی نماز اس کے آخری وقت میں اور عصر کی نماز پہلے وقت میں پڑھے تو یہ بظاہر جمع کرنا ہے لیکن حقیقت میں دونوں نمازیں اپنے اپنے وقت پر ہوئی ہیں۔ حاجیوں کے لیے عرفات اور مزدلفہ میں دو دو نمازیں جمع کرنے کی اجازت ہے لہذا وہ مستثنیٰ ہیں۔

وَيَسْتَحِبُّ الْإِسْفَارُ بِالْفَجْرِ وَالْإِبْرَادُ بِالظُّهْرِ فِي الصَّيْفِ وَتَعْجِيلُهُ فِي الشِّتَاءِ
إِلَّا فِي يَوْمٍ غَيِمَ فَيُؤَخَّرُ فِيهِ وَتَأْخِيرُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَتَغَيَّرِ الشَّمْسُ وَتَعْجِيلُهُ فِي
يَوْمِ الْغَيْمِ وَتَعْجِيلُ الْمَغْرِبِ إِلَّا فِي يَوْمٍ غَيِمَ فَيُؤَخَّرُ فِيهِ وَتَأْخِيرُ الْعِشَاءِ
إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَتَعْجِيلُهُ فِي الْغَيْمِ وَتَأْخِيرُ الْوُتْرِ إِلَى آخِرِ اللَّيْلِ مَنْ تَيَقَّنَ بِالْإِسْفَارِ

مستحب اوقات:

فجر کی نماز سفیدی میں پڑھنا مستحب ہے۔
ظہر کی نماز کو گرمیوں میں ٹھنڈا کر کے اور سردیوں میں جلدی پڑھنا مستحب ہے البتہ بادلوں کے دن ذرا دیر سے
پڑھی جائے۔
عصر کی نماز کو اس وقت تک موخر کرنا مستحب ہے جب تک سورج کارنگ نہ ہو لے لے اور بادلوں والے
دن جلدی کرنا مستحب ہے۔
مغرب کی نماز، بادلوں والے دن کے علاوہ جلدی پڑھنا مستحب ہے۔ بادل ہوں تو تاخیر کی جائے۔ عشاء کی
نماز میں رات کی پہلی اتھائی تک تاخیر کرنا اور بادلوں والے دن جلدی کرنا مستحب ہے۔ دتروں کو رات کے
آخر تک موخر کرنا مستحب ہے لیکن یہ اس شخص کے لیے ہے جسے جانگنے کا یقین ہو۔

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”صبح کی نماز سفید کر کے پڑھو اس کا ثواب زیادہ ہے“ نیز اس طرح جماعت
میں زیادہ لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔
۲۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”ظہر کو ٹھنڈا کر کے پڑھو کیونکہ گرمی کی شدت جھم کے ہوش تلے ہے چہرہ
مردیوں میں یہ بات نہیں ہوتی لہذا جلدی پڑھی جائے البتہ آسمان پر بادل ہوں تو تاخیر کی جائے تاکہ وقت سے پہلے ادا
نہ ہو جائے۔

۳۔ سورج کارنگ زرد ہو جائے پر مکروہ وقت شروع ہو جاتا ہے جس میں اس دن کی نماز عصر کراہت کے ساتھ
ادا ہو جاتی ہے جبکہ دوسری کوئی نماز جائز نہیں لہذا مکروہ وقت سے پہلے پڑھی جائے اور بادلوں کے دن احتیاط یہ ہے کہ
جلدی پڑھے تاکہ مکروہ وقت داخل نہ ہو جائے۔
(بقیہ صفحہ آئندہ ہے)

(فصل) ثلاثۃ اوقات لا یصحۃ فیہا شیء من الفرائض والواجبات التین
 لزمت فی الذمۃ قبل دخولہا عند طلوع الشمس الی ان ترتفع وعند
 استوائہا الی ان تزول وعند اصفرارہا الی ان تغرب ویصح اداء ما
 وجب فیہا مع الکراہۃ کجئنا فی حضرت وسجدۃ ایۃ تلیت فیہا کما
 صح عصر الیوم عند الغروب مع الکراہۃ والافات الثلاثۃ یکرہ فیہا
 التافلۃ کراہۃ تحریم ولو کان لہا سبب کالسند وبرور کعتی الطواف و
 یکرہ التثقل بعد طلوع الفجر باکثر من سنتہ وبعد صلوتہ وبعد صلوة
 العصر وقبل صلوة المغرب وعند خروج الخطیب۔

فصل۔ ان اوقات میں نماز جائز نہیں:

تین اوقات ایسے ہیں جن میں فرض اور واجب نماز جو ان اوقات کے داخل ہونے سے پہلے واجب ہوئی
 پڑھنا صحیح نہیں۔

۱۔ سدرج طلوع ہونے کے وقت یہاں تک کہ بلند ہو جائے۔

۲۔ سدرج کے ٹھہرنے کے وقت یہاں تک کہ ڈھل جائے۔

۳۔ سدرج کے زرد ہو جانے کے وقت یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔

جو کچھ ان اوقات میں واجب ہوا کراہت کے ساتھ اس کا ادا کرنا صحیح ہے جیسے جائزہ جو حاضر ہوا اور ایسی
 آیت کا سجدہ جو ان اوقات میں تلاوت کی گئی۔

دان تین اوقات میں نوافل پڑھنا مکروہ تحریمہ ہے۔ اگرچہ ان کے لیے کوئی سبب ہو مثلاً نذرمانی گئی
 اور طواف کی دو رکعتیں۔

طلوع فجر کے بعد فرضوں سے پہلے سنتوں کی دو رکعتوں سے زیادہ نماز (نفل) پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح فجر کی نماز
 کے بعد عصر کی نماز کے بعد مغرب کی نماز سے پہلے اور جب خلیب (خطبہ دینے کے لیے) نکل آئے۔

(بقیہ صلوہ سابقہ) لکھنا کہ غروب آفتاب سے پہلے دپڑھی جائے جو مغرب کا وقت نہیں۔ اسی طرح نماز ادا ہوگی جب بادل نہ ہوگا
 (بقیہ صلوہ سابقہ)

حَتَّى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلَاةِ وَعِنْدَ الْإِقَامَةِ الْأُسْتَاةِ الْفَجْرِ وَقَبْلَ الْعِيدِ وَلَوْ فِي
الْمَنْزِلِ وَبَعْدَ فِي الْمَسْجِدِ وَبَيْنَ الْجَمْعَيْنِ فِي عَرَفَةَ وَمَزْدَلِفَةَ وَعِنْدَ
ضَيْقِ وَقْتِ الْمَكْتُوبَةِ وَمَدَا نَعَةِ الْأَنْهَابَيْنِ وَحَضْرَةِ طَعَامٍ تَتَوَقَّعُ نَفْسُهُ
وَمَا يُشْغِلُ الْبَالُ وَيُحِلُّ بِالْخُشُوعِ

یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے اور تکبیر کے وقت نفل پڑھنا مکروہ ہے البتہ فجر کی سنتیں پڑھ سکتے ہیں
عید (کی نماز) سے پہلے اگرچہ گھر میں ہوں یا اور اس کے بعد مسجد میں۔ میدان عرفات اور مزدلفہ میں دو نماز کے درمیان،
جب فرض نماز کا وقت تنگ ہو جائے، پیشاب یا پاخانہ کی شدید حاجت ہو کھانا حاضر ہو اور اسے کھانے کو جی چاہتا ہو
اور مردہ کام جودل کر مشغول رکھے اور خشوع و خضوع میں نفل پیدا کرے۔ اس وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) توجہ دی پڑھنے کی حکمت یہ ہے کہ عرب کا وقت کم ہوتا ہے۔

۱۵ عشاء کی نماز کے لیے تین اوقات ہیں۔ مستحب، جائز اور مکروہ۔ پہلی تنہائی کے آخر تک عزائمنا مستحب ہے
نصف شب تک بلا کراہت جائز ہے۔ تیسری تنہائی میں صبح صادق تک غدا عشاء پڑھنا جائز ہے لیکن مکروہ ہے
یہ مردیوں میں ہے۔ گرمیوں کی راتوں میں جلدی کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ راتیں چھوٹی ہوتی ہیں۔

(المجموعۃ النیرۃ حصہ اول ص ۵۰)

۱۶ مستحب یہ ہے کہ رات کے نوافل تہجد وغیرہ پڑھ کر آخر میں وتر پڑھے جائیں لیکن جس شخص کو مانگنے کا یقین
نہ ہو وہ رات کو ہی پڑھ کر سو جائے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وتر بالکل ہی رہ جائیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ تین قسم کی نمازیں ہیں جو ان تین اوقات سے متعلق ہو سکتی ہیں۔ قضاء، نسیا، پڑھنا جو
پہلے کسی وقت فرض یا واجب ہوئی یہ نسیا ان اوقات میں بالکل ناجائز ہے۔ وہ نسیا یا سجدہ جو ان
اوقات میں واجب ہوا۔ مثلاً اسی دن عصر کی نماز، جنازہ آگیا، میت سجدہ تلاوت کی، یہ چیزیں ان اوقات
میں پڑھی جاسکتی ہیں۔ لیکن مکروہ ہوں گی تیسری نسیا نوافل ہیں وہ بھی ان اوقات میں پڑھنا مکروہ ہے چاہے
جس سبب سے پڑھ رہے ہیں۔ وہ ان اوقات میں پایا جائے مثلاً کسی آدمی نے قدر مانی کہ جب فلاں آدمی آئے گا
میں دو رکعت نفل پڑھوں گا اور وہ شخص ان اوقات میں سے کسی وقت آگیا۔ یا ان اوقات میں طواف کیا تو طواف
دور کتیں پڑھنے کے لیے سبب پایا گیا تب بھی ان اوقات میں نوافل مکروہ (تحریم) ہوں گے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ)

۱۰ ہمارے ہاں جمعہ کے خطبہ سے پہلے تقریباً دو تا تین گھنٹے پہلے سے مسجد میں موجود ہوتا ہے۔

۱۱ یہ ہے کہ جب غلے کی اذان سے پہلے خلیب منبر پر بیٹھ جائے اور اذان پڑنے والی ہو تو اب نماز پڑھنا اور گنگو و نیزہ ترک کر دی جائے۔ اذان اور خطبہ سکرن سے سنا جائے بلکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی غلے کی اذان میں سنے تو انگوٹھے نہ چوتے۔ کیونکہ یہ سکرن کے خلافت ہے۔ آگے پیچھے جائز ہے۔

۱۲ حدیث شریف میں فجر کی سنتوں کے بارے میں بہت زیادہ تاکید ہے لہذا جب تک جماعت کے نکلنے کا ڈر نہ ہو سنتیں پڑھ لی جائیں۔

۱۳ عید کا دن اپنے گھروں، دوست داروں، ملاقات اور اظہار مسرت کا دن ہے یہی وجہ ہے کہ اس دن روزہ ناجائز ہے۔ فجر کی نماز کے بعد عید کی نماز کے لیے تیاری شروع کر دی جائے اور نوافل پڑھنا چھوڑ دیا جائے۔ اور نماز عید کے بعد نماز گھر جائے تاکہ بچوں اور آنے والے دوستوں کے ساتھ عید کی مسرتوں میں شریک ہو اگر اس دن بھی نوافل میں مشغول رہے تو عید کا مقصد فوت ہو جاتا ہے۔ البتہ عید کی نماز پڑھ کر گھر میں رہے اور وہاں نوافل پڑھ سکتا ہے۔

۱۴ نفل وہ نماز ہے جو ہم پر لازم نہیں البتہ باعث ثواب ہے۔ لہذا وقت ہو تو پڑھے جائیں ان کی وجہ سے فرض نماز میں تاخیر نہ کی جائے۔

۱۵ نماز بارگاہ خداوندی میں حاضری ہوتی ہے لہذا ہر ایسا کام جو بار بار توجہ کو ہٹا دیتا ہے اور دل کا میلان اسی کام کی طرف ہو۔ پہلے اسے کیا جائے پھر اطمینان کے ساتھ نماز پڑھی جائے تاکہ خشوع و خضوع کے ساتھ ادا ہو۔

باب الاذان

سُنَّ الْاِذَاانُ وَالْاِقَامَةُ سُنَّةٌ مُّثَكَّدَةٌ لِلْفَرَاثِصِ وَلَوْ مُنْفَرِدًا اِدَاعًا اَوْ قَصَاةً
سَفَرًا اَوْ حَضَرًا لِلرِّجَالِ وَكَرِهًا لِلنِّسَاءِ وَيَكْتَرُ فِي اَوَّلِهِ اَرْبَعًا وَيُتَنَّى تَكْبِيرًا اٰخِرًا
كَبَاثِي الْفَاظِهِ وَلَا تَرْجِيعٌ فِي الشَّهَادَتَيْنِ وَالْاِقَامَةُ مِثْلُهُ وَيَزِيدُ بَعْدَ فَلَاحِ
الْفَجْرِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ وَبَعْدَ فَلَاحِ الْاِقَامَةِ قَدْ قَامَتِ
الصَّلَاةُ مَرَّتَيْنِ وَيَتَمَهَّلُ فِي الْاِذَاانِ وَيُسْرِعُ فِي الْاِقَامَةِ وَلَا يَجْزِي بِالْفَارِسِيَّةِ
وَإِنْ عَلِمَ أَنَّهُ اِذَاانٌ فِي الظُّهْرِ

اذان

فرض نمازوں کے لیے اذان اور اقامت سنت مرکبہ ہے۔ اگرچہ اکیلا ہوا ہو یا قضا، سفر میں ہو یا گھر میں،
یہ مردوں کے لیے ہے اور عورتوں کے لیے یہ دونوں مکروہ ہیں۔ اذان کے شروع میں چار بار اور آخر میں دو بار
”اللہ اکبر“ کہے۔ جس طرح باقی الفاظ (دو بار) کہے جاتے ہیں۔ شہادتین میں ترجیع کوئی چیز نہیں۔ اقامت بھی
اذان کی طرح ہے۔ فجر کی اذان میں ”حی علی الفلاح“ کے بعد دو بار ”الصلوة خیر من النوم“ کا اضافہ کرے اور تکبیر میں
”حی علی الفلاح“ کے بعد دو بار ”قد قامت الصلوة“ کہے۔

اذان ٹھہر ٹھہر کر کہے اور اقامت جلدی جلدی پڑھے۔ فارسی زبان میں اذان دینا صحیح نہیں اگرچہ معلوم ہو کہ
یہ اذان ہے یہ اظہر قول کے مطابق ہے۔

اے اذان اور اقامت دونوں نماز کے لیے اعلان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اذان اس بات کی اطلاع ہوتی ہے کہ نماز کا
وقت ہو چکا ہے لہذا اپنے کام کاج کو سمیٹ کر مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کے لیے آجاؤ اور جب لوگ جمع ہو جاتے ہیں
ترجماعت کے قیام کا اعلان اقامت یا تکبیر کی صورت میں ہوتا ہے۔

اے گھر میں مسجد سے اذان کی آواز آرہی ہو تو اذان کہنے کی حرمت نہیں۔ اگر کوئی شخص کسی جگہ اور بیابان علاقے
میں تنہا ہر تودہ بھی اذان پڑھے اور اقامت کہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص کسی مقام پر باقیہ ایگہ صوفیہ پر

مستحب ہے کہ مؤذن نیک ہو اور اذان کے سنت طریقہ نیز نماز کے اوقات کو جاننے والا ہو۔ با وضو اور قبلہ رخ ہو مگر یہ کہ سواری پر بیٹھا ہو۔ انگلیاں کانوں میں ڈالے اور ”حی علی الصلوٰۃ“ کہتے ہوئے دائیں طرف اور ”حی علی الفلاح“ کے وقت بائیں طرف پھرے، مینارے میں پھرے اور اذان و اقامت میں اتنا وقفہ کرے کہ ملازمین نماز کے لیے آسکیں البتہ مستحب وقت کا خیال رکھے، مغرب کی اذان کے بعد تین چھوٹی آیات کی تلاوت یا تین قدم چلنے کا اندازہ ٹھہرے۔

اور تشویب کے مثلاً " الصلوة الصلوة یا مسلمین " اے نماز پڑھنے والو! نماز کھڑی ہونے والی ہے

(بقیہ صفحہ سابقہ) تنہا ہو اور نماز کا وقت ہو جائے تو وضو کرے اگر پانی نہ ہو تو تیمم کرے پھر اگر اس نے صرف تکبیر کہی ہے تو اس کے ساتھ دو فرشتے نماز پڑھتے ہیں اور اگر اذان اور تکبیر دونوں کہے تو اللہ تعالیٰ کا (غیبی) شکر اس کے ساتھ نماز پڑھتا ہے جس کے دونوں کنارے نظر نہیں آتے (مطہادی علی المراقی)

۱۔ چونکہ عورتوں کو پردے میں رہنے اور آواز بلند نہ کرنے کا حکم ہے لہذا یہ دونوں باتیں ان کے لیے مکروہ ہیں۔
 ۲۔ یعنی ترجیح کوئی شرعی حکم نہیں ترجیع کا مطلب یہ ہے کہ شہادتین ایک بار آہستہ اور دوسری بار بلند آواز سے کہنا۔
 ۳۔ اذان کے الفاظ یہ ہیں۔ اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر! شہد ان لا الہ الا اللہ! شہد ان لا الہ
 الا اللہ۔ شہد ان محمد رسول اللہ۔ شہد ان محمد رسول اللہ حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الصلوٰۃ۔ حی
 علی الفلاح۔ حی علی الفلاح۔ اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ۔

۱۷ (بقیہ سابقہ) صرف فارسی کی تخصیص نہیں بلکہ مراد یہ ہے کہ عربی کے علاوہ کسی زبان میں بھی صحیح نہیں۔
 (بقیہ صفحہ سابقہ) ۱۸ اذان محض اعلان ہی نہیں بلکہ عبادت بھی ہے لہذا جماعت کی طرف بلائے والا نیک آدمی ہونا چاہیے اگر وہ سنت طریقے نیز اوقات سے لاعلم ہوگا تو ممکن ہے اس طریقے پر اذان دے جسے لوٹانا پڑے نیز یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ وقت داخل ہونے سے پہلے اذان دے اور یہ جائز نہیں۔

۱۹ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہی آدمی اذان دے جو باد منو ہو۔
 ۲۰ چونکہ یہ بھی ایک قسم کی عبادت اور نماز کے تابع ہے لہذا قبلہ رخ ہونا چاہیے تاہم اگر قبلہ رخ نہ دی گئی تب بھی جائز ہے کیونکہ مقصود حاصل ہوگی۔ سواری کی حالت میں جدھر سواری جائے گی ادھر ہی رخ ہوگا۔ قبلہ کی جانب رہنا ممکن نہیں۔

۲۱ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے فرمایا: اپنی انگلیاں کانوں میں ڈالو اس سے آواز بلند ہوتی ہے نیز آپ نے فرمایا موزن کی آواز جو بھی جن، انسان اور کوئی دوسری چیز سنتی ہے قیامت کے دن وہ اس پر گواہ ہوگی اور ہر خشک و تر چیز جو اذان سنتی ہے اس کے لیے بخشش کی دعا مانگتی ہے ساج کل لاؤڈ سپیکر کی وجہ سے آواز دور تک جاتی ہے۔ تاہم سنت پر عمل کرتے ہوئے کانوں میں انگلیاں ڈانی جائیں۔
 ۲۲ ایسا کرنا بھی سنت ہے۔

۲۳ اگر مینار زیادہ چوڑا ہو اس کی گولائی زیادہ ہو اور محض دائیں بائیں منہ پھیرنے سے آواز دور تک نہ جاتی ہو تو ”حی علی الصلوٰۃ“ کے وقت مینارے کی دائیں کھڑکی سے اور ”حی علی الفلاح“ کے وقت بائیں کھڑکی سے منہ باہر نکالے تاکہ آواز باہر جاسکے۔

۲۴ تشریب کا منیٰ اعلان کے بعد اعلان کرنا ہے لوگوں کی عبادت کے معاملے میں سستی کو دیکھ کر متاخرین علماء نے اسے تمام اوقات میں مستحسن قرار دیا ہے۔ اگرچہ حضور علیہ السلام اور صحابہ کرام کے زمانے میں صرف فجر کی اذان میں ایسا ہوتا تھا حدیث شریف میں آتا ہے جس کام کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بھی اچھا ہوتا ہے لہذا تشریب بدعت نہیں ہوگی۔ تشریب کا طریقہ یہ ہے کہ اذان کے بعد جماعت سے کچھ پہلے لوگوں میں اعلان کیا جائے اس کا کوئی خاص طریقہ مقرر نہیں ہے بلکہ اپنے اپنے طریقہ سے مثلاً ”جماعت، جماعت“ سارے نمازیوں! نماز کھڑی ہونے والی ہے وغیرہ وغیرہ۔ ایک بہترین طریقہ جو بعض ممالک میں رائج بھی ہے یہ ہے کہ جماعت سے چند منٹ پہلے ”الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ“ درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ تشریب کا یہ طریقہ نہایت عمدہ ہے۔

وَيُكْرَهُ التَّلْحِيْنُ وَالْقَامَةُ الْمُحْدِثُ وَأَذَانُ الْجَنْبِ وَصَبِي
لَا يَعْقِلُ وَمَجْنُونٌ وَسُكْرَانٌ وَامْرَأَةٌ وَفَاسِقٌ وَقَاعِدٌ وَالْكَلامُ فِي خِلَالِ
الْأَذَانِ وَفِي الْقَامَةِ وَيَسْتَحِبُّ عَادَتُهُ دُونَ الْقَامَةِ وَيُكْرَهُ هَانِ لُظْهِ
يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِي الْبَصْرِ وَيُؤْذِنُ لِلْفَائِتَةِ وَيُقِيمُ وَكَذَا لِأُولَى الْغَوَائِثِ وَكَرِهَ
تَرْكُ الْقَامَةِ دُونَ الْأَذَانِ فِي الْبَوَاقِي إِنْ اتَّحَدَ مَجْلِسُ الْقَضَاءِ وَإِذَا سَمِعَ
الْمُسْتَنُونَ مِنْهُ أَمْسَكَ وَقَالَ مِثْلَهُ وَحَوْقَلَ فِي الْحَيْعَلَتَيْنِ وَقَالَ صَدَقْتَ
وَبَوْرَتَ أَوْ مَا شَاءَ اللَّهُ عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ ثُمَّ
دَعَا بِالنَّوَسِيلَةِ فَيَقُولُ اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ الْقَامَةُ وَالصَّلَاةُ الْقَامَةُ
إِنِّي مُحْتَدِنُ النَّوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ.

گانے کی طرح اذان پڑھنا مکروہ ہے۔ بے وضو کا تکبیر پڑھنا اور اذان دینا، جنبی، نا سمجھ بچے، پاگل، نشے والے
عورت، فاسق، اور بیٹھے ہوئے کی اذان مکروہ ہے۔
اذان اور تکبیر کے درمیان گفتگو کرنا مکروہ ہے۔ اس صورت میں دوبارہ اذان پڑھنا مستحب نہیں۔ تکبیر کا
لوٹنا مستحب نہیں۔

جمعہ کے دن شہر میں ظہر کے لیے اذان اور تکبیر مکروہ ہیں، قضا شدہ نمازوں کے اذان بھی دے اور تکبیر بھی کہئے
ایسی طرح (بہت سی) فوت شدہ نمازوں میں سے پہلی نماز کے لیے اذان و تکبیر کہئے۔
باقی نمازوں میں تکبیر کا چھوڑنا مکروہ ہے اذان کا نہیں جب کہ قضا کی مجلس ایک ہی ہو اور جب (کوئی شخص)
موزن سے سنون اذان سے ترک جائے اور وہی کلمات کہے البتہ ”حی علی الصلوٰۃ“ اور ”حی علی الفلاح“ کے جواب میں
”لا حول ولا قوۃ الا باللہ“ پڑھے۔ جب موزن ”ما الصلوٰۃ خیر من النوم“ کہے تو (سننے والا) صدققت و بررت یا ”ما شاء اللہ“
کے الفاظ کہئے۔ اس کے بعد (موزن اور سامع) وسیلہ کی دعا مانگیں۔ پس یوں کہیں۔

اللَّهُمَّ رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ الْقَامَةُ وَالصَّلَاةُ
الْقَامَةُ إِنِّي مُحْتَدِنُ النَّوَسِيلَةَ وَالْفَضِيلَةَ
وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَحْمُودًا الَّذِي وَعَدْتَهُ
یا اللہ! اے مکمل دعا اور قائم ہونے والی نماز کے رب، حضرت محمد
مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ اور فضیلت عطا فرما اور آپ کو
مقام محمود پر فائز فرما جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

۱۰ یعنی ایسی طرز پر اذان پڑھنا جو گلے کے مشابہ ہو اور اعراب بھی غلط پڑھے جائیں بعض خوش آوازی منع نہیں ہے
۱۱ بے وضو کا اذان اور تکبیر پڑھنا ایسے ہے جیسے وہ دوسروں کو عبادت کے لیے بلا رہا ہے لیکن خدا اس کے لیے
تیار نہیں۔ نیز تکبیر کی صورت میں یا تو وہ تکبیر پڑھ کر وضو کے لیے چلے گا تو جماعت کے ساتھ شروع میں شامل نہیں ہو سکے گا
یا وہ خود نماز نہیں پڑھے گا تو یہ بھی نہایت ہی بری بات ہے۔

۱۲ جب بے وضو کا اذان پڑھنا مکروہ ہے تو جہنمی کے لیے جہنمیت تو زیادہ ہوگی۔
۱۳ پچھلے دنوں والا اور پاگل اذان کو سمجھ نہیں سکتے اور کلمات میں تیز نہیں کر سکیں گے بلکہ نشتے والا تو فاسق ہے۔
۱۴ عورت کو آواز بلند کرنا منع ہے جب کہ اذان میں آواز بلند کی جاتی ہے۔
۱۵ فاسق اس شخص کو کہتے ہیں جو گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوتا ہے اور ایسے آدمی کی خبر معتبر نہیں۔
۱۶ اذان لے کر آنے والے فرشتے نے کھڑے ہو کر اذان دی لہذا بیٹھ کر اذان دینا اس صفت کے خلاف ہے جس
کے ساتھ اذان نازل ہوتی۔

۱۷ اقامت اور اذان میں تسلسل ہونا چاہیے لہذا درمیان میں کلام کرنا مکروہ ہے چونکہ اذان کا تکرار جائز ہے
جیسے جمعہ کے لیے دو اذانیں ہوتی ہیں۔ لہذا ایسی صورت میں اذان لڑائی جائے۔ لیکن تکبیر نہ لڑائی جائے۔
۱۸ لہذا جو لوگ جمعہ کی نماز میں شریک نہ ہو سکیں مثلاً قیدی وغیرہ وہ اذان اور جماعت کے بغیر ظہر کی نماز ادا کریں۔
۱۹ لیلۃ التعریس کی صبح جب نماز قضا ہو گئی تو بعد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اذان و اقامت کا حکم فرمایا اور
صحابہ کرام کو نماز پڑھائی۔

۲۰ غزوہ احزاب کے موقع پر ظہر، عصر، مغرب اور عشا کی نمازیں قضا ہو گئیں تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو تمام نمازوں کے لیے اذان اور تکبیر کا حکم فرمایا تاہم اگر ایک ہی جگہ تمام وقت شدہ نمازیں
قضا کی جائیں تو اذان ایک بھی کافی ہوگی تکبیر ہر نماز کے لیے کہی جائے۔

۲۱ جب سنت طریقہ پر اذان ہو رہی ہو تو خاموش ہو جانا اور اذان کا جواب دینا ضروری ہے اگر کوئی شخص
تلاوت کر رہا ہو تو اسے بھی چھوڑ دے۔ اگر متعدد اذانیں ہوں تو صرف پہلی اذان کا جواب دے، جہنمی آدمی بھی اذان کا
جواب دے گا۔ البتہ جہنمی اور نفاس والی عورتیں جواب نہ دیں کیونکہ وہ عملاً اس سے عاجز ہیں۔

اذان کے جواب میں وہی کلمات کہے جائیں البتہ ”حی علی الصلوة“ اور ”حی علی الفلاح“ میں وہی کلمات کہنا بعض
محققین جانتا ہے۔ دوسرے کلمات تو دعا اور ثنا پر مشتمل ہیں لیکن ان کلمات میں تو پکار ہے لہذا ان کے جواب میں ”لا حول
ولا قوۃ الا باللہ“ کہیں۔ یعنی گناہوں سے بچنے اور نیکی کرنے کی طاقت ہمیں اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ
عطا نہ فرمائے۔

۱۳ الصلوۃ خیر من النوم (نماز نیند سے بہتر ہے) اس کے جواب میں ”صدقت و بڑھت یعنی تو نے سچ کہا کتنا چاہیے بعض علما فرماتے ہیں ”قد قامت الصلوۃ“ کے جواب میں ”اقامنا اللہ فادامنا“ اللہ تعالیٰ اس نماز کو قائم و دائم رکھے، کہنا چاہیے۔

اذان کے بعد درود شریف:

حدیث شریف میں اذان کا جواب دینے اور اس کے بعد درود شریف پڑھ کر وسیلہ کی دعا مانگنے کا حکم فرمایا گیا ہے لہذا اذان سننے کے بعد موزن اور سننے والے درود شریف پڑھیں اور پھر دعا مانگیں۔ موزن اگر اذان پڑھ کر معمولی وقفہ کرنے کے بعد بلند آواز سے درود شریف پڑھے گا تو دوسروں کو بھی یاد دہانی ہوگی لہذا اذان کے بعد الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ پڑھنے کا طریقہ سنت پر عمل اور ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعمیل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا جب تم موزن سے (اذان) سنو تو جیسے وہ کتاب ہے تم بھی کہو پھر مجھ پر درود شریف بھیجو کیونکہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود شریف بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ پھر میرے لیے وسیلہ کی دعا مانگو یہ جنت میں ایک مقام ہے جو کسی کے لیے مناسب نہیں مگر اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک مومن بندے کے لیے، اور مجھے امید ہے کہ وہ میں ہی ہوں پس جس نے میرے لیے وسیلہ کی دعا کی اس کے لیے میری شفاعت واجب ہوگی۔

اس بات کا خیال ضرور رکھا جائے کہ درود شریف اور اذان کے پڑھنے کا اندازہ مختلف ہو اور معمولی وقفہ بھی رکھا جائے علاوہ ازیں اذان کے جواب میں بھی درود شریف پڑھنے اور انگڑیوں پر گاتے ہوئے کہے۔ ”قُرْآنٌ عَنِّي“ طحاوی نے قحستانی کے حوالہ سے کنز العباد سے نقل کیا ہے کہ جب پہلی بار ”اشہدان محمد رسول اللہ“ سنے تو ”الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ“ پڑھے اور جب دوسری بار سنے تو انگڑیوں کو آنکھوں پر لگاتے ہوئے کہے۔ ”قُرْآنٌ عَنِّي“ بِكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ اَللّٰهُمَّ مَتِّعْنِيْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے اسم گرامی کے ساتھ میری آنکھیں مٹھائی ہوں یا اللہ! مجھے سننے اور دیکھنے کے ذریعے نفع عطا فرما۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس شخص کے لیے قیامت کے دن قائم ہوں گے۔ امام دیلمی نے مسند الفردوس میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث نقل کی ہے۔ آپ فرماتے ہیں جو شخص موزن سے اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ سن کر شہادت کی انگلی کا پورا چوم کر آنکھوں پر لگائے اور یہ الفاظ کہے۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْاِسْلَامِ دِيْنًا وَبِمُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ نَبِيًّا۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں میں اللہ تعالیٰ کے رب ہونے

بَابُ شُرُوطِ الصَّلَاةِ وَارْكَانِهَا

لَا بُدَّ لِصَلَاةِ الصَّلَاةِ مِنْ سَبْعَةٍ وَعِشْرِينَ شَيْئًا الظَّهَارَةُ مِنَ الْحَدِيثِ وَطَهَارَةُ
الْجَسَدِ وَالثَّوْبِ وَالْمَكَانِ مِنْ نَجَسٍ غَيْرِ مَغْفُورٍ عَنْهُ حَتَّى مَوْضِعِ الْقَدَمَيْنِ وَ
الْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْجَبْهَةِ عَلَى الْإِصْبَعِ وَسَبْطِ الْعَوْرَةِ وَلَا يَضُرُّ نَظْرُهَا مِنْ
جَنْبٍ وَاسْفَلِ ذِيْلِهِ وَاسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ فَلِلْمَكِّيِّ الْمَشَاهِدِ فَرْضُهُ إِصَابَةُ
عَيْنِهَا وَلِغَيْرِ الْمَشَاهِدِ جَهْتُهَا وَلَوْ بِمَكَّةَ عَلَى الصَّحِيحِ وَالْوَقْتُ وَإِعْتِقَادُ
دُخُولِهِ وَالنِّيَّةُ وَالتَّحْرِيمَةُ بِإِلَّا فَاَصِلَ وَالْإِتْيَانُ بِالتَّحْرِيمَةِ فَتَأْخِذًا
قَبْلَ انْحِنَاثِهِ لِلرُّكُوعِ

نماز کی شرائط و ارکان

نماز کے صحیح ہونے کے لیے ستائیس چیزیں ضروری ہیں۔

- ۱۔ حدت سے پاک ہونا، جسم، کپڑے اور مکان کا غیر معاف نجاست سے پاک ہونا۔ حتیٰ کہ قدموں، ہاتھوں، گھٹنوں اور پیشانی (رکھنے) کی جگہ (بھی پاک ہو)، زیادہ صحیح بات یہی ہے۔
- ۲۔ شرمگاہ کا ڈھانپا ہوا ہونا اور گریباں یا دامن کے نیچے سے (شرمگاہ کا) نظر آنا کچھ نقصان نہیں دیتا۔
- ۳۔ قبلہ رخ ہونا، مکی مشاہدہ کرنے والے کی آنکھوں کا اس پر پڑنا اور نہ دیکھنے والے کا اس کی طرف رخ کرنا فرض ہے اگرچہ وہ مکہ مکرمہ میں ہو۔ صحیح مذہب کے مطابق۔
- ۴۔ وقت کا پایا جانا۔
- ۵۔ اس کے داخل ہونے کا اعتقاد رکھنا۔
- ۶۔ نیت کرنا۔
- ۷۔ کسی وقفے کے بغیر تکیہ تحریمہ کہنا۔
- ۸۔ رکوع کے لیے بھٹکنے سے پہلے کھڑا ہونے کی حالت میں تکیہ کہنا۔

(حاشیہ سابقہ) اسلام کے دین اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے پر ماضی ہوں۔ اس کیلئے میری شفاعت جائز ہو جاتی ہے۔ (طحاوی علی المراتی)

نوٹ:- انگوٹھے چومنے کے بارے میں نفیس تحقیق امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ کے رسالہ "منیر العین فی حکم تقبیل الالبہامین" میں ملاحظہ کیجیے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) اسے شرائط، شرط کی جمع ہے اس سے مراد وہ چیز ہے جس کے پائے جانے پر کسی دوسری چیز کا دار و مدار ہوا اور وہ اس چیز کی ماہیت سے خارج ہو جیسے نماز کے لیے جسم کا پاک ہونا۔ ارکان، رکن کی جمع ہے۔ اصطلاحی طور پر رکن کسی چیز کے اجزائے ترکیبی میں سے ایک جز ہوتی ہے۔ جیسے نماز کے لیے سجدہ وغیرہ۔

۵۲ حدیث اصغر ہو یا حدیث اکبر، حیض ہو یا نفاس۔

۵۳ غیر معاف نجاست کی تفصیل نجاست غلیظہ و خفیضہ کے بیان میں ملاحظہ کیجیے۔

۵۴ اعضائے ستر کی تفصیل آگے آرہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

۵۵ یعنی وہ شخص جو مکہ مکرمہ کی مسجد حرام میں نماز پڑھ رہا ہے۔ اس کی نگاہ خانہ کعبہ کی عمارت پر ہونی چاہیے اور جو آدمی کعبۃ اللہ کو دیکھ نہیں رہا چاہے وہ مکہ مکرمہ میں ہو یا کسی دوسری جگہ وہ اوصاف کا رخ کرے۔

۵۶ قرآن پاک میں ہے۔ اِنَّ الصَّلٰوةَ کَانَتْ عَلٰی الْمُؤْمِنِیْنَ کِتَابًا مَّوْقُوَّتًا بے شک نماز مومنوں پر اپنے پانے وقت میں فرض کی گئی ہے۔ لہذا جب تک کسی نماز کا وقت نہ آئے فرض نہ ہوگی۔

۵۷ اگر کسی آدمی نے ظہر کی نماز پڑھی اور اس کا خیال یہ ہے کہ ابھی ظہر کا وقت داخل نہیں ہوا۔ حالانکہ وقت داخل ہو چکا تھا پھر بھی اس کی نماز نہیں ہوگی۔ کیونکہ عبادت کے معاملے میں یقین ہونا ضروری ہے۔

۵۸ نیت کرنے کے بعد فوراً تکبیر تحریمہ کہی جائے۔ درمیان میں کھانا پینا اور جماع وغیرہ جو چیزیں نماز کے لیے اجنبی کی حیثیت رکھتی ہیں نہ ہوں اگر دمنو کیا یا مسجد کی طرف چلا تو کوئی حرج نہیں۔

یاد رہے نیت دل کے ارادے کا نام ہے۔

۵۹ اگر کسی شخص نے امام کو رکوع میں پایا اور اپنی پیٹھ کو جھکا کر تکبیر کہی تو دیکھا جائے گا۔ اگر قیام کے زیادہ قریب تھا تو نماز صبح پر شروع ہو جائے گی۔ اور اگر رکوع کے قریب تھا تو نماز صبح نہیں ہوگی۔

وَعَدَمُ تَأْخِيرِ النِّيَّةِ عَنِ التَّحْرِيمَةِ وَالنُّطْقُ بِالتَّحْرِيمَةِ بِحَيْثُ يُسْمِعُ
نَفْسَهُ عَلَى الْأَصَحِّ وَنِيَّةُ الْمَتَابَعَةِ لِلْمَقْتَدِي وَتَعْيِينُ الْفَرَضِ وَتَعْيِينُ الْوَاجِبِ
وَلَا يُشْتَرَطُ التَّعْيِينُ فِي النُّقْلِ
وَالْقِرَاءَةُ وَلَوْ آيَةً فِي رُكْعَتِي الْفَرَضِ وَكُلِّ النُّقْلِ وَالزُّكُوفِ وَلَمْ يَتَّعَيْنَنَّ شَيْءٌ مِنَ
الْقُرْآنِ لِصَحَّةِ الصَّلَاةِ وَلَا يَقْرَأُ الْمَوْتَمَّرُ بَلْ يَسْتَمِعُ وَيَنْصِتُ وَإِنْ قَرَأَ
كَرِهًا تَحْرِيمًا وَالزُّكُوفُ وَالسُّجُودُ عَلَى مَا يَجِدُ حُجْمَهُ وَتَسْتَقِرُّ عَلَيْهِ جِبْهَتُهُ
وَلَوْ عَلَى كَفِّهِ أَوْ طَرَفِ ثَوْبِهِ إِنْ ظَهَرَ مَحَلُّ وَضْعِهِ وَسَجَدَ وَجُوبًا بِمَا صَلَّابَ
مِنْ أَنْفِهِ وَبِجِبْهَتِهِ وَلَا يَصِحُّ إِلَّا قِتْصَارُ عَلَى الْأَنْفِ إِلَّا مِنْ عَذْرِ بِالْجِبْهَةِ

(۹) بکیر تحریمہ سے نیت کو موخر نہ کرنا۔ (۱۰) زبان سے اس طرح تحریمہ کہنا کہ اپنے آپ کو سنائے اصح مذہب یہی
ہے۔ (۱۱) مقتدی کا امام کی اتباع کی نیت کرنا۔ (۱۲) فرضوں کی تعیین کرنا۔ (۱۳) واجب کو متعین کرنا اور نفل نماز میں
تعیین شرط نہیں ہے۔ (۱۴) نفل کے علاوہ نماز میں کھڑا ہونا۔ (۱۵) فرضوں کی دو رکعتوں اور نوافل اور وتروں کی تمام
رکعتوں میں قرات کرنا اگرچہ ایک آیت ہو نماز کی صحت کے لیے قرآن پاک سے کوئی چیز مقرر نہیں مقتدی قرات
نہ کرے بلکہ اچھی طرح سنے اور غامض رہے۔ اگر قرات کرے گا تو یہ بات مکروہ تحریمہ ہے۔ (۱۶) رکوع کرنا۔
(۱۷) ایسی چیز پر سجدہ کرنا جس کا جم ہو اور اس پر پیشانی ٹھہر سکے۔ اگرچہ ہاتھ کی ہتھیلی یا کپڑے کے کٹائے پر ہو
اگر سجدے کی جگہ پاک ہو۔ ناک کی سخت جگہ اور پیشانی کے ساتھ سجدہ کرنا واجب ہے اور جب تک پیشانی میں
کوئی عذر نہ ہو۔ صرف ناک پر سجدہ کرنا صحیح نہیں ہے۔

۱۔ جن باتوں کو زبان سے کہنا ضروری ہے ان میں کم از کم اپنے آپ کو سننا شرط ہے، مثلاً بکیر تحریمہ، سری
قرات، تشہد، اذکار، ذبیحہ پر لبسم اللہ پڑھنا، سجدہ تلاوت کا وجوب یعنی آیت سجدہ تلاوت کرنے والا اگر خود آیت
سن لے تو سجدہ تلاوت لازم ہوگا ورنہ نہیں۔ غلام آزاد کرنا، طلاق دینا، کسی کو مستثنیٰ کرنا، قسم کھانا، نذر ماننا، اسلام
لانادہ غیرہ وغیرہ۔

۲۔ جب نماز شروع کرے تو دل میں واضح نیت ہو کہ میں فرض یا واجب پڑھ رہا ہوں۔ محض نماز یا نوافل کی نیت
نہ ہو البتہ سختیں اور نوافل محض نماز کی نیت سے ادا ہو سکتے ہیں تاہم ان میں بھی تعیین بہتر ہے۔
(بقیہ صفحہ آئندہ)

وَعَدَمُ ارْتِفَاعِ مَحَلِّ السُّجُودِ عَنْ مَوْضِعِ الْقَدَمَيْنِ بِأَكْثَرِ مِنْ نِصْفِ ذِرَاعٍ
وَأَنْ زَادَ عَلَى نِصْفِ ذِرَاعٍ لَمْ يَجْزِ السُّجُودُ إِلَّا لِزُحْمَةٍ سَجَدَ فِيهَا عَلَى
ظَهْرِ مَصْلٍ صَلَوَةٍ وَوَضَعَ الْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ فِي الصَّحِيحِ وَوَضَعَ شَيْءٌ
مِنْ أَصَابِعِ الرَّجُلَيْنِ حَالَةَ السُّجُودِ عَلَى الْأَرْضِ وَلَا يَكْفِي وَضْعُ ظَاهِرِ
الْقَدَمِ وَتَقْدِيرُ الرُّكُوعِ عَلَى السُّجُودِ وَالْوُقُوفُ إِلَى قُرْبِ الْقُعودِ عَلَى
الْأَصْبَحِ وَالْعُودُ إِلَى السُّجُودِ وَالْقُعودُ الْآخِرُ قَدَرُ التَّشَهُّدِ وَتَاخِيرُهُ
عَنِ الْأَرْكَانِ وَادَاؤُهَا مُسْتَقِظًا وَمَعْرِفَةُ كَيْفِيَّةِ الصَّلَاةِ وَمَا فِيهَا مِنَ الْخُصَالِ
الْمَفْرُوضَةِ عَلَى وَجْهِ يُمَيِّزُهَا عَنِ الْخُصَالِ الْمَسْنُونَةِ أَوْ اعْتِقَادُ أَنَّهَا فَرْضٌ
حَتَّى لَا يَتَنَقَّلَ بِمَفْرُوضٍ

(۱۸) سجدے کی جگہ قدموں کی جگہ سے نصف گز سے زیادہ بلند نہیں ہونی چاہیے۔ اگر نصف گز سے زیادہ ہوگی تو
سجدہ جائز نہ ہوگا البتہ بھٹیر کی صورت میں اس آدمی کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے جس کے ساتھ اس کی نماز مشترک ہے
(۱۹) صحیح قول کے مطابق ہاتھوں اور گھٹنوں کو (زمین پر) رکھنا ہے
(۲۰) سجدے کی حالت میں پاؤں کی انگلیوں میں سے کچھ چیز زمین پر رکھنا اور قدم کے ظاہر کا رکھنا کافی ہے۔
ہوگا۔

(۲۱) رکوع کو سجدے پر مقدم کرنا

(۲۲) صحیح قول کے مطابق سجدے سے بیٹھنے کے قریب تک اٹھنا ہے

(۲۳) دوسرے سجدے کی طرف لوٹنا۔
(۲۴) تشہد کا اندازہ آخری قعدہ کرنا۔

(۲۵) آخری قعدہ تمام ارکان کے بعد ادا کرنا۔

(۲۶) ہلکتے ہوئے نماز ادا کرنا۔

(۲۷) نماز کی کیفیت کو پہچاننا، نماز میں جو باتیں فرض ہیں انہیں اس طرح جاننا کہ سنتوں سے تمیز کر سکے اور اعتقاد
رکھنا کہ یہ نماز فرض ہے تاکہ فرض کے ساتھ نفل نہ پڑے۔

(حاشیہ سابقہ) ۳۔ قرآن پاک میں حکم ہے جب قرآن پڑھا جائے تو فورے سنو اور خاموش رہو۔ اسی طرح حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہیں امام کی قرات کافی ہے بلند آواز سے پڑھے یا آہستہ لہذا مقتدی کے لیے امام کی قرات کافی ہے۔

۴۔ نوم وغیرہ پر جن میں سراندر کو دھنس جاتا ہے مسجد جائز نہیں۔ روٹی اور اس جیسی چیزوں کا حکم بھی یہی ہے۔

(حاشیہ معفو سابقہ)

۱۔ کیونکہ اس صورت میں وہ ساجد نہیں کہلا سکتا۔

۲۔ مثلاً دونوں آج کی نماز ظہر ادا کر رہے ہوں اگر ایک فرض اور دوسرا نفل ادا کر رہا ہے تو اس کی پیٹھ پر سجدہ جائز نہ ہوگا۔

۳۔ کم از کم ایک ہاتھ اور ایک گھٹنے کا نیچے لگا ہونا ضروری ہے۔

۴۔ کم از کم ایک انگلی قبلہ رخ کر کے زمین پر لگانا ضروری ہے۔

۵۔ قدم کا ظاہر حصہ ان سات چیزوں میں شامل نہیں جن پر سجدہ کرنے کا حدیث شریف میں ذکر آیا ہے وہ سات یہ ہیں۔

پیشانی، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے، قدموں کے کنارے۔

۶۔ اگر اتنا اٹھے گا تو بیٹھا ہوا شمار ہوگا اور اب دوسرے سجدے کے لیے جائے گا تو سجدہ ہو جائے گا ورنہ نہیں۔

۷۔ یعنی اتنی دیر بیٹھا جتنی دیر میں التیمات ————— عذرہ و رسولہ تک پڑھ سکتا ہے۔

۸۔ یعنی محض فرض ہی کی نیت نہ ہو کہ فرض کی نیت سے نفل بھی ادا ہو جاتے ہیں بلکہ اسے یقین کامل ہو کہ میں جو نماز پڑھ رہا ہوں یہ فلاں وقت کی فرض نماز ہے۔

وَالْأَمَّا كَانَ مِنَ الْمَذْكُومَاتِ أَرْبَعَةٌ الْقِيَامُ وَالْعِرَاوَةُ وَالرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ وَقِيلَ
الْقُعُودُ إِلَّا خَيْرٌ مِقْدَارُ التَّشَهُّدِ وَبَاقِيهَا شَرٌّ أَطْبَعُ بَعْضُهَا شَرٌّ طَرِ لَصِحَّةِ الشُّرُوعِ
فِي الصَّلَاةِ وَهُوَ مَا كَانَ خَارِجَهَا وَغَيْرُهَا شَرْطٌ لِدَوَامِ صِحَّتِهَا
(فَصْلٌ) تَجُوزُ الصَّلَاةُ عَلَى لِبَدٍ وَجْهَهُ الْأَعْلَى طَاهِرٌ وَالْأَسْفَلُ نَجِسٌ وَعَلَى
ثَوْبٍ طَاهِرٍ وَبَطَانَتِهِ نَجِسَةٍ إِذَا كَانَ غَيْرَ مُصْتَرَبٍ وَعَلَى طَرَفٍ طَاهِرٍ وَإِنْ
تَحَرَّكَ الطَّرَفُ النَّجِسُ بِحَرَكَتِهِ عَلَى الصَّحِيحِ

ارکان نماز:

ان مذکورہ بالا باتوں میں سے چار چیزیں نماز کے ارکان (فرض) ہیں۔

(۱) قیام (۲) قرأت (۳) رکوع (۴) سجدہ۔

کما گید ہے کہ تشہد کی مقدار آخری قعدہ بھی فرض (رکن) ہے اور باقی شرائط ہیں۔ ان میں سے بعض آغاز نماز کے صحیح ہونے کی شرطیں ہیں اور یہ وہ ہیں جو نماز سے باہر پہلے ہیں اور باقی باتیں نماز کے صحیح رہنے کے لیے شرط ہیں۔

کس چیز پر نماز جائز ہے:

ایسے نمدے پر نماز پڑھنا جائز ہے جس کا اوپر والا حصہ پاک اور نچلا حصہ ناپاک ہو۔ ایسے پاک کپڑے پر نماز پڑھنا بھی صحیح ہے جو اندر سے ناپاک ہو جبکہ سلا ہو نہ ہو۔ کپڑے کے پاک کنارے پر نماز پڑھنا جائز ہے اگرچہ اس کی حرکت سے ناپاک کنارہ حرکت کرے صحیح قول یہی ہے۔

۱۔ باد نہ ہونا، جسم، جگہ اور کپڑے کا پاک ہونا۔ شرمگاہ کا ڈھانپا ہوا ہونا، قبلہ رخ ہونا۔ نیت کرنا اور تکبیر تحریمہ کما نماز کی شرائط ہیں۔

۲۔ تکبیر تحریمہ کو نماز کی شرائط اور فرائض دونوں میں شمار کیا جاتا ہے اس طرح آخری قعدہ اور تکبیر تحریمہ ملا کر چھ فرض بنتے ہیں۔

۳۔ چونکہ قعدہ مڑنا اور سخت ہوتا ہے۔ لہذا یہ دو کپڑوں کے قائم مقام ہوگا۔ جن کو الگ الگ کیا جاسکتا ہے۔

۴۔ یہ بھی دو کپڑوں کی طرح ہوگا البتہ سلا ہونے کی صورت میں ایک ہی کپڑا شامل ہوگا اور اس پر نماز جائز نہ ہوگی۔ (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَلَوْ تَنَجَّسَ أَحَدٌ طَرَفِي عَمَامَتِهِ فَأَلْقَاهُ وَابْقَى الظَّاهِرَ عَلَى رَأْسِهِ لَمْ يَتَحَرَّكَ
التَّجَسُّ بِحَرَكَتِهِ جَازَتْ صَلَوَتُهُ وَإِنْ تَحَرَّكَ لَا تَجُوزُ وَفَاقِدُ مَا يُزِيلُ
بِهِ النَّجَاسَةَ يُصَلِّي مَعَهَا وَلَا إِعَادَةً عَلَيْهِ وَلَا عَلَى فَاقِدِ مَا يَسْتَرْعُوزُكَ
وَكُوْحَرِيًّا وَحَشِيْشًا وَطِيْنًا فَإِنْ وَجَدَهُ وَلَوْ بِإِلْبَاحَةٍ وَرُبْعَةٍ ظَاهِرٍ
لَا تَصِحُّ صَلَوَتُهُ عَارِيًّا وَخَيْرَانِ طَهْرًا أَقْلُ مِنْ رُبْعِهِ

اگر پگڑی کا ایک کنارہ نپاک ہو گیا اور اسے نیچے ڈال دیا جبکہ پاک حصے کو سر پر رکھا اور اس کی حرکت سے
نپاک حصہ حرکت نہیں کرتا تو نماز جائز ہے۔ اور اگر حرکت کرے تو جائز نہیں ہے۔
جس شخص کو نجاست دور کرنے کے لیے کوئی چیز نہ ملے تو اسی کے ساتھ نماز پڑھے۔ اور اس پر نماز کا
لوٹنا واجب نہیں ہے۔

جس آدمی کو ستر ڈھانپنے کے لیے کچھ نہ ملے یاں تک کہ ریشمی کپڑا یا گھاس یا کچھ بھی نہ ملے تو اس پر نماز کا
لوٹنا واجب نہیں ہے۔

اگر اسے (کوئی کپڑا وغیرہ) مل جائے اگرچہ کسی کی طرف سے مباح کیا جائے اور اس کا چوتھا حصہ پاک ہو تو ننگے
ہو کر نماز پڑھنا صحیح نہیں۔ اگر چوتھے حصے سے کم پاک ہو تو اختیار ہے۔

(بقیہ ماثیہ صفحہ سابقہ) ہے اس قسم کے پھونے زمین کی طرح شمار ہوتے ہیں اور زمین کا وہ حصہ پاک ہونا ضروری ہے جس
پر نماز پڑھی جا رہی ہے۔

(صفحہ ہذا) ۱۷ کیونکہ اس کی حرکت کا مطلب یہ ہوگا کہ یہ حصہ بھی نمازی نے اٹھایا ہوا ہے اور نپاک کپڑا اٹھائے ہوئے نماز نہیں ہوتی۔
۱۸ چوکہ اسلامی شریعت میں انسان کو اتنی ہی تکلیف دی جاتی ہے جس کو برداشت کرنا اس کے بس میں ہو
لہذا ایسی صورت میں نماز ہو جائے گی اور دوبارہ لوٹنا واجب نہ ہوگی۔

۱۹ ریشمی کپڑا اگرچہ مردوں کے لیے ناجائز ہے لیکن ننگے نماز پڑھنے سے بہتر ہے لہذا ریشمی کپڑے یا گھاس یا کچھ
غیر سے ستر ڈھانپ سکتا ہو تو ڈھانپ لے اسے اگر ان میں سے بھی کوئی چیز نہ ملے تو ننگے ہونے کی حالت میں نماز پڑھے۔

۲۰ یعنی کسی کے پاس کپڑا تھا اس نے کہا تم اسے استعمال کر سکتے ہو۔
۲۱ لیکن افضل یہی ہے کہ ننگے پڑھنے کی بجائے اس نپاک کپڑے کو پہن کر پڑھے تاکہ برہنہ نہ ہو۔

وَصَلَوْتُهُ فِي ثَوْبٍ نَجِسٍ الْكُلِّ أَحَبُّ مِنْ صَلَوْتِهِ عُرْيَانًا وَلَوْ سَجَدَ
مَا يَسْتُرُ بَعْضُ الْعَوْرَةِ وَجَبَ اسْتِعْمَالُهُ وَكَسْتُ الْقُبُلِ وَالدُّبُرِ فَإِنْ
لَمْ يَسْتُرْ إِلَّا أَحَدَهُمَا قِيلَ يَسْتُرُ الدُّبُرَ وَقِيلَ الْقُبُلَ وَكَدَبَ صَلَوَتُهُ
الْعَارِي جَالِسًا بِالْإِيمَاءِ مَا ذَا رَجُلِيهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ فَإِنْ صَلَّى قَائِمًا بِالْإِيمَاءِ
أَوْ بِالْكَوْعِ وَالشُّجُودِ صَحَّ وَعَوْرَتُهُ الرَّجُلِ مَا بَيْنَ الشَّرَةِ وَمُنْتَهَى الرُّكْبَةِ
وَتَزِيدُ عَلَيْهِ الْأَمَةُ الْبَطْنُ وَالظُّهْرُ وَجَمِيعُ بَدَنِ الْحَرَّةِ عَوْرَةٌ إِلَّا
وَجْهَهَا وَكَفَّيْهَا وَقَدْ مَيَّهَا

پورے ناپاک کپڑے میں نماز پڑھنا برہنہ پڑھنے سے بہتر ہے۔ اگر وہ چیز دیکڑا وغیرہ پائے جس سے
بعض ستر کو ڈھانپ سکتا ہے تو اس کا استعمال واجب ہے اور اگلے پچھلے ستر کو ڈھانپ لے اگر صرف ایک
ستر ڈھانپا جاسکتا ہو تو کھانچا ہے کہ پچھلے حصے کو ڈھانپنے اور ایک قول یہ ہے کہ اگلے حصے کو ڈھانپنے ہے
بچکے آدمی کا بیٹھ کر اشارے کے ساتھ اور پاؤں کو قبلہ رخ پھیلا کر نماز پڑھنا مستحب ہے۔ اگر کھڑا ہو کر رکوع
اور سجدے کے ساتھ پڑھے تو بھی جائز ہے۔

قابل ستر اعضاء:

مرد کا ستر ناف سے لے کر گھٹنوں کی انتہا دینچے تک ہے۔
۱۔ لونڈی اس پر پیٹ اور پیٹھ کا اضافہ کرے۔

۲۔ آناد عورت کا تمام بدن ماسوائے چہرے، ہتھیلیوں اور قدموں کے، ستر ہے۔

۱۔ پچھلے حصے کو ڈھانپنے کی وجہ یہ ہے کہ رکوع و سجد کی حالت میں یہ زیادہ دکھائی دیتا ہے۔
۲۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ قبلہ رخ ہوتا لہذا اس طرف سے نگاہ ہونا مناسب نہیں۔
۳۔ یعنی لونڈی کا ستر بھی وہی ہے جو مرد کا ہے البتہ اس کا پیٹ اور پیٹھ بھی ستر ہے۔

وَكشَفَ رُبْعَ عَضْوٍ مِّنْ أَعْضَاءِ الْعُورَةِ يَمْنَعُ صَلَوةَ الْصَّلَاةِ وَلَوْ تَفَرَّقَ
 إِلَّا نِكَشَاتٍ عَلَى أَعْضَاءِ مِّنْ الْعُورَةِ وَكَانَ جُمْلَتُهَا تَفَرَّقَ يَبْلُغُ رُبْعَ
 أَصْفَرِ الْأَعْضَاءِ الْمُنْكَشَفَةِ مِنْهُ وَالْأَفْلَا وَمِنْ عَجَزَ عَنْ اسْتِقْبَالِ
 الْقِبْلَةِ لِمَرَضٍ أَوْ عَجَزَ عَنِ التَّزْوِيلِ عَنْ دَائِبَتِهِ أَوْ خَافَ عَدُوًّا أَوْ قِبْلَتَهُ
 جِهَةً قَدْ رَأَتْهُ وَأَمِنَهُ وَمِنْ اشْتَبَهَتْ عَلَيْهِ الْقِبْلَةُ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مُخَيَّرٌ
 وَلَا مَخْرَابٌ تَحَرَّى وَلَا إِعَادَةً عَلَيْهِ لَوْ خَطَأً وَإِنْ عَلِمَ بِخَطِيئَةٍ فِي صَلَاتِهِ
 اسْتَدَارَ وَبَنَى وَإِنْ شَرَعَ بِلا تَحَرٍّ فَعَلِمَ بَعْدَ فَرَاغِهِ أَنَّهُ أَصَابَ صَعَتٌ
 وَإِنْ عَلِمَ بِأَصَابَتِهِ فِيهَا فَسَدَتْ كَمَا لَوْ لَمْ يَعْلَمْ إِصَابَتَهُ أَصْلًا وَلَوْ
 تَحَرَّى قَوْمٌ جِهَاتٍ وَجَهِلُوا أَحَالَ إِمَامِهِمْ تُجْزِئُهُمْ

کچھ دیگر آداب نماز:

ستر کے اعضاء میں سے کسی عضو کا چوتھا حصہ ننگا ہونا نماز کے صحیح ہونے کو روکتا ہے اور اگر ستر کے مختلف
 اعضاء میں سے متفرق جگہیں لگی ہوں اور وہ تمام جگہیں کسے والے اعضاء میں سے سب سے چھوٹے عضو کے چوتھے
 حصے تک پہنچتی ہیں تو نماز کی صحت میں رکاوٹ ہوگی ورنہ نہیں۔

جو شخص کسی بیماری کی وجہ سے قبلہ رخ ہونے سے عاجز ہو یا سواری سے اتر نہ سکتا ہو یا اسے دشمن کا خوف ہو تو
 اس کا قبلہ وہی ہے جس طرف وہ قادر ہو اور اسے امن حاصل ہو۔ جس شخص پر قبلہ مشتبہ ہو جائے اور اس کے پاس
 کوئی بتانے والا بھی نہ ہو اور نہ ہی محراب ہو تو وہ غور و فکر کرے اور اگر غلطی ہو جائے تو اس پر نماز کا لوٹنا واجب نہیں ہے۔
 اگر نماز کے اندر غلطی کا علم ہو جائے تو رخ پھیر لے اور اسی پر رہتا کرے۔ اگر سوچ و بچار کے بغیر نماز شروع کی پھر
 فارغ ہونے کے بعد معلوم ہوا کہ اس نے صحیح رخ اختیار کیا تو نماز صحیح ہو جائے گی اور اگر نماز کے اندر معلوم ہوا کہ یہ
 سمت صحیح ہے تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ جیسے صحیح رخ پر ہونے کا علم نہ ہونے کی وجہ سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اور
 اگر ایک جماعت نے سوچ و بچار کیا لیکن امام کے حال سے لاعلم رہے۔ تو ان کے لیے یہی کافی ہے۔

اے ٹخنہ اور ران مل کر ایک عضو ہیں۔ عدت کی پٹلی اور ٹخنہ مل کر ایک عضو شمار ہوتے ہیں۔ عدت کے کان (بقیہ برصغور آئندہ)

(فصل) فی واجب الصلوة وهو شمانیة عشر شیئاً قراءۃ الفاتحة وضم سورۃ أو ثلاث آیات فی رکعتین غیر متعینتین من الفرض فی جمیع رکعات الوتر والتفل وتعیین القراءۃ فی الأولین وتقدیم الفاتحة علی السورۃ وضم الأنف للجبۃ فی السجود والإتیان بالسجدة الثانیة فی کل رکعة قبل الإلتقال لغيرها والإطمینان فی الأركان والقعود الأول وقراءۃ التشهد فیہ فی الصبح وقراءۃ فی الجلس الآخر والقیام الی الثالثۃ من غیر تراخ بعد التشهد ولفظ السلام دون علیکم وقنوت الوتر وتکبیرات العیدین وتعیین التکبیر لا یتنازع کل صلوة لا العیدین خاصۃ وتکبیرۃ الرکوع فی ثانیة العیدین۔

واجبات نماز:

نماز میں اٹھارہ چیزیں واجب ہیں۔

۱، سورۃ فاتحہ کا پڑھنا۔ (۲) فرض نماز کی دو غیر مقرر رکعتوں اور وتروں اور نفلوں کی تمام رکعتوں میں ایک (چھوٹی) سورت یا تین آیات ملانا۔ (۳) قرأت کے لیے پہلی دو رکعتوں کا تعین کرنا۔ (۴) سورۃ فاتحہ کو، سورت سے مقدم کرنا۔ (۵) سجدے میں ناک کو پیشانی کے ساتھ ملانا۔ (۶) ہر رکعت میں کسی دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے سے پہلے دوسرا سجدہ کرنا۔ (۷) ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا (۸) پہلا قعدہ (۹) اس میں تشہد کا پڑھنا، صحیح قول کے مطابق یہی ہے۔ (۱۰) آخری قعدہ میں تشہد پڑھنا۔ (۱۱) تشہد کے بعد کسی تاخیر کے بغیر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونا۔ (۱۲) لفظ "السلام" نہ "علیکم" کہنا۔ (۱۳) وتروں میں دعائے قنوت پڑھنا۔ (۱۴) عیدین کی تکبیریں (۱۵) ہر نماز کو شروع کرنے کے لیے لفظ تکبیر کا تعین صرف عیدین کی نماز کے لیے نہیں ہے۔ (۱۶) عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر۔

(حاشیہ منقولہ سابقہ) الگ معنی ہیں۔ پستان لکھے ہوئے ہوں تو الگ معنوں میں سیسنے کے تابع (بقیہ صفحہ آئندہ)

(بقیہ سابقہ) ہوں گے، مرد کا عضو مخصوص الگ اور خستین الگ الگ معنوں میں۔ ناف سے شرمگاہ تک ایک عضو کامل ہے۔ عین کے دونوں کنارے الگ الگ اور خود عین الگ عضو ہے۔

۱۲۔ یعنی جہاں تک پڑھ چکا ہے اسی سے آگے شروع کرے۔

۱۳۔ کیونکہ قبلہ کا رخ معلوم نہ ہونے کی صورت میں غور و فکر ہی اس کے لیے قبلہ شمار ہوتا ہے لہذا جس آدمی نے سوچ و بچار کے بعد کوئی رخ اختیار کیا تو بعد میں غلطی ظاہر ہونے کے باوجود اس کی نماز ہو جائے گی کیونکہ اس کا قبلہ ہی تھا جو سوچ و بچہ کے نتیجے میں واضح ہوا لیکن جس آدمی نے غور و فکر نہیں کیا تو ب غلطی واضح ہونے پر سنے سے نماز پڑھے کیونکہ پہلی حالت ضعیف تھی اور ضعیف پر قوی کی بنا صحیح نہیں۔

۱۴۔ چونکہ اس صورت میں حقیقتاً قبلہ رخ ہونا ممکناً لہذا نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ قبلہ رخ ہونا شرط ہے

(بقیہ ماثیہ صفحہ سابقہ)

۱۵۔ وجہ کا بغوی معنی لازم ہونا ہے اور اصطلاح شریعت میں اس لازم چیز کو کہتے ہیں جس کی دلیل میں کچھ شبہ ہو۔ واجب کا حکم یہ ہے کہ جان بوجھ کر چھوڑا جائے تو نماز نہ ہوگی اور بھول کر رہ جائے تو سجدہ سہو لازم ہوگا۔

۱۶۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سورہ فاتحہ کے بغیر نماز (مکمل) نہیں ہوتی۔

۱۷۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ پہلی دو رکعتوں میں قرات فرماتے تھے اور یہاں فرائض مراد ہیں۔ نوافل اور سنتوں نیز وتروں میں تو تمام رکعات میں قرات فرض ہے۔

۱۸۔ اگر کسی نے سورت پہلے پڑھ لی پھر یاد آیا تو سورہ فاتحہ پڑھ کر دوبارہ سورت پڑھے اور آخر میں سجدہ

ہو کرے۔

۱۹۔ جب کہ پیشانی میں کوئی تکلیف نہ ہو۔

۲۰۔ یعنی ہر رکعت کے دونوں سجدے ساتھ ساتھ ادا کرنا واجب ہے۔

۲۱۔ اگر درود شریف شروع کر دیا اور اتنا ہی کہا "اللهم صلی علی محمد" تو سجدہ سہو لازم ہو جائے گا۔

۲۲۔ کیونکہ لفظ السلام سے مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔

۲۳۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز "اللہ اکبر" سے شروع فرماتے تھے۔

وَجَهْرُ الْإِمَامِ بَعْدَ آدَةِ الْفَجْرِ وَأُولَيِّ الْعِشَاءِ فَيُنِ وَلَوْ قَضَاءً وَالْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ وَالْثَّرَاوِيحِ وَالْوُثْرِ فِي رَمَضَانَ وَالْإِسْرَارِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَفِي مَا بَعْدَ أُولَيِّ الْعِشَاءِ يُنِ وَنَقْلُ الشَّهَادَاتِ وَالْمُسْتَقْرَدُ مُخَيَّرٌ فِيهَا تَجَهُّرُ كَمُتَقِيلٍ بِاللَّيْلِ وَلَوْ تَرَكَ السُّورَةَ فِي أُولَيِّ الْعِشَاءِ قَرَأَهَا فِي الْآخَرَيْنِ مَعَ الْفَاتِحَةِ جَهْرًا أَوْ لَوْ تَرَكَ الْفَاتِحَةَ لَا يَكْرَهُهَا فِي الْآخَرَيْنِ -

(۱۷) فجر نیز مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں اگرچہ قضا ہوں، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان میں وتر نماز میں امام کا بلند آواز سے قرات کرنا ہے۔
(۱۸) ظہر اور عصر کی تمام رکعتوں، میں نیز مغرب اور عشاء کی پہلی دو رکعتوں کے بعد اور دن کے نفلوں میں آہستہ قرات کرنا ہے۔

مسئلہ۔ جہری نمازوں میں تنہا پڑھنے والے کو اختیار ہے جس طرح مات کو نفل پڑھنے والا مختار ہے۔
مسئلہ۔ اگر عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں قرات چھوڑ دی تو دوسری رکعتوں میں فاتحہ سمیت بلند آواز سے پڑھے اور اگر سورہ فاتحہ کو چھوڑ دیا تو دوسری دو رکعتوں میں اس کا تکرار نہ کرے۔

۱۔ جہر سے مراد یہ ہے کہ نمازی کے علاوہ دوسرا بھی سنے۔

۲۔ آہستہ پڑھنا یہ ہے کہ کم از کم خود سنے اگر اپنے آپ کو بھی آواز نہ آئے تو قرات نہیں پائی گئی۔

(نوٹ) سکون و آرام کے وقت پڑھی جانے والی نمازوں میں قرات بلند آواز سے رکھی گئی اور شور و شغب کے وقت مثلاً ظہر و عصر کے اوقات میں آہستہ آواز سے قرات کی جائے گی۔ جمعہ کی نماز اگرچہ دن کو ہوتی ہے لیکن اس وقت بازار بند ہوتے ہیں اور لوگ مسجد میں جمع ہوتے ہیں۔ عیدین کی نمازوں کا بھی یہی حال ہے۔ علاوہ ازیں شروع شروع میں کفار مسلمانوں کو نماز پڑھنا دیکھتے اور ان کی قرات سن کر گایاں دیتے تھے تو دن کی نمازوں میں آہستہ پڑھنے کا حکم ہر مغرب کے وقت وہ کھانے میں مشغول ہوتے عشاء کی نماز ویسے تاخیر سے ہوتی اور صبح کے وقت وہ سوئے ہوئے ہوتے نیز جمعہ اور عیدین کی نمازیں مدینہ شریف میں جا کر شروع کی گئیں۔ وہاں کفار کو قوت حاصل نہ تھی۔ لہذا جہری اور سری قرات کی حکمت یہ ہے۔

۳۔ یعنی جس طرح مات کو نفل پڑھنے والا چاہے تو بلند آواز سے قرات کرے اور چاہے تو آہستہ پڑھے (بقیہ صفحہ آئندہ)

(فصل) فِي سُنَنِهَا وَهِيَ إِحْدَى وَخَمْسُونَ رَفَعَهُ الْيَدَيْنِ لِلتَّخْوِيمَةِ هَذَا آءُ
 الْأُذُنَيْنِ لِلرَّجُلِ الْأَمَةِ وَحَذَا آءُ الْمُتَكَبِّرِينَ لِلْحُرَّةِ وَ نَشْرُ الْأَصَابِعِ وَمُقَابَلَةُ
 إِحْرَامِ الْمُقْتَدِي لِإِحْرَامِ إِمَامِهِ وَوَضْعُ الرَّجُلِ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى تَحْتَ
 سُرَّتَيْهِ وَصِفَةُ الْوَضْعِ أَنْ تَجْعَلَ بَاطِنَ كَفِّ الْيُمْنَى عَلَى ظَاهِرِ كَفِّ الْيُسْرَى
 مُحَلِّقًا بِالْخِصْرِ وَالْإِثْمَامِ عَلَى الرَّسِّ وَوَضْعُ الْمِرْأَتَيْنِ يَدَايَهَا عَلَى صَدْرِيهَا
 مِنْ غَيْرِ تَخْلِيْقٍ وَالتَّسْنَاءُ وَالتَّعَوُّذُ لِلْقِرَاءَةِ وَالتَّسْمِيَةُ أَوَّلَ كُلِّ رَاكْعَةٍ وَ
 التَّامِيمُ وَالتَّحْمِيدُ وَالْإِسْرَافُ بِهَا وَالْإِعْتِدَالُ عِنْدَ التَّخْوِيمَةِ مِنْ غَيْرِ طُلُوعِ
 الرَّاسِ وَجَهْرُ الْإِمَامِ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّسْمِيَةِ وَتَفْرِيجُ الْقَدَمَيْنِ فِي الْقِيَامِ
 قَدْرًا بَعْدَ أَصَابِعِ

نماز کی سنتیں:

نماز کی سنتیں اکاون ہیں۔

- (۱) تکبیر تحریمہ کے لیے مرد اور نوٹدی کا کاؤں کے برابر اور آزاد عورت کا کاؤ عوں کے برابر ہاتھوں کو اٹھانا۔
- (۲) انگلیوں کو کھلا رکھنا۔ (۳) تقدی کا اپنی تکبیر تحریمہ کو امام کی تکبیر تحریمہ سے ملانا۔ (۴) مرد کا دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کے اوپر ناف کے نیچے رکھنا۔ رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی پٹیلی کا اندرونی حصہ بائیں ہاتھ کی پٹیلی کی پشت پر اس طرح رکھے کہ چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کے ساتھ کلائی پر گیرا باندھے۔ (۵) عورت کا اپنے ہاتھ کو گیرا باندھے بغیر سینے پر رکھنا۔ (۶) ثناء پڑھنا۔ (۷) قنات کے لیے "اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم" پڑھنا۔ (۸) ہر رکعت کے شروع میں "بسم اللہ الرحمن الرحیم" پڑھنا۔ (۹) آمین کہنا۔ (۱۰) دُبَّتَ لَكَ الْحَمْدُ کہنا۔ (۱۱) ان سب کو آہستہ کہنا۔ (۱۲) تکبیر تحریمہ کتنے وقت سر کو جھکائے بغیر سیدھا کھڑا ہونا۔ (۱۳) امام کا بلند آواز سے تکبیر کہنا۔ (۱۴) سَمِعَ اللَّهُ مِنْ حَمْدِكَ کہنا۔ (۱۵) قیام کی حالت میں چار انگلیوں کا اندازہ قدموں کو کشادہ رکھنا۔

(دقیقہ برصغور آئندہ)

(دعائیہ سحر سابقہ) اسی طرح جہری غادوں میں منفرد کو بھی اختیار ہے۔

(بقیہ سابقہ) ۷۷ کیونکہ فرضوں کی دوسری دور کھتوں میں سورۃ فاتحہ پڑھنا ضروری نہیں لہذا جب ایک بار فاتحہ پڑھ لی تو پہلی دور کھتوں کی جگہ فاتحہ کی ادائیگی ہو گئی اب دوبارہ پڑھنا نوافل میں تو جائز ہے فرائض میں نہیں لہذا ایسی صورت میں سجدہ سہو لازم ہوگا۔

(بقیہ ماضیہ صفحہ سابقہ)

۱۷ چونکہ لونڈی کے بادستر نہیں لہذا ہاتھ اٹھانے میں مرد کی طرح کانوں تک اٹھائے جب کہ رکوع اور سجدہ لہذا دعوت کی طرح کرے گی۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز شروع فرماتے تو تکبیر فرماتے اور ہر کانوں کے برابر اٹھاتے تھے۔ کاندھوں تک اٹھانا عند کی وجہ سے تھا۔

۱۸ مقتدی امام سے پہلے تکبیر نہ کہے۔

۱۹ یہ طریقہ پرزے کے زیادہ لائق ہے۔

۲۰ ثناء یہ ہے۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ يَا اللَّهُ! تو پاک ہے اور میں تیری تعریف کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

۲۱ چونکہ اعوذ باللہ قرأت کے لیے پڑھی جاتی ہے لہذا مقتدی نہ پڑھے۔

۲۲ بسم اللہ الرحمن الرحیم بھی مقتدی نہیں پڑھے گا۔

۲۳ آمین، امام اور مقتدی نیز تنہا پڑھے والا سب کے لیے سنت ہے۔ حدیث شریف میں ہے جب امام آمین کہے تو تم بھی آمین کہو۔ پس جس کی آمین فرشتوں کی آمین سے موافق ہو گئی اس کے گزشتہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ آمین کا معنی ہے یا اللہ! ہماری دعا قبول فرما۔

۲۴ مقتدی ”ربنا لك الحمد“ کہے اور اکیلا پڑھنے والا ”سمع الله لمن حمده“ اور ”ربنا لك الحمد“ دونوں کہے۔

۲۵ احادیث مبارکہ کے مطابق ثناء اعوذ باللہ، بسم اللہ، آمین اور ربنا لك الحمد آہستہ کہے جائیں۔

وَأَنْ تَكُونَ السُّورَةُ الْمَضْمُونَةُ لِلْفَاتِحَةِ مِنْ طَوْلِ الْمُفَصَّلِ فِي الْفَجْرِ وَالظُّهْرِ
وَمِنْ أَوْسَاطِهِ فِي الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَمِنْ قِصَارِهِ فِي الْمَغْرِبِ لَوْ كَانَ مُقِيمًا وَ
يَقْرَأُ أَيْ سُورَةً شَاءَ لَوْ كَانَ مُسَافِرًا أَوْ اطَّالَةَ الْأُولَى فِي الْفَجْرِ فَقَطُّ وَتَكْبِيرُهُ
الرُّكُوعِ وَتَسْبِيحُهُ ثَلَاثًا وَأَخَذُ رُكْبَتَيْهِ بِيَدَيْهِ وَتَقْرِيرُ أَصَابِعِهِ وَالْمَرَّاتُ
لَا تَقَرِّجُهَا وَنَصَبُ سَاقِيهِ وَبَسْطُ ظَهْرِهِ وَتَسْوِيَةُ رَأْسِهِ بِعِجْرِهِ وَالرَّفْعُ
مِنَ الرُّكُوعِ وَالْقِيَامُ بَعْدَهُ مُطَبِّئًا وَوَضْعُ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدَايِهِ ثُمَّ وَجْهَهُ
لِلشُّجُودِ وَعَكْسُهُ لِلنُّهْضِ وَتَكْبِيرُ الرَّفْعِ مِنْهُ وَكَوْنُ الشُّجُودَيْنِ كَفِّيَّةً وَ
تَسْبِيحُهُ ثَلَاثًا وَمُجَافَاةُ الرَّجُلِ بَطْنَهُ عَنْ قَعْدَتَيْهِ وَمِرْقَتَيْهِ عَنْ جُنْبَيْهِ
وَذِرَاعَيْهِ عَنِ الْأَرْضِ وَانْحِفَاضُ الْمَرَأَةِ وَلَزَقُهَا بَطْنَهَا بِفَخْذَيْهَا وَ
الْقَوْمَةُ وَالْجَلْسَةُ بَيْنَ الشَّجَدَتَيْنِ

(۱۶) جو سورت ملائی جائے وہ فجر اور ظہر کی نماز میں طویل مفصل سے، عصر اور عشاء میں اوسط مفصل سے اور مغرب میں
قصار مفصل سے ہو اگر نمازی مقیم ہو۔ اگر مسافر ہو تو جو سورت چاہے پڑھے۔ (۱۷) صرف فجر کی نماز میں پہلی رکعت کو
لیا کرنا۔ (۱۸) رکوع کی تکبیر (۱۹) کم از کم، تین بار تسبیح کہنا۔ (۲۰) حالت رکوع میں رگھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑنا
(۲۱) انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔ عورت کشادہ نہ کرے۔ (۲۲) پنڈلیوں کو کھڑا کرنا۔ (۲۳) پیٹھ کو بچھا دینا (۲۴) سر کو
سرین کے برابر رکھنا۔ (۲۵) رکوع سے اٹھنا (۲۶) اس کے بعد مطمئن ہو کر کھڑا ہونا۔ (۲۷) سجدہ کرنے کیلئے
پہلے گھٹنوں، پھر ہاتھوں اور پھر چہرے کو رکھنا۔ (۲۸) اٹھنے میں اس کا الٹ کرنا۔ (۲۹) سجدے سے
اٹھنے کے لیے تکبیر کہنا۔ (۳۰) سجدہ دونوں ہتھیلیوں کے درمیان ہونا۔ (۳۱) سجدے میں کم از کم، تین بار
تسبیح کہنا۔ (۳۲) مرد کا اپنے پیٹ کو رانوں سے، کہنیوں کو پہلوؤں سے اور بازوؤں کو زمین سے
اٹک رکھنا۔ (۳۳) عورت کا جھک جانا اور پیٹ کو رانوں سے ملا لینا۔ (۳۴) قومہ کرنا (۳۵) دو
سجدوں کے درمیان جلسہ کرنا۔

۱۔ سورہ جہرات سے سورہ البروج تک طویل مفصل، سورہ بروج سے (بقیہ ہاشمہ بر صفحہ آئندہ)

وَوَضَعَ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ فِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ كَحَالَةِ التَّشَهُّدِ وَ
 افْتِرَاشِ رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصَبِ الْيَمْنَى وَتَوَرُّكِ الْمَرَاةِ وَالْإِشَارَةِ فِي الصَّحِيحِ
 بِالْمُسْتَبَحَةِ عِنْدَ الشَّهَادَةِ يَرْفَعُهَا عِنْدَ التَّغْيِ وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ وَقِرَاءَةِ
 الْقَائِمَةِ فِيمَا بَعْدَ الْأُولَيَيْنِ وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 فِي الْجُلُوسِ الْأَخِيرِ وَالِدُعَاءُ بِمَا يَشْبَهُ الْفَاطَةَ الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ لَا كَلَامَ
 النَّاسِ وَالْإِثْبَاتِ يَمِينًا ثُمَّ يَسَارًا بِالتَّسْلِيمَتَيْنِ وَنِيَّةِ الْإِمَامِ الرَّجَالِ وَالْحَفْظَةِ
 وَصَالِحِ الْجَنِّ بِالتَّسْلِيمَتَيْنِ فِي الْأَصَمِّ وَنِيَّةِ الْيَمَامَةِ فِي جِهَتِهِ وَإِنْ حَازَاهُ
 نَوَاحُ فِي التَّسْلِيمَتَيْنِ مَعَ الْقَوْمِ وَالْحَفْظَةِ صَالِحِ الْجَنِّ وَنِيَّةِ الْمُنْفَرِدِ
 الْمَلَايِكَةِ فَقَطْ وَخَفْضِ الثَّانِيَةِ عَنِ الْأُولَى وَمَقَارَنَتِهِ لِسَلَامِ الْإِمَامِ
 وَالْبَدَأَةُ بِالْيَدَيْنِ وَرَأْيُ النَّظَارِ الْمَسْبُوقِ غَرَاغَرًا مَامَر

(۳۶) دو مسجدوں کے درمیان حالت تشہد کی طرح ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا۔ (۳۷) بائیں پاؤں کو بچھانا اور دائیں
 پاؤں کو کھڑا کرنا۔ (۳۸) عورت کا تورک کرنا۔ (۳۹) صحیح قول کے مطابق شہادت کے وقت شہادت
 کی انگلی سے اشارہ کرنا نفی کے وقت اٹھائے اور اثبات کے وقت رکھ دئے۔ (۴۰) پہلی دو رکعتوں کے بعد
 دالی رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھنا۔ (۴۱) آخری قعدہ میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا۔ (۴۲)
 قرآن و سنت کے الفاظ سے مشابہ کلمات کے ساتھ دعا مانگنا لوگوں کے کلام سے مشابہ کلمات سے نہ ملنے
 (۴۳) سلام پھیرتے ہوئے دائیں بائیں متوجہ ہونا۔ (۴۴) دونوں سلام پھیرتے وقت امام کا مردوں، محافظ
 فرشتوں اور نیک جنوں کی نیت کرنا یہ زیادہ صحیح بات ہے۔ (۴۵) مقتدی کا امام کی جہت میں اس کی
 نیت کرنا اگر اس کے بالکل پیچھے ہو تو دونوں سلاموں میں اس کی نیت کرے اور اس کے ساتھ ساتھ
 قوم، محافظ فرشتوں اور نیک جنوں کی نیت بھی کرنا۔ (۴۶) منفرد آدمی کا صرف فرشتوں کی نیت کرنا۔
 (۴۷) پہلے سلام سے دوسرے کو پست رکھنا۔ (۴۸) مقتدی کا اپنے سلام کو امام کے سلام
 سے ملانا۔ (۴۹) دائیں طرف سے ابتداء کرنا۔ (۵۰) سبق کا امام کے فارغ ہونے کی انتظار کرنا

(بقیہ سابقہ) لحد یکن الذین کفرو انکم اوساط مفصل اور لحد یکن الذین کفرو اسے آخر تک تفصل مفصل ہے۔

۲۵ چونکہ اس وقت لوگ سوئے ہوتے ہیں لہذا پہلی رکعت لمبی کی جائے تاکہ وہ جماعت میں شریک ہو سکیں
۳۵ یعنی سنت طریقہ یہ ہے کہ کم از کم تین بار تسبیح پڑھے۔ اور اگر مقتدی نے ابھی تین بار تسبیح نہیں پڑھی کہ
امام نے سرائٹھالیا تو امام کی اتباع کی جائے۔

۴۵ کیونکہ اسل طرح پیٹھ کو پچھانا ممکن ہو جاتا ہے۔

۵۵ کیونکہ عورت کے لیے ستر ضروری ہے۔

۶۵ عورت کو اپنا ستر برقرار رکھنے کے لیے اعتدال کو جدا جدا ظاہر کرنے کی بجائے جسم کو ملا کر سجدہ کرنا چاہیے
چنانچہ وہ دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر سرین پر بیٹھے پاؤں پر نہ بیٹھے۔

۷۵ رکوع سے سیدھا کھڑا ہونا تو مہم کہلاتا ہے۔ اور دو سجدوں کے درمیان تشهد کی طرح بیٹھنے
کو جہ کہتے ہیں۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

۱۵ ترک کا مطلب چپ ہے کہ سرین پر بیٹھا کر بائیں ٹانگ کو دائیں مان کے نیچے سے نکال کر دونوں
پاؤں دائیں طرف کو نکال لے۔

۲۵ انگوٹھے اور دوسری تین انگلیوں سے گھیرا بندھتے ہوئے "اشھدان لا اہ الا اللہ" کی "لا"
پر شہادت کی انگلی کھڑی کرے اور "لا" پر چھوڑ دے۔

۳۵ فرض نماز مراد ہے۔ باقی غلاظوں میں تو تمام رکعات میں قراوت ضروری ہے۔

۴۵ درود ابراہیمی پڑھا جائے۔ ص ۱۳۵ حاشیہ ۵۷ پر ملاحظہ فرمائیں۔

۵۵ مثلاً یہ نہ کہے یا اللہ! میری شادی کرا دے۔ یا اللہ! مجھے سونا چاندی عطا فرما وغیرہ وغیرہ۔

۶۵ اگر امام کی دائیں جانب ہے تو بائیں طرف سلام پھیرتے ہوئے اور بائیں طرف ہے تو دائیں
جانب سلام پھیرتے ہوئے اور بالکل پیچھے ہے تو دونوں طرف سلام پھیرتے ہوئے امام کی نیت کے

۷۵ امام کے پیچھے نماز پڑھنے والے تین طرح کے غلاظ ہیں (۱) مقتدی، جو شروع سے آخر تک امام کے ساتھ

شریک رہا (۲) لاحق جس کا درمیان میں وضو ٹوٹ گیا اور وہ وضو کر کے امام کے ساتھ شریک ہو گیا (۳) مسبوق

جس کی ایک یا کچھ رکعات گئیں اور بعد میں اگر جماعت میں شامل ہوا۔ مسبوق کو چاہیے کہ امام کے بائیں جانب

سلام پھیرنے تک انتظار کرے کیونکہ ممکن ہے۔ اس نے سجدہ ہو کر کے لیے سلام پھیرا ہو۔

(فصل) مَنْ أَدَّاهَا إِخْرَاجُ الرَّجُلِ كَفَّيْهِ مِنْ كُتْمَيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ وَنُظَرُ
الْمُصَلِّي إِلَى مَوْضِعِ سُجُودِهِ فَأَيْثُمَا وَ إِلَى ظَاهِرِ الْقَدَمِ رَاكِعًا إِلَى أَمْتِنَةِ أَنْفِهِ
سَاجِدًا إِلَى حَجَرِهِ جَالِسًا إِلَى الْمُسْكِبَيْنِ مُسَلِّمًا وَ دَفْعُ السَّعَالِ مَا اسْتَطَاعَ
وَ كَظْمُ فَمِهِ عِنْدَ التَّشَاوُبِ وَ الْقِيَامُ حِينَ قِيلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ وَ شَرْوُ عَرِّ الْأَمَامِ
مَنْ قِيلَ فَتَدْقَامَتِ الصَّلَاةُ

نماز کے مستحبات:

- (۱) نماز کے مستحبات سے ہے کہ مرد تکبیر کہتے وقت ہاتھوں کو آستینوں سے باہر نہ نکالے۔
- (۲) نمازی قیام کی حالت میں سجدے کی جگہ پر رکوع کی صورت میں قدم کی پشت پر سجدے کی حالت میں ناک کے کنارے پر بیٹھنے کی حالت میں اپنی گود میں اور سلام پھیرتے وقت اپنے کندھوں پر نظر رکھے۔
- (۳) جس قدر ممکن ہو کھانسی کو دور کرنا۔
- (۴) جانی کے وقت منہ کو بند رکھنا۔
- (۵) ”حی علی الفلاح“ کے وقت کھڑا ہونا۔ اور امام کا اس وقت نماز شروع کرنا جب ”قد قامت الصلوة“ کہا جائے۔

۱۔ آداب اور مستحبات ایک ہی چیز ہیں یعنی وہ فعل جس کو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یا دو بار کیا ہو۔ آپ اس پر ہمیشہ عمل پیرا نہیں رہے۔ شریعت اسلامیہ نے اسے سنت کی تکمیل کے لیے رکھا ہے۔ اس کے کرنے پر ثواب ملتا ہے اور چھوڑنے پر عذاب نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی نماز کی صحت میں فرق پڑتا ہے۔

۲۔ اس میں تراویح پائی جاتی ہے البتہ مرد کی دینرو کی صورت میں باہر نہ نکالنے میں کوئی حرج نہیں۔ عورت کو ہاتھ نہ لگانا چاہیے تاکہ کہیں بازو نہ لگے نہ ہوجائیں۔ کیونکہ ان کو ڈھانپنا ضروری ہے۔

۳۔ اگر دودھ کرنا ممکن نہ ہو تو بایاں ہاتھ منہ کے آگے رکھے نیز بلا ضرورت کھانسنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔

۴۔ جس قدر ممکن ہو منہ کو بند کر کے دور کہنے کی کوشش کرے ورنہ آگے ہاتھ رکھے تاکہ آواز نہ نکلے۔ کیونکہ جانی شیطان کی طرف سے ہوتی ہے۔

۵۔ اگر نمازی موجود ہوں تو تکبیر کے ”حی علی الفلاح“ کھنے پر کھڑے ہوں تاکہ اس کے کہنے پر عمل ہو جائے (بقیہ بر صفحہ اُند)

کیونکہ اذان کے وقت ”حی علی الصلاۃ“ اور ”حی علی الفلاح“ کہا جاتا ہے تو اس کی تعمیل کرتے ہوئے نمازی مسجد میں آجاتا ہے
مب و ہاں بیٹھا ہوگا اور مکیب ”حی علی الفلاح“ کہے گا تو اٹھ کر کھڑا ہوگا اس طرح یہ مکیب کے الفاظ کا عملاً جواب ہوگا، اسی طرح
تکبیر کے وقت باہر سے آنے والا بھی بیٹھ جائے۔ (مطہادی علی المراتی)

۲۔ یعنی اس وقت تکبیر تحریمہ شروع کر دے تاکہ ”قد قامت الصلاۃ“ کے الفاظ پر عمل ہو جائے۔

سوالات

(۱) فرضیت نماز کہنے کے کتنی اور کون کونسی شرائط ہیں۔ نماز کے اسباب کیا ہیں۔ اور کون کون سے اوقات کی نماز فرض ہے۔

(۲) مندرجہ ذیل عبارت کا مطلب واضح کریں۔

”ووجب بادل الوقت وجوباً موسجاً“

(۳) نماز کے اوقات کی ابتداء اور انتہاء کے بارے میں تفصیلی نوٹ لکھیں۔

(۴) دو نمازوں کو جمع کرنے کے بارے میں حنفی مذہب کیا ہے؟

(۵) کتنے اور کون کون سے اوقات میں کوئی نماز پڑھنا جائز نہیں۔

(۶) اذان اور اقامت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ نیز اذان کہنے کے آداب کیا ہیں۔ اذان کے بعد درود شریف پڑھنا
کیسا ہے؟ اور اذان کے بعد دماغ ترجمہ لکھیں۔

(۷) نماز کی شرائط اور فرائض تحریر کریں۔

(۸) نماز کے واجبات اور سنتوں کی وضاحت کریں۔ نیز بتائیں کہ نماز کا کوئی فرض واجب یا سنت رو جائے تو نماز کی تکمیل کیسے ہوگی۔

(۹) اگر کوئی شخص پہلا قعدہ بھول کر کھڑا ہو جائے تو اسے کیا کرنا چاہیے۔ آخری قعدہ بھول کر کھڑا ہو جائے تو کیا حکم ہے اور
آخری قعدہ پڑھ کر کھڑا ہوا تو کیا کرنا ہوگا تفصیلاً لکھیں۔

(۱۰) مندرجہ ذیل عبارت پر احزاب لگائیں اور اس کا مطلب واضح کریں۔ نیز بتائیں کہ اگر کسی آدمی کے پاس لیشمی پڑے
کے علاوہ کپڑا نہ ہو تو وہ لیشمی پڑے میں نماز پڑھ سکتا ہے۔

وفاقد ما یذیل بہ النجاسة یصلی معها ولا عاده علیہ ولا علی ما یستر

عورتہ و نوحہ یزاً او حشیثاً او طیناً

(فصل) فی کیفیۃ ترکیب الصلوۃ إذا أراد الرجل الدخول فی الصلوۃ أخرج كفيه من كتفيه ثم رفعهما جدا أعادنيته ثم كبر بلا مدّ نأويا ويصير الشروع بكل ذكر خالص لله تعالى كسبحان الله وبالفارسيّة إن مجز عن العربيّة وإن قد لا يصحّ شروعه بالفارسيّة ولا قرآئه بها في الأصحّ ثم وضع يمينه على يساره تحت سترته عقب التحريم بلا مهلة مستفتحاً هو أن يقول سبحانك اللهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالى جدك ولا إله غيرك ويستفتح كل مصلّ ثم يتعوذ سراً للقراءة فبأقرب به المسبوق لا المقتدى ويؤخر عن تكبيرات العبدان -

نماز پڑھنے کا طریقہ :

جب کوئی مرد نماز شروع کرنے کا ارادہ کرے تو اپنی پٹیلیوں کو آستینوں سے باہر نکالے پھر ان کو کانوں کے برابر اٹھائے۔ اس کے بعد نیت کرتے ہوئے بکیر تحریمہ کہے اور مد نہ کرے۔ ہر اس ذکر کے ساتھ نماز شروع کرنا صحیح ہے جہاں اللہ تعالیٰ کے لیے ہو۔ مثلاً "سبحان اللہ" اگر عربی سے عاجز ہو تو فارسی میں بھی جائز ہے۔ اور اگر عربی پر قادر ہو تو فارسی میں شروع کرنا صحیح نہیں۔ اصح قول کے مطابق فارسی میں قرات کرنا بھی صحیح نہیں۔

بکیر تحریمہ کے فوراً بعد اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے اور ثناء پڑھے۔ یعنی یوں کہے۔ سبحانک اللهم أعزک یا اللہ! ہم تیری تعریف کرتے ہوئے تیری پاکیزگی بیان کرتے ہیں تیرا نام برکت والا اور تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ ہر غازی ثناء پڑھے پھر قرات کے لیے اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم، آمین۔ آواز سے پڑھے۔ اے مسبق پڑھے۔ مقتدی نہ پڑھے۔ "اعوذ باللہ" عیدین کی دُعا (بکیروں کے بعد پڑھے۔

۱۔ یعنی اللہ اکبر کے ہمزہ کو نہ کہنے کیونکہ اس طرح ایک ہمزہ استفہام پیدا ہو کر معنی بگڑ جاتا ہے۔ اسی طرح "اکبر" کی باد کو بھی نہ کہنے۔

۲۔ امام اور مقتدی دونوں ثناء پڑھیں گے

۳۔ یعنی جس کی کچھ نماز رہ گئی ہے وہ باقی رکعات ادا کرتے وقت ثناء کے ساتھ اعوذ باللہ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

ثُمَّ يُسَبِّحُ سِرًّا أَوْ يُسَبِّحُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَبْلَ الْفَاتِحَةِ فَقَطْ ثُمَّ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ
وَأَمَّنَ الْإِمَامُ وَالْمَأْمُومُ سِرًّا ثُمَّ قَرَأَ سُورَةً أَوْ ثَلَاثَ آيَاتٍ ثُمَّ كَبَّرَ الْإِمَامُ
مُطَبِّئًا مَسْوِيًّا رَأْسَهُ بِعِجْزِهِ أَخِذًا رُكْبَتَيْهِ يَدَيْهِ مُفَرَّجًا أَصَابِعَهُ وَسَبَّحَ فِيهِ
ثَلَاثًا وَذَلِكَ أَذْنَا لَا تُحْمَلُ رَأْسَهُ وَأُطْمَأَنَّ قَائِلًا سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا
لَكَ الْحَمْدُ لَوْلَا مَا آدَاؤُنَا مَقْتَدِي يَكْتَفِي بِالتَّحْمِيدِ ثُمَّ كَبَّرَ خَاصًّا
لِلسُّجُودِ ثُمَّ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدَيْهِ ثُمَّ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفْيَيْهِ وَسَجَدَ بِأَنْفِهِ
وَجَبْهَتِهِ مُطَبِّئًا مُسْتَبِيحًا ثَلَاثًا وَذَلِكَ أَذْنَا لَا وَجَافِي بَطْنَهُ عَنْ قَدَمَيْهِ
وَعَضْدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ فِي غَيْرِ مَنْحَصَةٍ مُوَجِّهًا أَصَابِعَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ نَحْوَ
الْقِبْلَةِ وَالْمَأْمُومُ لَا تَخْفِضُ وَتَلْزِقُ بَطْنَهَا بِفَخْذَيْهَا

پھر آہستہ آواز سے بسم اللہ پڑھے، ہر رکعت میں صرف سورہ فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھے اس کے بعد سورہ فاتحہ
پڑھے اور امام و مقتدی آہستہ آواز سے آمین کہیں۔ پھر کوئی سو ست یا تین آیات پڑھے۔ اس کے بعد تکبیر کہہ کر رکوع میں چلا
جائے اور اطمینان سے رکوع کہے سر کو سرین کے برابر رکھے گھٹنوں کو ہاتھوں سے پکڑے انگلیوں کو کشادہ رکھے اور
تین بار تسبیح کہے اور یہ کم از کم (سنت تعداد) ہے۔ اس کے بعد سر اٹھائے اور مع اللہ من حمدہ وناشدتہ تعالیٰ خفا سے
کی بات سنی جس نے اس کی تعریف کی، کہتے ہوئے اطمینان سے کھڑا ہو جائے۔ اگر امام یا ایکوے تو ربناک الحمد
دلے ہمارے رب! تیرے ہی لیے تعریف ہے، کہے مقتدی ہر تو صرف ربناک الحمد کہے۔ پھر سجدے کے لیے
بٹھکتے ہوئے تکبیر کہے۔ اس کے بعد اپنے ہاتھ رکھے پھر دونوں ہتھیلیوں کے درمیان سر کو رکھے اور اطمینان سے ٹاک
اور پیشانی کے ساتھ سجدہ کرے تین بار تسبیح کہے اور یہ کم از کم (سنت تعداد) ہے۔ اگر چھوٹے ہو تو پیشانی کو زانو سے
اور بازوؤں کو بغلوں سے دھر رکھے۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ رخ کرے عورت جھک جائے اور اپنے پیٹ
کو زانو سے ملا دے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) بھی پڑھے گا۔ کیونکہ اس نے قنوت کرنی ہے۔ سجدہ چوکھید کی نماز میں پہلی رکعت میں قنوت ناکہ بیکروں کے بعد
ہوتی ہے اور اگر وہاں قنوت کے لیے ٹپھی جاتی ہے۔ ہذا بیکروں کے بعد پڑھے۔
مغفرت، لے یا ایک لڑی آیت پڑھے جو تین چھٹی آیات کے برابر ہے۔ لے غفر لکھ ملا مع اللہ من حمدہ وناشدتہ تعالیٰ الحمد وناشدتہ

وَجَلَسَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاصْبَغَ يَدَيْهِ فَخَذَّ يَهُ مَطْمِئِنًّا ثُمَّ كَبَّرَ وَسَجَدَ
 مَطْمِئِنًّا وَسَبَّحَ فِيهِ فَلَا شَأْنَ وَجَافٍ بَطْنَهُ عَنْ فَخْذَيْهِ وَأَيْدِي عَصْدَيْهِ
 ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مُكَبِّرًا لِلشُّهُوسِ بِلَا اعْتِمَادٍ عَلَى الْأَرْضِ مِنْ أَيْدِيهِ وَبِلَا قُعُودٍ
 الرَّكْعَةُ الثَّانِيَةُ كَالْأُولَى إِلَّا أَنَّهُ لَا يُشْتَقُّ وَلَا يَتَعَوَّذُ وَلَا يُسَنُّ رَفْعُ الْيَدَيْنِ
 إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ كُلِّ صَلَاةٍ وَعِنْدَ تَكْبِيرِ الْقُنُوتِ فِي الْوُتْرِ وَتَكْبِيرَاتِ
 الزَّوَايِدِ فِي الْعِيدَيْنِ وَحِينَ يَرَى الْكَعْبَةَ وَحِينَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ
 وَحِينَ يَقُومُ عَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَعِنْدَ الْوُقُوفِ بِعَرَفَةَ وَمُزْدَلِفَةَ
 وَبَعْدَهَا فِي الْجُمُعَةِ الْأُولَى وَالْوُسْطَى وَعِنْدَ دُعَائِهِ بَعْدَ فَرَغِهِ مِنَ التَّسْبِيحِ
 عَقِبَ الصَّلَوَاتِ فَلَا ذَا فَرَغٍ الرَّجُلُ مِنْ سَجْدَةٍ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ
 الْيُسْرَى وَجَلَسَ عَلَيْهَا وَنَصَبَ يُمْنًا لَا وَوَجَّهَ أَصَابِعَهُمَا نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَوَضَعَ
 يَدَيْهِ عَلَى فَخْذَيْهِ وَبَسَطَ أَصَابِعَهُ وَالْمَرْأَةُ تَتَوَرَّكُ

دونوں سجدوں کے درمیان ہاتھوں کو رانوں پر رکھتے ہوئے مٹھن ہو کر بیٹھے پھر تکبیر کے اور مٹھن ہو کر سجدہ کرے
 تین بار تسبیح کے، پیٹ کو رانوں سے دور رکھے اور بازوؤں کو ٹاہر کرے بعد ازاں اٹھنے کے لیے تکبیر کتے ہوئے
 سر کو اٹھائے لیکن ہاتھوں کے ساتھ زمین پر سہارا نہ لے اور نہ ہی بیٹھے۔

دوسری رکعت پہلی کی طرح ہے البتہ اس میں نہ ثنا پڑھے اور نہ ہی اعوذ باللہ پڑھے۔
 نماز شروع کرتے وقت، وتروں میں قنوت کی تکبیر کتے وقت، عیدین کی زائد تکبیروں، کعبۃ اللہ کی زیارت
 کے وقت، حجر اسود کو چومنے کے وقت، جب صفا اور مروہ پر کھڑا ہوئے عرفات پر اور مزدلفہ میں وقوف کے وقت
 جمرہ اولیٰ اور وسطیٰ کو لکھریاں مارنے کے بعد اور تمام نمازوں کے بعد والی تسبیح سے فارغ ہونے کے بعد دعائے مانگنے کے
 علاوہ ہاتھ اٹھانا سنت نہیں ہے۔

جب مرد دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو جائے تو بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھ جائے اور دائیں
 پاؤں کو کھڑا کرے انگلیوں کو قبلہ رخ کرے اور ہاتھوں کو رانوں پر رکھے انگلیوں کو کشادہ کرے اور عہدت تو رک کرے

لے کعبۃ اللہ مبارک گھر ہے جو کہ مکہ کی مسجد حرام کے اندر ہے اور عمرہ کرنے والے اس کا طواف کرتے ہیں (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

وَقَرَأَ كَشَهِدًا ابْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَأَشَارَ بِالْمُسْتَبَحَةِ فِي الشَّهَادَةِ يَرْفَعُهَا
عِنْدَ النَّفْيِ وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ وَلَا يَزِيدُ عَلَى الشَّهَادَةِ فِي الْقَعْدَةِ الْأَوَّلِ وَهُوَ
التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّلِيَّاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَ
بَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ
أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ وَقَرَأَ الْفَاتِحَةَ فِيمَا بَعْدَ الْأُولَيْنِ ثُمَّ جَدَّ قَرَأَ
الشَّهَادَةَ ثُمَّ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ دَعَا بِمَا يَشْبَهُ الْقُرْآنَ وَ
السُّنَّةَ ثُمَّ يُسَلِّمُ يَمِينًا وَيَسَارًا فَيَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ
مِنْ مَعَةٍ كَمَا تَقَدَّمَ

پھر تشہد ابن مسعود رضی اللہ عنہ پڑھے اور شہادت کے وقت شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے نفی کے وقت
اٹھائے اور اثبات کے وقت رکھ دے۔ پہلے قعدہ میں تشہد پر اضافہ نہ کرے تشہد یہ ہے: "التحیات اللہ
آخر تک تمام قولی، بدنی اور مالی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں۔ اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم آپ پر سلامتی، اللہ تعالیٰ
کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں ہم پر اور اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں پر بھی سلامتی ہو میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ
کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خاص بندے اور رسول ہیں
پہلی دو رکعتوں کے بعد والی رکعات میں صرف سورہ فاتحہ پڑھے پھر بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے اس کے بعد
بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں ہدیہ درود بھیجے پھر ان الفاظ کے ساتھ دعا مانگے جو قرآن و سنت سے
مشابہ ہیں۔ اس کے بعد دائیں بائیں سلام پھیرے اور کہے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" ان لوگوں کی نیت
ارے جو اس کے ساتھ ہیں جس طرح پہلے گزر چکا ہے۔

(بقیہ سابقہ) ۱۔ حجر اسود ایک پتھر ہے جو کعبۃ اللہ کے ایک کونے میں لگا ہوا آسمانی صاحبان اور عمرہ کرنے والے اسے
چومتے ہیں۔

۲۔ صفا اور مردہ دو پہاڑیاں جن کے درمیان حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام
کے لیے پانی تلاش کرتے ہوئے دوڑ لگائی تھی اس یادگار کو باقی رکھا گیا۔

۳۔ عرفات وہ مقام ہے جہاں نودوا لحد کو حج ہوتا ہے وہاں ٹھہرنے کو وقوف کہتے ہیں (بقیہ برصغہ آئندہ)

(بقیہ سابقہ) ۵۵ عرفات سے واپسی پر راستے میں حروفِ آفاک سے جہاں دس دنانچہ کی رات کو ٹھہرا جاتا ہے۔

۵۶ جمرہ اولیٰ، جمرہ وسطیٰ اور جمرہ عقبیٰ تین ستون ہیں جن کو حجاج کرام بکریاں مارتے ہیں۔ یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی یادگار ہے کہ جب آپ اپنے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام کو حکم الہی سے قربان کرنے کے لیے لے گئے تو شیطان نے رکاوٹ ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ اس وقت آپ نے بکریاں ماری تھیں۔

۵۷ یعنی ان مقامات کے لیے علاوہ ہاتھ اٹھانا سنت نہیں بلکہ بعض جگہ تو منع کیا گیا نماز میں رکوع کے لیے جاتے ہوئے یا اٹھتے وقت ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے دیکھ کر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا اور ارشاد فرمایا اس کون سے نماز ادا کرو۔

۵۸ قدک کی تفصیل یہ ہے کہ ماشیہ پڑھ کر چکی ہے۔

(ماشیہ صغیر سابقہ)

۵۹ یعنی تشہد کے جو کلمات حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہیں۔

۶۰ اگر بھول کر اضافہ کیا تو سجدہ سہولاً لازم ہو جائے گا۔

۶۱ تشہد میں اس کے معانی کا اعتبار کرے اور جب "السلام علیک ایہا النبی" پڑھے تو یوں خیال کرے کہ میں بارگاہِ خلافت میں حاضر ہوں اور میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم بھی وہاں تشریف فرما ہیں، میں آپ کی بارگاہ میں سلام پیش کر رہا ہوں۔ تفصیل کے لیے دیکھیے حصین مترجم مطبوعہ فرید بک سنٹال لاہور ص ۱۱۴،

۶۲ دود ابراہیمی پڑھے جس کے کلمات یہ ہیں۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَسْبُ الْمُحْسِنِ
اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی آلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰہِیْمَ وَعَلٰی آلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَسْبُ الْمُحْسِنِ
یا اللہ صحت محمد مصطفیٰ اور آپ کی آل پر رحمت بھیج۔ جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم اور آپ کی اولاد پر رحمت نازل فرمائی
یا اللہ! حضرت محمد مصطفیٰ اور آپ کی آل کو برکت عطا فرما جیسے تو نے حضرت ابراہیم اور ان کی اولاد کو برکت عطا فرمائی۔
۵۹ مثلاً یہ دعا مانگے۔

رَبِّ اجْعَلْنِیْ مُقِیْمًا لِّلصَّلٰوةِ وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ رَبَّنَا وَ تَقَبَّلْ دُعَاؤَنَا غُفْرٰنِیْ وَ یُوْا اِیْدِیْ
وَرَبَّنَا مِیْنٰتِیْ یَوْمَ یَقْرَأُ الْحَسَابُ۔

اے میرے رب! مجھے ہمیشہ نماز پڑھنے والا بنامے اور میری اولاد کو بھی،

اے ہمارے رب! میری دعا قبول فرما اے ہمارے رب! مجھے اور میری اولاد کو حرام مومنوں کو بخش دے،
جس دن حساب قائم ہوگا۔

بَابُ الْإِمَامَةِ

هِيَ أَفْضَلُ مِنَ الْأَذَانِ وَالصَّلَاةِ بِالْجَمَاعَةِ سِتَّةٌ لِلرِّجَالِ الْأَخْوَارِ بِإِلَاحِدٍ
وَشَرْوُطُ صِحَّةِ الْإِمَامَةِ لِلرِّجَالِ الْأَصْحَاءُ سِتَّةٌ أَشْيَاءُ الْإِسْلَامُ وَالْبُلُوغُ
وَالْعَقْلُ وَالذُّكُورَةُ وَالْقِبْرَاءَةُ وَالسَّلَامَةُ مِنَ الْأَعْدَاءِ كَالرَّعَافِ وَالْفَأْفَاءِ
وَالْتَّمَتَةِ وَاللَّشَعِ وَفَقْدِ شَرْطِ كَطَهَارَةٍ وَسِتْرِ عِلْمِهِ
وَشَرْوُطُ صِحَّةِ الْإِقْتِدَاءِ أَرْبَعَةٌ عَشَرَ شَيْئَانِيَّةٌ الْمُتَقَدِّمُ
الْمُتَابِعَةُ مُقَابَرَتُهُ لِنَجْهِرِيَّتِهِ وَنِيَّةُ الرَّجُلِ الْإِمَامَةَ شَرْطُ لِحِصَّةِ
إِقْتِدَاءِ النِّسَاءِ بِهِ وَتَقَدُّمُ الْإِمَامِ بِعَقِبِهِ عَنِ الْمَأْمُورِ

امامت کا بیان

امامت، اذان سے افضل ہے اور آزاد مردوں کے لیے جماعت سنت ہے جبکہ کوئی عذر نہ ہو غیر معذور مردوں
کی امامت کے صحیح ہونے کے لیے چھ باتیں شرط ہیں۔
۱۔ اسلام (۲) بلوغت (۳) عقل (۴) مرد ہونا (۵) قرأت (۶) عذوب سے سلامت ہونا مثلاً نکیر انگلو
میں فارکھے کا زیادہ نکلنا۔ بات کرتے ہوئے تار کا زیادہ نکلنا، سین کی جگہ ناز اور راز کی جگہ فین پڑھنا۔ کسی شرط کا نہ
پایا جانا۔ مثلاً طہارت اور ستر عورت ہے۔

صحیح اقتدار کی شرائط:

- ۱۔ اقتدار کے صحیح ہونے کے لیے چودہ شرطیں ہیں۔
- ۲۔ مقتدی کا متابعت کی نیت کرنا جو تحریمہ سے ملے ہو۔
- ۳۔ مرد (امام) کا امامت کی نیت کرنا اس کے پیچھے عہدوں کی اقتدار صحیح ہونے کے لیے شرط ہے۔
- ۴۔ امام کا اپنی ایڑیوں کے ساتھ مقتدی سے آگے ہونا۔

۱۴ کیونکہ امامت نماز کے لیے ہوتی ہے اور نماز اذان سے افضل ہے۔

۱۵ آزاد مردوں کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ غلام اپنے مالک کے حکم کا پابند ہوتا ہے لہذا وہ معذور کی طرح ہے۔

۱۶ سنت موکدہ ہے جو واجب کے قریب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمنا نماز پڑھنے سے باجماعت نماز پچیس درجے افضل ہے۔

۱۷ غیر معذور سے مراد وہ لوگ ہیں جن میں کوئی عذر نہ پایا جاتا ہو۔ معذور شخص اپنے جیسے لوگوں کی امامت کا سکتا ہے۔

۱۸ قیامت کے منکر، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت سے انکار کرنے والے یا آپ کی صحابیت کے منکر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ یا گستاخوں کو اچھا سمجھنے والے صحابہ کرام یا اہل بیت رضی اللہ عنہم کی توہین کرنے والے کی امامت ناجائز ہے۔ اس بات کا غاص طور پر لحاظ رکھنا چاہیے۔ آج کے دور میں نماز جیسی اہم عبادت کو سیاسی مسئلہ بنا دیا گیا ہے۔ اور اس ضمن میں رواداری کی آڑ میں یہ نہیں دیکھا جاتا کہ نماز پڑھانے والا صحیح العقیدہ ہے یا نہیں یہ بات قطعاً غلط ہے۔

۱۹ بچے کی نماز نفل ہوتی ہے۔ لہذا اس کے پیچھے فرض نماز بھی صحیح نہیں اور نفل بھی کیونکہ بالغ مرد جب نفل نماز شروع کرتا ہے تو وہ اس پر لازم ہو جاتی ہے۔ جب کہ بچے پر لازم نہیں ہوتی۔ لہذا تراویح نابالغ حافظ کے پیچھے جائز نہیں۔

۲۰ عورت، مرد کی قیادت نہیں کر سکتی کیونکہ عورتوں کو پیچھے رکھنے کا حکم دیا گیا ہے لہذا ان کی امامت صحیح نہیں۔ (نوٹ) اس کا یہ مطلب نہیں کہ عورتوں کو حقوق میں بھی پیچھے رکھا گیا بلکہ اسلام، مردوں کی طرح عورتوں کو بھی حقوق دیتا ہے۔ لہذا ہماری مسلمان بہنوں کو چند مغرب زدہ دانشوروں کے پروپیگنڈے سے متاثر ہو کر اسلامی تعلیمات کے خلاف احتجاج نہیں کرنا چاہیے بلکہ غور کریں کہ چونکہ مردوں اور عورتوں کی جسمانی ساخت مختلف ہے۔ لہذا ان کا دائرہ کار بھی مختلف ہے ایسا نہیں کہ عورت کو دوسرے درجے کا شہری سمجھ لیا گیا ہے عورت کا اسلام میں بہت بڑا مقام ہے۔

۲۱ جو شخص قرآن پاک کے الفاظ صحیح طور پر ادا نہیں کر سکتا اسے صحیح کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس حالت میں اس کی اپنی نماز تو صحیح ہے لیکن امامت نہیں کر سکتا۔

۲۲ اس صورت میں خود اس کی اپنی نماز صحیح نہیں ہوتی۔ دوسروں کی کیسے صحیح ہوگی۔

۲۳ یعنی تکبیر تحریمہ کھتے وقت اس کی نیت یہ ہونی چاہیے کہ میں امام کے پیچھے نماز پڑھ رہا ہوں۔

۲۴ اگر امام، محبت کی امامت کی نیت نہیں کرے گا تو وہ جماعت میں شامل نہیں بھی جائے گی (بقیہ صفحہ اُردہ)

وَأَنْ لَا يَكُونَ أَذْنِي حَالًا مِّنَ الْمَأْمُومِينَ وَأَنْ لَا يَكُونَ الْإِمَامُ مُصَلِّيًا فَرَضًا
غَيْرَ فَرَضِهِ وَأَنْ لَا يَكُونَ الْإِمَامُ مُقِيمًا لِمَسَافِرٍ بَعْدَ الْوَقْتِ فِي
رِبَاعِيَّةٍ وَلَا مَسْبُوقًا وَأَنْ لَا يَفْصِلَ بَيْنَ الْإِمَامِ وَالْمَأْمُومِ صَفٌّ مِّنَ
النِّسَاءِ وَأَنْ لَا يَفْصِلَ نَهْرٌ يَمُرُّ فِيهِ الزَّوْرَقُ وَلَا طَرِيقٌ تَمُرُّ فِيهِ الْعَجَلَةُ وَلَا
حَائِطٌ يَشْتَبِهُ مَعَ الْعِلْمِ بِإِثْقَالَاتِ الْإِمَامِ فَإِنْ لَّمْ يَشْتَبِهْ لِسْمَاعٍ أَوْ رُؤْيَا
صَحْرًا إِلَّا قِتْدَاءً فِي الصَّحِيحِ وَأَنْ لَا يَكُونَ الْإِمَامُ رَاكِبًا وَالْمُقْتَدِي رَاجِلًا أَوْ رَاكِبًا
غَيْرَ دَابَّةٍ إِمَامٌ مَّهْدَانٌ لَا يَكُونُ فِي سَفِينَةٍ وَالْإِمَامُ فِي أُخْرَى غَيْرِ مُتَعَرِّكَةٍ بِهَا

۴۔ امام کا مقتدی سے گھٹیا حالت میں نہ ہونا۔

۵۔ امام ایسی فرض نماز نہ پڑھ رہا ہو جو مقتدی کی فرض نماز کا غیر ہو۔

۶۔ چار رکعت والی نماز میں وقت کے بعد تقیم اور مسبوق، مسافر کا امام نہ ہو۔

۷۔ درمیان میں ایسی ہنر نہ ہو جس میں کشتیاں چلتی ہوں۔

۸۔ اور نہ ایسا راستہ ہو جس میں گاڑیاں گزرتی ہیں۔

۹۔ امام اور مقتدی کے درمیان ایسی دیوار بھی نہ ہو جس سے امام کے (ارکان کی طرف) منتقل ہونے کا علم شبہ
ہو جائے اگر سننے یا دیکھنے کی وجہ سے مشتبہ نہیں ہوتا تو صحیح قول کے مطابق اقتدار صحیح ہے۔

۱۰۔ امام سوار اور مقتدی پیدل نہ ہو۔

۱۱۔ امام سے سنگ دوسری سواری پر نہ سوار ہو۔

۱۲۔ امام ایک کشتی میں اور مقتدی دوسری کشتی میں نہ ہو جو آپس میں بندھی ہوئی نہیں۔

(بقیہ سابقہ) لہذا اگر اس صورت میں وہ مرد کے ساتھ مل کر کھڑی ہو تو مرد کی نماز فاسد نہیں ہوگی۔ اور اگر امام نے اس کی
نیت کرنی تو اب مل کر کھڑے ہونے کی صورت میں مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ مجڑے کا بھی یہی حکم ہے۔

سفر ہذا، لے مثلاً مقتدی فرض پڑھ رہا ہو اور امام نفل پڑھتا ہو۔

لے جیسے امام عصر کے فرض پڑھ رہا ہے اور مقتدی ظہر کے فرض ادا کر رہا ہے یا وہ بھی عصر کی (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَأَنْ لَا يَعْلَمَ الْمُقْتَدِي مِنْ حَالِ إِمَامِهِ مُقْسِدًا فِي زَعْمِ السَّامُوْمِ كَخُرُوجِ
 دَمٍ أَوْ قِيٍّ لَمْ يُعِدْ بَعْدَهُ وَضُوءَ لَا وَصَحَّ اقْتِدَاءُ مُتَوَضِّئٍ بِسِتِيْمٍ وَغَائِلٍ
 بِمَاسِيحٍ وَقَائِمٍ بِقَاعِدٍ وَبِأَحْدَبٍ وَمُؤْمِرٍ بِبِشْلِهِ وَمُتَنَقِّلٍ بِمُقْتَرَضٍ وَإِنْ
 ظَهَرَ بُطْلَانُ صَلَوةِ إِمَامِهِ أَعَادَ وَيَكْزِمُ إِلَّا مَامَ إِعْلَامُ الْقَوْمِ بِاعَادَةِ
 صَلَوتِهِمْ بِالْقَدْرِ الْمُمْكِنِ فِي التَّخْتَارِ

۱۴۔ مقتدی کو امام کے بارے میں کوئی خاص ایسی بات معلوم نہ ہو جو مقتدی کے خیال میں وضو کو توڑنے والی ہے
 مثلاً خون کا ٹکنا یا قے کا آنا کہ اس کے بعد اس نے وضو نہیں لوٹایا۔

مسئلہ:۔ وضو کرنے والے کی تیمم کرنے والے کے پیچھے پاؤں دھونے والے کی مسح کرنے والے کے
 پیچھے کھڑے ہوئے کی بیٹھنے والے اور کھڑے کے پیچھے، اشارہ کرنے والے کی اپنی مثل کے پیچھے اور نفل پڑھنے والے
 کی فرق پڑھنے والے کے پیچھے اقتدار صحیح ہے۔

مسئلہ:۔ اگر امام کی نماز کا باطل ہونا ظاہر ہو جائے تو وہ نماز کو لوٹائے اور اس پر لازم ہے کہ ممکن حد تک
 لوگوں کو مطلع کرے کہ وہ اپنی نمازیں لوٹائیں۔ یہ مختار مذہب ہے۔

(بقیہ سابقہ) نماز ہی پڑھتا ہے لیکن کسی دوسرے دن کی عصر ہے۔

۱۵۔ کیونکہ مسافر وقت پر تیمم امام کے پیچھے نماز پڑھے تو پوری پڑھے گا لیکن سفر کی نماز قضا ہو جائے تو دو
 رکعتیں پڑھنا ہوں گی۔ اب چونکہ امام چار رکعتیں پڑھ رہا ہے لہذا امام کا پہلا قعدہ مقتدی کا آخری قعدہ ہوگا جو امام کے حق
 میں واجب ہے لیکن مسافر مقتدی پر فرض ہے۔ سبق یعنی جس کی کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں اس کے قعدے کا بھی صحیح علم نہیں
 ہو سکتا۔ لہذا مسافر کی نماز اس کے پیچھے جائز نہیں۔

۱۶۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس آدمی (مقتدی) اور امام کے درمیان نہریا راستہ یا عورتوں کی صف
 ہو اس کی نماز صحیح نہیں ہوتی ہے۔

۱۷۔ مفتی بہ قول کے مطابق امام اور مقتدیوں کی صف کے درمیان دو صفوں یا اس سے زیادہ کا فاصلہ ہو تو
 نماز جائز نہ ہوگی۔

۱۸۔ کیونکہ اس طرح مکان مختلف ہوگا البتہ ایک سواری پر دونوں سوار ہوں تو مکان کے اتحاد کی (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

(فصل) یَسْقُطُ حُضُورُ الْجَمَاعَةِ بِوَاحِدٍ مِنْ ثَمَانِيَةِ عَشَرَ شَيْئًا مَطَرٌ وَ
 بَرْدٌ وَخَوْفٌ وَظُلْمَةٌ وَجَبَسٌ وَعَمَى وَفَلَجٌ وَقَطْعُ يَدٍ وَرَجُلٌ وَسَقَامٌ وَقَعَادٌ
 وَوَحَلٌ وَزَمَانَةٌ وَشَيْخُوحَةٌ وَتَكَرُّارٌ فَقَدْ بِيَجْمَاعَةٍ تَقْوَتُهُ وَحُضُورُ طَعَامٍ
 تَتَوَقَّعُ نَفْسُهُ وَإِرَادَةُ سَفَرٍ وَقِيَامُهُ بِمَرِيضٍ وَشِدَّةٌ رِيحٍ لَيْلًا لَا نَهَارًا
 وَلَا ذَا النَّقْطَةِ عَنِ الْجَمَاعَةِ لِعُذْرٍ مِنْ أَعْذَارِهَا الْمُبِيحَةِ لِتَخْلُفَ يَحْصُلُ
 لَهُ ثَوَابُهَا

جماعت کی معافی:

اٹھارہ چیزوں میں سے ایک کے ساتھ جماعت کی حاضری ساقط ہو جاتی ہے۔

(۱) بارش (۲) سردی (۳) خوف (۴) سخت اندھیرا (۵) قید (۶) اندھا پن (۷) فالج
 (۸) ہاتھ اور پاؤں کا کٹا ہونا (۹) بیماری (۱۰) چلنے پھرنے سے معذور ہونا (۱۱) سخت
 کیچڑ (۱۲) شل ہونا (۱۳) بڑھاپا (۱۴) ایسی جماعت کے ساتھ فقہ کا تکرار جس کے
 اٹھ جانے کا خطرہ ہو (۱۵) کھانے کا حاضر ہونا جب کہ اس کا دل چاہتا ہو (۱۶) سفر کا
 ارادہ کرنا (۱۷) کسی مریض کے پاس ٹھہرنا (۱۸) رات کے وقت سخت ہوا کا چلنا، دن
 کو نہیں۔

مسئلہ: اگر ان عذروں میں سے جن کی وجہ سے جماعت سے پیچھے رہنا جائز ہے۔ کسی
 عذر کے باعث جماعت میں شامل نہ ہو تو بھی جماعت کا ثواب پائے گا۔

(بقیہ سابقہ) وجہ سے اقتداء صحیح ہوگی۔

کہ اگر دونوں کشتیاں ملی ہوئی نہ ہوں تو وہ دو مکانوں کی طرح ہوں گی۔ اگر ملی ہوئی ہوں تو وہ ایک
 مکان کی طرح ہوں گی اور نماز جائز ہوگی۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) اے مثلاً مقتدی کو معلوم ہے کہ امام کو منہ بھر کرتے آئی ہے اور اس کا دمنو ٹوٹ گیا
 لیکن اے اس بات کا علم نہیں کہ امام نے دوبارہ دمنو کیا ہے۔ اس صورت میں اگرچہ امام نے

القیہ سابقہ، وضو کر لیا ہو لیکن چونکہ مقتدی کے علم میں امام بے وضو ہے اور بے وضو کے پیچھے نماز جائز نہیں لہذا اس کی نماز ایسے امام کے پیچھے جائز نہ ہوگی۔

۳۱۔ قاعدہ یہ ہے کہ ادنیٰ حال والے کے پیچھے اعلیٰ حال والے کی نماز جائز نہیں اور ان مذکورہ بالا صورتوں میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔

۳۲۔ مثلاً اعلان دینروہ کے ذریعے یا جن غازیوں کو خط مکہ کرتا سکتا ہے انہیں خبردار کر دے کہ وہ اپنی نماز لوٹائیں۔

(القیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

۳۳۔ سخت ہارش اور سردی مراد ہے۔

۳۴۔ دشمن کا خوف ہے کہ وہ راستے میں ایذا پہنچائے گا

۳۵۔ یعنی ہر ایسا عذر جس کے سبب جماعت میں شرکت ناممکن ہے، جماعت کو ساقط کر دیتا ہے۔
۳۶۔ اگر وہ ہمیشہ ساتھیوں کے ساتھ تکرار کرتا ہے اور اب ساتھیوں کے چلے جانے کا خطرہ ہے۔ فقہ میں یہاں تفسیر حدیث، عقائد وغیرہ شامل ہیں۔

۳۷۔ کیونکہ پہلے کھانا نہ کھانے کی صورت میں غازی کا دل کھانے کی طرف رہے گا اور نماز خشوع و خضوع سے خالی ہوگی۔

۳۸۔ کیونکہ جماعت میں شمولیت کی وجہ سے سفر کی تیاری نہیں کر سکے گا یا گاڑی نکل جائے گی۔ اگر یہ خدشہ نہ ہو تو جماعت کے ساتھ پڑھے

۳۹۔ یعنی ایسا مریض جس کے پاس ٹمہرنا ضروری ہے۔

۴۰۔ دن کو سخت ہوا میں مسجد کی طرف جانے میں کوئی حرج نہیں البتہ رات کو نقصان پہنچنے کا خطرہ ہوتا ہے۔

۴۱۔ کیونکہ وہ مجبوری کے تحت جماعت سے پیچھے رہا۔ سستی دینروہ کی وجہ سے نہیں۔

(فصل) فِي الْحَقِّ بِالْإِمَامَةِ وَتَرْتِيبِ الصُّفُوفِ إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْحَاضِرِينَ
صَاحِبُ مَنْزِلٍ وَلَا وَظِيفَةٍ وَلَا دُوسُلْطَانٍ فَالْأَعْلَمُ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ ثُمَّ الْأَقْرَبُ
ثُمَّ الْأَوْسَعُ ثُمَّ الْأَسَنُّ ثُمَّ الْأَحْسَنُ خُلُقًا ثُمَّ الْأَحْسَنُ وَجْهًا ثُمَّ الْأَشْرَفُ
نَسَبًا ثُمَّ الْأَحْسَنُ صَوْتًا ثُمَّ الْأَنْظَفُ ثَوْبًا فَإِنْ اسْتَوَوْا يُقْرَأُ أَوَّلُ الْخِيَارِ
لِلْقَوْمِ فَإِنْ اخْتَلَفُوا فَالْعَبْرَةُ بِمَا اخْتَارَهُ الْأَكْثَرُ وَإِنْ قَدَّ مُوَاغِبُ الْأَوَّلَى
فَقَدْ أَسَاءُوا

امامت کا استحقاق اور صفوں کی ترتیب:

اگر حاضرین میں صاحب خانہ اور مقرر امام نہ ہو اور نہ ہی حکمران ہو، تو امامت کا زیادہ حق دار سب سے بڑا عالم ہے
پھر سب سے بڑا قاری، پھر زیادہ پرہیزگار، پھر جس کی عمر زیادہ ہو، پھر جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو اس کے بعد وہ
جس کی صورت اچھی ہو، پھر وہ جس کا نسب زیادہ معزز ہو، اس کے بعد وہ جس کی آواز اچھی ہو اور پھر وہ جس
کے کپڑے زیادہ صاف ستھرے ہوں۔

اگر تمام برابر ہوں تو قرعہ اندازی کی جائے یا قوم کو اختیار دیا جائے
اگر اختلاف پیدا ہو جائے تو اس کا اعتبار کیا جائے جس کو زیادہ لوگ پسند کریں۔ اگر انہوں نے اس کو
آگے کیا جو زیادہ حق نہیں رکھتا تو انہوں نے بُرا کیا۔

۱۔ سب سے پہلا حق سلطان کا ہے پھر امیر اس کے بعد قاضی پھر گمراہ والا امامت کا حق رکھتا ہے۔

(بہار شریعت حصہ سوم ص ۸۷)

۲۔ جو نماز کے مسائل اور قرأت میں سنت طریقہ جانتا ہے۔ اور ظاہری بے حیائیوں سے بچتا ہو۔

۳۔ یعنی جو قرأت کے احکام زیادہ جانتا ہے محض حافظ قرآن نہ ہو۔

۴۔ ورع، تقویٰ سے زیادہ درجہ رکھتا ہے۔ کیونکہ تقویٰ حرام سے بچنے کا نام ہے، جب کہ ورع شبہات

سے بچنے کو کہتے ہیں۔

۵۔ حضرت مالک بن حویرث امدان کے چچا زاد بھائی رضی اللہ عنہما سفر پر جانے لگے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
(بقیہ صفحہ ۱۳۳)

وَكُورَةُ اِمَامَةِ الْعَبْدِ وَالْاَعْمٰى وَالْاَعْرَابِیِّ وَوَلَدِ الزَّانَا الْجَاهِلِ وَالْفَاسِقِ وَالْمُبْتَدِعِ
وَقَطْرِیْلِ الصَّلٰوَةِ وَجَمَاعَةِ الْعُرَاةِ وَالنِّسَاءِ فَاِنْ فَعَلْنَ یَقِفُ الْاِمَامُ وَسَطَهُنَّ
كَالْعُرَاةِ وَیَقِفُ الْوَاحِدُ عَنْ یَمِیْنِ الْاِمَامِ وَالْاَكْثَرُ خَلْفَهُ وَیَصِفُّ الرِّجَالُ
ثُمَّ الصِّبْیَانُ ثُمَّ الْخَنَازِیُّ ثُمَّ النِّسَاءُ

ان لوگوں کی امامت مکروہ ہے :

غلام، اندھے، دیہاتی، ولد زنا، جاہل، فاسق اور بدعتی کی امامت مکروہ ہے، نماز کو لمبا کرنا اور
نگوں نیز عورتوں کی جماعت بھی مکروہ ہے۔ اگر عورتیں ایسا کریں تو ان کی امام درمیان میں کھڑی ہو جیسے تنگوں
کی جماعت میں ہوتا ہے۔

ایک آدمی ہو تو امام کی دائیں جانب اور زیادہ لوگ ہوں تو پیچھے کھڑے ہوں پہلے مرد صفیں باندھیں پھر
بچے اس کے بعد بچڑے اور پھر عورتیں۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) نے فرمایا ”تم میں سے بڑے کو امامت کرنا چاہیے۔“

۱۔ لوگوں سے اچھا برتاؤ کرنے والا۔

۲۔ حسن صورت، اچھی سیرت پر دلالت کرتی ہے اور یہاں محض ظاہری حسن کو ترجیح نہیں دی گئی بلکہ وہ شخص مراد ہے
جو حسن اخلاق کا بھی مالک ہو۔

۳۔ کیرنیکہ لوگ اپنے نسب والے کی تعظیم و احترام کرتے ہیں اس طرح یہ بات کثرت جماعت کا سبب ہوگی۔

۴۔ اچھی آواز کو لوگ زیادہ پسند کرتے ہیں۔

۵۔ عمدہ اور صاف ستھرے لباس والے امام کی زیادہ قدر و منزلت ہوتی ہے اور لوگوں کے دلوں میں اس کے لیے
احترام ہوتا ہے۔

اللہ یعنی انہوں نے اچھا کام نہیں کیا سب سے بہتر کو آگے کرنا چاہیے تھا

دفعہ ہذا ۱۔ چونکہ غلام عام طور پر اپنے آقا کی خدمت میں مصروف رہنے کی وجہ سے علم حاصل نہیں کر سکتے اس لیے
ان میں جمالت زیادہ ہوتی ہے لیکن اگر کوئی غلام عالم اور متقی ہو تو اس کی امامت مکروہ نہ ہوگی۔

۲۔ چونکہ نابینا آدمی اپنے پیروں کی حفاظت نہیں کر سکتا اور ممکن ہے وہ قبلہ کی صحیح سمت (بقیہ صفحہ آئندہ)

(فصل) فِيمَا يَفْعَلُهُ الْمُقْتَدِي بَعْدَ فَرَغِ إِمَامِيهِ مِنْ وَاجِبٍ وَغَيْرِهِ لَوْ
 سَلَّمَ إِلَّا مَامُ قَبْلَ فَرَغِ الْمُقْتَدِي مِنَ التَّشَهُّدِ يَتِمُّهُ وَلَوْ نَفَعَ إِلَّا مَامُ
 رَأْسَهُ قَبْلَ تَسْبِيحِ الْمُقْتَدِي ثَلَاثًا فِي الزُّكُوعِ أَوِ السُّجُودِ يَتَابِعُهُ وَلَوْ نَادَى
 إِلَّا مَامُ سَجْدَةٍ أَوْ قَامَ بَعْدَ الْقُعُودِ الْآخِرِ سَاهِيًا لَا يَتَّبِعُهُ الْمُؤْتَمِرُونَ إِنْ
 قَيَّدَهَا سَلَامٌ وَحْدَهُ وَإِنْ قَامَ إِلَّا مَامُ قَبْلَ الْقُعُودِ الْآخِرِ سَاهِيًا انْتِظَرَهُ
 الْإِمَامُ فَإِنْ سَلَّمَ الْمُقْتَدِي قَبْلَ أَنْ يَقَيَّدَ إِمَامُهُ الزَّائِدَةَ بِسَجْدَةٍ فَسَدَ فَرْضُهُ
 وَكَرِهَ سَلَامُ الْمُقْتَدِي بَعْدَ تَشَهُّدِ الْإِمَامِ قَبْلَ سَلَامِهِ

امام فارغ ہو جائے تو مقتدی کیا کرے؟

امام کے فارغ ہونے کے بعد مقتدی پر کیا کام کرنا واجب ہے اور کیا نہیں کرنا چاہیے۔ اگر امام نے مقتدی کے تشہد مکمل کرنے سے پہلے سلام پھیر دیا تو وہ اسے پورا کرے۔ اور اگر رکوع یا سجدے میں مقتدی کے تین بار تسبیح کہنے سے پہلے امام نے سر اٹھایا تو اس کی اتباع کرے۔
 اگر امام نے زائد سجدہ کیا یا آخری قعدہ کے بعد بھول کر کھڑا ہو گیا تو مقتدی اس کی پیروی نہ کرے اور اگر امام نے زائد رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو مقتدی تنہا سلام پھیرے۔
 اگر امام آخری قعدہ سے پہلے بھول کر کھڑا ہو گیا تو مقتدی اس کی انتظار کرے۔ اگر مقتدی نے امام کے زائد رکعت کا سجدہ کرنے سے پہلے سلام پھیر لیا تو اس کی فرض نماز فاسد ہو جائے گی۔
 امام کے تشہد پڑھنے کے بعد اور سلام پھیرنے سے پہلے مقتدی کا سلام پھیرنا مکروہ (تحریمی) ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) معلوم نہ کر سکے اس لیے اس کی امامت مکروہ ہے۔ لیکن اس سے افضل امام نہ ہو تو کوئی کراہت نہیں۔
 ۳۳ دیہاتی سے دیہات کا رہنے والا نہیں بلکہ جاہل مراد ہے۔ چاہے وہ شہری ہی کیوں نہ ہو۔
 ۳۴ یعنی جو اپنے باپ کا نہیں۔ اگر یہ شخص عالم متقی ہو تو اس کی امامت جائز ہوگی۔
 ۳۵ براعمال شخص چاہے عالم ہے اس کی امامت مکروہ ہے کیونکہ وہ دین کا خیال نہیں رکھتا لہذا اس کی (بقیہ صفحہ آئندہ)

(فقہ سابقہ) توہین واجب ہے جب کہ امام کی تعلیم کی جاتی ہے۔

۵۶ بدعت لغوی معنی کے اعتبار سے نئی چیز کو کہتے ہیں۔ شریعت میں جس بدعت سے روکا گیا ہے اور اس کی مذمت کی گئی ہے یہ وہ عمل ہے جو سنت کے خلاف اور ترک سنت کا موجب بنتا ہے۔ اگر ایسا نیا کام ہو جس کی اصل دین میں پائی جاتی ہو اور وہ دین کے استحکام کا باعث ہو تو وہ بدعت حسنہ کہلائے گا مثلاً میلاد شریف کی مجلس وغیرہ۔ بلکہ بعض نئے کام تو ایسے ہیں جو واجب ہیں۔ مثلاً قرآن پاک کو سمجھنے کے لیے صرف و نحو کی تعلیم، حالانکہ حضور علیہ السلام کے زمانے میں صرف اور نحو پڑھی نہیں جاتی تھی۔ لہذا ہر نئے کام کو بدعت مذمومہ قرار دینا غلط ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیے۔ (اشقۃ اللغات اردو حصہ اول ص ۲۲۴۔ مبلوہ فرید بک شمال اردو بازار لاہور)

۵۷ نماز کو لمبا کرنے سے لوگ جماعت سے نفرت کرنے لگتے ہیں اور تنہا پڑھنے کو ترجیح دیتے ہیں جس سے جماعت کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسی لیے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو امامت کرائے وہ نماز مختصر پڑھائے۔

۵۸ اس طرح پردہ زیادہ ہوتا ہے۔

۵۹ صفوں کی یہ ترتیب احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

۱۰ چونکہ تشہد پڑھنا واجب ہے لہذا معتدی کے لیے اس کا پورا کرنا ضروری ہے۔ یہاں امام کی متابعت نہ ہوگی۔

۱۱ تسبیحات رکوع و سجود سنت ہیں۔ ان کے رہ جانے سے نماز ہو جاتی ہے جب کہ امام کی متابعت ضروری ہے۔ لہذا تسبیحات چھوڑ کر امام کی اتباع کرے۔

۱۲ چونکہ زائد سجدہ یا آخری قعدہ کے بعد رکعت کے لیے کھڑا ہونا نماز کا حصہ نہیں لہذا اس میں معتدی امام کی اتباع نہیں کرے گا۔ البتہ اس کے ساتھ سلام پھیرنے کے لیے انتظار کرے۔ اگر وہ زائد رکعت کا سجدہ کرے تو معتدی تنہا سلام پھیرے۔

۱۳ کیونکہ اس نے امام کی اقتدار کرنے کے باوجود ایک رکن یعنی آخری قعدہ تنہا ادا کیا۔

۱۴ کیونکہ اس صحت میں اس نے امام کی متابعت ترک کر دی تاہم نماز باطل نہ ہوگی۔

(فصل) فِي الْأَذْكَاءِ الْوَارِدَةِ بَعْدَ الْفَرَضِ الْقِيَامُ إِلَى السُّنَّةِ مُتَّصِلًا بِالْفَرَضِ
مَسْنُونٌ وَعَنْ شَمْسِ الْأَيْمَةِ الْحَلَوَانِيِّ لَا بَأْسَ بِفِرَاقَةِ الْأَوْرَادِ بَيْنَ الْفَرِيضَةِ
وَالسُّنَّةِ وَيَسْتَحِبُّ لِلْإِمَامِ بَعْدَ سَلَامِهِ أَنْ يَتَحَوَّلَ إِلَى يَسَارِهِ لِتَطَوُّعِ بَعْدَ الْفَرَضِ
وَأَنْ يَسْتَقْبِلَ بَعْدَهُ النَّاسَ وَيَسْتَغْفِرُونَ اللَّهَ وَيَقْرَأُونَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالْمُعَوَّذَاتِ
وَيُسَبِّحُونَ اللَّهَ ثَلَاثًا وَثَلَاثِينَ وَيَحْمَدُ اللَّهَ كَذَلِكَ وَيَكْبِّرُ اللَّهَ كَذَلِكَ ثُمَّ
يَقُولُونَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ
شَيْءٍ قَدِيرٌ ثُمَّ يَدْعُونَ لِنَفْسِهِمْ وَلِلْمُسْلِمِينَ مَا افْعَلْ أَيْدِيَهُمْ ثُمَّ يَسْخَرُونَ
بِهَا وَجُوهَهُمْ فِي آخِرِهِ

فرض نماز کے بعد اذکار:

فرض نماز کے فوراً بعد سنتوں کے لیے کھڑا ہونا مسنون ہے۔

حضرت شمس اللہ حلوانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ فرضوں اور سنتوں کے درمیان وظائف پڑھنے میں
کوئی حرج نہیں ہے۔

امام کے لیے مستحب ہے کہ سلام پھرنے کے بعد نوافل (سنتیں و تیرہ) پڑھنے کے لیے اپنی بائیں جانب
ہوجائے۔ اور اس کے بعد (سنتوں اور نوافل کے بعد دعا کے لیے) لوگوں کی طرف متوجہ ہو جائے۔

نماز کے بعد استغفار کریں، ایت الکرسی اور معوذات پڑھیں۔

تینتیس بار سبحان اللہ۔ اتنی بار الحمد للہ اور اتنی ہی بار اللہ اکبر کہیں۔ اس کے بعد پڑھیں۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ اللَّهُ تَعَالَى كَمَا كَرِهِيَ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى وَهُوَ إِلَهُكُمْ

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ اس کا کوئی شریک نہیں۔ اسی کی بادشاہی ہے

اور اسی کے لیے تعریف ہے اور وہ ہر چیز

پر قادر ہے۔

اس کے بعد ہاتھ اٹھا کر اپنے لیے اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا مانگیں اور پھر آخر میں ان کو اپنے چہروں پر ملیں۔

بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّلَاةَ

وَهُوَ ثَمَنِيَّةٌ وَسِتُّونَ شَيْئًا الْكَلِمَةُ وَلَوْ سَهْوًا أَوْ خَطَاً وَالِدُّعَاءُ بِمَا يَشَبَّهُ
كَلَامَنَا وَالسَّلَامُ بِنِيَّةِ التَّحِيَّةِ وَلَوْ سَاهِيًا وَرَدُّ السَّلَامِ بِلسَانِهِ أَوْ بِالصَّافِحَةِ
وَالْعَمَلُ الْكَثِيرُ وَتَحْوِيلُ الصَّدْرِ عَنِ الْقِبْلَةِ وَأَكْلُ شَيْءٍ مِّنْ خَارِجٍ فِيهِ
وَلَوْ قَلَّ وَأَكْلُ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ وَهَرَقْدَارُ الْحِطَّةِ وَشُرْبُهُ وَالتَّحْنُطُ بِإِلَّا
عُدَاهُ وَالتَّافِيفُ وَالْإِسِينُ وَالتَّأْوُوعُ وَارْتِفَاعُ بُكَائِهِ مِّنْ وَجَعٍ أَوْ مُصِيبَةٍ
لَا مِّنْ ذِكْرِ جَنَّةٍ أَوْ نَارٍ

جو چیزیں نماز کو توڑ دیتی ہیں:

۶۸ چیزیں ہیں۔

- ۱۔ گفتگو کرنا اگرچہ معمول کر یا غلطی سے ہو۔
- ۲۔ ایسے کلمات کے ساتھ دعا مانگنا جو ہمارے (دنیوی) کلام سے مشابہ ہو۔
- ۳۔ سلام کرنے کی نیت سے لفظ سلام کہنا اگرچہ معمول کر ہو۔
- ۴۔ زبان یا دہاتھ سے (مصافحہ کرتے ہوئے سلام کا جواب دینا۔
- ۵۔ عمل کثیر۔ (۶) قبلہ سے سینہ پھیرنا۔
- ۷۔ کوئی چیز منہ کے اندر باہر سے لے کر کھانا۔ اگرچہ کم ہو۔
- ۸۔ فانتوں کے درمیان جو کچھ (ڑکا ہوا) ہے اسے کھانا جب وہ (کم از کم) چنے کے برابر ہو۔
- ۹۔ (کوئی مشروب) پینا۔ (۱۰) کسی عذر کے بغیر کھانا۔
- ۱۱۔ اُف اُف کرنا۔ (۱۲) آہ کرنا (۱۳) کراہنا۔
- ۱۴۔ در دیا مصیبت کی وجہ سے بلند آواز سے رونا جنت اور دوزخ کے ذکر سے نہیں۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱۔ حدیث شریف میں ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کا سلام پھیرے کے بعد یہ دعا مانگتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ اَخْرَجْتَ۔ لہذا یہاں فوراً کھڑا ہونے سے مراد یہ ہے کہ فرض پڑھنے کے بعد یہ دعا مانگے اور مزید تاخیر کے بغیر سنتیں شروع کر دے۔

۲۔ بہتر یہی ہے کہ اوراد و وظائف نماز مکمل کرنے کے بعد پڑھے۔

۳۔ یعنی امام اپنی بائیں جانب جو قبلہ کی دائیں جانب ہوگی ہٹ کر سنتیں پڑھے۔

۴۔ امام نمازیوں کی طرف بھی متوجہ ہو سکتا ہے۔ دائیں طرف اور بائیں طرف بھی پھر سکتا ہے۔ بہتر یہ کہ دائیں طرف پھرے یعنی قبلہ اس کی بائیں جانب ہو۔

۵۔ معوذات سے مراد سورہ الفلق، سورہ النکس اور سورہ اخلاص ہے۔ پہلی دو میں پناہ کا ذکر ہے تیسری میں اگرچہ پناہ کا ذکر نہیں لیکن دو کی کثرت کا اعتبار کر کے تینوں کو معوذات کہا گیا ہے۔

۶۔ حدیث شریف میں ہے جو شخص ہر نماز کے بعد۔ سبحان اللہ والحمد للہ اور اللہ اکبر تینتیس تینتیس بار پڑھے یہ تانے بار ہو گیا پھر لا اِلهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ پڑھے اس کی خطائیں معاف ہو جاتی ہیں۔ اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (صحیح مسلم جلد اول ص ۲۱۹) (حاشیہ صفحہ سابقہ)

۱۔ یہ یاد نہ رہے کہ وہ نماز پڑھ رہا ہے تو اُسے نسیان (بھولنا) کہتے ہیں۔ اور اگر نماز تو یاد رہے لیکن کچھ پڑھنے کی بجائے گفتگو کر دی تو یہ خطا (غلطی) ہے۔

۲۔ مثلاً یہ کہ یا اللہ مجھے کھانا دے وغیرہ

۳۔ کیونکہ اس میں خطاب ہوتا ہے لہذا دنیوی کلام کی طرح ہوگا۔

(بہتر یہ جلد اول ص ۱۲۰)

۴۔ یہ بھی سلام کی طرح ہے۔

۵۔ اگر دیکھنے والا سمجھے کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھ رہا تو ایسا عمل، عمل کثیر ہوگا ورنہ قلیل شمار ہوگا۔

۶۔ کیونکہ قبلہ رخ رہنا فرض ہے البتہ بے وضو ہو جائے تو وضو کرنے کے لیے باتے ہوئے قبلہ رخ نہیں ہے گا۔

۷۔ ۸۔ ان دونوں صورتوں میں وہ ایسے عمل کا مرتکب ہوا ہے جس سے بچنا ممکن تھا اور وہ نماز کے افعال میں سے بھی نہیں۔

۹۔ اگر جنت اور دوزخ کے ذکر سے روایا تو یہ خشوع کی علامت ہے لہذا اس سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

وَكُفِّمْنِي عَاطِسَ بَيْرَحْنِكَ اللَّهُ وَجَوَابُ مُسْتَفْهِمٍ عَنْ نَدِّ إِلَهِ إِلَّا
 اللَّهُ وَخَيْرِ سَوْءٍ بِالْإِسْتِرْجَاعِ وَسَائِرٍ بِالْحَمْدِ لِلَّهِ وَعَجَبِ إِلَهِ إِلَّا اللَّهُ
 أَوْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَكُلُّ شَيْءٍ قَصِدَ بِهِ الْجَوَابُ كَمَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ وَرُؤْيَا
 مَتَّيِّمٍ مَاءً وَتَمَامَ مَدَّةِ مَا سَجِدَ الْخَفِ وَنَزْعُهُ وَتَعْلُمُ الْأَرْقَى آيَةً وَوَجْدَانُ
 الْعَارِي سَائِرًا وَقَدْ رَأَى الْمُؤْمِنِ عَلَى الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَتَذَكُّرُ فَائِثَةٍ
 لِيَذَى قَرَّتِيْبٍ وَاسْتِخْلَافُ مَنْ لَا يَصْلَحُ إِمَامًا وَطُلُوعُ الشَّمْسِ فِي الْفَجْرِ
 زَوَالُهَا فِي الْعِيْدَيْنِ وَدُخُولُ وَقْتِ الْعَصْرِ فِي الْجُمُعَةِ وَسُقُوطُ الْجَبْرِ عَنْ بَرٍّ

(۱۵) چھیننے والے کو "یرحمک اللہ" (اللہ تم پر رحم فرمائے) کے ساتھ جواب دینا۔ (۱۶) شریک باری تعالیٰ
 کے بارے میں پوچھنے والے کو "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" کے ساتھ جواب دینا۔ بری خبر سن کر "إِنَّا إِلَهُ إِلَيْهِ
 نَجْعُونَ" پڑھنا، خوشخبری سن کر "الْحَمْدُ لِلَّهِ" کہنا، تعجب خیز خبر سن کر "لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ" یا "سُبْحَانَ اللَّهِ"
 کہنا۔ (۱۷) ہر وہ کلام جس کے ساتھ جواب دینا مقصود ہو جیسے "يَا حَيُّ خُذِ الْكِتَابَ" (۱۸) تیمم والے کا پانی
 کو دیکھ لینا (۱۹) ہوزوں پر مسح کرنے والے کی مدت مسح ختم ہو جانا (۲۰) ہوزہ اتار لینا (۲۱) اُن پڑھ
 کا کوئی آیت سیکھ لینا۔ (۲۲) ننگے کو کپڑا مل جانا جو ستر کو ڈھانپ لے (۲۳) اشارے سے نماز
 پڑھنے والے کا رکوع اور سجدے پر قادر ہو جانا۔ (۲۴) صاحب ترتیب کو فوت شدہ نماز یاد آنا (۲۵) ایسے
 آدمی کو خلیفہ بنانا جو امامت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ (۲۶) فجر کی نماز میں سورج کا طلوع ہو جانا (۲۷) عیدین
 کی نماز میں زوال کا وقت داخل ہو جانا (۲۸) جمعہ کی نماز میں وقت عصر کا داخل ہو جانا (۲۹) زخم ٹھیک ہونے پر
 پٹی کا گر جانا۔

۱۔ ان تمام صورتوں میں جواب دینا مقصود ہوتا ہے لہذا یہ نماز کے منافی ہیں اس لیے نماز ٹوٹ جائے گی۔
 ۲۔ چونکہ تیمم کی اجازت پانی پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے اب جب پانی نظر آگیا تو عذر باطل ہو گیا
 بشرطیکہ آنا پانی ہو جس سے وضو کیا جاسکتا ہے۔

۳۔ کیونکہ مدت ختم ہوتے ہی پاؤں میں حرث لٹ آئے گا۔

(بھی صفحہ آئندہ)

۴۔ یہاں بھی پہلے والی صورت ہے۔

وَنَوَالٍ عَذْرَاءٍ الْمَعْدُورَةِ وَالْحَدَّثِ عَمْدًا أَوْ بِصْنَعٍ غَيْرِهِ وَالْإِغْمَاءِ وَالْجُنُونِ
وَالْجَنَابَةِ بِنَظَرٍ أَوْ اخْتِلَامٍ وَمَحَاذِ الْأَمْتِهَاءِ فِي صَلَوةٍ مُطْلَقَةٍ مُشْتَرَكَةٍ
تَحْرِيمَةٍ فِي مَكَانٍ مُتَّحِدٍ بِدَحَائِلٍ وَتَوَيٍّ إِمَامَتَهَا وَظُهُورِ عَوْرَتِهَا مِنْ سَبْقِ
الْحَدَّثِ وَكَوَاضِطٍ إِلَيْهِ كَكَشْفِ الْمَرَأَةِ ذِرَاعِهَا لِلْوَضُوءِ وَقِرَاءَتِهِ ذَاهِبًا
أَوْ عَائِدًا لِلْوَضُوءِ وَمَكْنَتِهِ قَدْ رَادَّ رُكْنَ بَعْدَ سَبْقِ الْحَدَّثِ مُسْتَقِظًا

(۳۰) معذور کے عذر کا زائل ہو جانا (۳۱) جان بوجھ کر یا دوسرے کے عمل سے بے وضو ہو جانا۔ (۳۲) بیہوش
ہو جانا (۳۳) پاگل ہو جانا (۳۴) دیکھنے سے جنبی ہو جانا یا اختلام سے (۳۵) مطلق نماز میں جس کی تحریم مشترک
ہو ایک جگہ میں کسی رکاوٹ کے بغیر قابل شہوت عورت کے ساتھ کھڑا ہونا جب کہ امام اس عورت کی امامت کی
نیت کرے۔ (۳۶) جو آدمی بے وضو ہو گیا اس کے کسی ستر کا ننگا ہونا اگرچہ مجبوری سے ہو مثلاً عورت کا وضو
کے لیے اپنے بازوؤں کو ننگا کرنا۔ (۳۷) وضو کے لیے جاتے یا آتے ہوئے قرات کرنا۔ (۳۸) بے وضو ہونے کے
بعد بیداری کی حالت میں ایک رکن کی امایگی کے برابر ٹھہرے رہنا۔

(بقیہ ماثیہ صفحہ سابقہ) ۵، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰، ۱۱، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۱، ۲۲، ۲۳، ۲۴، ۲۵، ۲۶، ۲۷، ۲۸، ۲۹، ۳۰، ۳۱، ۳۲، ۳۳، ۳۴، ۳۵، ۳۶، ۳۷، ۳۸، ۳۹، ۴۰، ۴۱، ۴۲، ۴۳، ۴۴، ۴۵، ۴۶، ۴۷، ۴۸، ۴۹، ۵۰، ۵۱، ۵۲، ۵۳، ۵۴، ۵۵، ۵۶، ۵۷، ۵۸، ۵۹، ۶۰، ۶۱، ۶۲، ۶۳، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۵، ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۷۹، ۸۰، ۸۱، ۸۲، ۸۳، ۸۴، ۸۵، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۸۹، ۹۰، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۴، ۹۵، ۹۶، ۹۷، ۹۸، ۹۹، ۱۰۰، ۱۰۱، ۱۰۲، ۱۰۳، ۱۰۴، ۱۰۵، ۱۰۶، ۱۰۷، ۱۰۸، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۲، ۱۱۳، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۱۹، ۱۲۰، ۱۲۱، ۱۲۲، ۱۲۳، ۱۲۴، ۱۲۵، ۱۲۶، ۱۲۷، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۴، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۷، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱، ۱۴۲، ۱۴۳، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۶، ۱۴۷، ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰، ۱۵۱، ۱۵۲، ۱۵۳، ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۶۲، ۱۶۳، ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۶، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۶۹، ۱۷۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۷۵، ۱۷۶، ۱۷۷، ۱۷۸، ۱۷۹، ۱۸۰، ۱۸۱، ۱۸۲، ۱۸۳، ۱۸۴، ۱۸۵، ۱۸۶، ۱۸۷، ۱۸۸، ۱۸۹، ۱۹۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۱۹۵، ۱۹۶، ۱۹۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۰۰، ۲۰۱، ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۳، ۲۱۴، ۲۱۵، ۲۱۶، ۲۱۷، ۲۱۸، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۵، ۲۲۶، ۲۲۷، ۲۲۸، ۲۲۹، ۲۳۰، ۲۳۱، ۲۳۲، ۲۳۳، ۲۳۴، ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۰، ۲۴۱، ۲۴۲، ۲۴۳، ۲۴۴، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۰، ۲۵۱، ۲۵۲، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۵۵، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۵۸، ۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۶۴، ۲۶۵، ۲۶۶، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۶۹، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۵، ۲۷۶، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۳، ۲۸۴، ۲۸۵، ۲۸۶، ۲۸۷، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۰، ۲۹۱، ۲۹۲، ۲۹۳، ۲۹۴، ۲۹۵، ۲۹۶، ۲۹۷، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۰، ۳۰۱، ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۶، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۰۹، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵، ۳۱۶، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۳، ۳۲۴، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵، ۳۳۶، ۳۳۷، ۳۳۸، ۳۳۹، ۳۴۰، ۳۴۱، ۳۴۲، ۳۴۳، ۳۴۴، ۳۴۵، ۳۴۶، ۳۴۷، ۳۴۸، ۳۴۹، ۳۵۰، ۳۵۱، ۳۵۲، ۳۵۳، ۳۵۴، ۳۵۵، ۳۵۶، ۳۵۷، ۳۵۸، ۳۵۹، ۳۶۰، ۳۶۱، ۳۶۲، ۳۶۳، ۳۶۴، ۳۶۵، ۳۶۶، ۳۶۷، ۳۶۸، ۳۶۹، ۳۷۰، ۳۷۱، ۳۷۲، ۳۷۳، ۳۷۴، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۷، ۳۷۸، ۳۷۹، ۳۸۰، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۸۸، ۳۸۹، ۳۹۰، ۳۹۱، ۳۹۲، ۳۹۳، ۳۹۴، ۳۹۵، ۳۹۶، ۳۹۷، ۳۹۸، ۳۹۹، ۴۰۰، ۴۰۱، ۴۰۲، ۴۰۳، ۴۰۴، ۴۰۵، ۴۰۶، ۴۰۷، ۴۰۸، ۴۰۹، ۴۱۰، ۴۱۱، ۴۱۲، ۴۱۳، ۴۱۴، ۴۱۵، ۴۱۶، ۴۱۷، ۴۱۸، ۴۱۹، ۴۲۰، ۴۲۱، ۴۲۲، ۴۲۳، ۴۲۴، ۴۲۵، ۴۲۶، ۴۲۷، ۴۲۸، ۴۲۹، ۴۳۰، ۴۳۱، ۴۳۲، ۴۳۳، ۴۳۴، ۴۳۵، ۴۳۶، ۴۳۷، ۴۳۸، ۴۳۹، ۴۴۰، ۴۴۱، ۴۴۲، ۴۴۳، ۴۴۴، ۴۴۵، ۴۴۶، ۴۴۷، ۴۴۸، ۴۴۹، ۴۵۰، ۴۵۱، ۴۵۲، ۴۵۳، ۴۵۴، ۴۵۵، ۴۵۶، ۴۵۷، ۴۵۸، ۴۵۹، ۴۶۰، ۴۶۱، ۴۶۲، ۴۶۳، ۴۶۴، ۴۶۵، ۴۶۶، ۴۶۷، ۴۶۸، ۴۶۹، ۴۷۰، ۴۷۱، ۴۷۲، ۴۷۳، ۴۷۴، ۴۷۵، ۴۷۶، ۴۷۷، ۴۷۸، ۴۷۹، ۴۸۰، ۴۸۱، ۴۸۲، ۴۸۳، ۴۸۴، ۴۸۵، ۴۸۶، ۴۸۷، ۴۸۸، ۴۸۹، ۴۹۰، ۴۹۱، ۴۹۲، ۴۹۳، ۴۹۴، ۴۹۵، ۴۹۶، ۴۹۷، ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۰، ۵۰۱، ۵۰۲، ۵۰۳، ۵۰۴، ۵۰۵، ۵۰۶، ۵۰۷، ۵۰۸، ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱، ۵۱۲، ۵۱۳، ۵۱۴، ۵۱۵، ۵۱۶، ۵۱۷، ۵۱۸، ۵۱۹، ۵۲۰، ۵۲۱، ۵۲۲، ۵۲۳، ۵۲۴، ۵۲۵، ۵۲۶، ۵۲۷، ۵۲۸، ۵۲۹، ۵۳۰، ۵۳۱، ۵۳۲، ۵۳۳، ۵۳۴، ۵۳۵، ۵۳۶، ۵۳۷، ۵۳۸، ۵۳۹، ۵۴۰، ۵۴۱، ۵۴۲، ۵۴۳، ۵۴۴، ۵۴۵، ۵۴۶، ۵۴۷، ۵۴۸، ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۱، ۵۵۲، ۵۵۳، ۵۵۴، ۵۵۵، ۵۵۶، ۵۵۷، ۵۵۸، ۵۵۹، ۵۶۰، ۵۶۱، ۵۶۲، ۵۶۳، ۵۶۴، ۵۶۵، ۵۶۶، ۵۶۷، ۵۶۸، ۵۶۹، ۵۷۰، ۵۷۱، ۵۷۲، ۵۷۳، ۵۷۴، ۵۷۵، ۵۷۶، ۵۷۷، ۵۷۸، ۵۷۹، ۵۸۰، ۵۸۱، ۵۸۲، ۵۸۳، ۵۸۴، ۵۸۵، ۵۸۶، ۵۸۷، ۵۸۸، ۵۸۹، ۵۹۰، ۵۹۱، ۵۹۲، ۵۹۳، ۵۹۴، ۵۹۵، ۵۹۶، ۵۹۷، ۵۹۸، ۵۹۹، ۶۰۰، ۶۰۱، ۶۰۲، ۶۰۳، ۶۰۴، ۶۰۵، ۶۰۶، ۶۰۷، ۶۰۸، ۶۰۹، ۶۱۰، ۶۱۱، ۶۱۲، ۶۱۳، ۶۱۴، ۶۱۵، ۶۱۶، ۶۱۷، ۶۱۸، ۶۱۹، ۶۲۰، ۶۲۱، ۶۲۲، ۶۲۳، ۶۲۴، ۶۲۵، ۶۲۶، ۶۲۷، ۶۲۸، ۶۲۹، ۶۳۰، ۶۳۱، ۶۳۲، ۶۳۳، ۶۳۴، ۶۳۵، ۶۳۶، ۶۳۷، ۶۳۸، ۶۳۹، ۶۴۰، ۶۴۱، ۶۴۲، ۶۴۳، ۶۴۴، ۶۴۵، ۶۴۶، ۶۴۷، ۶۴۸، ۶۴۹، ۶۵۰، ۶۵۱، ۶۵۲، ۶۵۳، ۶۵۴، ۶۵۵، ۶۵۶، ۶۵۷، ۶۵۸، ۶۵۹، ۶۶۰، ۶۶۱، ۶۶۲، ۶۶۳، ۶۶۴، ۶۶۵، ۶۶۶، ۶۶۷، ۶۶۸، ۶۶۹، ۶۷۰، ۶۷۱، ۶۷۲، ۶۷۳، ۶۷۴، ۶۷۵، ۶۷۶، ۶۷۷، ۶۷۸، ۶۷۹، ۶۸۰، ۶۸۱، ۶۸۲، ۶۸۳، ۶۸۴، ۶۸۵، ۶۸۶، ۶۸۷، ۶۸۸، ۶۸۹، ۶۹۰، ۶۹۱، ۶۹۲، ۶۹۳، ۶۹۴، ۶۹۵، ۶۹۶، ۶۹۷، ۶۹۸، ۶۹۹، ۷۰۰، ۷۰۱، ۷۰۲، ۷۰۳، ۷۰۴، ۷۰۵، ۷۰۶، ۷۰۷، ۷۰۸، ۷۰۹، ۷۱۰، ۷۱۱، ۷۱۲، ۷۱۳، ۷۱۴، ۷۱۵، ۷۱۶، ۷۱۷، ۷۱۸، ۷۱۹، ۷۲۰، ۷۲۱، ۷۲۲، ۷۲۳، ۷۲۴، ۷۲۵، ۷۲۶، ۷۲۷، ۷۲۸، ۷۲۹، ۷۳۰، ۷۳۱، ۷۳۲، ۷۳۳، ۷۳۴، ۷۳۵، ۷۳۶، ۷۳۷، ۷۳۸، ۷۳۹، ۷۴۰، ۷۴۱، ۷۴۲، ۷۴۳، ۷۴۴، ۷۴۵، ۷۴۶، ۷۴۷، ۷۴۸، ۷۴۹، ۷۵۰، ۷۵۱، ۷۵۲، ۷۵۳، ۷۵۴، ۷۵۵، ۷۵۶، ۷۵۷، ۷۵۸، ۷۵۹، ۷۶۰، ۷۶۱، ۷۶۲، ۷۶۳، ۷۶۴، ۷۶۵، ۷۶۶، ۷۶۷، ۷۶۸، ۷۶۹، ۷۷۰، ۷۷۱، ۷۷۲، ۷۷۳، ۷۷۴، ۷۷۵، ۷۷۶، ۷۷۷، ۷۷۸، ۷۷۹، ۷۸۰، ۷۸۱، ۷۸۲، ۷۸۳، ۷۸۴، ۷۸۵، ۷۸۶، ۷۸۷، ۷۸۸، ۷۸۹، ۷۹۰، ۷۹۱، ۷۹۲، ۷۹۳، ۷۹۴، ۷۹۵، ۷۹۶، ۷۹۷، ۷۹۸، ۷۹۹، ۸۰۰، ۸۰۱، ۸۰۲، ۸۰۳، ۸۰۴، ۸۰۵، ۸۰۶، ۸۰۷، ۸۰۸، ۸۰۹، ۸۱۰، ۸۱۱، ۸۱۲، ۸۱۳، ۸۱۴، ۸۱۵، ۸۱۶، ۸۱۷، ۸۱۸، ۸۱۹، ۸۲۰، ۸۲۱، ۸۲۲، ۸۲۳، ۸۲۴، ۸۲۵، ۸۲۶، ۸۲۷، ۸۲۸، ۸۲۹، ۸۳۰، ۸۳۱، ۸۳۲، ۸۳۳، ۸۳۴، ۸۳۵، ۸۳۶، ۸۳۷، ۸۳۸، ۸۳۹، ۸۴۰، ۸۴۱، ۸۴۲، ۸۴۳، ۸۴۴، ۸۴۵، ۸۴۶، ۸۴۷، ۸۴۸، ۸۴۹، ۸۵۰، ۸۵۱، ۸۵۲، ۸۵۳، ۸۵۴، ۸۵۵، ۸۵۶، ۸۵۷، ۸۵۸، ۸۵۹، ۸۶۰، ۸۶۱، ۸۶۲، ۸۶۳، ۸۶۴، ۸۶۵، ۸۶۶، ۸۶۷، ۸۶۸، ۸۶۹، ۸۷۰، ۸۷۱، ۸۷۲، ۸۷۳، ۸۷۴، ۸۷۵، ۸۷۶، ۸۷۷، ۸۷۸، ۸۷۹، ۸۸۰، ۸۸۱، ۸۸۲، ۸۸۳، ۸۸۴، ۸۸۵، ۸۸۶، ۸۸۷، ۸۸۸، ۸۸۹، ۸۹۰، ۸۹۱، ۸۹۲، ۸۹۳، ۸۹۴، ۸۹۵، ۸۹۶، ۸۹۷، ۸۹۸، ۸۹۹، ۹۰۰، ۹۰۱، ۹۰۲، ۹۰۳، ۹۰۴، ۹۰۵، ۹۰۶، ۹۰۷، ۹۰۸، ۹۰۹، ۹۱۰، ۹۱۱، ۹۱۲، ۹۱۳، ۹۱۴، ۹۱۵، ۹۱۶، ۹۱۷، ۹۱۸، ۹۱۹، ۹۲۰، ۹۲۱، ۹۲۲، ۹۲۳، ۹۲۴، ۹۲۵، ۹۲۶، ۹۲۷، ۹۲۸، ۹۲۹، ۹۳۰، ۹۳۱، ۹۳۲، ۹۳۳، ۹۳۴، ۹۳۵، ۹۳۶، ۹۳۷، ۹۳۸، ۹۳۹، ۹۴۰، ۹۴۱، ۹۴۲، ۹۴۳، ۹۴۴، ۹۴۵، ۹۴۶، ۹۴۷، ۹۴۸، ۹۴۹، ۹۵۰، ۹۵۱، ۹۵۲، ۹۵۳، ۹۵۴، ۹۵۵، ۹۵۶، ۹۵۷، ۹۵۸، ۹۵۹، ۹۶۰، ۹۶۱، ۹۶۲، ۹۶۳، ۹۶۴، ۹۶۵، ۹۶۶، ۹۶۷، ۹۶۸، ۹۶۹، ۹۷۰، ۹۷۱، ۹۷۲، ۹۷۳، ۹۷۴، ۹۷۵، ۹۷۶، ۹۷۷، ۹۷۸، ۹۷۹، ۹۸۰، ۹۸۱، ۹۸۲، ۹۸۳، ۹۸۴، ۹۸۵، ۹۸۶، ۹۸۷، ۹۸۸، ۹۸۹، ۹۹۰، ۹۹۱، ۹۹۲، ۹۹۳، ۹۹۴، ۹۹۵، ۹۹۶، ۹۹۷، ۹۹۸، ۹۹۹، ۱۰۰۰، ۱۰۰۱، ۱۰۰۲، ۱۰۰۳، ۱۰۰۴، ۱۰۰۵، ۱۰۰۶، ۱۰۰۷، ۱۰۰۸، ۱۰۰۹، ۱۰۱۰، ۱۰۱۱، ۱۰۱۲، ۱۰۱۳، ۱۰۱۴، ۱۰۱۵، ۱۰۱۶، ۱۰۱۷، ۱۰۱۸، ۱۰۱۹، ۱۰۲۰، ۱۰۲۱، ۱۰۲۲، ۱۰۲۳، ۱۰۲۴، ۱۰۲۵، ۱۰۲۶، ۱۰۲۷، ۱۰۲۸، ۱۰۲۹، ۱۰۳۰، ۱۰۳۱، ۱۰۳۲، ۱۰۳۳، ۱۰۳۴، ۱۰۳۵، ۱۰۳۶، ۱۰۳۷، ۱۰۳۸، ۱۰۳۹، ۱۰۴۰، ۱۰۴۱، ۱۰۴۲، ۱۰۴۳، ۱۰۴۴، ۱۰۴۵، ۱۰۴۶، ۱۰۴۷، ۱۰۴۸، ۱۰۴۹، ۱۰۵۰، ۱۰۵۱، ۱۰۵۲، ۱۰۵۳، ۱۰۵۴، ۱۰۵۵، ۱۰۵۶، ۱۰۵۷، ۱۰۵۸، ۱۰۵۹، ۱۰۶۰، ۱۰۶۱، ۱۰۶۲، ۱۰۶۳، ۱۰۶۴، ۱۰۶۵، ۱۰۶۶، ۱۰۶۷، ۱۰۶۸، ۱۰۶۹، ۱۰۷۰، ۱۰۷۱، ۱۰۷۲، ۱۰۷۳، ۱۰۷۴، ۱۰۷۵، ۱۰۷۶، ۱۰۷۷، ۱۰۷۸، ۱۰۷۹، ۱۰۸۰، ۱۰۸۱، ۱۰۸۲، ۱۰۸۳، ۱۰۸۴، ۱۰۸۵، ۱۰۸۶، ۱۰۸۷، ۱۰۸۸، ۱۰۸۹، ۱۰۹۰، ۱۰۹۱، ۱۰۹۲، ۱۰۹۳، ۱۰۹۴، ۱۰۹۵، ۱۰۹۶، ۱۰۹۷، ۱۰۹۸، ۱۰۹۹، ۱۱۰۰، ۱۱۰۱، ۱۱۰۲، ۱۱۰۳، ۱۱۰۴، ۱۱۰۵، ۱۱۰۶، ۱۱۰۷، ۱۱۰۸، ۱۱۰۹، ۱۱۱۰، ۱۱۱۱، ۱۱۱۲، ۱۱۱۳، ۱۱۱۴، ۱۱۱۵، ۱۱۱۶، ۱۱۱۷، ۱۱۱۸، ۱۱۱۹، ۱۱۲۰، ۱۱۲۱، ۱۱۲۲، ۱۱۲۳، ۱۱۲۴، ۱۱۲۵، ۱۱۲۶، ۱۱۲۷، ۱۱۲۸، ۱۱۲۹، ۱۱۳۰، ۱۱۳۱، ۱۱۳۲، ۱۱۳۳، ۱۱۳۴، ۱۱۳۵، ۱۱۳۶، ۱۱۳۷، ۱۱۳۸، ۱۱۳۹، ۱۱۴۰، ۱۱۴۱، ۱۱۴۲، ۱۱۴۳، ۱۱۴۴، ۱۱۴۵، ۱۱۴۶، ۱۱۴۷، ۱۱۴۸، ۱۱۴۹، ۱۱۵۰، ۱۱۵۱، ۱۱۵۲، ۱۱۵۳، ۱۱۵۴، ۱۱۵۵، ۱۱۵۶، ۱۱۵۷، ۱۱۵۸، ۱۱۵۹، ۱۱۶۰، ۱۱۶۱، ۱۱۶۲، ۱۱۶۳، ۱۱۶۴، ۱۱۶۵، ۱۱۶۶، ۱۱۶۷، ۱۱۶۸، ۱۱۶۹، ۱۱۷۰، ۱۱۷۱، ۱۱۷۲، ۱۱۷۳، ۱۱۷۴، ۱۱۷۵، ۱۱۷۶، ۱۱۷۷، ۱۱۷۸، ۱۱۷۹، ۱۱۸۰، ۱۱۸۱، ۱۱۸۲، ۱۱۸۳، ۱۱۸۴، ۱۱۸۵، ۱۱۸۶، ۱۱۸۷، ۱۱۸۸، ۱۱۸۹، ۱۱۹۰، ۱۱۹۱، ۱۱۹۲، ۱۱۹۳، ۱۱۹۴، ۱۱۹۵، ۱۱۹۶، ۱۱۹۷، ۱۱۹۸، ۱۱۹۹، ۱۲۰۰، ۱۲۰۱، ۱۲۰۲، ۱۲۰۳، ۱۲۰۴، ۱۲۰۵، ۱۲۰۶، ۱۲۰۷، ۱۲۰۸، ۱۲۰۹، ۱۲۱۰، ۱۲۱۱، ۱۲۱۲، ۱۲۱۳، ۱۲۱۴، ۱۲۱۵، ۱۲۱۶، ۱۲۱۷، ۱۲۱۸، ۱۲۱۹، ۱۲۲۰، ۱۲۲۱، ۱۲۲۲، ۱۲۲۳، ۱۲۲۴، ۱۲۲۵، ۱۲۲۶، ۱۲۲۷، ۱۲۲۸، ۱۲۲۹، ۱۲۳۰، ۱۲۳۱، ۱۲۳۲، ۱۲۳۳، ۱۲۳۴، ۱۲۳۵، ۱۲۳۶، ۱۲۳۷، ۱۲۳۸، ۱۲۳۹، ۱۲۴۰، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲، ۱۲۴۳، ۱۲۴۴، ۱۲۴۵، ۱۲۴۶، ۱۲۴۷، ۱۲۴۸، ۱۲۴۹، ۱۲۵۰، ۱۲۵۱، ۱۲۵۲، ۱۲۵۳، ۱۲۵۴، ۱۲۵۵، ۱۲۵۶، ۱۲۵۷، ۱۲۵۸، ۱۲۵۹، ۱۲۶۰، ۱۲۶۱، ۱۲۶۲، ۱۲۶۳، ۱۲۶۴، ۱۲۶۵، ۱۲۶۶، ۱۲۶۷، ۱۲۶۸، ۱۲۶۹، ۱۲۷۰، ۱۲۷۱، ۱۲۷۲، ۱۲۷۳، ۱۲۷۴، ۱۲۷۵، ۱۲۷۶، ۱۲۷۷، ۱۲۷۸، ۱۲۷۹، ۱۲۸۰، ۱۲۸۱، ۱۲۸۲، ۱۲۸۳، ۱۲۸۴، ۱۲۸۵، ۱۲۸۶، ۱۲۸۷، ۱۲۸۸، ۱۲۸۹، ۱۲۹۰، ۱۲۹۱، ۱۲۹۲، ۱۲۹۳، ۱۲۹۴، ۱۲۹۵، ۱۲۹۶، ۱۲۹۷، ۱۲۹۸، ۱۲۹۹، ۱۳۰۰، ۱۳۰۱، ۱۳۰۲، ۱۳۰۳، ۱۳۰۴، ۱۳۰۵، ۱۳۰۶، ۱۳۰۷، ۱۳۰۸، ۱۳۰۹، ۱۳۱۰، ۱۳۱۱، ۱۳۱۲، ۱۳۱۳، ۱۳۱۴، ۱۳۱۵، ۱۳۱۶، ۱۳۱۷، ۱۳۱۸، ۱۳۱۹، ۱۳۲۰، ۱۳۲۱، ۱۳۲۲، ۱۳۲۳، ۱۳۲۴، ۱۳۲۵، ۱۳۲۶، ۱۳۲۷، ۱۳۲۸، ۱۳۲۹، ۱۳۳۰، ۱۳۳۱، ۱۳۳۲، ۱۳۳۳، ۱۳۳۴، ۱۳۳۵، ۱۳۳۶، ۱۳۳۷، ۱۳۳۸، ۱۳۳۹، ۱۳۴۰، ۱۳۴۱، ۱۳۴۲، ۱۳۴۳، ۱۳۴۴، ۱۳۴۵، ۱۳۴۶، ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ۱۳۴۹، ۱۳۵۰، ۱۳۵۱، ۱۳۵۲، ۱۳۵۳، ۱۳۵۴، ۱۳۵۵، ۱۳۵۶، ۱۳۵۷، ۱۳۵۸، ۱۳۵۹، ۱۳۶۰، ۱۳۶۱، ۱۳۶۲، ۱۳۶۳، ۱۳۶۴، ۱۳۶۵، ۱۳۶۶، ۱۳۶۷، ۱۳۶۸، ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، ۱۳۷۱، ۱۳۷۲، ۱۳۷۳، ۱۳۷۴، ۱۳۷۵، ۱۳۷۶، ۱۳۷۷، ۱۳۷۸، ۱۳۷۹، ۱۳۸۰، ۱۳۸۱، ۱۳۸۲، ۱۳۸۳، ۱۳۸۴، ۱۳۸۵، ۱۳۸۶، ۱۳۸۷، ۱۳۸۸، ۱۳۸۹، ۱۳۹۰، ۱۳۹۱، ۱۳۹۲، ۱۳۹۳، ۱۳۹۴، ۱۳۹۵

وَمَجَاوَزَاتُهُ مَاءٌ قَرِيبًا غَيْرُهُ وَخُرُوجُهُ مِنَ الْمَسْجِدِ بِظَنِّ الْحَدِّثِ وَ
 مَجَاوَزَاتُهُ الصُّفُوفِ فِي غَيْرِهِ بِظَنِّهِ وَأَنْصَرَفَتْ ظَانًّا أَنَّ غَيْرَ مُتَوَحِّشٍ
 وَأَنَّ مَدَّةَ مَسْحِهِ انْقَضَتْ أَوْ أَنَّ عَلَيْهِ فَايْتَةٌ أَوْ بَجَاسَةٌ وَلَا تَلَمَّ يَخْرُجُ مِنَ
 الْمَسْجِدِ وَفَتْحَهُ عَلَى غَيْرِ إِمَامِهِ وَالتَّكْبِيرُ بِنِيَّةِ الْإِنْتِقَالِ لِصَلَاةٍ أُخْرَى غَيْرِ
 صَلَاتِهِ إِذَا حَصَلَتْ هَذِهِ الْمَذْكُورَاتُ قَبْلَ الْجُلُوسِ الْآخِرِ مِقْدَارَ التَّشَهُُّدِ.

(۳۹) قریب پڑے ہوئے پانی سے دوسرے کی طرف گزر جانا۔ (۴۰) بے وضو ہونے کے خیال میں مسجد سے
 نکل جانا۔ (۴۱) غیر مسجد میں بے وضو ہونے کے گمان میں صفوں سے نکل جانا۔ (۴۲) یہ خیال کرتے ہوئے
 نماز سے پھر جانا کہ وہ بے وضو ہے یا مسح کی مدت ختم ہو گئی ہے یا اس کے ذمہ کوئی فوت شدہ نماز ہے یا اس
 پر نجاست لگی ہوئی ہے، اگرچہ مسجد سے نہ نکلے۔ غیر امام کو قلمہ دینا۔ اس نماز سے کسی دوسری نماز کی طرف
 منتقل ہونے کے لیے تکبیر کہنا۔ اس وقت نماز فاسد ہوگی، جب یہ تمام باتیں تشہد کی مقدار آخری قعدہ بیٹھنے
 سے پہلے پائی جائیں۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) فاسد ہو جائے گی۔ (طحاوی علی المراتی)

۳۔ نماز میں بے وضو ہونے والا وضو کر کے پہلی نماز پر بنا کر سکتا ہے لیکن اگر کوئی سترہنگا ہو گیا تو اب بنا نہیں
 کر سکتا لہذا عورتیں اگر بازو ننگے کیے بغیر دھوسکیں تو بنا کر سکتی ہیں ورنہ وضو کر کے نئے سرے سے پڑھیں اور یہی بہتر ہے
 کہ چونکہ بے وضو ہونے کے بعد فوراً وضو کے لیے جانا چاہیے تھا تب بنا صحیح ہوتی لہذا اس صورت میں
 نئے سرے سے نماز پڑھنا ہوگی۔ پہلی نماز فاسد ہوگئی۔

(صفحہ ۱۴۱) یعنی بے وضو ہو گیا اور پانی قریب تھا لیکن وہ کسی عذر کے بغیر آگے چلا گیا تو یہ چلنا بلا عذر ہے لہذا نماز
 فاسد ہوگئی۔ اس پر بنا نہیں ہو سکتی۔ دو صفوں کا اندازہ یا کم آگے بڑھا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

۴۔ کیونکہ کسی عذر کے بغیر نماز کے منافی عمل پایا گیا البتہ اگر مسجد سے نہ نکلنا اور وضو کر کے واپس آ جانا تو
 بنا صحیح تھی۔

۳۔ کیونکہ یہ پھر نماز کی اصلاح کے لیے نہیں بلکہ نماز کو توڑنے کی نیت سے ہے لہذا نماز فاسد ہوگئی
 اس پر بنا نہیں ہو سکتی۔

۴۔ کیونکہ یہ حالت نماز میں دوسرے کو تعظیم دینا ہے البتہ اپنے امام کو قلمہ دے سکتا ہے چاہے (بقیہ صفحہ ۱۴۲)

وَيُفْسِدُهَا أَيضًا مَدَّ الْهَمَزَةِ فِي التَّكْبِيرِ وَقِرَاءَةُ مَا لَا يَحْفَظُهُ مِنْ مُصْحَفٍ
وَأَدَاءُ رُكْنٍ أَوْ امْكَانَهُ مَعَ كَشْفِ الْعَوْرَةِ أَوْ مَعَ تَجَاسَةٍ مَا يَنْعِي وَمُسَابَقَةُ
الْمُقْتَدِي بِرُكْنٍ لَمْ يُشَارِكْ فِيهِ إِمَامُهُ وَمُتَابَعَةُ الْإِمَامِ فِي سُجُودِ الشَّهْرِ
لِلْمُسْبِقِ وَعَدَمُ رِعَادَةِ الْجُلُوسِ الْآخِرِ بَعْدَ ادِّعَاءِ سَجْدَةِ صَلَافِيَّةٍ تَذَكُّرًا
بَعْدَ الْجُلُوسِ وَعَدَمُ رِعَادَةِ رُكْنٍ أَدَا قَائِمًا وَقَمْقَمَةً إِمَامِ الْمُسْبِقِ وَ
حَدَثُهُ الْعَمَدَ بَعْدَ الْجُلُوسِ الْآخِرِ وَالسَّلَامُ عَلَى رَأْسِ رَكْعَتَيْنِ فِي غَيْرِ
مِلَّةِ ثَنَائِيَّةٍ ظَانًّا أَنَّهُ مُسَافِرٌ أَوْ أَنَّهَا الْجُمُعَةُ أَوْ أَنَّهَا التَّرَاوِيحُ وَهِيَ الْعِشَاءُ
أَوْ كَانَ قَرِيبَ عَهْدٍ بِالْإِسْلَامِ فَظَنَّ الْفَرَضَ رَكْعَتَيْنِ

تکبیر میں ہنرے کو کھینچنا بھی نماز کو فاسد کر دیتا ہے۔
جو کچھ یاد نہیں اسے قرآن پاک سے دیکھ کر پڑھنا ہے۔

ستر کے ننگا ہونے یا رکاوٹ بننے والی نجاست کے ساتھ ایک رکن ادا کرنا یا اتنی دیر

ٹھہرنا ہے۔

مقتدی کا امام سے پہلے کوئی رکن ادا کرنا جس میں امام شریک نہیں ہوتا۔
مسبق کا سجدہ ہو میں امام کی پیروی کرنا، قعدہ کرنے کے بعد اصلی سجدہ یا دُعا جائے تو اسے ادا کرنے
کے بعد آخری قعدہ نہ پڑھنا ہے۔

سونے کی حالت میں ادائیگے گئے رکن کو نہ پڑھنا ہے مسبق کے امام کا آخری قعدہ کے بعد زور
زور سے ہنسنا اور جان بوجھ کر بے وضو ہو جانا ہے دوسرے نام رکعتوں والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد
سلام پھر لینا یہ خیال کرتے ہوئے کہ وہ مسافر ہے یا یہ نماز جمعہ ہے۔ یا تراویح ہیں۔ حالانکہ
وہ عشاء کی نماز تھی یا وہ قریب کے زمانہ میں مسلمان ہوا اور اس کے خیال میں فرض دو ہی
رکعتیں ہیں۔

(بقیہ سابقہ سے سابقہ) فرض نماز ہو یا نفل، کیونکہ یہ اپنی نماز کی اصلاح ہے۔

۵۵ کیونکہ دوسری نماز تکبیر کے ساتھ حاصل ہو گئی۔ اور پہلی ٹوٹ گئی جس طرح اکیلا پڑھنے والا تکبیر کہہ کر جماعت میں شامل ہو جائے تو پہلی نماز فاسد ہو جائے گی۔

۵۶ کیونکہ نماز کے فرائض ادا کر چکا ہے۔ تشہد کے بعد نماز کا کوئی فرض باقی نہیں رہتا اور غامی کا اپنے کسی عمل کے ساتھ نماز سے باہر آنا واجب ہے لہذا مختار مذہب کے مطابق نماز صحیح ہو جائے گی۔

(مراقی الفلاح)

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

۵۷ اللہ اکبر کے ہمزے میں مد کرنے سے ایک اور ہمزہ پیدا ہو جاتی ہے جو استفہام کا معنی دیتا ہے لہذا اس صوت میں معنی بدل جانے کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

۵۸ کیونکہ اس صوت میں اپنے غیر سے سیکھنا اور حاصل کرنا پایا گیا جو نماز کے منافی ہے۔

۵۹ ستر عورت اور طہارت کا حصول فرض ہے اور اس صوت میں اس کو چھوڑا گیا۔

۶۰ مثلاً امام سے پہلے رکوع میں چلا گیا اور ابھی امام رکوع میں نہیں پہنچا تھا کہ کھڑا ہو گیا اور اگر امام کے رکوع میں جانے سے پہلے کھڑا نہیں ہوا تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔ اسی طرح دوبارہ رکوع میں چلا جائے اور امام کے ساتھ شریک ہو جائے تو بھی ٹھیک ہے۔

۶۱ جس آدمی کی کچھ نماز رہتی تھی وہ باقی نماز کے لیے کھڑا ہوا تو امام کو سجدہ ہو یا یاد آ گیا۔ اور اس سے پہلے تشہد کا اندازہ قعدہ کر چکا تھا اب یہ نمازی واپس لوٹ کر سجدہ ہو میں شریک ہوا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی۔ کیونکہ اس نے انفرادیت اختیار کرنے کے بعد امام کی اقتداء کی ہے۔

۶۲ کیونکہ آخری قعدہ تمام ارکان کے بعد ہوتا لہذا سجدے سے پہلے والا قعدہ مقبر نہیں ہو گا۔

۶۳ کیونکہ بیداری کی حالت میں نماز ادا کرنا ضروری ہے۔

۶۴ چونکہ امام اور مقتدیوں نے ارکان نماز ادا کر دیے ہیں لہذا ان کی نماز نہیں ٹوٹے گی۔ گویا یہ تہفہ ان کی نماز میں نہیں پایا گیا لیکن مسبق کی کچھ نماز باقی ہونے کی وجہ سے تہفہ اس کی نماز کے دوران پایا گیا ہے۔

۶۵ چونکہ وقت سے پہلے جان بوجھ کر سلام پھیر گیا لہذا نماز فاسد ہو گئی۔

بَابُ زَلَّةِ الْقَارِي

قال المحشي لما رأيت مسائل زلة القاري من أهم ما يجب العلم بها والناس عنها غافلون ووجدت ما في الطحطاوي على المراقي اوفى ما في هذا البحث الحقته بهذا الكتاب مراعاة لمن سلك طريق الهدى واجتنب سبل الهوى ليكون واقياً من النيران ووسيلة الى الجنان ورجحاناً في ميزان عند خفة الميزان وعليه التكلان (قال)

تكميل : زلة القاري من أهم المسائل وهي مبنية على قواعد ناشئة من الاختلافات لا كما توهم انه ليس له قاعدة تبني عليها فالاصل فيها عند الامام ومحمد رحمهما الله تعالى تغيير المعنى تغيراً فاحشاً وعدمه للفساد وعدمه مطلقاً سواء كان اللفظ موجوداً في القرآن او لم يكن وعند ابی یوسف رحمہ اللہ ان كان اللفظ نظيره موجوداً في القرآن لا تفسد مطلقاً تغير المعنى تغيراً فاحشاً ولا

قاری کی لغزش:

قاری کا غلطی کرنا نہایت اہم مسئلہ ہے اور یہ چند قواعد پر مبنی ہے جو اختلافات سے پیدا ہوتے ہیں الیا نہیں جیسے دہم کیا گیا کہ اس مسئلے میں کوئی قاعدہ نہیں جس پر یہ مسئلہ مبنی ہو۔ پس اس میں امام ابو حنیفہ اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک اصل بات نماز کے فاسد ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں معنی میں نمایاں تبدیلی کا واقع ہونا یا نہ ہونا ہے چاہے وہ لفظ قرآن میں موجود ہو یا نہ۔ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک اگر وہ لفظ (جو پڑھا گیا) قرآن میں ہے تو نماز مطلقاً نہیں ٹوٹے گی معنی میں تبدیلی واقع ہو یا نہ۔

اے اگر لفظ کے بدلنے سے معنی بدل جائے تو نماز ٹوٹ جائے گی ورنہ نہیں۔ قطع نظر اس سے کہ جو لفظ پڑھا گیا وہ قرآن میں کسی جگہ ہے یا نہیں۔

وان لم یکن موجودا فی القرآن تفسد مطلقا ولا یعتبر الاعراب اصلا ومحل الاختلاف فی الخطا والنسیان اما فی العمد فتفسد به مطلقا بالافتقار اذا کان مہایفسد الصلوۃ اما اذا کان ثناء فلا یفسد ولو تعد ذلك افادہ ابن امیر حاجہ وفی ہذا الفصل مسائل

الاولی الخطأ فی الاعراب ویدخل فیہ تخفیف المشدد وعکسہ وقصر المددودو عکسہ وفک المدغم وعکسہ فان لم یتغیر بہ المعنی لا تفسد بہ صلوۃ بالاجماع کما فی المضمرات واذا تغیر المعنی نحو ان یقرأوا اذا ابتلی ابراہیم ربہ برفع ابراہیم ونصب ربہ فالصیحہ عنہما الفساد وعلی قیاس قول ابی یوسف لا تفسد لانہ لا یعتبر الاعراب وبہ یفتی واجمع المتأخرون کمحمد بن مقاتل محمد بن سلام

اور اگر قرآن میں موجود نہیں تو نماز ٹوٹ جائے گی۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ اعراب کا بالکل اعتبار نہیں کرتے۔
نوٹ: محل اختلاف، خطا اور نسیان کی صورت میں ہے۔ قصدًا غلط پڑھنے سے تمام کے نزدیک نماز ٹوٹ جائے گی۔ جب کہ وہ الفاظ جو پڑھے گئے، ایسے ہوں جن سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کی تعریف تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔ اگرچہ ارادتا ایسا کرے۔ علامہ ابن امیر حاجہ رحمہ اللہ نے یہ بات بتائی۔ اس فصل میں کچھ مسائل ہیں۔
پہلا مسئلہ: اعراب میں غلطی اور اس میں مشدد کو مخفف پڑھنا اور اس کا عکس، ممدود کو مقصور پڑھنا اور اس کے خلاف کرنا، مدغم کو ادغام کے بغیر پڑھنا اور اس کے برعکس کرنا، داخل ہے۔
اگر اس کے ساتھ معنی میں تبدیلی واقع نہ ہو تو بالاجماع نماز فاسد نہ ہوگی جس طرح مضمرات میں ہے اور اگر معنی بدل جائے جس طرح ”وَإِذَا بُتِلَىٰ إِبْرَاهِيمَ رَبِّهٖ“ میں ابراہیم کو رفع کے ساتھ اور ”ربہ“ کو نصب کے ساتھ پڑھنا تو اس صورت میں طرفین کے نزدیک نماز فاسد ہو جائے گی اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قیاس پر نماز فاسد نہ ہوگی کیونکہ وہ اعراب کا اعتبار نہیں کرتے اور اسی پر قویٰ ہے۔ متاخرین مثلاً حضرت محمد بن مقاتل، محمد بن سلام

۱۔ اگر وہ لفظ قرآن میں کسی مقام پر پایا جائے تو نماز نہیں ٹوٹے گی ورنہ ٹوٹ جائیگی معنی بدلنے یا نہ بدلنے کا اعتبار نہیں ہوگا۔
۲۔ آیت کا معنی ہے ”اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ان کے رب نے آزمایا“ اگر ابراہیم پر رفع اور ربہ پر نصب پڑھیں تو معنی اٹک ہو جائے گا۔

واسمعیل الزاهد و ابی بکر سعید البلخی والہندی وانی و ابن الفضل والحلو وانی
 علی ان الخطأ فی الاعراب لا یفسد مطلقاً و ان کان مما اعتقاده کفر لان اکثر
 الناس لا یبیزون بین وجوه الاعراب و فی اختیار الصواب فی الاعراب ایقاء
 الناس فی الحرب و هو مرفوعاً و علی هذا مشی فی الخلاصة فقال و فی
 النوازل لا تفسد فی الکمل و بہ یفتی

و ینبغی ان یکون هذا فی ما اذا کان خطأ او غلطاً و هو لا یعلم لو تعدد ذلك مع
 ما لا یغیر المعنی کثیراً کنصب الرحمن فی قوله تعالی الرحمن علی العرش استوی
 اما لو تعدد مع ما یغیر المعنی کثیراً او یکون اعتقاده کفر افا لفساد حینئذ
 اقل الاحوال و المفتی بہ قول ابی یوسف و اما تخفیف المشدد کما لوقرء ایاک
 نعبد و رب العلمین بالتخفیف فقال المتأخرون لا تفسد مطلقاً من غیر

اسماعیل زاہد، ابو بکر سعید بلخی، ہندی وانی، ابن الفضل اور حلوانی رحمہم اللہ کا اس بات پر اجماع ہے کہ اعراب میں
 غلطی سے نماز مطلقاً نہیں ٹوٹتی۔ اگرچہ وہ ان باتوں میں سے ہوں جن کا اعتقاد کفر ہے کیونکہ اکثر لوگ اعراب کے
 طریقوں میں تمیز نہیں کر سکتے اور اعراب کی صحت کا قول اختیار کرنے میں لوگوں کو حرج میں ڈالتا ہے حالانکہ وہ
 شرعاً اٹھا لیا گیا ہے۔ خلاصہ میں یہی طریقہ اختیار کرتے ہوئے (ماحب کتاب نے) فرمایا نوازل میں ہے کہ
 تمام صورتوں میں نماز نہیں ٹوٹتی اور اسی پر فتویٰ ہے۔

لیکن مناسب ہے کہ یہ بات اس صورت میں ہو جب خطایا غلطی سے ایسا ہو اور اسے اس کا علم نہ ہو یا اس
 نے جان بوجھ کر ایسا کیا لیکن معنی میں کوئی زیادہ تبدیلی واقع نہیں ہوتی جس طرح اللہ تعالیٰ کے ارشاد گرامی
 ”الرَّحْمَنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی“ میں ”الرَّحْمَنُ“ کو منصوب پڑھنا۔

لیکن جان بوجھ کر ایسا کرنے میں معنی میں زیادہ خرابی لازم آئے یا اس کا اعتقاد کفر ہو تو نماز کا ٹوٹنا
 ایک معمولی بات ہے۔

فتویٰ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے قول پر ہے۔

مشدد کو مخفف پڑھنا جیسے ”یَا اَيُّهَا النَّبِيُّ“ یا ”يَا اَيُّهَا النَّبِيُّ“ تخفیف کے ساتھ پڑھے تو متاخرین نے فرمایا

استثناء علی المختار لان ترك المد والتشديد بمنزلة الخطا في الاعراب كما في
قاضي خان وهو الاصح كما في المصنعات وكذا انص في الذخيرة على انه الاصح كما
في ابن امير حاج وحكم تشديد المخفف كحكم عكسه في الخلاف والتفصيل
وكذا اظهر المدغم او عكسه فالكل نوع واحد كما في الحلبي
(المسئلة الثانية) في الوقف والابتداء في غير موضعها فان لم يتغير
به المعنى لا تقسدا بالاجماع من المتقدمين والمتأخرين وان تغير به المعنى
ففيه اختلاف والفتوى على عدم الفساد بكل حال وهو قول عامة علماء المتأخرين
لان في مواعاة الوقف والوصل ايقاع الناس في الحرج لا سيما العوام والمخرج مرفوع
كما في الذخيرة والسراجية والنصاب وفيه ايضا لترك الوقف في جميع القرآن
لا تقسدا صلواته عندنا واما الحكم في قطع بعض الكلمة كما لو اراد ان يقول
الحمد لله فقال ال فوقف على اللام او على الحاء او على الميم او اراد ان يقرأ

متأخر بهب کے مطابق بلا استثناء نماز فاسد ہوگی کیونکہ ماورشد کو چھوڑنا اعرابی غلطی کی طرح ہے جس طرح
قنادی قاضی خان میں ہے یہی زیادہ صحیح ہے جس طرح مصنعات میں ہے ذخیرہ میں بھی اسی طرح بیان کیا گیا ہے کہ یہی
زیادہ صحیح ہے جس طرح امیر ابن حاج میں ہے اور تفصیل و اختلاف میں مخفف کو مشدود پڑھنے کا حکم وہی ہے جو
اس کے برعکس کا ہے اسی طرح مدغم میں اظہار کرنا یا اس کے اُلٹ کرنا ہے پس تمام ایک ہی قسم ہیں جس طرح
عربی میں ہے۔

دوسرا مسئلہ: غیر مناسب مقام پر وقف اور ابتداء کرنا اگر اس کے ساتھ معنی نہ بدے تو متقدمین اور
متأخرین کا اجماع ہے کہ نماز فاسد نہ ہوگی اگر معنی بدل جائے تو اس میں اختلاف ہے لیکن قنوی ہر حال میں نماز کے نہ
ٹوٹنے پر ہے۔ ہمارے عام متأخرین علماء کا یہی قول ہے کیونکہ وقف اور وصل کی رعایت کرنے میں لوگوں بالخصوص
عوام ان اس کو حرج میں ڈالتا ہے اور حرج شرعاً مرفوع ہے جس طرح ذخیرہ، سراجیہ اور نصاب میں ہے نیز
نصاب میں یہ بھی ہے کہ اگر تمام قرآن میں وقف ترک کر دے تو ہمارے نزدیک نماز فاسد نہ ہوگی۔

کلمات کا توڑنا؛ لیکن بعض کلمات کو توڑنا جس طرح الحمد للہ پڑھنا چاہتا ہو اور لام یا حاء یا ميم پر وقف کر دے یا

والعديت فقال والعافوقف على العين لا نقطاء نفسه او نسيان الباقي ثم تم
او انتقل الى آية اخرى فالذي عليه عامة المشائخ عدم الفساد مطلقاً
وان غير المعنى للضرورة وعموم البلوى كما في الذخيرة وهو الاصح كما
ذكره ابو الليث

(المسئلة الثالثة) وضع حرف موضع حرف اخر فان كانت الكلمة لا تخرج
عن لفظ القرآن ولم يتغير به المعنى المراد لا تقسّد كما لو قرأ ان الظالمون
بواو الرفع او قال والارض وما دحها مكان طحها وان خرجت به عن لفظ
القرآن ولم يتغير به المعنى لا تقسّد عند هذا خلافاً لابي يوسف كما قرأ
قيامين بالقسط مكان قوامين او دواراً مكان دياراً وان لم تخرج به عن

والعديت پڑھنا چاہے اور سانس ٹوٹ جائے یا باقی بھول جانے کی وجہ سے عین پر وقف کر دے پھر پورا کر کے
دوسرے کلمہ کی طرف منتقل ہو جائے تو عام مشائخ کے نزدیک نماز مطلقاً نہیں ٹوٹتی اگرچہ معنی بدل جائے۔ ایسا
ضرورت اور عام ابتداء کی وجہ سے ہے جیسا کہ ذخیرہ میں ہے اور یہی زیادہ صحیح ہے جس طرح ابواللیث نے ذکر کیا ہے
تیسرا مسئلہ: ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف رکھنا۔

اگر کلمہ لفظ قرآن سے نہیں نکلا اور اس کے ساتھ مراد ہی معنی نہیں بدلا تو نماز فاسد نہیں ہوگی جس طرح کسی نے
”اِنَّ الظَّالِمِيْنَ“ اور رفع کے ساتھ پڑھا یا ”وَالْاَرْضُ وَمَا طَرَفُهَا“ کی جگہ ”وَمَا دَحْطُهَا“ پڑھا۔
اور اگر اس کے ساتھ کلمہ لفظ قرآن سے نکل جائے لیکن معنی میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو تو طرفین کے نزدیک
نماز نہیں ٹوٹے گی۔ البتہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا اس میں اختلاف ہے جس طرح ”قَوَّامِيْنَ“ کی جگہ ”قِيَّامِيْنَ“
یا ”نَقِیْطُ“ پڑھا یا ”دِيَّارًا“ کی جگہ ”دَوَّارًا“ پڑھا۔

۱۔ ”طَرَفُهَا“ اور ”دَحْطُهَا“ دونوں کا معنی ”پھیلا یا“ ہے اور دونوں لفظ قرآن میں پائے جاتے ہیں۔

۲۔ لفظ ”قِيَّامِيْنَ“ قرآن میں نہیں تاہم معنی دونوں کا ایک ہے۔

۳۔ ”دَوَّارًا“ کا لفظ بھی قرآن میں نہیں لیکن ”دِيَّارًا“ اور ”دَوَّارًا“ دونوں کا معنی ایک ہے۔

۴۔ یعنی طرفین کے نزدیک نماز ٹوٹ جائے گی اور امام ابو یوسف رحمہم اللہ کے نزدیک نہیں ٹوٹے گی۔

لفظ القرآن و تغیر بہ المعنی فالخلاف بالعکس کما لو قرأ و انتم خامدون
سکان سامدون وللمتاخرین قواعد اخر غیر ما ذکرنا و اقتصرنا علی ما سبق
لا طرادها فی کل الفروع بخلاف قواعد المتاخرین

واعلم انه لا یقیس مسائل زلة القارئ بعضها علی بعض الا من له درایة باللغة
العربیة و المعانی و غیر ذلك مما یحتاج الیه التفسیر کما فی منیة المصلی و فی
النهر و احسن من لخص من کلامهم فی زلة القارئ الکمال فی مراد الفقیر فقال ان
کان الخطأ فی الاعراب ولم یتغیر به المعنی ککسر قوا ما مکان فتحها و فتح باء
بعدها مکان ضمها لا تفسد و ان غیر کنصب هـ ذی العلماء و ضمها ء الجلالة من
قوله تعالی انما ینحشی الله من عبادة العلماء تفسد علی قول المتقدمین و اختلف
المتاخرین فقال ابن الفضل و ابن مقاتل و ابو جعفر و الحلواني و ابن سلام و اسمعیل

اور اگر لفظ قرآن سے نہ نکلے اور معنی بدل جائے تو اختلاف اس کے برعکس ہوگا۔ جس طرح ”انتم سامدون“
کی جگہ ”انتم خامدون“ پڑھا۔

متاخرین کے نزدیک کچھ اور قواعد بھی ہیں لیکن ہم نے اسی پر اکتفا کیا کیونکہ یہ تمام فروع میں جاری ہوتے ہیں بخلاف
متاخرین کے قواعد کے۔

تم جان لو قاری کی لغزش سے متعلق مسائل کو ایک دوسرے پر وہی قیاس کر سکتا ہے جو عربی لغت اور معانی
و نیز جن کی تفسیر کے لیے ضرورت ہے کا علم رکھتا ہو جیسے منیة المصلی اور نثر میں ہے۔

کمال نے زادا بکیر میں ان کے کلام کی نہایت اچھی تلخیص کی ہے۔ انہوں نے فرمایا اگر غلطی اعراب میں ہو لیکن اس کے
ساتھ معنی نہیں بدلا جیسے قوآماً کی جگہ قوآماً کسر کے ساتھ پڑھنا ”نقد“ میں بار کے ضم کی جگہ فتح پڑھنا، یہ نماز کو فاسد نہیں کرتا۔

اور اگر معنی بدل جائے جس طرح ”انما ینحشی الله من عبادة العلماء“ میں ”علماء“ کے ہمزہ پر فتح اور
اہم جلالت کی ”ہاء“ پر ضم پڑھنا تو متقدمین کے قول پر نماز فاسد ہو جائے گی۔ البتہ
متاخرین سے اختلاف ہے۔ ابن فضل، مقاتل، ابو جعفر، حلواني، ابن سلام اور اسماعیل

لہ سمعہ کا معنی حیران ہونا، گانا وغیرہ آتے ہیں جبکہ ”خمد“ آگ کی پٹ ختم ہونا اور بیہوشی طاری ہونا، مرنا وغیرہ ہے۔
لہ نمر سے کنز الدقائق کی شرح ”نہر الفائق“ مراد ہے۔

الزاهدی لا تفسد و قول هؤلاء اوسع و ان كان بوضع حرف مكان حرف ولم يتغير
المعنى نحو ايا ب مكان اواب لا تفسد و عن ابى سعيد تفسد و كثيرا ما يقع فى قراءة
القرويين والاقراء والسود ان وياك نعبدا بواو مكان الهمزة والصرائط الذين
بزياة الالف واللام وصرحوا فى الصورتين بعدم الفساد وان غير المعنى و
تمامه فيه فليراجعوا الله سبحانه وتعالى اعلم واستغفر الله العظيم.

زاہدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

نماز فاسد نہیں ہوتی ان لوگوں کے قول میں وسعت ہے۔

اور اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف رکھ دیا جائے لیکن معنی نہ بدلے جیسے اَدَا بٹ کی جگہ
”اِیَاب“ پڑھا۔ تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

ابوسعید فرماتے ہیں فاسد ہو جائے گی۔

بعض ترکوں اور سوڈانیوں کی قراءت میں اکثر ایسا واقع ہوتا ہے کہ وہ ”اِیَاکَ نَعْبُدُ“ کی جگہ
”وِیَاکَ نَعْبُدُ“ واو کے ساتھ اور ”صَلَا طَ الْمَذِیْن“ کو الف لام پڑھا ”الصَّلَا طَ الْمَذِیْن“
پڑھتے ہیں۔

فقہار نے ان دونوں صورتوں میں نماز نہ ٹوٹنے کی وضاحت کی ہے۔ اگرچہ معنی بدل جائے۔ مکمل
بحث وہاں ہے۔ اسی کی طرف رجوع کیجیے۔ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے میں اللہ تعالیٰ کی عظیم ذات سے
بخشش چاہتا ہوں۔

لہ اَقَا بٹ اور اِیَا بٹ دونوں کا معنی ایک ہے یعنی بہت توبہ کرنے والا۔

(فصل) لَوْ نَظَرَ الْمُصَلِّي إِلَى مَكْتُوبٍ وَفِيهِمْ ——— أَوْ أَكَلَ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ
وَكَانَ دُونَ الْحِصَّةِ بِلاَ عَمَلٍ كَثِيرٍ أَوْ مَرَّ مَاءٌ فِي مَوْضِعٍ سَجُودٍ لَا تَقْسُدُ وَإِنْ
أَثَرَ الْمَاءِ لَا تَقْسُدُ بِنَظَرِهِ إِلَى فَرْجِ الْمُطْلَقَةِ بِشَهْوَةٍ فِي الْمُخْتَارِ وَإِنْ
ثَبَتَ بِهِ الرَّجْعَةُ

(فصل) يُكْرَهُ لِلْمُصَلِّي سَبْعَةٌ وَسَبْعُونَ شَيْئًا تَرَكُ وَاجِبٌ أَوْ سُنَّةٌ عَمَدًا
كَعَبْتِهِ بِشَوْبِهِ وَبَدَانِهِ وَقَلْبُ الْحَصَى إِلَّا لِلسُّجُودِ مَرَّةً وَفَرْقَعَةُ الْأَصَابِعِ
وَتَشْيِيكُهَا وَالتَّخَصُّرُ وَاللِّتْفَاتُ بِعُنُقِهِ وَالْإِقْعَاءُ وَافْتِرَاشُ ذِرَاعَيْهِ وَتَشْمِيرُ
كُتَيْبِهِ عَنْهُمَا وَصَلَوَتُهُ فِي الشَّرَاطِيلِ مَعَ قُدْرَتِهِ عَلَى لُبْسِ الْقَبِيصِ -

نماز فاسد نہیں ہوتی:

اگر نمازی نے مکھی ہوئی چیز کی طرف دیکھا اور اسے سمجھ بھی لیا یا عمل کثیر کے بغیر اس چیز کو کھایا جو دانتوں کے درمیان
تھی اور چنے (کے دانے) سے کم تھی یا کوئی گزرنے والا سجدے کی جگہ سے گزرا۔ اگرچہ گزرنے والا گنہگار ہو گا۔ نیز مطلقہ
عورت کی شرمگاہ کی طرف شہوت کے ساتھ دیکھنے سے بھی مختار مذہب کے مطابق نماز فاسد نہیں ہوتی اگرچہ
اس کے ساتھ رجوع ثابت ہو جائے۔

مکروہات نماز:

نمازی کے لیے ستر (دے)، چیزیں مکروہ ہیں۔
جان بوجھ کسی واجب یا سنت کو چھوڑ دینا جیسے کپڑے اور بدن کے ساتھ کھیلنا۔ کنکریوں کو اٹ پٹ کرنا البتہ سجدے
کے لیے ایک بار کر سکتا ہے۔ انگلیوں کو چٹختانا اور انہیں ایک دوسرے میں داخل کرنا، کولہوؤں پر ہاتھ رکھنا، گردن گھما کر
ادھر ادھر دیکھنا، سر میں پر بیٹھ کر گھٹنوں کو کھڑا کرنا (اقعاء)، بازوؤں کو بچھا دینا۔ استینیں چڑھا لینا۔ قمیص پہننے پر قادر
ہونے کے باوجود صرف شلوار میں نماز پڑھنا۔

(لیقہ صفحہ آئندہ)

لے کیونکہ یہ عمل قلیل ہے

وَرَدُّ السَّلَامِ بِإِلْشَارَةٍ وَالتَّرْتِيبُ بِلَا عُدْرٍ وَعَقْصُ شَعْرَةٍ وَالْإِعْتِجَارُ وَهُوَ
شَدُّ الرَّاسِ بِالْمِئْدِيلِ وَتَرْكُ وَسْطِهَا مَكْشُوفًا وَكَفُّ ثَوْبِهِ وَسَدْلُهُ وَالْإِنْدِرَاجُ
فِيهِ بِحَيْثُ لَا يُخْرِجُ يَدَايِهِ وَجَعْلُ الثَّوْبِ تَحْتَ ابْطِخِ الْأَيْمَنِ وَطَرَحُ جَانِبَيْهِ
عَلَى عَاتِقِهِ الْأَيْسَرِ وَالْقِرَاءَةُ فِي غَيْرِ حَالَةِ الْقِيَامِ وَإِطَالَةُ الرَّكْعَةِ الْأُولَى فِي
التَّطَوُّعِ وَتَطْوِيلُ الثَّانِيَةِ عَلَى الْأُولَى فِي جَمِيعِ الصَّلَوَاتِ تَكَرُّمًا السُّورَةِ فِي رَكْعَةٍ
وَاحِدَةٍ مِّنَ الْفَرَضِ وَقِرَاءَةُ سُورَةٍ فَوْقَ الَّتِي قَرَأَهَا

اشارے کے ساتھ سلام کا جواب دینا، بلا عذر چوڑی مار کر بیٹھنا، بالوں کو گوندھنا۔ اعتجار یعنی سر کو رومال
سے باندھنا اور درمیان کا حصہ ننگا چھوڑ دینا۔ کپڑے کو لپیٹ لینا، کپڑا لٹکانا (سدل کرنا) کپڑے میں اس طرح
داخل ہونا کہ ہاتھوں کو باہر نہ نکالے۔ کپڑے کو دائیں کاندھے کے نیچے سے لے جا کر اس کے دونوں کنارے
بائیں کاندھے پر لٹکا دینا۔ غیر قیام کی حالت میں قنوت کرنا، نفل نماز میں پہلی رکعت کو لمبا کرنا اور باقی تمام نمازوں میں
دوسری رکعت کو پہلی سے لمبا کرنا۔ فرض نماز کی ایک رکعت میں کسی سورت کو دوبارہ (یا زیادہ) پڑھنا، پڑھی گئی سورت
سے پھیلی سورت پڑھنا۔

دبقیہ صفحہ سابقہ) ۲۷ کیونکہ اس میں نمازی کا کوئی تصور نہیں۔ نمازی کے اگے سے گزرنے کی سخت ممانعت ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم سے فرمایا۔ اگر نمازی کے اگے سے گزرنے والے کو معلوم ہوتا کہ اس کا کتنا گناہ ہے تو وہ چالیس (سال یا مہینے یا
دن) تک کھڑا رہتا۔

۳۷ اگر کسی شخص نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاقیں دیں تو اسے طلاق رجعی کہتے ہیں۔ عدت کے اندر اندر جدید نکاح
کے بغیر اس سے رجوع کر کے دوبارہ رکھ سکتا ہے لہذا نماز پڑھتے ہوئے کسی شخص نے اپنی مطلقہ بیوی کی شرمگاہ کو
ضممت کے ساتھ دیکھا تو عمل قلیل کی وجہ سے نماز نہیں ٹوٹے گی لیکن رجوع ثابت ہو جائے گا یعنی وہ بیوی دوبارہ
اس کے گھر بس سکتی ہے۔

۳۸ مکروہ، محبوب کی ضد ہے یعنی ناپسندیدہ کام، اگر کسی کام کے بارے میں بھی وارد ہوئی ہے لیکن وہ قطعی نہیں بلکہ
ظنی ہے تو مکروہ تحریمہ ہوگا جو حرام کے قریب ہے اور اگر تنہی تو نہیں لیکن چھوڑنا مفید ہے تو یہ مکروہ تنزیہی ہے۔ حلال
یعنی جائز کے قریب ہے۔ اگر کوئی واجب چھوڑ دیا تو نماز کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اور اگر نفل (بقیہ صفحہ آگے)

وَفَصْلُهُ بَيْنَ سَوْرَتَيْنِ قَرَاهُمَا فِي رَكْعَتَيْنِ وَشَمَّ طِيبٍ وَتَرَوِيحُهُ بَثْوِيَةً
 أَوْ مَذْوَحَةً مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ وَتَحْوِيلُ أَصَابِعِ يَدَيْهِ أَوْ رَجْلَيْهِ عَنِ الْقِبْلَةِ
 فِي السُّجُودِ وَغَيْرُهُ وَتَرْكُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فِي الرُّكُوعِ وَالتَّشَاؤُبُ
 وَتَغْمِيزُ عَيْنَيْهِ وَرَفْعُهُمَا لِلسَّمَاءِ وَالتَّمِطُّ وَالْعَمَلُ الْقَلِيلُ وَأَخَذُ قَمَلَةٍ
 وَقَتْلُهَا وَتَغْطِيَةُ أَنْفِهِ وَفِيهِ وَوَضْعُ شَيْءٍ فِي فَمِهِ يَمْنَعُ الْقِرَاءَةَ الْمَسْنُونَةَ
 وَالسُّجُودَ عَلَى كُوفٍ عَمَّا مَتَّعَهُ وَعَلَى صُورَةٍ .

دو رکعتوں میں پڑھی جانے والی دو (چھوٹی) سورتوں کے درمیان ایک سورت کے ساتھ فصل کرنا۔ (فصل) خوشبو مونگھنا، ایک یا دو بار کپڑے یا پنکھے سے ہوا لینا، سجدے وغیرہ میں ہاتھوں یا پاؤں کی انگلیوں کو قبلہ سے پھیر دینا۔ رکوع میں ہاتھوں کو گھٹنوں پر نہ رکھنا، جمائی لینا، آنکھوں کو بند رکھنا اور انہیں آسمان کی طرف اٹھانا۔ اگڑائی لینا، عمل تھیل، جوں پکڑنا اور اسے مارنا، ناک اور منہ کو ڈھانپنا، منہ میں کوئی چیز رکھنا جو سنون قرارت میں رکاوٹ پیدا کرتی ہو، پگڑی کے کنارے اور تصویر پر سجدہ کرنا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ سے سابقہ) رہ گئی تو مستحب ہے کہ نماز دوبارہ پڑھے۔ (مراقی الفلاح)
 (حاشیہ صفحہ سابقہ) اسے مثلاً مفرا یا رومال گلے میں ڈال کر دونوں طرفیں لٹکا دینا اسی طرح سر پر تولیہ وغیرہ رکھ دینا اور اسے دہانہ صاف
 بدل ہے۔

۱۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس دو کپڑے ہوں تو ان میں نماز پڑھے اور اگر ایک ہی کپڑا ہو تو اسے تہ بند کی جگہ استعمال کرے اور یہودیوں کی طرح کپڑے کو نہ پیٹے۔ گویا ایک کپڑے کی صورت میں تہ بند باندھ لے ستر ڈھانپ لیا جائے گا باقی جگہ ننگی رہ جائے تو بھی نماز ہو جائے گی۔

۱۳۔ کیونکہ کاندھوں کو ڈھانپنا مستحب ہے۔

۱۴۔ مثلاً پہلی رکعت میں سورہ "الکافرون" پڑھی اور دوسری میں "الکوثر" پڑھتا ہے۔

صفحہ ہذا ۱۵۔ مثلاً پہلی رکعت میں "الم تر کیف" پڑھی اور دوسری میں "ایت الذی یکذب بالذین" پڑھی اور درمیان والی سورت کو چھوڑ دیا۔

۱۶۔ ہوا زیادہ لے گا تو عمل کثیر ہو جائے گا اور نماز ٹوٹ جائے گی۔

۱۷۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جس قدر ممکن ہوا اعضاء کو قبلہ رخ کرے۔

۱۸۔ عمل قلیل جو نماز کے منافی ہو مثلاً بال اکھڑنا ۱۹۔ اگر گرمی یا سردی کی وجہ سے ہو تو کوئی حرج نہیں۔

۲۰۔ اس میں تصویر کی عبادت کا شبہ پایا جاتا ہے۔

وَالْإِقْتِصَارُ عَلَى الْجَبَّةِ بِلاَ عُدَّةٍ بِإِلَافٍ وَالصَّلَاةُ فِي الطَّرِيقِ وَالْحَتَمُ وَفِي الْمَخْرَجِ وَفِي الْمَقْبَرَةِ وَآمُرُ بِالْغَيْرِ بِلاَ رِضَا وَقَرِيبًا مِّنْ نَّجَاسَةٍ وَمَدَافِعًا لِأَحَدٍ الْأُخْبَثَيْنِ أَوِ الرِّيحِ وَمَعَ نَجَاسَةٍ غَيْرِ مَانِعَةٍ إِلَّا إِذَا خَافَ قَوْتَ الْوَقْتِ أَوِ الْجَمَاعَةِ وَإِلَّا نَدَبٌ قَطْعُهُمَا وَالصَّلَاةُ فِي ثِيَابِ الْبَذَلَةِ وَمَكْشُوفِ الرَّاسِ لَا لِلتَّذَلُّكِ وَالتَّضَرُّعِ وَبِحَضْرَةِ طَعَامٍ يَمِيلُ إِلَيْهِ وَمَا يُشْغِلُ الْبَالُ وَيُخِلُّ بِالْخُشُوعِ وَعَدُّ الْأَيِّ وَالتَّسْبِيحِ بِالْيَدِ وَقِيَامُ الْإِمَامِ فِي الْمِحْرَابِ أَوْ عَلَى مَكَانٍ أَوْ الْأَرْضِ وَحَدُّهُ

ناک میں کوئی عذر نہ ہونے کے باوجود صرف پیشانی پر سجدہ کرنا، ہاتھ، حمام، گزرگاہ، قبرستان اور دوسرے کی زمین میں اس کی مرضی کے بغیر نماز پڑھنا۔ نجاست کے قریب نماز پڑھنا، پیشاب، پاخانے یا ہوا کی شدت کے وقت نماز پڑھنا، اتنی نجاست کے ساتھ نماز پڑھنا جو مانع نہیں ہے۔ مگر جب نماز کے وقت یا جماعت کے نکلنے کا خوف ہو ورنہ ان کو دور کرنا مستحب ہے۔ کام کاج کے کپڑوں میں نماز پڑھنا، تنگے سر نماز پڑھنا جب کہ ماحزری کے طور پر رنگا نہ کیا ہو۔ کھانے کی موجودگی میں جب اس کی طرف طبیعت کا میلان ہو یا ایسے کام (کے وقت نماز پڑھنا) جو دل کو مشغول رکھتا ہو اور خشوع میں خلل ڈالتا ہو، آیات اور تسبیح کو ہاتھ سے شمار کرنا۔ امام کا محراب میں یا ایسی جگہ اور زمین پر کھڑا ہونا جہاں وہ تنہا ہو۔

۱۔ البتہ قبرستان میں مسجد بنی ہو تو اس میں پڑھ سکتا ہے۔ (طحاوی علی المراتی)
۲۔ اگر زمین میں فصل نہ ہو اور وہ مسلمان کی زمین ہو نیز وہاں نماز پڑھنا ضروری ہوگی، یعنی نماز کا وقت ہے تو کوئی حرج نہیں۔

۳۔ اس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے کہ اگر نجاست غلیظہ ہے تو ایک درہم تک صاف ہے اور نجاست خفیفہ کی صورت میں کپڑے یا بدن کا چوتھا حصہ صاف ہے۔

۴۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ماضی ہے۔ پاک صاف کپڑوں کے ساتھ ہونی چاہیے۔
۵۔ اگر زبان سے گئے گا تو نماز بالکل ٹوٹ جائے گی۔

۶۔ مطلب یہ ہے کہ امام کے ساتھ مقتدی ہونے چاہیں اگر امام ان سے علیحدہ یا محراب میں پوشیدہ ہو گا تو اس کا حال مخفی ہے گا۔

وَالْقِيَامَ خَلَّتْ صَفِّ فِيهِ فُرْجَةٌ وَلَبَسَ ثَوْبٍ فِيهِ تَصَاوِيرٌ وَأَنْ تَكُونَ فَوْقَ
رَأْسِهِ أَوْ خَلْفَهُ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ بِحَذَائِهِ صُورَةً إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَغِيرَةً أَوْ
مَقْطُوعَةً الرَّأْسِ أَوْ لَغَيْرِ ذِي رُوحٍ وَأَنْ يَكُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ تَتُورًا أَوْ كَأَنَّهُ فِيهِ
جَمٌّ أَوْ قَوْمٌ نِيَامٌ وَمَسَحَ الْجَبْهَةَ مِنْ تُرَابٍ لَا يَصُرُّهَا فِي خِلَالِ الصَّلَاةِ وَتَعْيِينِ
سُورَةٍ لَا يَقْرَأُ غَيْرَهَا إِلَّا لِيُسِرَّ عَلَيْهِ أَوْ قَبْرًا كَأَنَّهَا آيَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَقَدْ كُنَّا إِتِّخَاذِ سِتْرَةٍ فِي مَجْلٍ يَظُنُّ الْمُرُورُ فِيهِ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي

ایسی صف کے پیچھے کھڑا ہونا جس میں گنجائش ہو۔ تصویروں والے کپڑے پہننا، سر کے اوپر یا پیچھے یا سامنے
اور پیلو میں تصویر ہو، البتہ چھوٹی ہو یا سر کٹا ہوا ہو یا غیر ذی روح کی ہو تو کوئی حرج نہیں۔ نمازی کے سامنے نور یا چولہا
ہو جس میں چنگاریاں ہوں یا سوئے ہوئے لوگ ہوں۔ نماز کے دوران پیشانی سے مٹی پونچھنا جو نقصان نہیں دیتی۔
کسی صورت کو مقرر کر لینا کہ اس کے علاوہ نہیں پڑے گا۔ البتہ آسانی کے لیے یا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت
سے تبرک حاصل کرنے کی خاطر ایسا کر سکتا ہے۔ ایسی جگہ میں ستر نہ رکھنا جہاں نمازی کے آگے سے لوگوں
کے اچھڑنے کا گمان ہو۔

۱۔ کیونکہ یہ آتش پرستوں کے ساتھ مشابہت ہے۔
۲۔ اس صورت میں ممکن ہے سوئے ہوئے سے کوئی ایسی حرکت ہو جائے جس سے اس کی پسینہ نکل جائے یا اس
کا چہرہ اس کی طرف ہو جائے۔
۳۔ کیونکہ اس طرح باقی قرآن سے منہ پھیرنا اور اسے چھوڑنا لازم آتا ہے۔

سوالات

- ۱۔ نماز پڑھنے کا طریقہ لکھیں اور بتائیں کہ مرد اور عورت کی نماز میں کیا فرق ہے۔
- ۲۔ تیسری رکعت میں ثناء پڑھنے کا کیا حکم ہے نیز پہلے قعدہ میں کب دو د شریف اور دعا پڑھی جائے گی۔
- ۳۔ امامت کی شرعی حیثیت کیا ہے اور امام میں کن کن شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔
- ۴۔ مقتدی کی امام کے پیچھے نماز صحیح ہونے کے لیے کتنی شرائط ہیں کوئی آٹھ شرائط بیان کریں۔
- ۵۔ کن کن سے لوگ جماعت سے غیر حاضر رہ سکتے ہیں۔
- ۶۔ امامت کے استحقاق میں ترتیب کیا ہے۔
- ۷۔ کن لوگوں کی امامت مکروہ ہے نیز بتائیں کہ صفوں کی ترتیب کیا ہوگی۔
- ۸۔ مقتدی کہاں کہاں امام کی اتباع کرے اور کس عمل پر نہ کرے۔
- ۹۔ نماز کو ٹوڑنے والی چیزیں ہیں آپ صرف بیس باتیں لکھیں۔
- ۱۰۔ نسیان اور غلطی میں کیا فرق ہے نیز بتائیں کہ نسیان کی صورت میں کلام کرنے سے نماز ٹوٹے گی یا نہیں۔
- ۱۱۔ نماز میں قرأت کی غلطی سے متعلق "ولم یأت القاری" کا حاصل لکھیں۔
- ۱۲۔ کن باتوں سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔
- ۱۳۔ مکروہات نماز کتنے ہیں۔ تعداد لکھیں اور صرف پندرہ کی تفصیل بیان کریں۔
- ۱۴۔ مندرجہ ذیل صیغوں کی وضاحت کریں۔
اخرج، مستفتح، یتعوز، لائینی، یشتبہ، تلزق۔
- ۱۵۔ مندرجہ ذیل الفاظ کے معانی لکھیں۔
حذار، عصف، الفافا، التتمہ، اللشغ، فلیج، مقام، زمانہ۔

(فصل) فِي اتِّخَاذِ السُّتْرَةِ وَدَفْعِ الْمَاءِ بَيْنَ يَدَيْ الْمُصَلِّي إِذَا طَرِقَ مُرُورُهُ
يَسْتَحِبُّ لَهُ أَنْ يَغْرِزَ سُتْرَهُ تَكُونُ طُولَ ذِرَاعٍ فَصَاعِدًا فِي غُلْظِ الْإِصْبَعِ وَ
السُّتْرَةُ أَنْ يَقْرُبَ مِنْهَا وَيَجْعَلَهَا عَلَى أَحَدِ حَاجِبَيْهِ وَلَا يَصُدُّ إِلَيْهَا صَدًّا
وَأِنْ لَمْ يَجِدْ مَا يَنْصُبُهُ فَلْيَخُطَّ خَطًّا طَوِيلًا وَقَالُوا بِالْعُرْضِ مِثْلَ الْهَلَالِ
وَالْمُسْتَحَبُّ تَرْكُ دَفْعِ الْمَاءِ وَرُخِصَ دَفْعُهُ بِإِلَ شَا مَرَّةٍ أَوْ بِالسَّبِيعِ وَكِبَرِ الْجَنَّةِ
بَيْنَهُمَا وَيُدْفَعُ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ وَتَدْفَعُهُ بِإِلَ شَا مَرَّةٍ أَوْ التَّصْفِيقِ بِظَهْرِ
أَصَابِعِ الْيَمَنِ عَلَى صَفْحَةِ كَفِّ الْيَسَارِ وَلَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا لِتَهْ فَتَنَةً وَلَا
يُقَاتِلُ الْمَاءُ مَا وَرَاءَ بِهِ مُؤَوَّلٌ بِأَنَّهُ كَانَ وَالْعَمَلُ مُبَاهٍ وَقَدْ نُسِخَ

سترہ:

سترہ اختیار کرنا اور نمازی کے اُگے سے گزرنے والے کو دور کرنا جب (نمازی کو) کسی کے گزرنے کا گمان ہو تو
مستحب ہے کہ سترہ گاڑے جس کی لمبائی ایک گز یا اس سے زیادہ ہو اور ایک انگلی کے برابر موٹا ہو۔ سنت یہ ہے کہ
سترہ قریب ہو اور اسی کی ایک ابرو کے برابر رکھے۔ بالکل اس کے مقابل نہ ہو۔ اگر نصب کرنے کے لیے کوئی چیز
ہو تو لمبائی میں ایک لکیر کھینچے۔ بعض فقہار نے فرمایا چاند کی طرح چوڑائی میں کھینچے۔ مستحب تو گزرنے والے کو دو
ہاتھ کا ترک ہے۔ اشارے اور تسبیح کے ساتھ ہٹانے کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن دونوں کو جمع کرنا مکروہ ہے۔
مذاہب کے ساتھ قرارت کر کے بھی ہٹا سکتا ہے۔ عورت اشارے کے ساتھ یا دائیں ہاتھ کی انگلیوں کو بائیں ہاتھ
پیٹھ پر مارنے کے ذریعے ہٹائے۔ اپنی آواز بلند نہ کرے کیونکہ یہ فتنہ ہے۔ نمازی گزرنے والے سے لڑائی بھی
کرے اور اس کے بارے میں جو روایت آئی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ کبھی ایسا تھا جب نماز میں حرکت جائز تھی اور
حقیقہً وہ منسوخ ہو گئی۔

۱۔ نمازی کے اُگے سے کسی کے گزرنے کا خطرہ ہو تو کوئی لکڑی وغیرہ کھڑی کر دی جائے۔ یہ سترہ کہلاتا ہے۔

۲۔ لمبائی کا مطلب یہ ہے کہ نمازی سے سیدھے قبلہ رخ ہو۔

۳۔ یعنی اصل بات تو یہ ہے کہ کوئی چیز رکھنے سے اسے خود نماز میں کسی حرکت کے ساتھ گزرنے والے کو ہٹانے
کی ضرورت محسوس نہیں ہوگی۔
(بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

(فَصَلِّ فِيمَا لَا يُكْرَهُ لِلْمُصَلِّي) لَا يَكْرَهُ لَهُ شَدُّ الْوَسْطِ وَلَا تَقْلُدُ بِسُيْفٍ
وَنَحْوَهُ إِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ بِحَرَكَتِهِ وَلَا عَدَمُ إِدْخَالِ يَدَيْهِ فِي فَرْجِيَّتِهِ وَشَقِّهِ
عَلَى الْمُنْحَنَارِ وَلَا الْقَوَّحَةِ لِصُحُفٍ أَوْ سَيْفٍ مُعَلَّقٍ أَوْ ظَهْرٍ قَاعِدٍ يَتَحَدَّثُ
أَوْ شَمْعٍ أَوْ سِرَاجٍ عَلَى الصَّحِيفِ وَالسُّجُودِ عَلَى بِسَاطٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ لَمْ يَسْجُدْ
عَلَيْهَا وَقَتْلُ حَيَّةٍ وَعَقْرُ بَخَافٍ أَذَاهِمَا وَكُوبُضَرَاتٍ وَانْحِرَافُ عَنِ
الْقِبْلَةِ فِي الْأَظْهَرِ وَلَا بَاسٌ بِتَقْصُصِ ثَوْبٍ كَيْلًا يَلْتَصِقُ بِجَسَدِهِ فِي الرُّكُوعِ
وَلَا بِسُجُودِ جَبْهَتِهِ مِنَ التُّرَابِ وَالْحَشِيشِ بَعْدَ الْفَرَاعِ مِنَ الصَّلَاةِ وَلَا

غیر مکروہ امور:

نمازی کے لیے کمر باندھنا مکروہ نہیں اور نہ تلوار وغیرہ ٹسکانا مکروہ ہے جب کہاں کی حرکت سے دل اور متوجہ نہ ہو
ہاتھوں کو فرجی اور شق میں داخل کرنا بھی مختار نہ ہے پر مکروہ نہیں۔ قرآن پاک، مشکلی ہوئی تلوار، پیٹھے ہوئے باتیں کرنے
والے کی پیٹھ، موم بتی یا چراغ وغیرہ کی طرف دیکھنا صحیح قول میں مکروہ نہیں، ایسے بچھونے پر سجدہ کرنا جس میں تصویریں
ہوں لیکن تصویروں پر سجدہ نہ کرے، سانپ اور بچھو کو مارنا جب ان کے نقصان پہنچانے کا ڈر ہو اگرچہ کٹی ضربوں
اور قبلہ سے پھر جانے کے ساتھ ہو یہ اظہر قول کے مطابق ہے۔ کپڑے کو جھاڑنے میں تاکہ وہ رکوع
میں جسم کے ساتھ نہ مل جاتے، کوئی حرج نہیں۔ مناز سے فارغ ہونے کے بعد یا فراغت

(بقیہ صفحہ سابقہ) لکھ اغازہ کیجیے نماز میں ضرورت کے وقت بھی آواز بلند کرنا منجس ہے تو بازاردوں اور گلی کوچوں میں، بسوں اور گاڑیوں
میں ریڈیو اور ٹی وی پر عورت کا اپنی آواز کو بلند کرنا کس قدر حرم ہے۔

۱۱۔ یعنی شروع شروع میں نماز میں گنگھو جائز تھی لہذا اگر نے دلے کر کہا جاتا تھا کہ آگے سے نہ گزرو اور اس ضمن میں یہ ہم جھگڑا
بھی ہو جاتا لیکن اب چونکہ نماز میں گنگھو جائز نہیں لہذا یہ صورت اب نہیں ہوگی۔

(صفحہ ہذا سلسلہ یہ دونوں قیاد کی طرح ہیں یعنی ایسا کوٹ وغیرہ جس کی آستینیں نہ ہوں ان کو کندھے پر رکھ دینا مکروہ نہیں۔

۱۲۔ کیونکہ تصویر پاؤں کے نیچے آئے گی اور اس طرح اس کی تربین ہوگی لہذا جائز ہے۔

۱۳۔ تصویر پر سجدہ کرنا اس کی تعظیم کے مترادف ہے۔

۱۴۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو سیاہوں (سانپ اور بچھو) کو مارو اگرچہ تم نماز میں ہو (ہایہ اولین ص ۱۲۲)

قَبْلَ الْفَرَاغِ إِذَا ضَرَّاهُ وَشَغَلَهُ عَنِ الصَّلَاةِ وَلَا بِالنَّظَرِ بِمُوقٍ عَيْنَيْهِ مِنْ غَيْرِ
تَحْوِيلِ الْوَجْهِ وَلَا بِأَسِّ بِالصَّلَاةِ عَلَى الْفُرْشِ وَالْبُسْطِ وَالْكِبُودِ وَالْأَفْضَلُ
الصَّلَاةُ عَلَى الْأَرْضِ أَوْ عَلَى مَا تَثْبِثُهُ وَلَا بِأَسِّ بِتَكَرُّرِ السُّورَةِ فِي الرُّكْعَتَيْنِ
مِنَ النَّفْلِ

فصل فیما یوجب قطع الصلوة وما یجیزہ وغیر ذلک (یجب قطع الصلوة
بِاسْتِغَاثَةِ مَلْهُوفٍ بِالصَّلَاةِ لَا بِبِدَا آءِ أَحَدٍ أَبَوِيهِ وَيَجُوزُ قَطْعُهَا بِسَرَقَةٍ يُسَاوِي
دُرْهَمًا وَلَوْ لغيرِهِ وَخَوْفٍ ذَنْبٍ عَلَى غَنَمٍ أَوْ خَوْفٍ تَرَدُّيٍّ أَعْلَى فِي بَيْتٍ وَنَحْوِهِ
وَلَا إِذَا خَافَتْ الْقَابِلَةُ مَوْتَ الْوَلَدِ إِلَّا فَلَا بِأَسِّ بِتَاخِيرِهَا الصَّلَاةَ وَتُقْبَلُ
عَلَى الْوَلَدِ وَكَذَا الْمُسَافِرُ إِذَا خَافَ مِنَ اللَّصُوصِ أَوْ قَطَاعِ الطَّرِيقِ جَانِبَهُ
تَاخِيرُ الْوَقْتِيَّةِ

سے پہلے پشانی سے مٹی یا گھاس صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں جب کہ اسے تکلیف دیتا ہو یا نماز سے غافل کرتا ہو۔ چہرہ پھیرے
بغیر محض آنکھ کے کنارے سے دیکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ بچھونوں اور مندوں پر نماز پڑھنے میں بھی کوئی حرج نہیں
زمین یا اس سے اُگنے والی چیز پر نماز پڑھنا افضل ہے۔ نوافل کی دو رکعتوں میں ایک سورت کے تکرار میں کوئی حرج نہیں۔

نماز توڑنے کے اسباب:

یہ فصل ان چیزوں کے بارے میں ہے جن کی وجہ سے نماز کا توڑنا واجب یا جائز ہے یا اس کے علاوہ حکم ہے مظلوم نمازی سے
یاد کرے تو نماز توڑنا واجب ہے۔ ماں باپ میں سے کسی کے بلانے پر واجب نہیں ہے
ایک درہم کے برابر چوری پر نماز کا توڑنا جائز ہے۔ اگرچہ کسی دوسرے کا مال ہو۔ بکریوں پر بھیڑیے کے خوف
مندانہ سے کے کنویں وغیرہ میں گرنے کے خوف سے بھی نماز کا توڑنا جائز ہے۔
جب دایہ کوپنکے کی موت کا ڈر ہو تو نماز کا توڑنا جائز ہے۔ درہ نماز کو موخر کرنے میں کوئی حرج نہیں
رومپنکے کی طرف متوجہ ہو۔

طرح جب مسافر کو چوروں یا ڈاکوؤں کا ڈر ہو تو وقتی نماز میں تاخیر کرنا جائز ہے۔

وَتَأْرِ لَكُمُ الصَّلَاةَ عَمَدًا كَسَلًا يُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيدًا أَحَتَّى يَسِيلَ مِنْهُ الدَّمُ وَ يُحْبِسُ حَتَّى يُصَلِّيَتَاهَا وَ كَذَلِكَ تَأْرِ لَكُمُ الصَّوْمَ رَمَضَانَ وَ لَا يُفْتَلُ إِلَّا إِذَا جَحَدَ .
وَ اسْتَخَفَّ بِأَحَدِهِمَا

بے نمازی کا حکم؛

جان بوجھ کر سستی سے نماز چھوڑنے والے کو سخت مارا ماری جائے یہاں تک کہ اس سے خون بہنے لگے اور اسے قید کر دیا جائے حتیٰ کہ نماز پڑھنے لگے اسی طرح رمضان المبارک کے روزے چھوڑنے والے کا حکم ہے اور جب تک وہ ان (کی فرضیت) کا انکار نہ کرے یا ہلکا نہ جانے قتل نہ کیا جائے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

۱۔ کیونکہ اس میں تواضع پائی جاتی ہے۔

۲۔ مثلاً کوئی شخص پانی میں گر گیا یا اس پر ظالم نے حملہ کیا اور اس نے اس نمازی سے یا کسی اور سے مدد طلب کی تو اگر یہ مدد کر سکتا ہے تو نماز کو توڑ کر اس کی مدد کرنا واجب ہے چاہے فرض نماز ہو۔ (مراقی الفلاح)

۳۔ کیونکہ بلا ضرورت نماز کو توڑنا جائز نہیں البتہ مان باپ مدد طلب کریں تو توڑنا واجب ہے اور یہ فرض نماز کا مسئلہ ہے۔ اور نفل پڑھنے کی صورت میں اگر ان کو معلوم ہے کہ نماز پڑھ رہا ہے تو جواب نہ دینے میں بھی حرج نہیں لیکن معلوم نہ ہونے کی صورت میں جواب دینا واجب ہوگا۔

۴۔ کیونکہ یہ مال ہے اور اس کو بچانا ضروری ہے اگرچہ کسی دوسرے کا ہو۔

۵۔ اگر نماز پڑھ رہا ہو اور یہ ڈر ہو کہ بچے کو یا اس کی ماں کو کوئی نقصان پہنچے گا تو نماز توڑنا واجب ہے اور ابھی نماز شروع نہیں کی تو اس ڈر کے پیش نظر نماز کو موخر کرے کیونکہ یہ ایک عذر ہے اور عذر کی بنیاد پر نماز میں تاخیر جائز ہے۔

دفعہ ہذا سلسلہ نماز کی فرضیت کا منکر کافر ہے اسی طرح نماز کو معمولی چیز سمجھنا اور اس کے بارے میں توہین آئین کلمات کہنا بھی کفر ہے لہذا ایسے شخص کے ساتھ مرتد لوگوں جیسا سلوک کیا جائے اور اگر فرضیت کا منکر نہ ہو بلکہ سستی سے نہ پڑھتا ہو تو اس کی سزا یہی ہے جس کا اوپر ذکر ہوا۔

بَابُ الْوُتْرِ

الْوُتْرُ وَاجِبٌ وَهُوَ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ بِتَسْلِيمَةٍ وَيَقْمُ فِي كُلِّ رَكَعَةٍ مِنْهُ الْقَائِمَةُ وَ
سُورَةُ وَيَجْلِسُ عَلَى رَأْسِ الْأُولَيَيْنِ مِنْهُ وَيَقْتَصِرُ عَلَى التَّشَهُّدِ وَلَا يَسْتَفْتِحُ عِنْدَ
قِيَامِهِ لِلثَّالِثَةِ وَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ السُّورَةِ فِيهَا رَفَعَ يَدَيْهِ نَحْوًا إِذَا دُنِيَ
ثُمَّ كَثَرَتْ وَقَفَّتْ قَائِمًا قَبْلَ التَّرْكَوْعِ فِي جَمِيعِ السَّنَةِ وَلَا يَقْنُتُ فِي غَيْرِ الْوُتْرِ وَ
وَالْقُنُوتُ مَعْنَاهُ الدَّعَاءُ وَهُوَ أَنْ يَقُولَ

وتر:

وتر واجب ہیں اور وہ ایک سلام کے ساتھ تین رکعتیں ہیں۔ ہر رکعت میں سورۃ فاتحہ اور اس کے ساتھ
کوئی سورت پڑھے۔ پہلی دو رکعتوں کے آخر میں بیٹھے اور صرف تشہد پڑھے اور تیسری رکعت کے لیے کھڑا
ہو تو شانہ پڑھے۔

اور جب تیسری رکعت میں سورت پڑھ کر فارغ ہو تو ہاتھوں کو کانوں کے برابر اٹھائے پھر تکبیر کہے
اور رکوع میں جانے سے پہلے کھڑے ہونے کی حالت میں دعائے قنوت پڑھے اور سارا سال ایسے ہی کرے
وتروں کے علاوہ قنوت نہ پڑھے۔ قنوت کا معنی دعا ہے اور اس کے الفاظ یہ ہیں۔

۱۔ جس طرح فرضوں اور سنت مکرکہ کی تیسری رکعت میں شانہ نہیں پڑھتے۔ اسی طرح یہاں بھی نہ پڑھے کیونکہ
لن مانعہ میں ہر دو رکعتیں مستقل نماز نہیں ہیں البتہ سنت غیر مکرکہ اور نوافل چونکہ دو دو رکعتیں مستقل نماز ہیں
لہذا وہاں تیسری رکعت میں شانہ پڑھی جاتی ہے۔
۲۔ جیسے شانہ مسک کے لوگ پڑھتے ہیں۔

اللَّهُمَّ إِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ وَنَسْأَلُكَ تَوْبَةً وَإِلَيْكَ وَتَوْبَةُ مِنْ بَيْنِكَ وَ
نَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِي عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهُ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ
وَنَتْرُكُ مَنْ يَفْجُرُكَ اللَّهُمَّ إِنَّا لَكَ نُصَلِّيُ وَنُسَبِّحُكَ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَ
نَحْفِدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ إِنَّ عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ وَ
صَلَّى اللهُ عَلَى النَّبِيِّ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

وَالْمُؤْتَمَّرُ يَقْرَأُ الْقُنُوتَ كَالِإِمَامِ وَإِذَا شَرَعَ إِلَى مَامٍ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ مَا تَقَدَّمَ قَالَ
أَبُو يُونُسَ رَحِمَهُ اللَّهُ يُتَابِعُونَهُ وَيَقْرَأُونَ مَعَهُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا يُتَابِعُونَهُ وَلَكِنْ
يُؤَمِّنُونَ وَالِدُ الدُّعَاءِ هُوَ هَذَا اللَّهُمَّ اهْدِنَا بِفَضْلِكَ فِيمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيمَنْ
عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيهِمَا أَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ
إِنَّكَ تَقْضِي وَلَا يُقْضَى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ

اللہم انا نستعینک الخ۔ یا اللہ! ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں تجھ سے ہدایت چاہتے ہیں۔ تجھ سے بخشش کے طالب ہیں۔ تجھ پر ایمان لاتے ہیں، تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں، ہر بھلائی پر تیری حمد و ثنا کرتے ہیں۔ تیرا شکرا داکرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے تیری نافرمانی کرنے والے سے الگ ہوتے ہیں اور اسے چھوڑ دیتے ہیں۔ یا اللہ! ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں تیرے لیے ہی نماز پڑھتے اور سجدہ کرتے ہیں، تیری طرف ہی پھلتے اور دوڑتے ہیں، تیری رحمت کی امید رکھتے اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔ اور نبی کریم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور سلام ہو۔

مقتدی بھی امام کی طرح دعائے قنوت پڑھئے۔ اور جب امام اس مذکورہ بالا دعا کے بعد دوسری دعا پڑھنے لگے تو امام بولیں
رحمہ اللہ فرماتے ہیں مقتدی اس کی پیروی کریں اور اس کے ساتھ پڑھیں اور امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس کی اتباع نہ کریں بلکہ
آمین کہیں۔ وہ دعا یہ ہے۔ اللہم اھدنا الخ یا اللہ ہمیں اپنے فضل سے ان لوگوں کے ساتھ ہدایت عطا فرما جن کو تو
نے ہدایت بخشی اور جن کو تو نے عافیت عطا فرمائی۔ ان کے ساتھ ہمیں بھی عافیت عطا فرما۔ ان لوگوں میں میری نگہبانی فرما اور
اور جو کچھ تو نے عطا فرمایا اس میں ہمیں برکت دے اور اپنے فیصلے کے شرعے میں محفوظ فرما بے شک تو فیصلہ فرماتا
ہے اور تیرے خلاف فیصلہ نہیں ہوتا۔ بلاشبہ جس کا تو دانی ہے وہ ذلیل نہیں ہوتا اور تیرا دشمن عزت نہیں پاتا۔
لہ دعائے قنوت کا پڑھنا واجب ہے بلکہ اللہ کی طرح اس کا پڑھنا مقتدی کے لیے بھی ضروری ہے۔

رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ وَمَنْ لَمْ يُحْسِنْ
الْقُنُوتَ يَقُولُ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ثَلَاثَ مَرَّاتٍ أَوْ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ
حَسَنَةً وَرَقِّنَا عَذَابَ النَّارِ

اَوْ يَا رَبِّ يَا رَبِّ يَا رَبِّ وَ اِذَا اقْتَدَى بِمَنْ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ قَامَ مَعَهُ فِي قُنُوتِهِ
سَاكِنًا فِي الْاَظْهَرِ وَيُرْسِلُ يَدَيْهِ فِي جَنْبَيْهِ وَ اِذَا نَسِيَ الْقُنُوتَ فِي الْوُشْرِ وَ تَذَكَّرَهُ
فِي الرُّكُوعِ اَوْ الرَّفْعِ مِنْهُ لَا يَقْنُتُ وَلَوْ قَنَتَ بَعْدَ رَفْعِ رَأْسِهِ مِنَ الرُّكُوعِ لَا يُعِيدُ
الرُّكُوعَ وَيَسْجُدُ لِلشَّهْرِ لِزَوَالِ الْقُنُوتِ عَنْ مَحَلِّهِ اِلَّا صَلَّى

اے ہمارے رب تو برکت والا اور بلند ہے۔ ہمارے سرور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی آل پر
رحمت وسلام ہو جو شمس اچھی طرح دے گئے قنوت نہ پڑھ سکتا ہو وہ یہ دعائیں بار پڑھے۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي
الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت
میں بہتری عطا فرما اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

یابیوں کہے یا اب، یا اب، یا اب (اے میرے رب، اے میرے رب، اگر کسی ایسے امام کی اقتداء کرے جو فجر کی نماز
میں دعائے قنوت پڑھتا ہے تو اس کے ساتھ قنوت کے وقت خاموش کھڑا رہے یہ زیادہ ظاہر روایت میں ہے اور
ہاتھوں کو پہلوؤں میں ٹکادے جب وتر نماز میں دعائے قنوت بھول جائے اور رکوع میں یا اس سے اٹھتے ہوئے
یاد آئے تو قنوت نہ پڑھے۔ اور اگر رکوع سے سر اٹھانے کے بعد قنوت پڑھا تو رکوع نہ لوٹائے اور قنوت کے
اپنی اصلی جگہ سے ہٹ جانے کی وجہ سے سجدہ سہو کرے۔

اے ثلثا ثانی مسک کے امام کی اقتداء میں نماز ادا کی جائے تو چونکہ وہ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے ہیں لہذا حنفی
اس کے پیچھے کھڑا رہے۔ اور قنوت نہ پڑھے کیونکہ قیام میں امام کی اتباع ضروری ہے۔ یہاں یہ بات رکھنے کے قابل ہے،
کہ دوسرے مسک کے امام کے پیچھے نماز اسی وقت صحیح ہوگی جب اختلافی مسائل میں امام احتیاط کرے ثلثا سر کے چوتھائی کا
کرے کیونکہ اخاف کے نزدیک اس سے کم مسح کے ساتھ فرض ادا نہیں ہوتا جب کہ امام ثنائی رحمہ اللہ کے نزدیک چند باتوں
کے مسح فرض ادا ہو جاتا ہے لہذا ان مقامات پر وہ ایسا طریقہ اختیار کرے کہ حنفی مسک سے مطابقت ہو جائے تو اقتدار صحیح ہوگی ورنہ نہیں۔
اے قنوت واجب ہے لہذا بھول جانے کی صورت میں صرت سجدہ سہو کرے۔

وَلَوْ رَكَعَ الْإِمَامُ قَبْلَ قِرَاءَةِ الْقُنُوتِ أَوْ قَبْلَ شُرُوعِهِ فِيهِ وَخَافَ قُوتَ الزُّكُوعِ تَابِعَ إِمَامَهُ وَكَوْثَرَ الْإِمَامُ الْقُنُوتَ يَأْتِي بِهِ الْمُؤْتَمِرَانِ أَمَّا مَشَارَكَةُ الْإِمَامِ فِي الزُّكُوعِ وَالْإِتَابَعَةُ وَكَوْثَرُ الْإِمَامِ فِي زُكُوعِ الثَّالِثَةِ مِنَ الْوُثْرِ كَانَ مُدْبِرًا كَالْقُنُوتِ فَلَا يَأْتِي بِهِ فِيمَا سَبَقَ بِهِ -
وَيُؤْتِرُ بِجَمَاعَةٍ فِي رَمَضَانَ فَقَطِّ وَصَلُوتُهُ مَعَ الْجَمَاعَةِ فِي رَمَضَانَ أَفْضَلُ مِنْ آدَائِهِ مُنْفَرِدًا الْخَرَّ النَّيْلُ فِي اخْتِيَارِ قَاضِي خَانَ قَالَ هُوَ الصَّحِيحُ وَصَحَّحَ غَيْرُهُ خِلَافَهُ

اگر امام، مقتدی کے قنوت پڑھنے سے فارغ ہونے سے پہلے یا اسے شروع کرنے سے پہلے فارغ ہو جائے اور رکوع نکل جانے کا ڈر ہو تو امام کی اتباع کر لے اور اگر امام قنوت چھوڑ دے تو مقتدی اسے پڑھے۔ بشرطیکہ رکوع میں امام کے ساتھ شرکت ممکن ہو ورنہ اس کی اتباع کر لے۔ اگر مقتدی نے امام کو ترووں کی تیسری رکعت کے رکوع میں پایا تو اس نے قنوت کو پایا۔ لہذا جو رکعت نکل چکی ہیں ان کو ادا کرتے وقت قنوت نہ پڑھے۔
وتر صرف رمضان المبارک میں باجماعت ادا کیے جائیں۔ رمضان شریف میں جماعت کے ساتھ وتر پڑھنا رات کے آخری حصے میں تنہا پڑھنے سے افضل ہے۔ قاضی خان نے اسے پسند کیا اور فرمایا یہی صحیح ہے۔ البتہ ان کے عزیز فقہاء نے اس کے خلاف کو صحیح قرار دیا ہے۔

۱۔ کہ قنوت واجب ہے اور شروع فرض لہذا اسے ترجیح دیتے ہوئے رکوع میں اس کی اتباع کرے۔
۲۔ یعنی جلدی جلدی پڑھ کر رکوع میں شریک ہو سکتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ چھوڑ کر امام کی اتباع کرے۔
۳۔ یعنی جس طرح تیسری رکعت کو پایا اسی طرح اس کے ضمن میں دعائے قنوت کو بھی پایا۔
۴۔ چونکہ تراویح اقتدار سے نفل ہیں اور تراویح کے علاوہ نوافل کی جماعت مکروہ ہے لہذا رمضان کے علاوہ وتر جماعت کے ساتھ نہ پڑھے جائیں۔ نوافل کی جماعت کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر اعلان کے ساتھ ہو تو مطلقاً مکروہ ہے اگر اعلان کے بغیر دو تین آدمی ایک امام کے پیچھے کھڑے ہوں تو مکروہ نہیں۔ چار میں اختلاف ہے۔ لیکن زیادہ صحیح یہی ہے کہ مکروہ ہے۔

(فتاویٰ مالگیری دارود، جلد اول ص ۱۲۸)

۵۔ مراقی الفلاح میں الفتح اور البرہان سے نقل کیا ہے کہ قاضی خان کے قول کو ترجیح حاصل ہے کیونکہ (بقیہ صفحہ آئندہ)

(فصل فی التَّوَاتُلِ) سُنَّ سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ رَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ وَأَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ وَبَعْدَ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَ هَاتِسَلِيمَةٍ وَنَدَبِ أَرْبَعٍ قَبْلَ الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَبَعْدَهُ وَسِتٌّ بَعْدَ الْمَغْرِبِ وَيَقْتَصِرُ فِي الْجُلُوسِ الْأَوَّلِ مِنَ الرَّبَاعِيَةِ الْمُؤَكَّدَةِ عَلَى التَّشَهُدِ وَلَا يَأْتِي فِي الثَّلَاثَةِ بِدُعَاءٍ إِلَّا سِتْفَتَهُ بِخِلَافِ الْمَدْدُوبَةِ وَإِذَا صَلَّى نَافِلَةً أَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَجْلِسْ إِلَّا فِي آخِرِهَا صَحَّ اسْتِحْسَانًا لَا نَهَا صَارَتْ صَلَوةً وَاحِدَةً وَفِيهَا الْقِرْضُ الْجُلُوسُ آخِرُهَا.

نوافل کا بیان:

فجر سے پہلے دو رکعتیں، ظہر کے بعد، مغرب کے بعد اور عشاء کے بعد دو دو رکعتیں، ظہر سے پہلے اور جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد چار چار رکعتیں۔ ایک سلام کے ساتھ سنت موکدہ ہیں۔ عصر سے پہلے چار، عشاء سے پہلے چار اور بعد میں دو اور مغرب کے بعد چھ رکعتیں مستحب ہیں۔ چار موکدہ سنتوں میں پہلے قعدہ میں صرف تشہد پر اکتفا کرے اور تیسری رکعت میں تنہا بھی نہ پڑھے بخلاف مستحب نماز (سنت غیر موکدہ اور نوافل) کے اگر دو رکعتوں سے زیادہ نفل (ایک سلام کے ساتھ) پڑھے اور صرف آخر میں قعدہ کرے تو استحساناً صحیح ہوگا۔ کیونکہ یہ ایک ہی نماز ہوگی۔ اور اس میں آخری قعدہ فرض ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اندلس اور اشدین نے رمضان شریف میں در جماعت کے ساتھ پڑھے ہیں۔ البتہ حضور علیہ السلام نے اس خوف سے جماعت ترک کر دی کہ کہیں فرض نہ ہو جائے جس طرح تراویح کی جماعت کا مسئلہ ہے۔ لہٰذا یہاں سنت موکدہ، غیر موکدہ اور نوافل کو ایک ہی عنوان یعنی نوافل کے تحت ذکر کیا ہے کیونکہ یہ لفظ عام ہے اور ہر سنت نفل ہے جب کہ ہر نفل سنت نہیں ہے۔

نفل کا لغوی معنی "نائدہ" ہے اور شریعت میں ہر وہ کام جس کا کرنا فرض یا واجب اور سنون نہ ہو وہ نفل ہے۔ اگر نفل سے مراد فرض اور واجب کا مقابل ہو تو اس میں سنت بھی شامل ہوگی اور اگر وہ کام مراد ہو جو کسی حکم کے بغیر محض اپنی مرضی سے کیا جاتا ہے تو نفل سنت کے مقابلے میں بھی ہوگا۔

سے امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک جمعہ کے بعد چھ رکعتیں سنت ہیں۔

(بقیہ صفحہ آئندہ)

وَكُرَّةَ الزِّيَادَةِ عَلَى أَرْبَعٍ بِتَسْلِيمَةٍ فِي النَّهَارِ وَعَلَى ثَمَانٍ لَيْلًا وَالْأَفْضَلُ فِيهِمَا رُبَاعٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَعِنْدَهُمَا الْأَفْضَلُ فِي اللَّيْلِ مَثْنَى مَثْنَى وَبِهِ يُفْتَى وَصَلَاةُ اللَّيْلِ أَفْضَلُ مِنْ صَلَاةِ النَّهَارِ وَطُولُ الْقِيَامِ أَحَبُّ مِنْ كَثَرَةِ السُّجُودِ -

دن کے وقت ایک سلام کے ساتھ چار رکعتوں سے زیادہ اور رات کو آٹھ رکعتوں سے زیادہ پڑھنا مکروہ ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک (دن اور رات) دونوں میں (ایک سلام کے ساتھ) چار رکعتیں پڑھنا افضل ہے جب کہ صاحبین کے نزدیک رات کے وقت دو دو رکعتیں پڑھنا زیادہ بہتر ہے اور اسی پر فتویٰ ہے۔

رات کی رنفل، نماز، دن کی نماز سے اور زیادہ سبھوں کی بجائے لمبا قیام افضل ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ)

۳۷ چونکہ نوافل کے ہر دو رکعتیں مستقل نماز ہے لہذا قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ ہر دو رکعت کے بعد قدر فرض ہو اور اسے ادا نہ کرنے سے نماز فاسد ہو جائے لیکن اب یہ ایک ہی نماز قرار پانے کی وجہ سے صرف آخری قدر فرض ہوگا۔

(حاشیہ صفحہ ہذا)

۳۸ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس سے زیادہ رکعات کا ایک سلام کے ساتھ پڑھنا مرئی نہیں ہے اگر کراہت نہ ہوتی تو آپ تعلیم جواز کے لیے کبھی زیادہ پڑھتے۔

(مطہادی علی المراقی)

۳۹ کیونکہ اس میں مشقت زیادہ ہوتی ہے۔

۴۰ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ نماز افضل ہے جس میں قنوت (یعنی قیام، لمبا ہو۔

(فصل فی تحیۃ المسجد و صلوٰۃ الصبح و احواء الیالی) سُنَّ تحیۃ المسجد بِرُكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْجُلُوسِ وَاَدَاءُ الْفَرَضِ يَنْوِبُ عَنْهَا وَكُلُّ صَلَوةٍ اَدَّاهَا عِنْدَ الدُّخُولِ بِلَا نِيَّةٍ التَّحِيَّةُ وَتَدْبَرُ رُكْعَتَانِ بَعْدَ الْوُضُوءِ قَبْلَ جَفَافِهِ وَاَرْبَعٌ فَمَا عَدَا فِي الصُّحَى وَتَدْبَرُ صَلَوةُ اللَّيْلِ وَصَلَوةُ الْاِسْتِخَارَةِ وَصَلَوةُ الْحَاجَةِ وَتَدْبَرُ اَحْيَاءُ لَيْلٍ اِلَى الْعَشْرِ الْاٰخِرِ مِنْ رَمَضَانَ وَاَحْيَاءُ لَيْلَتِي الْعِيدَيْنِ وَ لَيْلٍ اِلَى عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ وَ لَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ وَيَكْرَهُ لِاجْتِمَاعٍ عَلَى اَحْيَاءٍ لَيْلَةٍ مِنْ هَذِهِ اللَّيَالِي فِي الْمَسَاجِدِ

تیمتہ المسجد، چاشت کی نماز اور شب بیداری :

(مسجد میں) بیٹھنے سے پہلے دو رکعتیں پڑھنا سنت ہے اور فرض نماز کی ادائیگی نیز ہر وہ نماز جو تحیت کی نیت کے بغیر مسجد میں داخل ہوتے وقت پڑھی جائے۔ ان دو رکعتوں کے قائم مقام ہو جاتی ہے۔ ورنہ کے بعد جسم خشک ہونے سے پہلے دو رکعتیں ادا کرنا مستحب ہے چاشت کے وقت چار رکعتیں یا اس سے زیادہ پڑھنا مستحب ہے۔

رات کو نماز پڑھنا، نماز استخارہ اور نماز حاجت مستحب ہے۔ رمضان المبارک کی آخری دس راتیں، عیدین کی راتیں، ذوالحجہ کی (پہلی) دس راتیں اور شبِ برأت کو (عبادت کے ساتھ) زندہ رکھنا مستحب ہے۔ (البتہ ان راتوں کو زندہ رکھنے کے لیے مساجد میں اجتماع مکروہ ہے۔)

۱۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے اس لیے اس کی تعظیم کرتے ہوئے جب بھی مسجد میں داخل ہوں دو رکعتیں تیمتہ المسجد پڑھیں بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو اگر مکروہ وقت ہو تو توسیع و تمہیل اور درود شریف پڑھنے میں مشغول ہو۔
۲۔ کیونکہ مقصد تو تعظیم ہے اور وہ کسی بھی نماز پڑھنے سے حاصل ہو گیا۔

۳۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان اچھی طرح وضو کر کے کھڑا ہو اور دو رکعات پڑھے دل کو حاضر رکھے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔ (صحیح مسلم جلد اول ص ۱۲۲)

۴۔ چاشت کی نماز کا وقت سورج کے بلند ہونے سے لے کر زوال سے پہلے تک ہے۔ اس کی رکعات

کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ ہیں لیکن بہتر یہی ہے کہ کم از کم چار رکعتیں پڑھی جائیں۔

۵۵۔ رات کو بالخصوص رات کے آخری حصے میں لواغل پڑنا مستحب ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات کو نماز اختیار کرو وہ تم سے پہلے گزرنے والے نیک لوگوں کا طریقہ قرب خداوندی کا ذریعہ، برائیوں کے لیے کفارہ اور گنہگاروں سے باز رکھنے والی ہے۔

۵۶۔ استخارہ کا معنی طلبِ خیر ہے یہ معلوم کرنے کے لیے کہ فلاں کام کرنا میرے لیے اچھا ہے یا نہیں نماز استخارہ پڑھی جاتی ہے۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں تمام کاموں کے لیے استخارہ (اسی طرح) سکھاتے تھے جس طرح آپ ہمیں قرآن پاک کی کوئی سورت سکھاتے۔ آپ نے فرمایا جب تمہیں کوئی معاملہ پیش ہو تو دو رکعتیں نفل پڑھ کر یہ دعا مانگو۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوبِ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أُمُورِي أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أُمُورِي أَوْ قَالَ عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ رَضِّنِي بِهِ

یا اللہ میں تیرے علم کے ساتھ تجھ سے جہلائی چاہتا ہوں اور تیری قدرت سے تھ طاقت کا طلبگار ہوں۔ یا اللہ میں تجھ سے تیرے بہت بڑے فضل کا طالب ہوں بے شک تو قادر ہے اور مجھے طاقت نہیں ہے تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو ہی غیب کی باتوں کو خوب جاننے والا ہے۔ اگر تیرے علم میں یہ کام میرے دین، زندگی اور انجام کار کے لیے (یا کچھ) فوری اور بعد کے کاموں کے لیے بہتر ہے تو اسے میرے لیے مقدر فرما دے اور میرے لیے آسان کر دے پھر مجھے اس میں برکت عطا فرما۔ اور اگر تیرے علم کے مطابق یہ کام میرے

دین، دنیا اور انجام کار کے لیے موجودہ اور آنے والے معاملہ میں برا ہے تو اسے مجھ سے اور مجھے اس سے دور رکھ اور میرے لیے جہلائی مقدر فرما دے جہاں بھی ہو پھر مجھے اس پر راضی رکھ۔

نوٹ: جن کاموں کی اچھائی یا برائی معروف ہے مثلاً عبادات وغیرہ ان میں استخارہ کرنے کی ضرورت نہیں البتہ اچھے کاموں کے سلسلے میں وقت معلوم کرنے کے لیے ٹھیک ہے۔ استخارہ سات دن تک کیا جائے اگر اس سے پہلے حقیقت حال منکشف نہ ہو۔

(بقیہ صفحہ آئندہ)

رَفْعُ فِي صَلَوةِ النَّفْلِ جَالِسًا وَالْصَّلَوةِ عَلَى الدَّائِمَةِ ۚ يَجُوزُ النَّفْلُ قَاعِدًا
 الْقُدْرَةَ عَلَى الْقِيَامِ لَكِنْ لَهُ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ إِلَّا مِنْ عُدْرٍ وَيَقْعُدُ كَالْمُتَشَهِّدِ
 فِي الْمُخْتَارِ وَجَاءَتْ إِثْمَامُهُ قَاعِدًا بَعْدَ إِفْتِتَاحِهِ قَائِمًا بِلا كَرَاهَةٍ عَلَى الْأَصَحِّ
 وَيَتَنَفَّلُ رَاكِبًا خَارِجَ الْمَصْرِ مُوَمِّيًا إِلَى آتِي جِهَةٍ تَوَجَّهَتْ دَائِمَتُهُ وَبَنَى بِنَزُولِهِ
 لَا يَكُوبُ بِهَا وَلَوْ كَانَ بِالتَّوَافُلِ الرَّائِبَةِ وَعَنْ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى أَنَّهُ
 يَنْزِلُ لِسُنَّةِ النَّجْرِ لَا تَهَاكَا مِنْ غَيْرِهَا وَجَازَ لِلْمُتَطَوِّعِ الْإِتِكَاءُ عَلَى شَيْءٍ إِنْ
 تَعَبَ بِلا كَرَاهَةٍ وَإِنْ كَانَ بِغَيْرِ عُدْرٍ كُرْةً فِي الْأُظْهَرِ لَا سَاعَةَ الْأَدَبِ وَلَا يَمْنَعُ
 صَحَّةَ الصَّلَوةِ عَلَى الدَّائِمَةِ نَجَاسَةٌ عَلَيْهَا وَلَوْ كَانَتْ فِي الشَّرْجِ وَالزَّكَائِنِ عَلَى
 الْأَصَحِّ وَلَا تَصِحُّ صَلَوةُ الْمَاشِي بِإِلْجَمَاعِ

بیٹھ کر نوافل پڑھنے اور سواری پر نماز کا حکم:

کھڑے ہو کر نماز پڑھنے کی طاقت کے باوجود نوافل بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے لیکن ایسے شخص کو کھڑے ہو کر پڑھنے
 والے کی نسبت اور صاحبِ مقام ہے مگر عذر کی وجہ سے (جو تو پورا ثواب ملتا ہے)، مختار مذہب کے مطابق تشہد پڑھنے
 والے کی طرح بیٹھے۔ صحیح مذہب کے مطابق نفل، کھڑے ہو کر شروع کرنے کے بعد بیٹھ کر مکمل کرنا بلا کراہت جائز ہے۔
 اور شرع سے باہر سواری پر اشارے کے ساتھ نفل پڑھ سکتا ہے سواری جس طرف چاہے متوجہ ہو۔ اترنے کی صورت
 میں بنا کر سکتا ہے سواری کی صورت میں نہیں اگرچہ سنت مکرہ ہوں۔ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے منقول ہے کہ فجر کی سنتوں
 کے لیے اترے کیونکہ دوسرے نوافل سے ان کی تاکید زیادہ ہے۔ نفل پڑھنے والا اگر تھک جائے تو بلا کراہت ٹکیہ
 لگانا جائز ہے اور اگر کسی عذر کے بغیر ہو تو اظہر قول کے مطابق مکروہ ہے کیونکہ یہ بے ادبی ہے سواری پر نجاست کا لگا
 ہونا نماز کی صحت کو منع نہیں کرتا اگرچہ زمین یا رکابوں میں ہو یہ اصح قول کے مطابق ہے۔ پیدل چلتے ہوئے نماز
 پڑھنا صحیح نہیں۔ اس پر اجماع ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) اے اچھی طرح دیکھو کہ درگت نماز پڑھنے اور یہ دعا مانگے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتُوجَّهُ إِلَيْكَ

یا اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیرے رحمت والے
 (بقیہ بر صفحہ ۱۷۰)

رَفْصُلٌ فِي صَلَوةِ الْفَرَضِ وَالْوَاجِبِ عَلَى الدَّائِبَةِ لَا يَصِحُّ عَلَى الدَّائِبَةِ صَلَوةُ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ كَالْوُثْرِ وَالْمَسْنُودِ وَمَا شَرَعَ فِيهِ نَفْلًا فَافْسَدَهُ وَلَا صَلَوةُ الْجَنَازَةِ وَسَجْدَةُ تَكَلُّفٍ أَيْتُهَا عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا لِيَضْرُورَةً كَخَوْفٍ لِيَصِلَ عَلَى نَفْسِهِ أَوْ دَابَّتِهِ أَوْ ثِيَابِهِ لَوْ نَزَلَ وَخَوْفٍ سَبْعٍ وَطِينِ الْمَكَانِ وَجُنُوحِ الدَّائِبَةِ وَعَدَمِ وَجْدَانٍ مَنْ يَرْكَبُهُ لِعَجْزِهِ وَالصَّلَوةُ فِي الْمَحْمِلِ عَلَى الدَّائِبَةِ كَالصَّلَوةِ عَلَيْهَا سَوَاءً كَانَتْ سَائِرَةً أَوْ وَاقِفَةً وَلَوْ جَعَلَ تَحْتَ الْمَحْمِلِ خَشَبَةً حَتَّى يَبْقَى قَرَارُهَا إِلَى الْأَرْضِ كَانَ بِمَنْزِلَةِ الْأَرْضِ فَتَصِحُّ الْفَرِيضَةُ فِيهِ قَائِمًا

سواری پر فرض اور واجب نماز پڑھنا:

فرض اور واجب نماز مثلاً وتر اور نذرمانی ہوئی نماز اور وہ نفل نماز جسے شروع کر کے توڑ دیا نماز جائزہ اور اس آیت کا سجدہ جو زمین پر تلاوت کی گئی سواری پر ادا کرنا صحیح نہیں البتہ منزلت کے تحت جائز ہے مثلاً اترنے کی صورت میں اپنی ذات یا جانور یا کپڑوں کے بارے میں چور کا ڈر ہو۔ درندے کا خوف ہو، جگہ کی پٹروالی ہو، جانور رکش ہو، سوار ہونے سے عاجز ہو اور سوار کرانے والا کوئی نہ ہو۔ کجاوے میں نماز پڑھنا سواری پر نماز پڑھنے کی طرح ہے۔ سواری چل رہی ہو یا کھڑی ہو۔ اور اگر کجاوے کے نیچے لکڑی رکھ دے۔ حتیٰ کہ زمین پر قرار باقی رہے تو وہ زمین کے قائم مقام ہو جائے گی۔ پس اس میں کھڑے ہو کر فرض نماز پڑھنا صحیح ہوگا۔

بقیہ صفحہ سابقہ سے: **بِأَمْرِ نَبِيِّكَ يَا آلِهَةَ رَبِّكَ عَلَى اللَّهِ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ**
يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَرْجُو بِكَ إِلَى رَبِّكَ فِي حَاجَتِي
هَذَا لِتَقْضِيَ لِي نَفْسِي فِيَّ
 (بقیہ صفحہ سابقہ) اے یعنی کچھ نماز سواری پر پڑھی باقی اتر کر پڑھتا ہے تو صحیح ہے جب کہ کچھ نماز نیچے پڑھنے کے بعد باقی نماز سواری پر مکمل کرنا صحیح نہیں کیونکہ زمین پر شروع کرنے سے اس نے تمام شرائط کا التزام کیا تھا جیسا سواری پر پورا کرنا ممکن نہیں۔
 (صفحہ ہذا) اے چونکہ نوافل کے علاوہ نمازوں میں قیام فرض ہے اور وہ سواری پر ناممکن ہے لہذا ان تمام صورتوں میں سواری پر نماز جائز نہیں۔
 (بقیہ صفحہ آئندہ)

(فصل فی التراويح) التراويح سنۃ للرجال والنساء وصلواتها بالجماعة سنۃ کفایۃ ووقتہا بعد صلوۃ العشاء ویصح تعدیم الوتر علی التراويح وتأخیرہ عنہا ویستحب تأخیر التراويح الی ثلث اللیل ونصفہ ولا یکرہ تأخیرہا الی ما بعدہ علی الصحیح وہی عشرون رکعة بعشر تسلیمات ویستحب الجلوس بعد کل أربع بقدرہا وکذا بین الترویحة الخامسة والوتر وسن ختم القرآن فیہا مرة فی الشهر علی الصحیح وإن ملّ بہ القوم قرأ بقدر ما لا یؤدی الی تنفیرہم فی المختار ولا یترک الصلوۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی کل تشهد منہا ولو ملّ القوم علی المختار ولا یترک الثناء وتسبیح الزکوة والسجود ولا یأتی بالدعاء ان ملّ القوم ولا تقضى التراويح بقواتہا منفردا ولا بجماعة

تراویح:

تراویح مردوں اور عورتوں کے لیے سنت ہیں اور ان کی جماعت سنت کفایہ ہے۔ تراویح کا وقت نماز عشاء کے بعد ہے، وتروں کو تراویح سے مقدم کرنا بھی صحیح ہے اور بعد میں پڑھنا بھی۔ تراویح کی نمازات کے تہائی یا نصف تک موخر کرنا مستحب ہے۔ اس سے زیادہ دیر کرنا مکروہ نہیں ہے یہ صحیح مذہب کے مطابق ہے۔ تراویح میں رکعات ہیں اور ہر چار رکعتوں کے بعد اتنا ہی وقت بیٹھنا مستحب ہے۔ اسی طرح پانچویں ترویجہ اور وتروں کے درمیان بیٹھنا بھی مستحب ہے صحیح قول کے مطابق بیٹھنے میں ایک بار تراویح میں قرآن پاک ختم کرنا سنت ہے۔

اور اگر قوم تھکاوٹ محسوس کرے تو مختار بات یہ ہے کہ اس قدر پڑھے جس سے وہ متفرق نہ ہوں۔ ہر تشہد میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجنا نہ چھوڑے اگرچہ قوم اکتا جائے یہ مختار مذہب کے مطابق ہے۔ ثناء اور رکوع سجد کی تسبیح بھی نہ چھوڑے اور اگر قوم اکتاہٹ محسوس کرے تو دعائے مانگے۔ اگر تراویح نہ پڑھ سکے قرآن کی قضا تنہا اور جماعت کے ساتھ کسی صورت میں، نہ کی جائے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) میں رجال کے ساتھ تیار علی اقدام کے الفاظیں جو کڑے ہو کر پڑھنے کی طرف اشارہ ہے (مخلافہ من لا یقبحہ سغفانہ)

(بقیہ سابقہ سے سابقہ) ۳۵ کیونکہ کجاوہ زمین کی بجائے سواری پر ہوتا ہے۔
۳۶ اس صورت میں کجاوہ زمین پر ہی شمار ہو گا یہ ایسے ہی ہے جیسے ستون کھڑے کر کے ان پر عمارت بنائی جائے
(ماثریہ صفحہ سابقہ سے سابقہ)

۱۷ کشتی کو ایک طرح سے سواری کے ساتھ مشابہت ہے کیونکہ یہ بحری سواری ہے اور ایک اعتبار سے یہ زمین کی طرح ہے کہ اس پر اسی طرح قرار سے بیٹھا جاتا ہے جس طرح زمین پر بیٹھتے ہیں۔ لہذا سواری کا اعتبار کرتے ہوئے قیام کی فرضیت خاتم کر دی اور زمین کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے رکوع اور سجدہ نیز قبلہ رخ ہونا لازمی قرار دیا گیا اور نوافل کے علاوہ اس میں فرائض اور واجبات کی ادائیگی بھی صحیح قرار دی گئی ہے البتہ ممکن ہو تو کھڑے ہو کر پڑھنا یا باہر نکل کر پڑھنا افضل ہے تاکہ اختلاف ائمہ سے نکل جائے اور سکون قلب حاصل ہو۔

(ماثریہ صفحہ سابقہ) ۱۸ سنت کفایہ اسے کہتے ہیں جو اہل محلہ میں کچھ افراد کے ادا کرنے سے تمام کی ذمہ داری پوری ہو جائے اور کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب گنہگار اور سنت کے تارک ہوں گے۔

۱۹ تراویح، ترویج کی جمع ہے۔ اور جمع کا اطلاق کم از کم تین پر ہوتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ تراویح کی تعداد بارہ سے کم نہیں۔ لہذا آٹھ تراویح کا قول صحیح نہیں تفصیل کے لیے غزالی زماں علامہ سید احمد رضا علی رحمہ اللہ کی تصنیف، کتاب التراویح، کا مطالعہ کیجیے۔

۲۰ تراویح میں قرآن سننے والا حافظ نابالغ نہیں ہونا چاہیے کیونکہ اس پر نماز فرض نہیں اور نفل پڑھنے والے کا جامع کرانا صحیح نہیں۔

۲۱ یعنی چار چاند کعات کر کے پڑھے یا دو دو کی نیت سے پڑھے ہر قعدے میں درود شریف اور ہر پہلی اور تیسری رکعت میں ثناء پڑھے۔

۲۲ کیونکہ ستون کی قضا نہیں ہوتی۔

سوالات

- ۱۔ سُترہ کسے کہتے ہیں۔ اس کا شرعی حکم کیا ہے۔ نیز اس کی مقدار اور رکھنے کی کیفیت کیا ہوگی۔
- ۲۔ نمازی کے پے کون کون سے کام مکروہ نہیں ہے۔
- ۳۔ نمازی کے لیے نماز توڑنا کب واجب ہے اور کس صورت میں جائز ہے؟
- ۴۔ نماز میں تاخیر کب جائز ہے نیز تارکِ صلوٰۃ کا حکم کیا ہے؟
- ۵۔ وتر کتنی رکعات ہیں ان کا وقت کیا ہے اور یہ جماعت کے ساتھ کب پڑھے جلتے ہیں۔
- ۶۔ دعائے قنوت مع ترجمہ لکھیں اور بتائیں کہ اس کا حکم کیا ہے؟ اور اگر کسی کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو وہ کیا پڑھے۔
- ۷۔ جو آدمی امام کے ساتھ قیصری رکعت کے رکوع میں ملا وہ دعائے قنوت پڑھے یا نہ؟
- ۸۔ سنت موکدہ اور غیر موکدہ اوقات کے اعتبار سے تفصیلاً لکھیں۔
- ۹۔ تہیۃ المسجد، تہیۃ الامن، چاشت کی نماز اور استخارہ کی تعریف کریں۔
- ۱۰۔ سواری پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے۔ تفصیلاً لکھیں۔
- ۱۱۔ کشتی پر نماز کیسے پڑھی جائے گی نیز دریا کے درمیان اور کنارے سے بندھی ہوئی کشتی میں نماز پڑھنے کے اعتبار سے کیا فرق ہے۔
- ۱۲۔ تراویح کی شرعی حیثیت اور تعداد لکھیں۔ تراویح میں ختم قرآن کا سُننا کیا ہے نیز بیس تراویح پر اہل سنت و جماعت کے کسی عالم نے کوئی کتاب لکھی ہے تو کتاب اور مصنف کا نام لکھیں۔
- ۱۳۔ مندرجہ ذیل عبارت پر اعراب لگائیں اور ترجمہ لکھیں نیز بتائیں کہ یہ عبارت کس عنوان کے تحت ہے۔
ولا یسمی جہتہ من الشراب او الحشیش بعد الفراغ من الصلوٰۃ قبل الفراغ اذا
ضربا او شغلہ عن الصلوٰۃ ولا بالنظر بموق عینیہ من غیر تحویل الوجه

بَابُ الصَّلَاةِ فِي الْكُعْبَةِ

صَلَّوْا فَرَضٌ وَنَفْلٌ فِيهَا وَكَذَا افْزَوْقُهَا وَإِنْ تَمَيَّزْتَ خِذْ سِتْرَةً لَكِنَّهُ مَكْرُوهٌ لَا سَاءَةَ
الْأَدَبُ بِاسْتِعْلَائِهِ عَلَيْهَا وَمَنْ جَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَى غَيْرِ وَجْهِ إِمَامِهِ فِيهَا أَوْ فَوْقَهَا
صَلَّوْا وَإِنْ جَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَى وَجْهِ إِمَامِهِ لَا يَصِحُّ وَصَلَّوْا إِذَا قَتِدَ آءُ خَارِجَهَا بِإِمَامٍ
فِيهَا وَالْبَابُ مَفْتُوحٌ وَإِنْ تَحَلَّقُوا حَوْلَهَا وَالْإِمَامُ خَارِجَهَا صَلَّوْا إِلَّا لِمَنْ
كَانَ أَقْرَبَ إِلَيْهَا فِي جِهَةِ إِمَامِهِ -

کعبہ شریف میں نماز پڑھنا:

کعبہ میں فرض اور نفل پڑھنا صحیح ہے۔ اسی طرح اس کے اوپر بھی اگرچہ سترہ نہ رکھے لیکن ایسا کرنا مکروہ ہے کیونکہ کعبۃ اللہ سے بلند ہونا بے ادبی ہے۔

کعبۃ اللہ میں یا اس کے اوپر، جس شخص کی پیٹھ امام کے چہرے کی طرف نہ ہو اس کی نماز صحیح ہے اور اگر وہ اپنی پیٹھ امام کے چہرے کی طرف کرے تو نماز صحیح نہ ہوگی۔

(عمارت) کعبہ سے باہر ایسے امام کی اقتداء کرنا جو اس کے اندر ہے، صحیح ہے بشرطیکہ دروازہ کھلا ہو۔

اگر عمارت کعبہ کے گرد نماز پڑھیں اور امام بھی باہر ہو تو نماز صحیح ہوگی۔ سوائے اس کے جو امام کی جہت میں کعبۃ اللہ کے زیادہ قریب ہے۔

۱۔ کعبہ شریف وہ عمارت ہے جو مسجد حرام کے صحن میں مربع شکل میں ہے اور حج و عمرہ کرنے والے اس کا طواف کرتے ہیں۔ اسے بیت اللہ الحرام بھی کہا جاتا ہے۔ مسلمان جہاں بھی ہوں اسی کی طرف رخ کر کے نماز پڑھتے ہیں۔

۲۔ کیونکہ آسمان تک تمام فضاء کعبۃ اللہ کی فضاء ہے لہذا عمارت کے اوپر نماز جائز ہے۔ البتہ بے ادبی کے پیش نظر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

بَابُ صَلَاةِ الْمَسَافِرِ

أَقَلُّ سَفَرٍ تَتَغَيَّرُ بِهِ الْأَحْكَامُ مَسِيرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ أَقْصَرِ أَيَّامِ السَّنَةِ
بَسِيرٍ وَسَطٍ مَعَ الْإِسْتِرَاحَاتِ وَالْوَسْطُ سَيْرٌ إِلَى بَلَدٍ وَمَشْيٌ إِلَّا قُدَامَ فِي الْبَرِّ
وَفِي الْجَبَلِ بِمَائِنَاسِبَةٍ وَفِي الْبَحْرِ اغْتِدَالُ الرِّيحِ فَيَقْصُرُ الْفَرْضُ الرَّبَاعِيُّ مَنْ نَوَى
السَّفَرَ وَلَوْ كَانَ عَاصِيًا بِسَفَرِهِ إِذَا جَاوَزَ بُيُوتَ مَقَامِهِ وَجَاوَزَ أَيْضًا مَا اتَّصَلَ
بِهِ مِنْ فَنَائِهِ وَإِنْ اتَّصَلَ الْفَنَاءُ بِمَزْمَرَةٍ أَوْ قَدَرِ غُلُوتِهِ لَا يُشْتَرَطُ مَجَاوَزَتُهُ
وَالْفَنَاءُ الْمَكَانُ الْمَعْدَّةُ لِمَصَالِحِ الْبَلَدِ كَرُكْنِ الدَّوَابِّ وَدَفْنِ الْمَوْتَى -

مسافر کی نماز:

کم از کم سفر جس کے ساتھ احکام بدلتے ہیں سال کے چھ مہینے دنوں میں اوسط چال کے ساتھ آرام کے اوقات۔ انہی تین دن کی مسافت ہے۔

درمیانی چال سے مراد اونٹ کی چال اور میدان میں پیدل چلنا ہے۔ پہاڑ میں اس کی مناسبت ہے اور دریا (سمندر) میں ہوا کا معتدل ہونا شرط ہے۔ پس جو شخص سفر کی نیت کرے اگرچہ اس سفر کے باعث گنہگار ہی ہو وہ چار رکعات فرض میں قصر کرتے ہے جب اپنی جائے سکونت کی آبادی اور اس کے ساتھ جو فناء ملی ہوئی ہے اسے گزر جائے مگر فناء ایک کیفیت یا تیر پھیلنے کی مقدار (بستی سے) جدا ہو تو اس سے گزرنا شرط نہیں۔ فناء وہ مکان ہے جو شہر (والوں) کی بستی (اور ضرورتوں) کے لیے بنایا جاتا ہے مثلاً گھوڑے دوڑانا اور مردوں کو دفن کرنا۔

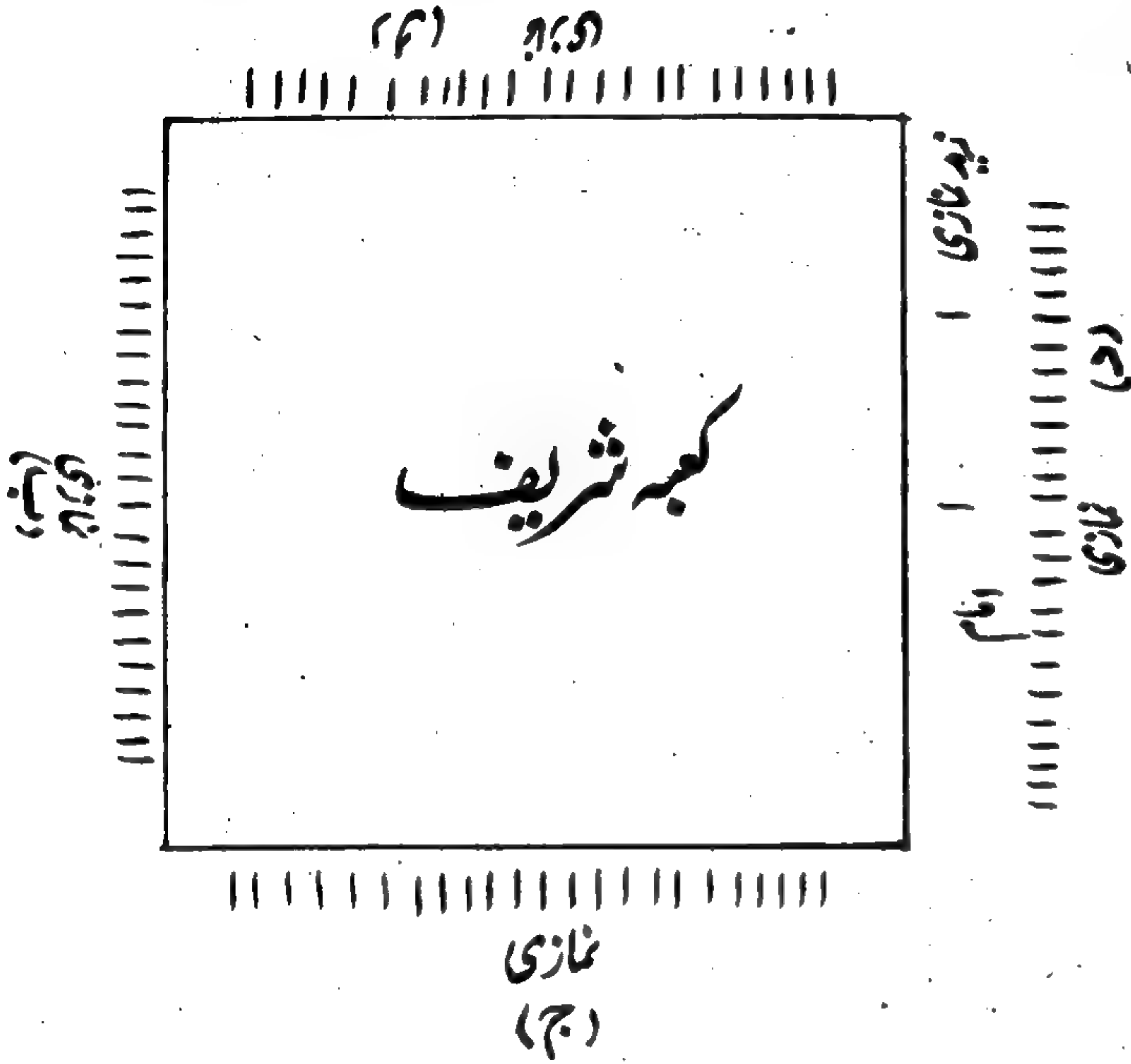
(بقیہ ماحشیہ صفحہ سابقہ)

۳۔ چونکہ کعبہ شریف کے قریب یعنی مسجد حرام کے صحن میں نماز پڑھنے والے کی نگاہ عمارت کعبہ پر ہوتی چاہیے۔ لہذا غازی اس کے چاروں طرف کھڑے ہوں گے۔ اس صورت میں نمازیوں کا رخ ایک دوسرے کی طرف ہوگا۔ یہاں شرط یہ ہے کہ جو لوگ اس طرف کھڑے ہوں جس جانب (بقیہ صفحہ آئندہ)

(القیہ صفحہ سابقہ سے سابقہ)

امام کھڑا ہے تو وہ کعبۃ اللہ کی دیوار سے امام کی نسبت سے دور ہوں تاکہ امام سے آگے بڑھنا لازم نہ آئے۔ اور ان کی پیٹھ امام کے چہرے کی طرف نہ ہو۔

اس نقشہ میں الف، ب اور ج اطراف کے نمازی امام کی نسبت کعبۃ اللہ کے قریب بھی ہوں تو کوئی حرج نہیں لیکن "د" والی طرف امام سے آگے ہونا جائز ہے کیونکہ اسی جانب ہے لہذا نقشہ میں دکھائے گئے زید کی نماز صحیح نہیں۔



(ماضیہ صفحہ سابقہ) لے اگر کوئی شخص تین دن کی مسافت پر جو $\frac{3}{8}$ ۵ میل بنتے ہیں، جائے اور پندرہ دن سے کم مدت وہاں ٹھہرنا ہو تو وہ مسافر ہے اگر پندرہ دن یا زیادہ کی نیت ہے تو مسافر شمار نہ ہوگا۔

۱۷ قرآن و سنت میں مطلق مسافر کے لیے رخصت کا ذکر ہے نیک و بد کی قید نہیں لہذا جو شخص کسی جرم کی خاطر ہی سفر کیوں نہ کرتا ہو اس پر بھی مسافر کے احکام نافذ ہوں گے۔

۱۸ تین رکعات والی نماز پوری پڑھنا ہوگی۔ اسی طرح دتر اور سنتیں بھی مکمل پڑھے البتہ گاڑی وغیرہ کے نکلنے کا خوف ہو اور وقت بالکل تھوڑا ہو تو سنتیں اور فاضل چھوڑے جاسکتے ہیں۔

۱۹ شہریوں کی ضرورت کے لیے شہر سے باہر کھینے کا میدان، عید گاہ، قبرستان اور اسٹیشن وغیرہ بنائے جاتے ہیں چونکہ وہ شہر ہی کا ایک حصہ ہوتے ہیں۔ لہذا جب ان مقامات سے نکل جائے گا تو مسافر شمار ہوگا۔ البتہ اگر یہ چیزیں شہر سے متصل نہ ہوں مثلاً تیر پھینکے کی مقدار یا ایک بڑی کھیتی درمیان میں مائل ہے تو شہر سے نکلنے ہی مسافر ہو جائے گا۔

وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ نِيَّةِ السَّفَرِ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ: الْإِسْتِقْلَالُ بِالْحُكْمِ وَالْبُلُوغُ
وَعَدَمُ نَقْصَانِ مُدَّةِ السَّفَرِ عَنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ فَلَا يَقْصُرُ مَنْ كُنِيَ جَاوِزًا عَنْ عُمُرِ أَنْ
مَقَامِهِ أَوْ جَاوِزًا وَكَانَ صَبِيًّا أَوْ تَابِعًا لِمَنْ يَتَّبِعُوهُ السَّفَرَ كَالْمَرْأَةِ مَعَ
رَجُلِهَا وَالْعَبْدَ مَعَ مَوْلَاهُ وَالْجُنْدِيَّ مَعَ أَمِيرِهِ أَوْ نَادِيًا دُونَ الثَّلَاثَةِ وَ
تُعْتَبَرُ نِيَّةُ الْإِقَامَةِ وَالسَّفَرِ مِنَ الْأَصْلِ دُونَ التَّبَعِ إِنْ عَلِمَ نِيَّةُ الْمُتَّبِيعِ
فِي الْأَصْتِحَارِ وَالْقَصْرِ عَزِيمَةً عِنْدَنَا فَإِذَا اتَّعَتْ الرُّبَاعِيَّةَ وَقَعَدَ الْقُعُودُ الْأَوَّلُ
صَحَّتْ صَلَوَتُهُ مَعَ الْكِرَاهَةِ وَإِلَّا فَلَا تَصِحُّ إِلَّا إِذَا نَوَى الْإِقَامَةَ لَمَّا قَامَ
لِلثَّلَاثَةِ

سفر کی نیت صحیح ہونے کے لیے تین شرطیں ہیں۔

۱) فیصلہ کرنے میں مستقل (حیثیت کا مالک) ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) سفر کی مدت (مسافت) تین دن سے کم نہ ہونا۔

پس وہ شخص جو اپنی جائے سکونت کی آبادی سے آگے نہ بڑھایا آگے چلا گیا لیکن بچہ تھا یا کسی کے تابع
تھا اور اس کے متبوع نے سفر کی نیت نہیں کی۔ مثلاً عورت اپنے خادمہ کے ساتھ، غلام اپنے آقا کے ساتھ
یا سپاہی اپنے امیر کے ساتھ ہو یا اس سے تین دن سے کم (مسافت) کی نیت کی و قصر نہ کرے۔ اقامت اور
سفر کی نیت اصل سے متبوع ہوگی۔ تاہم اس کا اعتبار نہ ہوگا۔ اگر متبوع کی نیت کا علم ہو جائے۔ اصح قول
یہی ہے۔

قصر ہمارے نزدیک عزیمت ہے۔ اگر کسی مسافر نے چار رکعتیں پڑھ کر دیں اور پہلا قعدہ بھی کیا تو اس
کی نماز کراہت کے ساتھ صحیح ہو جائے گی۔ ورنہ صحیح نہ ہوگی البتہ تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوتے وقت
اقامت کی نیت کرے تو ہو جائے گی۔

اے اگر مسافر کسی دوسرے کے تابع ہو تو وہ اپنی مرضی سے نیت نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ممکن ہے اس کے
متبوع نے پندرہ دن یا اس سے نامد کی نیت کی ہو اور یہ کم دنوں کی نیت کرے لہذا اصل کا اعتبار
ہوگا۔ (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَلَا يَزَالُ يَقْصُرُ حَتَّى يَدْخُلَ مِصْرَهُ أَوْ يَتَوَيَّ إِقَامَتَهُ نِصْفَ شَهْرٍ بَبْلَدٍ أَوْ قَرْيَةٍ وَقَصَرَ إِنْ تَوَيَّ أَقْلًا مِنْهُ أَوْ لَمْ يَتَوَيَّ وَبَقِيَ سِنِينَ وَلَا تَصِمُ نِيَّتُهُ إِلَّا قَامَةً بَبْلَدٍ تَيَّنَ لَمْ يَعْينِ الْمَبِيتُ بِأَحَدِهِمَا وَلَا فِي مَفَازَةٍ لِغَيْرِ أَهْلِ الْأَخْبِيَّةِ وَلَا لِعَسْكَرٍ نَابِدًا رَايَ الْحَوْبَ وَلَا بِدَارِنَا فِي مُحَاصَرَةٍ أَهْلِ الْبَغْيِ.

اور اس وقت تک قصر کرتا رہے جب تک اپنے شہر میں داخل نہ ہو یا کسی شہر یا بستی میں نصف مہینہ ٹھہرنے کی نیت کرے۔ اگر اس سے کم مدت ٹھہرنے کی نیت کی یا بالکل نیت نہیں کی اور کئی سال وہاں رہا تو وہ قصر کرے۔ ایسے دو شہروں میں اقامت کی نیت صحیح نہ ہوگی جن میں سے کسی ایک میں رات گزارنے کا تعین نہیں کیا خانہ بدوش لوگوں کے علاوہ کسی کے لیے جنگل (اور صحرا) میں، شکر اسلام کے لیے دارالحرب میں اور باغیوں کا محاصرہ کرتے ہوئے اپنے ملک میں اقامت کی نیت صحیح نہیں ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱۔ اصل میں یہ مجازاً رخصت ہے کیونکہ حقیقی رخصت یہ ہوتی ہے کہ دونوں طرح عمل کی اجانت ہوتی ہے لیکن مسافر کو دو اور چار میں اختیار نہیں ہے۔ اسے چار کی جگہ دو رکعتیں پڑھنا ہوں گی۔ ۲۔ چونکہ مسافر کے لیے دو رکعتوں کے بعد والا قعدہ آخری قعدہ ہوتا ہے لہذا چار رکعتیں پڑھنے کی صورت میں اگر پہلا قعدہ کیا تو نماز ہو جائے گی اگرچہ ایسا کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ اس طرح ایک واجب یعنی سلام میں تاخیر ہوگئی لیکن پہلا قعدہ نہ کرنے کی صورت میں فرض قعدہ رہ گیا لہذا فرض نماز ادا نہیں ہوئی۔ ۳۔ کیونکہ اب حالت بدلنے سے حکم بدل گیا اور اب اس کے ذمہ دو کی بجائے چار فرض ہیں۔

(صفحہ ہذا) ۱۔ اگر کوئی مسافر یہ نیت کرے کہ میں نملوں دو شہروں میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ مقیم رہوں گا، لیکن اس بات کی وضاحت نہ کرے کہ رات کہاں گزارے گا تو وہ مقیم نہ ہوگا البتہ رات گزارنے کے لیے ایک شہر کا تعین کرے تو اس شہر میں داخل ہوتے ہی مقیم ہو جائے گا۔ کیونکہ اقامت کا تعلق اسی مقام سے ہوتا ہے جہاں آدمی رات گزارتا ہے۔

۲۔ چونکہ جنگل، جزیرہ اور سمندر و مینہ وطن نہیں ہیں لہذا وہاں اقامت کی نیت صحیح نہیں البتہ جو لوگ نامہ بدو ہیں ان کے اپنے گھر اور مکانات نہیں۔ وہ نیچے لگا کر بیابانوں اور جنگلوں میں رہتے ہیں لہذا وہ کسی بیابان میں اقامت کی نیت کریں تو صحیح ہوگی۔

چونکہ شکر اسلام یا محاصرہ کرنے والوں کو معلوم نہیں ہوتا کہ کب واپس ہوگی۔ لیکن جسے وہ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

وَأِنْ أَقْتَدَى مُسَافِرٌ بِمَقِيمٍ فِي الْوَقْتِ صَغَرٌ وَأَكْتَمَهَا أَرْبَعًا وَبَعْدَ لَا يَصِحُّ
وَبِعَكْسِهِ صَغَرٌ فِيهِمَا وَنَدَبٌ لِلْإِمَامِ أَنْ يَقُولَ ائْتَمُّوا صَلَوَاتَكُمْ فَإِنْ مُسَافِرٌ
وَيَنْبَغِي أَنْ يَقُولَ ذَلِكَ قَبْلَ شُرُوعِهِ فِي الصَّلَاةِ وَلَا يَقْرَأُ الْمَقِيمُ فِيْمَا
يُتِمُّهُ بَعْدَ فَرَغِ إِمَامِهِ الْمُسَافِرِ فِي الْأَصْحَةِ وَقَابِلَةِ السَّفَرِ وَالْحَضَرُ يُقْفِئُ
مَرَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعًا

اگر مسافر، وقتی نماز میں مقیم کی اقتدار کرے تو صحیح ہے اور وہ چار رکعتیں پوری کرے اور اس کے
بعد اقتدار صحیح نہیں ہے اس کے برعکس دونوں صورتوں میں اقتدار صحیح ہے۔
امام کے لیے مستحب ہے کہ کہے ”اپنی نماز مکمل کر دے شک میں مسافر ہوں“ اور یہ بات نماز شروع
کرنے سے پہلے کہنا مناسب ہے۔

اصح قول کے مطابق مقیم مقتدی مسافر امام کے فارغ ہونے پر باقی نماز میں قراوت نہ کرے۔ سفر اور حضر
کی فوت شدہ نماز دو اور چار رکعتوں میں قضا کی جائے یہ

دقیقہ ماضیہ صفحہ سابقہ، دوسرے دن واپس ہوں یا سال گزر جائے لہذا وہ قطعی طور پر کوئی فیصلہ نہیں کر سکتے۔
(صفحہ ہذا) ۱۔ چونکہ وقت پر نماز پڑھنے سے مسافر امام کے پیچھے چار ہی پڑھے گا لیکن قضا ہونے کی صورت میں
صرف دو رکعتیں پڑھنا ہوں گی لہذا چار پڑھنے والے امام کے پیچھے نہیں پڑھ سکتا۔
۲۔ یعنی امام مسافر ہوا اور مقتدی مقیم تو وقتی نماز ہو یا قضا، دونوں طرح صحیح ہے۔
۳۔ کیونکہ وہ مقتدی ہے اور مقتدی کے لیے الگ قراوت پڑھنا ہائز نہیں۔
۴۔ اگر حالت اقامت میں نماز قضا ہوئی تو چار رکعتیں پڑھے چاہے سفر میں قضا کرے لیکن سفر کی نماز قضا ہو
تو دو رکعتیں پڑھے چاہے گھر آ کر ہی کیوں نہ پڑھے۔

وَالْمُعْتَبَرُ فِيهِ آخِرُ الْوَقْتِ وَيَبْطُلُ الْوَطَنُ الْأَصْلِيُّ بِمِثْلِهِ فَقَطُّ وَيَبْطُلُ
 وَطَنُ الْإِقَامَةِ بِمِثْلِهِ وَبِالسَّفَرِ وَبِالْأَصْلِيِّ وَالْوَطَنُ الْأَصْلِيُّ هُوَ الَّذِي وُلِدَ
 فِيهِ أَوْ تَزَوَّجَ أَوْ لَمْ يَتَزَوَّجْ وَقَصْدُ التَّعِيشِ لَا الْإِرْتِحَالَ عَنْهُ وَوَطَنُ
 الْإِقَامَةِ مَوْضِعٌ نَوَى الْإِقَامَةَ فِيهِ نِصْفَ شَهْرٍ فَمَا فَوْقَهُ وَلَمْ يَعْتَبَرْ
 الْمُحَقِّقُونَ وَطَنَ السُّكْنَى وَهُوَ مَا يَنْوِي الْإِقَامَةَ فِيهِ دُونَ نِصْفِ شَهْرٍ.

اس میں آخری وقت کا اعتبار ہوگا۔ وطن اصلی صرف اس کی مثل کے ساتھ باطل ہوتا ہے۔ اور وطن اقامت
 اپنی مثل کے ساتھ، سفر کے ساتھ اور وطن اصلی کے ساتھ باطل ہوتا ہے۔ وطن اصلی وہ ہے جہاں کوئی شخص پیدا
 ہوا یا اس نے شادی کی یا شادی نہیں کی لیکن وہاں سکونت پذیر ہونے کا ارادہ کیا وہاں سے جانے کا ارادہ
 نہیں کیا۔ اور وطن اقامت وہ ہے جہاں نصف مہینہ یا اس سے زیادہ ٹھہرنے کا ارادہ کیا۔ محققین نے وطن
 سکونی کا اعتبار نہیں کیا اور یہ وہ جگہ ہے جہاں پندرہ دن سے کم ٹھہرنے کا ارادہ کیا۔

۱۔ مثلاً ظہر کی نماز قضاء ہوگئی تو دیکھیں گے کہ آخری وقت مسافر تھا، یا متیم، اگر مسافر تھا تو دو رکعتوں کی قضا ہوگی
 ورنہ چار رکعات پڑھنا ہوں گی۔

۲۔ وطن اصلی سے سفر پر جائے یا کہیں ملازمت وغیرہ کے سلسلے میں جائے تو وطن اصلی باطل نہیں ہوتا اور گھر
 چاہے ایک دن کے لیے آئے پوری نماز پڑھے گا۔ البتہ کسی دوسری جگہ کو وطن اصلی بنا لیا یعنی پہلے وطن سے ہمیشہ
 کے لیے چلا گیا اور دوسری جگہ مستقل سکونت اختیار کر لی تو وطن اصلی باطل ہو جائے گا لیکن وطن اقامت اپنی مثل
 اور وطن اصلی نیز سفر کے ساتھ باطل ہو جاتا ہے۔ مثلاً ایک شخص کا گھر کراچی میں ہے وہ ملازمت کے لیے لاہور رہتا ہے
 تو لاہور وطن اقامت ہے۔ کراچی جائے یا کسی دوسری جگہ سفر پر جائے یا کہیں اور جا کر اقامت اختیار کرے
 وطن اقامت باطل ہو گیا یعنی اب لاہور واپس آکر پندرہ یا زیادہ دن ٹھہرنے کی نیت ہو تو متیم ہوگا ورنہ مسافر ہوگا
 البتہ اگر لاہور میں اس کے اہل و عیال بھی رہتے ہیں اور ساز و سامان ہے تو اب مکمل نماز پڑھے گا چاہے پندرہ
 دن کی نیت نہ ہو۔

بَاب صَلَاةِ الْمَرِيضِ

إِذَا تَعَدَّ عَلَى الْمَرِيضِ كُلُّ الْقِيَامِ وَتَعَشَّرَ بِوُجُودِ الْمَرِيضِ شَدِيدًا أَوْ خَافَ
زِيَادَةَ الْمَرَضِ أَوْ ابْطَاءَهُ بِهِ صَلَّيْ قَاعِدًا بِرُكُوعٍ وَسُجُودٍ وَيَقْعُدُ كَيْفَ
شَاءَ فِي الْأَصَحِّ وَإِلَّا قَامَ بِقَدْرٍ مَا يُمْكِنُ وَإِنْ تَعَدَّ الرُّكُوعَ وَالسُّجُودَ
صَلَّيْ قَاعِدًا بِإِلَیْمَاءٍ وَجَعَلَ إِيْمَاءَهُ لِلْسُّجُودِ أَخْفَضَ مِنْ إِيْمَائِهِ لِلرُّكُوعِ
فَإِنْ لَمْ يَخْفِضْهُ عَنْهُ لَا تَصْعُ وَلَا يَرْفَعُ لَوَجْهِهِ شَيْءٌ يَسْجُدُ عَلَيْهِ فَإِنْ فَعَلَ وَ
خَفَضَ رَأْسَهُ صَعًا وَلَا وَانٍ تَعَشَّرَ الْقُعُودَ أَوْ مَا مُسْتَلْقِيًا أَوْ عَلَى جَنْبِهِ وَالْأَوَّلُ
أَوْلَى وَيَجْعَلُ تَحْتَ رَأْسِهِ وَسَادَةً لِيَصِيرَ وَجْهُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ وَإِنْ تَعَدَّ
الْإِيْمَاءَ أَخْرَجَتْ عَنْهُ مَا دَامَ يَفْهَمُ الْخُطَابَ قَالَ فِي الْهَدَايَةِ هُوَ الصَّحِيحُ

بیمار کی نماز:

جب مریض کے لیے مکمل طور پر کھڑا ہونا ناممکن ہو یا سخت درد کی وجہ سے مشکل ہو یا بیماری کے بڑھ جانے اور
لبا ہو جانے کا ڈر ہو تو رکوع و سجود کے ساتھ بیٹھ کر پڑھے اور جیسے چاہے بیٹھے یہ اصح قول کے مطابق ہے ورنہ
جس حد تک ممکن ہو کھڑا ہو۔ اور اگر رکوع و سجود ممکن نہ ہوں تو بیٹھ کر اشارے کے ساتھ پڑھے اور سجدے کے اشارے
کو رکوع کے اشارے سے پشت رکھے۔ اگر پشت نہ کیا تو صبح نہ ہوگا۔ سجدہ کرنے کے لیے اس کے چہرے کی طرف کوئی چیز
نہ اٹھائی جائے اگر ایسا کیا اور ساتھ ساتھ سر کو بھی جھکایا تو صبح ہے ورنہ نہیں۔

اگر بیٹھنا بھی مشکل ہو جائے تو پیٹھ کے بل یا پیلو پر لیٹ کر اشارہ کرے۔ پہلی صورت زیادہ بہتر ہے۔ سر کے نیچے
تکیہ رکھے تاکہ اس کا چہرہ قبلہ کی طرف ہو آسمان کی طرف نہ ہو اگر طاقت ہو تو گھٹنوں کو کھڑا کرنا مناسب ہے تاکہ انہیں قبلہ
کی طرف نہ بڑھائے۔ اگر اشارہ کرنا بھی مشکل ہو تو اس وقت تک نماز مؤخر ہو جائیگی جب تک خطاب کر سکتا ہے۔ ہدایہ
میں اسے صبح قرار دیا ہے۔

۱۔ اگر ایسا شخص کھڑا ہو سکتا ہے لیکن سر کی وجہ سے جھک نہیں سکتا۔

وَجَزَمَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ فِي التَّجْنِيسِ وَالْمَزِيدِ بِسُقُوطِ الْقَضَاءِ إِذَا دَامَ
عَجْزُهُ عَنِ الْإِيْمَاءِ أَكْثَرُ مِنْ خَمْسِ صَلَوَاتٍ وَإِنْ كَانَ يَفْهَمُ الْخِطَابَ
وَصَحَّحَهُ قَاضِيْخَانٍ وَمِثْلُهُ فِي النُّحَيْطِ وَاخْتَارَهُ شَيْخُ الْإِسْلَامِ وَفَنَحَرَ
الْإِسْلَامَ وَقَالَ فِي الظَّهِيرِيَّةِ هُوَ ظَاهِرُ الْوَايَةِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى وَفِي
الْخُلَاصَةِ هُوَ النُّحْتَارُ وَصَحَّحَهُ فِي الْبَيْنَاتِ وَالْبَدَائِعِ وَجَزَمَ بِهِ
الْوَلَوَالِجِيُّ رَحِمَهُمُ اللَّهُ

صاحب ہدایہ نے تجنیس اور مزید میں قطعی طور پر فرمایا ہے کہ اگر اشارے سے اس کا عاجز ہونا پانچ نمازوں سے
بڑھ جائے تو قضاء ساقط ہو جائے گی۔ اگرچہ خطاب کو سمجھتا ہو۔ قاضی خاں نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔ اسی کی مثل محیط
میں ہے۔ شیخ الاسلام اور فخر الاسلام کے نزدیک یہی مختار ہے۔ ظہیر یہ میں کیا گیا ہے کہ یہ ظاہر روایت ہے اور
اسی پر فتویٰ ہے۔ خلاصہ میں ہے کہ یہی مختار ہے۔ نہایت اور بدائع میں اسے صحیح قرار دیا گیا ہے۔ ولوالجی نے بھی اسی کی
قطعییت کا قول کیا ہے۔ (رجہم اللہ)

(بقیہ ماثیہ صفحہ سابقہ) ۳۱ اس کی صورت یہ ہے کہ چار پائی یوں بچھائی جائے کہ پاؤں والی طرف قبلہ کی جانب ہو
سر کے نیچے تکیہ دینے پر رکھ کر اونچا کریں تاکہ چہرہ قبلہ رخ ہو اور ٹانگوں کو کھڑا کیا جائے اور یوں اشارے سے
نماز پڑھے۔

۳۲ یہاں چار صورتیں ہیں۔ اگرچہ یا اس سے زیادہ نمازیں پڑھنے سے عاجز رہا اور وہ بات کو سمجھ بھی نہیں سکتا
تو سب آئمہ کا اجماع ہے کہ قضاء ساقط ہو گئی۔ اور اگر کم نمازیں ہیں اور اس کے ہوش و حواس بھی قائم ہیں تو
ان نمازوں کی قضا کرنا ہوگی اور اگرچہ نمازیں پڑھنے سے اس حال میں عاجز ہے کہ بات سمجھتا ہے یا کم نمازیں
ہیں لیکن بات نہیں سمجھتا تو اس میں آئمہ کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک ان دونوں صورتوں میں قضا لازم ہوگی اور
بعض کے نزدیک نہیں۔

(مطہاری علی المراقی)

وَلَمْ يُؤْمَرْ بِعَيْنِهِ قَلْبِهِ وَحَاجِبِهِ وَانْ قَدَّرَ عَلَى الْقِيَامِ وَعَجَزَ عَنِ الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ
صَلَّى قَاعِدًا إِلَّا يَمَّا لَوْ أَنَّ عَرَضَ لَهُ مَرَضٌ يُتِمُّهَا بِمَا قَدَّرَ وَلَوْ بِالْإِيمَاءِ
فِي الْمَشْهُورِ وَلَوْ صَلَّى قَاعِدًا يَزُكُّهُ وَيَسْجُدُ فَصَنَعَ بَنِي وَلَوْ كَانَ مُؤَمِّيًا لَا وَمَنْ
جَنَّ أَوْ أَغْنَى عَلَيْهِ خَسَّ صَلَوَاتٍ قَضَى وَلَوْ أَكْثَرَ لَا.

آنکھ، دل اور ابرؤں کے ساتھ اشارہ نہ کرے۔ اور اگر کھڑا ہونے پر قادر ہو لیکن رکوع اور سجدہ سے عاجز ہو تو بیٹھ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ اگر نماز کے دوران بیماری لاحق ہو جائے تو جس طرح ہو سکے اسے پورا کرے۔ اگرچہ اشارے کے ساتھ ہو یہ مشہور قول ہے۔ اگر بیٹھ کر رکوع اور سجدے کے ساتھ پڑ رہا تھا کہ صبح ہو گیا تو بنا کرے۔ اگر اشارے سے پڑھ رہا تھا تو نہ کرے۔ جو آدمی پانچ نمازوں میں پاگل یا بے ہوش رہا وہ قضا کرے اگر زیادہ ہوں تو نہ کرے۔

۱۔ کیونکہ سجدے کا تعلق سر کے ساتھ ہے آنکھوں اور ابرؤں وغیرہ کے ساتھ نہیں۔
۲۔ یعنی باقی نماز کھڑا ہو کر پڑھے۔

۳۔ یعنی دوبارہ نئے سرے سے نماز پڑھے۔ کیونکہ پڑھی گئی نماز پر بنا کرنے سے قوی کی ضعیف پر بنا لازم آئے گی۔

۴۔ عذر تین قسم کے ہیں۔

۱۔ بہت طویل ہو مثلاً بچہ ہونا۔

۲۔ بہت مختصر ہو۔ مثلاً نیند

۳۔ کبھی طویل اور کبھی مختصر مثلاً بے ہوشی۔

پہلے عذر کی وجہ سے عبادت ساقط ہوتی ہیں۔ دوسرے یعنی نیند کی وجہ سے عبادت معاف نہیں ہوتی۔ تیسرا عذر یعنی بیہوشی اگر زیادہ ہو مثلاً پانچ سے زیادہ نمازوں کا وقت اسی حالت میں گزر جائے تو قضا نہیں کرے گا کم ہوں تو قضا کرنا ہوگی۔

فصل فی استقاط الصلوة والصوم (اِذَا مَاتَ الْمَرِيضُ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى الصَّلوةِ بِإِدِيمَاءٍ لَا يَلْزَمُهُ الْإِيصَاءُ بِهَا وَإِنْ قَلَّتْ وَكَثُرَ الصَّوْمُ إِنْ افْطَرَ فِيهِ الْمُسَافِرُ وَالْمَرِيضُ وَمَا تَأْتِيهِ الْقَامَةُ وَالصَّيْحَةُ وَعَلَيْهِ الْوَصِيَّةُ بِمَا فَدَرَ عَلَيْهِ وَبَقِيَ بِدَمَّتِهِ فَيُخْرِجُ عَنْهُ وَلِيُّهُ مِنْ ثَلَاثَ مَا تَرَكَ لِصَوْمِ كُلِّ يَوْمٍ وَلِصَّلَاةِ كُلِّ وَقْتٍ حَتَّى الْوُثْرُ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ قِيَمَتَهُ وَإِنْ لَمْ يُوصِ وَتَبَرَّعَ عَنْهُ وَلِيُّهُ جَانِزًا وَلَا يَصِيئُ أَنْ يَصُومَ وَلَا أَنْ يُصَلِّيَ عَنْهُ وَإِنْ لَمْ يَفِ مَا أَوْصَى بِهِ عَمَّا عَلَيْهِ يَدْفَعُ ذَلِكَ الْبَقْدَارَ لِلْفَقِيرِ فَيَسْقُطُ عَنْ الْمَيِّتِ بِقَدَرِهِ ثُمَّ يَهَبُهُ الْفَقِيرُ لِلْوَلِيِّ وَيَقْبِضُهُ ثُمَّ يَدْفَعُهُ لِلْفَقِيرِ فَيَسْقُطُ بِقَدَرِهِ ثُمَّ يَهَبُهُ الْفَقِيرُ لِلْوَلِيِّ وَيَقْبِضُهُ ثُمَّ يَدْفَعُهُ الْوَلِيُّ لِلْفَقِيرِ

نماز اور روزے کا اسقاط:

جب مریض مر جائے اور وہ اشارے سے نماز پڑھنے پر بھی قادر نہ تھا تو اس پر وصیت کرنا لازم نہیں اگرچہ نمازیں کم ہوں۔ روزے کا بھی یہی حکم ہے اگر مسافر یا مریض نے روزہ نہ رکھا اور وہ مقیم یا صحت مند ہونے سے پہلے انتقال کر گیا۔ اور اگر وہ ادائیگی پر قادر تھا تو اس پر وصیت کرنا لازم ہے، اور یہ اس کے ذمہ باقی ہو گا جس کا ولی اس کے ترکہ کا انتہائی حصے میں سے ہر دن کے روزے اور ہر نماز حتیٰ کہ وتروں کا (بھی) فدیہ نصف صاع گندم یا اس کی قیمت ادا کرے اور اگر اس نے وصیت نہیں کی بلکہ ولی نے اپنی طرف سے ادا کر دیا تو بھی جائز ہے میت کی طرف سے روزہ رکھنا اور نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے۔

اگر وہ مال جس کی وصیت کی ہے اس عبادت کا پورا فدیہ نہ ہو سکے جو اس کے لئے ہے تو یہ مقدار کسی فقیر کو دے۔ پس میت سے اس کا اندازہ ساقط ہو جائے گا۔ پھر فقیر ولی کو ہبہ کرے وہ قبضہ کر کے پھر فقیر کو دے تو آنا اندازہ مزید ساقط ہو جائے گا۔ پھر فقیر ولی کو دے وہ اس پر قبضہ کر کے دوبارہ فقیر

اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص طاقت نہ رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اس کا عذر قبول کرنے کا زیادہ حق رکھتا ہے۔
(بقیہ صفحہ آئندہ)

وَهَكَذَا حَتَّى يَسْقُطَ مَا كَانَ عَلَى السَّيِّئِ مِنْ صَلَوةٍ وَصِيَامٍ وَتَجَوُّزٍ اِعْطَاءُ
فِدْيَةِ صَلَوَاتٍ لِوَاحِدٍ جُمْلَةً بِخِلَافِ كَفَّارَةِ الْيَمِينِ وَاللَّهُ سُبْحَانَهُ
وَتَعَالَى أَعْلَمُ

کو دے اسی طرح کرتے رہیں۔ حتیٰ کہ جو کچھ نمازیں اور روزے میت کے ذمہ ہیں وہ ساقط ہو جائیں گے۔ چند نمازوں (اور روزوں) کا فدیہ کسی ایک فقیر کو بھی دے سکتا ہے جب کہ کفارہ قسم کا حکم اس کے برعکس ہے اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۲ یعنی ایک دن رات کی نمازوں سے کم ہوں۔
۳ یہاں دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ حالت سفر اور مرض میں ہی انتقال ہو گیا تو چونکہ قضا پر قادر ہی نہیں ہوا لہذا وصیت ضروری نہیں اور اگر قضا کا وقت ملا تھا لیکن سستی وغیرہ کی وجہ سے قضا نہیں کر سکتا تو وصیت کرنا لازمی ہے۔
۴ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص کسی دوسرے کی طرف سے روزہ نہ رکھے اور نہ ہی اس کی طرف سے نماز پڑھے بلکہ اس کی طرف سے (مساکین کو) کھانا دے۔
۵ مضمون ۱۷ اس کو حیلہ استقاط کہتے ہیں۔ اس کی تفصیل اس طرح ہے۔

حیلہ استقاط

میت نے جو نمازیں نہیں پڑھیں یا جو روزے نہیں رکھے اگر ان کا پورا فدیہ دینا ممکن نہ ہو تو ایسا طریقہ اختیار کیا جائے جس سے فدیہ کی ادائیگی ہو سکے۔ اس کو حیلہ استقاط کہتے ہیں۔ درحقیقت بدنی عبادت کسی دوسرے شخص کی طرف سے ادا نہیں کی جاسکتی لہذا نماز اور روزہ رہ جانے کی صورت میں فدیہ دینا ہوگا۔ روزے کے فدیہ کا خود قرآن پاک میں ذکر ہے اور اسی کی مناسبت سے فقہاء کرام نے نماز کی طرف سے بھی فدیہ دینا جائز قرار دیا ہے۔ ایک روزے یا ایک فرض نماز کا فدیہ تقریباً سوا دو سیر گندم یا اس کی قیمت ہے۔ اب اس کی ادائیگی کی دو صورتیں ہیں یا تو میت نے وصیت کی ہو تو اس کے تنائی مال سے وصیت پوری کر دی جائے۔ اور اگر اس نے وصیت نہیں کی تو ورثاء اگر چاہیں تو اپنے ذاتی مال سے فدیہ دے دیں اگر وہ تمام نمازوں اور روزوں کا فدیہ دے سکتے ہیں تو حیلے کی ضرورت نہیں ہوگی اور اگر فدیہ زیادہ بنتا ہو تو پھر حیلہ استقاط کیا جائے گا۔ اس کی ایک صورت یہ ہے کہ میت کا دلی فدیہ میں جو کچھ دے رہا ہے وہ کسی فقیر کو میت کی طرف سے بطور فدیہ دے فقیر اس پر قبضہ کر کے واپس کر دے اور یہ پھر اس کو فدیہ کے طور (بقیہ صفحہ آئندہ)

بَابُ قَضَاءِ الْقَوَائِدِ

الترتيب بين الفائتة والوقتيّة وبين القوائد مستحقّ ويسقط بأحد ثلاثه أشياء ضيق الوقت المستحب في الأصحّ والنسيان وإذا صارَت القوائد سبباً غير الوتر فائتة لا يعدّ مسقطاً وإن لزم ترتيبه ولم يعدّ الترتيب يعودها إلى القلة ولا يفوت حديثه بعد سبب قد يمتنع على الأصحّ فيهما

فوت شدہ نمازوں کی قضا:

فوت شدہ نمازوں اور وقتی نماز میں نیز فوت شدہ نمازوں کے درمیان ترتیب مندرجہ ذیل ہے۔ اور تین باتوں میں سے ایک کے ساتھ ترتیب ساقط ہو جاتی ہے۔ اصحّ قول کے مطابق مستحب وقت کا تنگ ہو جانا، بھول جانا اور جب وتروں کے علاوہ فوت شدہ نمازیں چھ ہو جائیں کیونکہ وتر ترتیب کو ساقط کرنے والے امور میں شمار نہیں ہوتے اگرچہ ان کی ترتیب بھی لازمی ہے۔

نمازوں کی تعداد کم ہونے سے ترتیب نہیں ٹٹے گی اور نہ ہی چھ قدیم نمازوں کے بعد کسی نئی نماز کے فوت ہونے سے ترتیب لازم ہوگی۔ ان دونوں (مسئلوں) میں زیادہ صحیح قول یہی ہے۔

(بقیہ مافیہ صفحہ سابقہ) پر دے اس طرح کرتے رہیں یہاں تک کہ فدیہ مکمل ہو جائے۔

دوسرا طریقہ جو قدسے آسان ہے یہ ہے کہ چند نقرہ اکٹھے ہو جائیں میت کا دلی وہ رقم ایک فقیر کو دے اس طرح فدیہ کی مقدار کے مطابق نمازیں اور روزے ساقط ہو جائیں گے مثلاً چھتیس سیر گندم ہو تو مولہ نمازیں یا روزے ساقط ہو گئے اب وہ فقیر اس غلے یا رقم کا مالک ہے وہ اپنی مرضی سے دوسرے فقیر کو دے اور نیت یہ ہو کہ میت کی نمازوں یا روزوں کا فدیہ ہے اس طرح تیس نمازیں ساقط ہو گئیں۔ دوسرا فقیر اسی طرح تیس فقیر کو دے، تیسرا چوتھے کو، یہاں تک کہ تمام نمازیں اور روزے ساقط ہو جائیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ جن لوگوں کو فدیہ دیا جائے وہ فقیر ہوں نیز وصیت نہ ہونے کی صورت میں ورثاء اپنے مال سے دیں۔ میت کے چھوڑے ہوئے مال سے جس میں چھوٹے بچے بھی وارث ہوں نہ دیا جائے اور اگر تمام ورثاء بالغ ہیں اور باہم اتفاق سے دیتے ہیں تو کوئی حرج نہیں۔
نوٹ:- فدیہ میں قرآن پاک بھی رکھا جاسکتا ہے کیونکہ وہ بھی قیمتی مال ہے۔

فَلَوْ صَلَّى فَرَضًا ذَاكِرًا فَائْتَتْهُ وَكَوْنًا فَسَدَ فَرَضُهُ فَسَادَ مَوْقُوفَاتَانِ
خَرَجَ وَقْتُ الْخَامِسَةِ مِمَّا صَلَّاهُ بَعْدَ الْمَتْرُوكَةِ ذَاكِرًا لَهَا صَحَّتْ جَمِيعُهَا
فَلَا تَبْطُلُ بِقِصَآءِ الْمَتْرُوكَةِ بَعْدَهُ وَإِنْ قَضَى الْمَتْرُوكَةَ قَبْلَ خُرُوجِ وَقْتِ
الْخَامِسَةِ بَطُلَ وَصَفُ مَا صَلَّاهُ مَتَذَكِّرًا قَبْلَهَا وَصَامًا نَفْلًا.

اگر کسی شخص نے فوت شدہ نماز یاد ہوتے ہوئے فرض نماز پڑھی اگرچہ وتر ہی ہوں تو اس کی فرض نماز فاسد ہوگئی
لیکن یہ فساد موقوف ہوگا۔ فوت شدہ نماز کے یاد ہوتے ہوئے اس کے بعد پڑھی جانے والی نمازوں میں سے پانچویں نماز
کا وقت نکل جائے تو تمام نمازیں صحیح ہو جائیں گے۔ اس کے بعد فوت شدہ نماز کو قضاء کرے تو یہ باطل نہ ہوں گی۔
اور اگر پانچویں نماز کا وقت نکلنے سے پہلے چھوڑی ہوئی نماز پڑھ لے تو ان پڑھی ہوئی نمازوں کا وصف
باطل ہو جائے گا جو فوت شدہ نماز کے یاد ہوتے ہوئے اس سے پہلے پڑھی ہیں اور یہ نمازیں نفل بن جائیں گی۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱۔ یعنی پہلے فوت شدہ نماز پڑھے۔ اس کے بعد وقتی نماز ادا کرے۔

۲۔ جو نماز پہلے فوت ہوئی اس کی قضاء پہلے اور جو بعد میں فوت ہوئی اس کی قضاء بعد میں کی جائے۔ مثلاً فجر اور ظہر کی
نمازیں قضا ہو جائیں تو پہلے فجر ادا پھر ظہر کی نماز قضاء کرے۔

۳۔ مثلاً آج کی مشاء اور کل کی تمام نمازیں قضا ہو جائیں تو یہ چھ نمازیں ہیں اب ترتیب کے بغیر قضا پڑھ سکتا ہے۔
۴۔ مثلاً سات نمازیں فوت ہوئیں تو ترتیب لازم نہ تھی اب ایک، دو نمازیں بطور قضا پڑھنے سے اگرچہ نمازیں چھ
سے کم ہو گئیں لیکن ترتیب پھر بھی ضروری نہیں کیونکہ یہ کسی قضا کرنے کے دھماں ہوئی ہے شروع میں نہ تھی۔

۵۔ یعنی کسی شخص کی چھ نمازیں رہ گئیں اسباب ان کو قضا کرنا بھول گیا کچھ عرصہ بعد ایک اور نماز فوت ہو گئی تو
ترتیب لازم نہیں ہوگی کیونکہ قضا کے اعتبار سے پہلی چھ اور اس نئی نماز میں کوئی فرق نہیں۔ اور اگر تمام نمازوں کو وقتی
نماز سے پہلے ادا کرنا ضروری قرار دیا جائے تو وقتی نماز رہ جائے گی لہذا ترتیب ساقط ہے۔

(صفحہ ہذا) ۱۔ مطلب یہ ہے کہ کسی آدمی نے ظہر کی نماز نہیں پڑھی۔ عصر کے وقت یاد ہونے کے باوجود قضا نہ کی تو
اب دو صورتیں ہیں۔ اگر پانچ نمازیں پڑھ لیں اور ابھی تک فوت شدہ قضا نہیں کیا تو یہ سب نمازیں صحیح ہو گئیں لیکن پانچ
نمازیں پڑھنے سے پہلے فوت شدہ نماز پڑھ لی تو اس سے پہلے جتنی نمازیں پڑھی ہیں ان کی فرضیت باطل ہو جائے گی
اور وہ نفل ہو جائیں گی۔

وَإِذَا كُثِرَتِ الْفَوَائِثُ يَحْتَاجُ لِتَعْيِينِ كُلِّ صَلَوةٍ فَإِنْ أَرَادَ تَسْهِيلَ الْأَمْرِ عَلَيْهِ تَوَيَّأَ لَظَهْرِ عَلَيْهِ أَوْ آخِرَهُ وَكَذَا الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَيْنِ عَلَى أَحَدٍ تَصَحِيحَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ وَيُعْذَرُ مَنْ أَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ بِجَهْلِهِ الشَّرَائِعَ

جب فوت شدہ نمازیں زیادہ ہوں تو ہر نماز کا تعین ضروری ہوگا۔ پس اگر آسانی چاہتا ہو تو اس طرح نیت کرے کہ پہلی ظہر یا آخری ظہر جو اس کے ذمہ ہے۔
دو مختلف تصبیوں میں سے ایک کے مطابق دو رمضانوں کے روزوں کا بھی یہی حکم ہے۔
جو شخص دارالحرب میں مسلمان ہوا شرعی احکام سے لاعلمی کی بنیاد پر اسے معذور سمجھا جاتے گا۔

۱۔ یعنی یہ نیت کرنا ضروری ہے کہ فلاں وقت کی فوت شدہ نماز ادا کر رہا ہے۔
۲۔ اس طرح جب آج پچھلی کسی ظہر کی نماز پڑھ لی تو اس کے بعد والی نماز، ظہر کی پہلی نماز ہو جائے گی۔ اب نیت میں پھر یہی بات پیش نظر رکھنا ہوگی۔ پہلی کی بجائے آخری کے الفاظ بھی کہہ سکتا ہے کیونکہ یہ نماز ایک اعتبار سے پہلی ہے اور دوسرے اعتبار سے آخری۔
۳۔ دو قولوں میں سے کسی ایک کو صحیح قرار دینا تصبیح کہلاتا ہے تو ایک تصبیح کے مطابق مسئلہ یہی ہے کہ دو رمضانوں کے روزے وہ گئے تو قضا کرتے وقت بھی کہے کہ پچھلے یا پہلے رمضان کا روزہ رکھتا ہوں۔ امام زلیخا رحمہ اللہ کے نزدیک قیمن لازمی ہے لہذا یہ مسئلہ اسی کے مطابق ہے۔
۴۔ یعنی ایک شخص کفار کے ملک میں مقاد ہاں مسلمان ہوا اور اس کو شرعی مسائل بتانے والا کوئی نہ تھا تو وہ معذور ہوگا لہذا جو روزے اس نے نہیں رکھے وہ معاف ہوں گے۔

بَابُ إِذْرَاكَ الْفَرِيضَةِ

إِذَا شَرَعَ فِي فَرَضٍ مُنْفَرِدًا فَأَقِيمَتِ الْجَمَاعَةُ قَطَعَ وَاقْتَدَى بِأَن لَمْ يَسْجُدْ
لِمَا شَرَعَ فِيهِ أَوْ سَجَدَ فِي غَيْرِ رِبَاعِيَّةٍ وَإِنْ سَجَدَ فِي رِبَاعِيَّةٍ ضَمَّ رُكْعَةً
ثَانِيَةً وَسَلَّمَ لِتَصِيرَ الرُّكْعَتَانِ لَهُ نَافِلَةً ثُمَّ اقْتَدَى مُقْتَرِضًا وَإِنْ صَلَّى
ثَلَاثًا أَتَمَّهَا ثُمَّ اقْتَدَى مُتَنَفِلًا إِلَّا فِي الْعَصْرِ وَإِنْ قَامَ لِثَالِثَةٍ فَأَقِيمَتِ
قَبْلَ سُجُودِهِ قَطَعَ قَائِمًا بِتَسْلِيمَةٍ فِي الْأَصَةِ وَإِنْ كَانَ فِي سُنَّةِ الْجُمُعَةِ فَخَرَجَ
الْخَطِيبُ أَوْ فِي سُنَّةِ الظُّهْرِ فَأَقِيمَتِ سَلَامٌ عَلَى رَأْسِ رُكْعَتَيْنِ وَهُوَ إِلَّا وَجْهٌ
ثُمَّ قَضَى السُّنَّةَ بَعْدَ الْفَرَضِ

فرض نماز کا پانا:

جب کسی شخص نے تنہا فرض نماز شروع کی پھر جماعت کھڑی ہو گئی تو وہ تڑکرا اقدار کرے اگر اس نے اس نماز کا
سجدہ نہ کیا ہو جس کو شروع کیا تھا یا سجدہ کر لیا لیکن وہ چار رکعت والی نماز نہ تھی اور اگر چار رکعت والی نماز میں سجدہ
کیا تو دوسری رکعت بھی ملائے تاکہ یہ دو رکعتیں نفل بن جائیں پھر فرض کی نیت سے اقدار کرے۔
اگر تین رکعتیں پڑھ چکا ہو تو اس نماز کو پورا کر کے نفل کی نیت سے اقدار کرے البتہ عصر کی نماز میں نہ کرے۔
اگر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہوا تھا اور سجدہ کرنے سے پہلے اقامت کہی گئی تو کھڑے کھڑے سلام پھیر کر
اے تڑدے یہ اصح قول کے مطابق ہے۔

اگر جمعہ کی سنتیں پڑھ رہا ہو اور خطیب نکل آئے یا ظہر کی سنتوں میں ہو اور اقامت ہو جائے تو دو رکعتوں پر
سلام پھیر لے یہ زیادہ بہتر ہے۔ پھر فرض پڑھ کر سنتوں کی قضاء کرے۔

نہ اگر یہ نماز دو رکعت والی ہو اور اس نے پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا ہے تو اب دوسری رکعت بھی ساتھ
ملائے یہ دونوں فرض ہی ہوں گے۔ چار رکعت والی نماز میں بھی دوسری رکعت ملائے گا لیکن یہ دو نفل ہوں گے فرض
باجامعت ادا کرے۔
(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

وَمَنْ حَضَرَ وَالْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْفَرَضِ اقْتَدَى بِهِ وَلَا يَشْتَغِلُ عَنْهُ بِالسُّنَّةِ إِلَّا
 فِي الْفَجْرِ إِنْ آمِنَ قُوَّةً وَإِنْ لَمْ يَأْمِنْ تَوَكَّلَهَا وَلَمْ تَقْضِ سُنَّةُ الْفَجْرِ إِلَّا
 بِقُوَّتِهَا مَعَ الْفَرَضِ وَقَضَى السُّنَّةَ التَّوَقُّفَ قَبْلَ الظُّهْرِ فِي وَقْتِهِ قَبْلَ شَفْعِهِ
 وَلَمْ يُصَلِّ الظُّهْرَ جَمَاعَةً يَأْذُرُكَ رَكْعَةً بَلْ أَدْرَكَ فَضْلَهَا وَاخْتَلَفَ فِي
 مُدْرِكَ الثَّلَاثِ وَيَتَطَوَّعُ قَبْلَ الْفَرَضِ إِنْ آمِنَ قُوَّةَ الْوَقْتِ وَالْإِفْلَا وَمَنْ
 أَدْرَكَ إِمَامَةً رَاكِعًا فَكَبَّرَ وَقَفَّ حَقَّ رَفْعِ الْإِمَامِ رَأْسَهُ لَمْ يَدْرِكَ الرَّكْعَةَ

جہادی آیا اور امام فرض نماز میں تھا تو وہ اس کی اقتداء کرے سنتوں میں مشغول نہ ہو البتہ فجر کی سنتیں پڑھ لے اگر
 جماعت کے نکلنے سے بے خوف ہو اگر بے خوف نہ ہو تو (فجر کی سنتیں بھی) چھوڑ دے۔ فجر کی سنتیں صرف اسی
 صورت میں قضا کی جائیں جب فرضوں کے ساتھ رہ جائیں، ظہر سے پہلے کی سنتیں اپنے وقت پر دو رکعتوں (سنتوں)
 سے پہلے پڑھے جس نے ظہر کی ایک رکعت (یا دو رکعتیں) جماعت کے ساتھ پائی اس کی نماز باجماعت نہیں ہوئی
 البتہ اس نے جماعت کی فضیلت حاصل کی ہے۔ تین رکعات پانے والے کے بارے میں اختلاف ہے۔

اگر وقت نکلنے کا خوف نہ ہو تو فرض نماز سے پہلے نفل پڑھے در نہ نہیں جس شخص نے امام کو رکوع میں پایا پس
 بخیر کہہ کر کھڑا ہو گیا یہاں تک کہ امام نے (رکوع سے) سر اٹھایا تو اس (مقتدی) نے یہ رکعت نہیں پائی۔

(بقیہ ماضیہ صفحہ سابقہ) ۱۷ کیونکہ عصر کی نماز کے بعد نفل پڑھنا جائز نہیں۔

۱۸ اس سے مراد خطیب کا ممبر پر بیٹھنا ہے یعنی جمعہ کی دوسری اذان سے پہلے جب خطیب ممبر پر بیٹھ جائے
 قلاب دو رکعتوں پر سلام پھیرے۔ چار سنتیں بعد میں پڑھے۔ اسی طرح ظہر کی سنتوں کا مسئلہ بھی ہے۔
 ۱۹ ”دھوا لادبہ“ کے الفاظ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ چار رکعات مکمل کرنا چاہے تو ایسا بھی کر سکتا ہے
 لیکن بہتر یہ ہے کہ توڑ کر بعد میں پڑھے۔

(صفحہ ہذا) ۲۰ حدیث شریف میں فجر کی سنتوں کی فضیلت بیان کی گئی ہے لہذا ان کی تاکید زیادہ ہے۔
 ۲۱ اگر سمجھا ہو کہ جماعت کے ساتھ تشہد میں ہی شامل ہو جائے گا تو بھی فجر کی سنتیں پڑھ لے اور جماعت کے
 نکل جانے کا خوف ہو تو سنتیں چھوڑ کر جماعت میں شامل ہو۔

۲۲ اور یہ بھی اسی صورت میں ہے جب (وال) سے پہلے قضا کرے در نہ صرف فرضوں کی قضا کرے گا (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَأَنَّ رَكْعَةً قَبْلَ إِمَامِهِ بَعْدَ قِرَاءَةِ الْإِمَامِ مَا تَجُوزُ بِهِ الصَّلَاةُ فَإِذَا رَكَعَ
إِمَامُهُ فِيهِ صَعْرًا إِلَّا لَا وَكِرَةً خُرُوجًا مِنْ مَسْجِدٍ أَوْ ذَنْ فِيهِ حَتَّى يُصَلِّيَ إِلَّا إِذَا
كَانَ مُقِيمًا جَمَاعَةً أُخْرَى وَأَنَّ خَرَجَ بَعْدَ صَلَاتِهِ مُنْفَرِدًا لَا يَكْرَهُ إِلَّا إِذَا
أَقِيمَتِ الْجَمَاعَةُ قَبْلَ خُرُوجِهِ فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَاءِ فَيَقْتَدِي فِيهِمَا مُتَتَفِلًا
وَلَا يُصَلِّيَ بَعْدَ صَلَاةٍ مُثْلَهَا

اگر امام نے اس قدر قرات کرتی جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے لیکن ابھی رکوع نہیں کیا کہ مقتدی رکوع
میں چلا گیا اگر امام نے مقتدی کو رکوع میں پایا تو نماز صحیح ہوگی ورنہ نہیں۔
مسجد میں اذان ہو جائے تو نماز پڑھے بغیر وہاں سے نکلنا مکروہ ہے البتہ یہ کہ اس نے دوسری مسجد میں جماعت
کرائی ہو اگر تنہا نماز پڑھ کر چلا جائے تو مکروہ نہیں لیکن ظہر اور عشاء میں اس کے نکلنے سے پہلے جماعت کھڑی
ہو جائے تو ان دونوں میں نوافل کی نیت سے (امام کی) اقتدار کرتے البتہ جو نماز پڑھی ہے اس کی شل نہ پڑھے۔
(بقیہ ماضیہ صفحہ سابقہ) لکھ چونکہ چار رکعات، دو رکعتوں نے پہلے ہیں لہذا پہلے چار سنتیں پڑھے پھر دو، اگر اس کے برعکس کرے
تو بھی جائز ہے۔

۵۔ جماعت پانے اور فضیلت جماعت حاصل کرنے کا فرق قسم کھانے کی صورت میں واضح ہوتا ہے مثلاً کسی شخص
نے قسم کھائی کہ وہ ظہر کی نماز باجماعت نہیں پڑھے گا۔ اب ایک یا دو رکعتیں جماعت کے ساتھ پڑھیں تو قسم نہیں ٹوٹی کیونکہ
اس نے نماز باجماعت نہیں پڑھی۔

۶۔ کیونکہ کسی رکعت میں شریعت اسی وقت مقبر ہوگی جب امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو۔
(صفحہ ۱۸) لکھ کیونکہ اس صورت میں مقتدی نے امام سے پہلے کر لی ہے حالانکہ ارکان کی امامیگی امام پہلے اور مقتدی بعد میں کرتا ہے
۷۔ اذان میں جی علی الصلوٰۃ کے ذریعے لوگوں کو نماز کے لیے مسجد میں بلایا جاتا ہے لہذا جب کوئی شخص
اذان کے بعد بلا عذر نماز پڑھے بغیر مسجد سے نکلے تو انکار کا شبہ ہوتا ہے لہذا ایسا کرنا مکروہ ہے۔
۸۔ عصر اور فجر کے بعد نوافل پڑھنا جائز نہیں اور مغرب کی تین رکعات ہیں جب کہ نوافل تین رکعات پڑھنا
جائز نہیں۔

۹۔ فرض نماز دو بار نہیں پڑھی جاسکتی لہذا جماعت کے بغیر فرض پڑھے ہوں تو اب جماعت میں فرض
پڑھنے کی نیت سے شامل نہیں ہو سکتا۔

بَابُ سُجُودِ الشَّهْرِ

يَحِبُّ سَجْدَتَانِ بِتَشَهُدٍ وَتَسْلِيمٍ لِتَرْكِ وَاجِبٍ سَهْرًا وَإِنْ تَكَرَّرَ وَ
إِنْ كَانَ تَرْكُهُ عَمْدًا اِثْمٌ وَاجِبٌ إِعَادَةُ الصَّلَاةِ لِجَبْرِ نَقْصِهَا وَلَا يَسْجُدُ
فِي الْعَمْدِ لِلشَّهْرِ وَقِيلَ إِلَّا فِي ثَلَاثِ تَرْكِ الْقُعُودِ الْأَوَّلِ أَوْ تَاخِيرِهِ سَجْدَةً
مِنَ الرُّكْعَةِ الْأُولَى إِلَى آخِرِ الصَّلَاةِ وَتَفَكُّرُهُ عَمْدًا حَتَّى شَغْلَهُ عَنْ رُكْنٍ

سجدہ سہو:

بھول کر کسی واجب کو چھوڑنے پر تشہد اور سلام کے ساتھ دو سجدے واجب ہیں اگرچہ بار بار چھوڑے
اگر جان بوجھ کر چھوڑا تو گناہ گار ہوگا اور نقصان کو پورا کرنے کے لیے نماز کو دو ٹانا پڑے گا۔ جان بوجھ کر چھوڑنے
(کی صورت) میں سجدہ سہو نہ کرے۔

ایک قول کے مطابق تین باتوں میں (قصداً چھوڑنے پر بھی) سجدہ سہو کرے۔ پہلا قدر چھوڑنا۔ پہلی رکعت
کا ایک سجدہ نماز کے آخر تک موخر کرنا، جان بوجھ کر کچھ سوچنا حتیٰ کہ وہ ایک رکن کی مقدار اسے مشغول
رکھے۔

۱۔ بھول کر واجب کی تقدیم و تاخیر، کمی، زیادتی اور ترک سے سجدہ سہو واجب ہو جاتا ہے۔ فرض میں
تقدیم و تاخیر ہو جائے تو بھی سجدہ سہو واجب ہوتا البتہ فرض چھوڑنے پر نماز دوبارہ پڑھنا ہوگی۔ سجدہ سہو کافی
نہ ہوگا۔ سنت کے رہ جانے سے کچھ بھی لازم نہیں آتا۔ اگر جان بوجھ کر واجب چھوڑا تو سجدہ سہو سے کفایت
نہ ہوگی۔

۲۔ اس سلسلے میں فخر الاسلام امام بدلی رحمہ اللہ سے پوچھا گیا کہ جان بوجھ کر ان باتوں کو چھوڑنے
سے سجدہ سہو کیسے کافی ہوگا تو انہوں نے فرمایا۔ یہ سجدہ سہو نہیں سجدہ عمدہ ہے۔ (مراقی الفلاح)

وَيَسَنُّ الْإِتْيَانَ بِسُجُودِ الشَّهْرِ بَعْدَ السَّلَامِ وَيَكْتَفِي بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ
عَنْ يَمِينِهِ فِي الْأَصَحِّ فَإِنْ سَجَدَ قَبْلَ السَّلَامِ كُرْهًا تَنْزِيهًا وَيَسْقُطُ
سُجُودُ الشَّهْرِ بِطُلُوعِ الشَّمْسِ بَعْدَ السَّلَامِ فِي الْفَجْرِ وَآخِرًا إِيَّاهَا
فِي الْعَصْرِ وَبِوُجُودِ مَا يَنْتَعِزُ الْبِنَاءُ بَعْدَ السَّلَامِ وَيَلْزَمُ الْمَأْمُومُ بِشَهْرِ
إِمَامِهِ لَا بِشَهْرِهِ وَيَسْجُدُ الْمَسْبُوقُ مَعَ إِمَامِهِ ثُمَّ يَقُومُ بِقَضَائِهِ مَا
سَبَقَ بِهِ

سلام کے بعد سجدہ ہو کر ناسنت ہے اور صرف دائیں طرف سلام پھیرنا کافی ہے۔ یہ اصح قول
کے مطابق ہے۔ اگر سلام پھرنے سے پہلے سجدہ کیا تو مکروہ تنزیہی ہوگا۔ اگر
فجر کی نماز میں سلام کے بعد سورج طلوع ہو جائے اور عصر کی نماز میں اس کا رنگ سرخ ہو جائے یا سلام کے
بعد ایسی چیز واقع ہو جائے جو بنا کرنے سے مانع ہے تو سجدہ ہو ماسقط ہو جائے گا۔ امام کے بھولنے سے
مقتدی پر بھی سجدہ لازم ہے۔ مقتدی کے بھولنے سے (کسی پر) نہیں ہے۔ مسبوق امام کے ساتھ سجدہ کرے
پھر باقی ماندہ کو پورا کرنے کے لیے کھڑا ہو۔

۱۔ دونوں طرف سلام پھرنے سے مقتدیوں کو تکمیل نماز کا شبہ بھی ہو سکتا ہے لہذا صرف دائیں طرف سلام
پھیرنا چاہیے۔

۲۔ مثلاً جان بوجھ کر بے وضو ہوگی۔

۳۔ یعنی اب اسے سجدہ ہو کی ضرورت نہیں۔

۴۔ اگر مقتدی بھول جائے تو وہ خود نہیں کر سکتا کیونکہ وہ امام کے تابع ہے۔ اور مقتدی کی بھول سے
امام نہیں کر سکتا کیونکہ وہ مقتدی کے تابع نہیں لہذا امام کی بھول سے دونوں پر سجدہ لازم ہے۔ مقتدی کی
بھول سے کسی پر نہیں۔

۵۔ مسبوق وہ ہے جس کی کچھ رکعات جماعت سے رہ گئی ہوں۔

وَلَوْ سَهَا الْمَسْبُوقُ فِيمَا يَقْضِيهِ سَجَدَ لَهُ أَيْضًا لَا اللَّاحِقُ وَلَا يَأْتِي الْإِمَامُ
بِسُجُودِ الشَّهْرِ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ وَمَنْ سَهَا عَنِ الْقُعُودِ الْأَوَّلِ
مِنَ الْفَرَضِ عَادَ إِلَيْهِ مَا لَمْ يَسْتَوْقَائِمًا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَهُوَ الْأَصَحُّ وَالْمُتَّحِدِي
كَالْمُتَنَقِّلِ يَعُودُ وَلَوْ اسْتَمَّ قَائِمًا فَإِنْ عَادَ وَهُوَ إِلَى الْقِيَامِ أَقْرَبُ سَجَدَ لِلشَّهْرِ
وَإِنْ كَانَ إِلَى الْقُعُودِ أَقْرَبُ لَا سُجُودَ عَلَيْهِ فِي الْأَصَحِّ وَإِنْ عَادَ بَعْدَ مَا اسْتَمَّ
قَائِمًا اِخْتَلَفَ التَّصْرِيحُ فِي فُسَادِ صَلَاتِهِ وَإِنْ سَهَا عَنِ الْقُعُودِ الْأَخِيرِ عَادَ مَا لَمْ
يَسْجُدْ وَسَجَدَ لِتَأْخِيرِهِ فَرَضَ الْقُعُودِ فَإِنْ سَجَدَ صَامًا فَرَضُهُ نَفْلًا وَضَدَّ سَادِسَةً
إِنْ شَاءَ وَلَوْ فِي الْعَصْرِ وَرَابِعَةً فِي الْفَجْرِ وَلَا كَرَاهَةَ فِي الصُّمِّ فِيهِمَا عَلَى الصَّحِيحِ.

اگر چھوٹی ہوئی رکعات کو قضاء کرتے ہوئے مسبوق بھول جائے تو اس کے لیے بھی سجدہ سہو کرے لاحق نہ کرے
جمعہ اور عیدین (کی نمازوں) میں امام سجدہ سہو نہ کرے۔

جو شخص فرض میں پہلا قعدہ بھول جائے وہ جب تک سیدھا کھڑا نہ ہو لوٹ آئے۔ یہ ظاہر روایت میں ہے
اور یہی زیادہ صحیح ہے۔ اور مقتدی نفل پڑھنے والے کی طرح ہے وہ لوٹ آئے اگرچہ پوری طرح کھڑا ہو گیا ہو
پھر اگر وہ اس حال میں لوٹا کہ قیام کے زیادہ قریب تھا تو سجدہ سہو کرے اور اگر بیٹھنے کے زیادہ قریب تھا تو اصح
قول کے مطابق اس پر سجدہ سہو نہیں ہے۔

اگر سیدھا کھڑا ہونے کے بعد لوٹ آیا تو نماز کے فاسد ہونے کے بارے میں تصبیح مختلف ہے۔ اور اگر
آخری قعدہ سے بھول جائے تو جب تک (اگلی رکعت کا) سجدہ نہیں کیا واپس لوٹ آئے اور فرض قعدہ میں
تاخیر کی وجہ سے سجدہ سہو کرے۔ اگر (پانچویں رکعت کا) سجدہ کر لیا تو یہ نماز نفل ہو جائے گی۔ اگر چاہے تو چھٹی
رکعت ملائے۔ اگرچہ عصر کی نماز میں ہو۔ اور فجر کی نماز میں چوتھی رکعت ملائے۔ ان دونوں نمازوں میں (مزید
رکعت) ملانے میں کراہت نہیں یہ صحیح قول کے مطابق ہے۔

۱۔ یعنی مسبوق جب وہ رکعات پڑھ رہا ہو جو جماعت کے ساتھ نہیں پڑھ سکا اور ان میں بھول واقع ہو تو سجدہ
سہو لازم ہوگا۔

۲۔ لاحق اسے کہتے ہیں جس نے امام کے ساتھ شروع میں شرکت کی پھر بے وضو ہونے کی وجہ سے وضو بقیہ متواتر لیا

وَلَا يَسْجُدُ لِلشَّهْرِ فِي الْأَصْحَرِ وَإِنْ قَعَدَ الْأَخِيرُ ثُمَّ قَامَ عَادَ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ إِعَادَةٍ
التَّشَهُّدِ فَإِنْ سَجَدَ لَمْ يَبْطُلْ فَرَضُهُ وَضَمَّ إِلَيْهَا الْآخِرَى لِتَصِيرَ الزَّائِدَتَانِ لَهُ
نَافِلَةً وَسَجَدَ لِلشَّهْرِ وَلَوْ سَجَدَ لِلشَّهْرِ فِي شَفْعِ التَّطَوُّعِ لَمْ يَبْنِ شَفْعًا آخَرَ عَلَيْهِ
اسْتِحْبَابًا فَإِنْ بَنَى عَادَ سَجُودَ الشَّهْرِ فِي الْمُنْتَخَبِ وَلَوْ سَلَّمَ مَنْ عَلَيْهِ سَهْوٌ
فَأَقْتَدَى بِهِ غَيْرُهُ صَحَّ إِنْ سَجَدَ لِلشَّهْرِ وَإِلَّا فَلَا يَصِحُّ

اصح قول کے مطابق سجدہ سہو نہ کرے۔ اگر آخری قعدہ کرنے کے بعد کھڑا ہوا تو لوٹ آئے اور تشہد کے بغیر سلام
پھیرے۔ اور اگر (زائد رکعت کا) سجدہ کر لیا تو فرض باطل نہ ہوں گے لیکن اس کے ساتھ ایک اور رکعت مل جائے
تاکہ دو زائد رکعتیں نفل بن جائیں اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

اگر کسی نے دو رکعت نفل کے آخر میں سجدہ سہو کیا تو مستحب یہ ہے کہ اس پر مزید دو رکعتوں کی بناء نہ کرے
اگر بنا کر لی تو مختار مذہب کے مطابق سجدہ سہو کا اعادہ کرے۔

جس شخص پر سجدہ سہو تھا اس نے سلام پھیرا اور کسی نے اس کی اقتدار کر لی تو صحیح ہے پھر پڑھ لے
والا سجدہ سہو کرے ورنہ نہیں پڑھ

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) کر کے بنا کی اور درمیان میں کچھ نماز رہ گئی جو امام کے سلام پھیرنے پر امام کے ساتھ یہ شروع سے امام کے
ساتھ شریک ہے لہذا اس کی یہ نماز امام کے تابع ہے۔

۳۔ کیونکہ بھیڑ ہوتی ہے۔ لہذا لوگ صحیح طور پر صورت حال سے آگاہ نہیں ہو سکیں گے۔

۴۔ اگر امام بیٹھ گیا اور مقتدی پیدھی طرح کھڑا ہو گیا تب بھی امام کی اجابہ میں رٹ آئے۔

۵۔ ترجیح اس بات کو حاصل ہے کہ اس صورت میں نماز فاسد نہیں ہوگی۔

۶۔ اگر آخری قعدہ کر کے اٹھا تھا کہ اب چار رکعات فرض اور دو نفل ہو جائیں گے۔

۷۔ چھٹی رکعت ملانا بہتر ہے تاکہ ایک رکعت ضائع نہ ہو۔

۸۔ اگر پہلے عصر و فجر میں فرض نماز کے بعد نفل جائز نہیں لیکن یہاں پانچویں رکعت کو نماز چھوڑنے کی بجائے چھٹی

رکعت ملانا بہتر ہے۔

(صفحہ ہذا) ۱۔ کیونکہ سلام پھیرنے میں تاخیر ہونے کی وجہ سے سجدہ سہو مل جائے گا۔

۲۔ اس لیے کہ سجدہ سہو نماز کے آخر میں ہوتا ہے اور پہلا سجدہ سہو درمیان میں آنے کی وجہ سے باطل ہوگا۔ (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَلَيْسَ جَدُّ الشَّهْرِ وَإِنْ سَلَّمَ عَامِدًا لِلْقَطْعِ مَا لَمْ يَتَحَوَّلْ عَنِ الْقِبْلَةِ أَوْ يَتَكَلَّمَ
وَلَوْ تَوَقَّعَ مُصَلٍّ رُبَاعِيَةً أَوْ ثَلَاثِيَةً أَنَّهُ أَتَمَّهَا فَسَلَّمَ ثُمَّ عَلِمَ أَنَّهُ صَلَّى
رُكْعَتَيْنِ أَتَمَّهَا وَسَجَدَ لِلشَّهْرِ وَإِنْ طَالَ تَفَكُّرُهُ وَلَمْ يُسَلِّمْ حَتَّى اسْتَيْقَنَ
إِنْ كَانَ قَدْ رَأَى آدَاءَ رُكْنٍ وَجَبَ عَلَيْهِ سَجُودُ الشَّهْرِ إِلَّا لَا

اور سجدہ سہو کرے اگرچہ نماز توڑنے کے لیے جان بوجھ کر سلام پھیرا جب تک قبلہ سے نہ پھرے یا کلام نہ کرے۔

اگر چار یا تین رکعتوں والی نماز میں نمازی نے یہ خیال کرتے ہوئے کہ اس نے نماز مکمل کر لی ہے سلام پھیر دیا
پھر معلوم ہوا کہ اس نے دو ہی رکعتیں پڑھی تھیں تو نماز کو مکمل کر کے آخر میں سجدہ سہو کر لے۔
اگر دیر تک سوچا رہا اور سلام نہ پھیرا، یہاں تک کہ سارے درکعات چھوٹنے کا یقین ہو گیا تو اگر یہ تفکر
ایک دکن ادا کرنے کی مقدار تھا تو اس پر سجدہ سہو واجب ہے ورنہ نہیں ہے۔

(بقیہ ماضیہ صفحہ سابقہ)

۳۱ اس کی وجہ یہ ہے کہ سجدہ سہو کی وجہ سے مقتدی نے اس وقت اقتداء کی جب امام حالت نماز میں
تھا بصورت دیگر سلام کے بعد وہ نماز سے خارج ہو گیا لہذا اقتداء صحیح نہیں۔
یہاں اگرچہ مقتدی کا سجدہ نماز کے درمیان میں آجاتا ہے لیکن امام کی وجہ سے یہ اس کی نماز کا
آخر ہے۔

(صفحہ ہذا)

۳۲ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ ظہر یا عصر کی نماز میں دو رکعتوں پر سلام پھیرنے کی صورت میں
اسی طرح کیا تھا۔

۳۳ کیونکہ تیسری رکعت کے لیے اٹھنے میں تاخیر ہو گئی اور یہ قیام واجب ہے۔

(فصل فی الشک) تَبْلُدُ الصَّلَاةُ بِالشَّكِّ فِي عَدَدِ رُكْعَاتِهَا إِذَا كَانَ قَبْلَ اكْتِمَالِهَا وَهُوَ أَوَّلُ مَا عَرَضَ لَهُ مِنَ الشَّكِّ أَوْ كَانَ الشَّكُّ فَيُرْعَادُ لَهُ فَلَوْ شَكَ بَعْدَ سَلَامِهِ لَا يُعْتَبَرُ إِلَّا أَنْ تَيَقَّنَ بِالتَّحَرُّكِ وَإِنْ كَثُرَ الشَّكُّ عَمِلَ بِغَالِبِ ظَنِّهِ فَإِنْ لَمْ يَغِيبْ لَهُ ظَنٌّ أَخَذَ بِالْأَقَلِّ وَقَعَدَ بَعْدَ كُلِّ مَكْعَةٍ ظَنًّا آخِرَ صَلَاتِهِ .

نماز میں شک :

رکعتوں میں شک ہو جانے سے نماز باطل ہو جاتی ہے جب کہ یہ شک نماز مکمل کرنے سے پہلے ہو اور اسے پہلی مرتبہ شک ہوا ہو یا شک اس کی عادت نہ ہو، اگر سلام پھیرنے کے بعد شک ہو تو اس کا اعتبار نہ ہو گا البتہ یہ کہ اسے نماز چھوٹنے کا یقین ہو جائے اگر شک زیادہ ہو تو غالب گمان پر عمل کرے۔ اگر غالب گمان نہ ہو تو کم تعداد پر عمل کرے اور ہر اس رکعت کے بعد بیٹھے جس کو وہ نماز کی آخری رکعت تصور کرتا ہے۔

۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو کہ اس نے کتنی رکعت پڑھی ہیں تو نئے سرے سے شروع کرے "فَعَمَّا كَلِمَ لِيَ اس سے وہ شک مراد لیا ہے جو پہلی بار پیش آیا ہو۔ ۲۔ اس صورت میں نماز کو مکمل کرے۔ ۳۔ مثلاً تیسری رکعت کو چوتھی رکعت سمجھتا ہے تو بھی قعدہ کہے کیونکہ یہ اس کے نزدیک آخری رکعت ہے جس کا قعدہ فرض ہے۔

بَابُ سُجُودِ التَّلَاوَةِ

سَبَبُهُ التَّلَاوَةُ عَلَى التَّالِي وَالسَّامِعِ فِي الصَّحِيحِ وَهُوَ وَاجِبٌ عَلَى التَّارِخِيِّ إِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الصَّلَاةِ وَكَرَاهَةٌ تَأْخِيرُهَا تَنْزِيلُهَا وَبِجِبِّ عَلَى مَنْ تَلَا آيَةً وَلَوْ بِالْفَارِسِيَّةِ وَقِرَاءَةُ حَرْفِ السَّجْدَةِ مَعَ كَلِمَةٍ قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ مِنْ آيَتِهَا كَالْآيَةِ فِي الصَّحِيحِ وَأَيَّاتُهَا أَرْبَعٌ عَشْرَةٌ آيَةٌ فِي الْأَعْرَافِ وَالرَّعْدِ وَالنَّحْلِ وَالْإِسْرَاءِ وَمَرْيَمَ فَأُولَى الْحَجَرِ وَالْفُرْقَانِ وَالنَّمْلِ وَالسَّجْدَةِ وَالنَّجْمِ وَالنُّشُوتِ وَأَقْرَأَ

سجدة تلاوت:

صحیح قول کے مطابق تلاوت کرنے والے اور سننے والے پر سجدہ تلاوت (کے لازم ہونے) کا سبب تلاوت ہے۔ اور یہ تاخیر کے ساتھ واجب ہے۔ بشرطیکہ نماز میں نہ ہو۔ البتہ تاخیر کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ جو شخص ایک آیت بھی تلاوت کرے اگرچہ فارسی میں ہو اس پر سجدہ تلاوت واجب ہے۔ پہلے اور بعد والے کلمہ سے ملا کر حرفِ سجده پڑھنا صحیح قول کے مطابق آیت (پڑھنے) کی طرح ہے۔ آیاتِ سجده چودہ ہیں۔

(۱) سورۃ اعراف (۲) سورۃ زعد (۳) سورۃ نمل (۴) سورۃ اسراء (۵) سورۃ مریم (۶) سورۃ حج میں پہلی آیت سجده (۷) سورۃ فرقان (۸) سورۃ نمل (۹) سورۃ سجده (۱۰) سورۃ ص (۱۱) سورۃ حم السجده (۱۲) سورۃ نجم (۱۳) سورۃ النشوت (۱۴) اور سورۃ اقرار ہیں۔

۱۔ یعنی اسی وقت جب آیت تلاوت کی یا سنی تو سجدہ ادا کرنا واجب نہیں بعد میں بھی کر سکتا ہے۔
۲۔ چونکہ نماز کا سجدہ تلاوت باہر نہیں ہو سکتا لہذا نماز کے اندر کیا جائے۔
۳۔ فارسی سے عربی کے علاوہ کوئی دوسری زبان مراد ہے اگر آیت سجده کا ترجمہ کیا گیا تو اس کا مفہوم سمجھے یا نہ سجدہ تلاوت واجب ہوگا۔ سننے والے پر عربی میں پڑھنے والے کی صورت میں بالاتفاق سجدہ واجب ہے جب کہ فارسی وغیرہ میں ہو تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سجدہ تلاوت واجب ہے۔ صاحبین کے نزدیک واجب نہیں۔

وَيَجِبُ السُّجُودُ عَلَى مَنْ سَمِعَ وَإِنْ لَمْ يَقْصِدِ السَّمْعَ إِلَّا الْحَائِضُ وَالنَّفْسَاءُ
وَالْإِمَامُ وَالْمُقْتَدِي بِهِمْ وَلَوْ سَمِعُوها مِنْ غَيْرِهِ سَجَدُوا بَعْدَ الصَّلَاةِ وَلَوْ
سَجَدُوا فِيهَا لَمْ تُجْزِهِمْ وَلَمْ تَفْسِدْ صَلَاتَهُمْ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَتَجِبُ
بِسْمَاعِ الْفَارِسِيِّ إِنْ فُهِمَهَا عَلَى الْمُعْتَمِدِ وَاخْتَلَفَ التَّصْحِيحُ فِي وَجُوبِهَا
بِالسَّمَاعِ مِنْ تَائِيحٍ أَوْ مَجْتُونٍ وَلَا تَجِبُ بِسْمَاعِهَا مِنَ الظَّيْرِ وَالصَّدَى

جو شخص (آیت سجدہ) سننے اس پر بھی سجدہ واجب ہے اگرچہ قصد نہ سننے البتہ حیض اور نفاس والی عورتیں، امام اور مقتدی مستثنیٰ ہیں۔

اگر امام اور مقتدی کسی اور سے (جو نماز میں نہیں) سنیں تو نماز کے بعد سجدہ کریں اگر نماز کے اندر سجدہ کریں گے تو کفایت نہیں کرے گا۔ لیکن نماز بھی فاسد نہ ہوگی یہ ظاہر روایت میں ہے۔

فارسی میں آیت سننے سے بھی سجدہ تلاوت لازم ہوتا ہے اگر اسے سمجھتا ہو اس قول پر اعتماد ہے ہوتے ہوئے اور مجنون سے سننے والے پر لازم ہونے کے بارے میں تصحیح میں اختلاف ہے۔ پرندے اور بازگشت سے سننے تو سجدہ لازم نہیں ہوگا۔

۱۔ کیونکہ حیض و نفاس والی عورتوں پر نماز صاف ہے اور سجدہ بھی نماز کا ایک حصہ ہے۔ امام اور مقتدی چونکہ نماز میں ہیں اس لیے باہر کی تلاوت سے ان پر سجدہ تلاوت واجب تو ہوگا لیکن نماز کے اندر نہ کریں کیونکہ یہ نماز کے لیے اجنبی کی حیثیت رکھتا ہے لہذا نماز سے فارغ ہو کر کریں۔

۲۔ چونکہ یہ جنس نماز سے ہے لہذا نماز فاسد نہ ہوگی۔

۳۔ بعض فقہار کرام کے نزدیک واجب ہے اور بعض کے نزدیک نہیں۔ لہذا بہتر یہی ہے کہ سجدہ کیا جائے۔

۴۔ بازگشت وہ آواز ہے جو پہاڑ یا غنبد وغیرہ سے ٹکرا کر واپس آئے۔ پرندے اور بازگشت سے سننے والے پر سجدہ واجب ہونے کے سلسلے میں بھی اختلاف ہے۔ بعض ائمہ فرماتے ہیں چونکہ اس نے کلام خداوندی سنا ہے لہذا سجدہ کرے بہتر یہ ہے کہ سجدہ کیا جائے۔

وَتَوَدَّى بِرُكُوعٍ أَوْ سُجُودٍ فِي الصَّلَاةِ غَيْرُ رُكُوعٍ الصَّلَاةِ وَسُجُودِهَا وَيُجْزِي عَنْهَا رُكُوعُ الصَّلَاةِ
 لَإِنْ نَوَاهَا وَسُجُودُهَا وَإِنْ لَمْ يَنْوَاهَا إِذَا لَمْ يَنْقَطِعْ قُرْآنُ التَّلَاوَةِ بِأَكْثَرِ مِنْ
 اِثْنَيْنِ وَلَوْ سَمِعَ مِنْ إِمَامٍ فَلَمْ يَأْتَهُ بِهِ أَوْ اِثْتَمَرَ فِي رُكْعَةٍ أُخْرَى سَجَدَ خَارِجَ
 الصَّلَاةِ فِي الْأَظْهَرِ وَإِنْ أَعْتَمَرَ قَبْلَ سُجُودِ إِمَامِهِ لَهَا سَجْدَةٌ مَعَهُ فَإِنْ اقْتَدَى
 بِهِ بَعْدَ سُجُودِهَا فِي رُكْعَتِهَا صَاحِبَ مُدِيرٍ كَأَنَّهَا حُكْمًا فَلَا يَسْجُدُهَا أَصْلًا
 وَلَمْ تُقْضَ الصَّلَاةُ خَارِجَهَا وَلَوْ تَلَا خَارِجَ الصَّلَاةِ فَسَجَدَ ثُمَّ أَعَادَ فِيهَا
 سَجْدًا أُخْرَى وَإِنْ لَمْ يَسْجُدْ أَوْ لَا كَفَّتهُ وَاحِدَةً فِي ظَاهِرِ الْإِدْوَايَةِ كَمَنْ كَرَّرَهَا
 فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ لَا مَجْلِسَيْنِ وَيَتَبَدَّلُ الْمَجْلِسُ بِالْإِثْقَالِ مِنْهُ وَلَوْ مُسْتَدِيًا
 إِلَى غُصْنٍ وَبِالْإِثْقَالِ مِنْ غُصْنٍ إِلَى غُصْنٍ وَعَوْمٍ فِي نَهْرٍ أَوْ حَوْضٍ كَثِيرٍ فِي الْأَمْرِ

سجدہ تلاوت نماز میں نماز کے رکوع اور سجدہ کے علاوہ رکوع اور سجدہ کے ذریعے ادا ہو جاتا ہے۔ اگر نیت کرے تو نماز
 کا رکوع بھی اس کی جگہ کافی ہے اور نماز کے سجدے سے بھی ادا ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس کی نیت نہ کرے اگر دو آیتوں
 سے نائذ کے ذریعے جوش تلاوت منقطع نہ ہو جائے۔ اگر کسی شخص نے امام سے آیت سجدہ سنی لیکن اس کی اقتدار نہیں
 کی یا دوسری رکعت میں اقتدار کی تو ظاہر روایت کے مطابق نماز سے باہر سجدہ کرے اور اگر امام کے سجدہ کرنے سے
 پہلے اقتدار کر لی تو اس کے ساتھ سجدہ کرے اور اگر امام کے سجدہ کرنے کے بعد اسی رکعت میں اقتدار کی تو حکماً
 سجدہ پالیا اب بالکل نہ کرے۔

نماز کا سجدہ تلاوت باہر قضا نہ کیا جائے۔ اگر کسی نے نماز سے باہر تلاوت کی اور سجدہ بھی کر لیا پھر نماز میں
 اس آیت کو دہرایا تو دوبارہ سجدہ کرے۔ اگر پہلے سجدہ نہیں کیا تو ظاہر روایت کے مطابق ایک ہی سجدہ کافی ہو گا
 جس طرح کوئی شخص ایک ہی مجلس میں بار بار دو ایک آیت سجدہ پڑھے دو مجلسوں میں نہیں ہے مجلس سے منتقل
 ہونے کے ساتھ مجلس بدل جاتی ہے اگرچہ تانا تپتے ہوئے ہو نیز ایک ٹہنی سے دوسری ٹہنی کی طرف منتقل ہونے
 اور ہنریا بٹے حوض میں غوطہ لگانے سے بھی مجلس بدل جاتی ہے۔ یہ اصح قول کے مطابق ہے۔

اے بہترین ہے کہ سجدہ تلاوت، رکوع کی بجائے سجدے کے ذریعے ادا کیا جائے کیونکہ اس طرح حقیقی اور
 معنوی دونوں طرح ادائیگی ہو جاتی ہے۔
 (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَلَا يَتَّبِدَالُ بَيْنَ وَابَيَا الْبَيْتِ وَالْمَسْجِدِ وَلَوْ كَثِيرًا وَلَا يَسِيرُ سَفِينَةً وَلَا بِرُكْعَةٍ
وَبِرُكْعَتَيْنِ وَشُرْبَةٍ وَأَكْلٍ لُقْمَتَيْنِ وَمَشْيٍ خَطَوَتَيْنِ وَلَا بِاتِّكَافٍ وَقُعُودٍ وَ
قِيَامٍ وَرُكُوبٍ وَنُزُولٍ فِي مَحَلِّ تِلَاوَتِهِ وَلَا بِسَيْرٍ ذَاتِيهِ مُصَلِّيًّا وَتَحَكُّمٍ
الْوُجُوبِ عَلَى السَّامِعِ بِتَبْدِيلِ مَجْلِسِهِ وَقَدْ اتَّحَدَ مَجْلِسُ التَّالِي لَا يَعْكُفُهُ
عَلَى الْأَصَحِّ

گھر اور مسجد کے کونے بدلنے سے مجلس نہیں بدلتی اگرچہ (مسجد بڑی ہو کشتی کے چلنے کے ساتھ، ایک یا دو رکعتوں کے ساتھ پانی پینے، دو لقمے کھانے، دو قدم چلنے، ہکیہ لگانے بیٹھ جانے، کھڑا ہو جانے، سوار ہونے، تلاوت کی جگہ پر اتر جانے اور غماز کی حالت میں سواری کے چلنے کے ساتھ مجلس نہیں بدلتی۔ سامع کی مجلس بدلنے سے صرف اسی پر سجدے کا تکرار ہو گا جب کہ پڑھنے والے کی مجلس ایک ہو، اس کے برعکس نہیں یہ امر قول کے مطابق ہے

(صفحہ سابقہ سے سابقہ) ۲۱ یعنی آیت سجدہ تلاوت کرنے کے بعد دوسرے زائد آیات پڑھ لے تو پھر غماز کے رکوع و سجود کے ذریعے سجدہ تلاوت ادا نہ ہو گا الگ سجدہ کرے۔

۲۱ نماز میں تلاوت کی گئی آیت سجدہ سے لازم کہنے والا سجدہ غماز سے باہر ناقص ہوتا ہے لہذا غماز کے اندر ادا کیا جائے اور نہیں کیا تو چھوڑ دے اور توبہ کرے غماز سے باہر ادا نہ کرے۔

۲۲ غماز کے اندر ادا کیے جانے والے سجدے کو ایک طرح کی قوت حاصل ہے لہذا وہ دونوں تلاوتوں کیسے کفایت کرے گا۔
۲۳ یعنی دو مجلسوں میں ایک آیت پڑھی تو ہر ایک کیسے سجدہ الگ ہو گا۔

۲۴ یعنی کپڑا وغیرہ ہٹانے والا تانا تفتے ہوئے ایک جگہ سے دوسری جگہ گیا تو مجلس بدل گئی۔

۲۵ یعنی اگر مکان بڑا ہو جس میں کئی کمرے ہوں تو ایک کمرے سے دوسرے کمرے میں جانے سے مجلس بدل جاتی ہے یہاں چھوٹا مکان مراد ہے۔

۲۶ مسجد بڑی ہو پھر بھی ایک امام کے پیچھے سب کا اقتداء ہو جاتی ہے لہذا اس کے ایک کونے سے دوسرے کونے میں جانے سے مجلس نہیں بدلتی۔

۲۷ یعنی ایک رکعت میں بار بار آیت سجدہ تلاوت کی گئی یا دو رکعتوں میں وہی آیت پڑھی گئی تو یہ ایک ہی مجلس شمار ہو گی۔
۲۸ یعنی سننے والے کی مجلس ایک ہی ہو اور پڑھنے والے کی مجلس بدل جائے تو سننے والے پر ایک بار اور پڑھنے والے پر مجلسوں کی تعداد کے مطابق سجدہ تلاوت واجب ہو گا۔

وَكُرْهًا أَنْ يَقْرَأَ سُورَةً وَيَذَرَ آيَةَ السَّجْدَةِ لَا عَكْسَهُ وَنَدَبَ صَمَّ آيَةٍ
أَوْ أَكْثَرَ إِلَيْهَا وَنَدَبَ إِحْفَاؤَهَا مِنْ غَيْرِ مُتَأَهِّبٍ لَهَا وَنَدَبَ الْقِيَامِ ثُمَّ
السُّجُودَ لَهَا وَلَا يَرْفَعُ السَّامِعُ رَأْسَهُ مِنْهَا قَبْلَ تَالِيَتِهَا وَلَا يُؤَمِّرُ التَّالِي
بِالتَّقْدُمِ وَلَا السَّامِعُونَ بِالْإِصْطِغَافِ فَيَسْجُدُونَ كَيْفَ كَانُوا وَشُرْطُ
لِصِحَّتِهَا شَرَايِطُ الصَّلَاةِ إِلَّا التَّخْرِيمُ وَكَيْفِيَّتُهَا أَنْ يَسْجُدَ سَجْدَةً وَاحِدَةً
بَيْنَ تَكْبِيرَتَيْنِ هُمَا سُنَّتَانِ بِلَا رَفْعِ يَدٍ وَلَا تَشْهَدٍ وَلَا تَسْلِيمٍ

کوئی سورت پڑھنا اور آیت سجدہ چھوڑ دینا مکروہ ہے اس کے برعکس کرنا مکروہ نہیں ہے۔ آیت سجدہ کے
ساتھ ایک آیت یا زیادہ کا ملنا مستحب ہے، کسی خاص اہتمام کے بغیر آیت سجدہ کو آہستہ پڑھنا مستحب ہے۔
(سجدے کا) مستحب طریقہ یہ ہے کہ کھڑا ہو پھر سجدہ کرے سامع، تلاوت کرنے والے سے پہلے اپنے
سر کو سجدے سے نہ اٹھائے۔ تلاوت کرنے والے کو آگے ہونے اور سننے والوں کو صغیر ہانڈھنے کا حکم نہ دیا جائے
بلکہ جس طرح موجود ہوں سجدہ کریں۔

اس سجدے کے صحیح ہونے کی شرائط وہی ہیں جو نماز کی ہیں البتہ تحریمہ شرط نہیں۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ دو
تکبیروں کے درمیان ایک سجدہ کرے یہ تکبیریں ہاتھ اٹھاتے بغیر سنت ہیں نیز اس میں تشہد اور سلام
بھی نہیں ہیں۔

۱۔ آیت سجدہ چھوڑنا گویا کہ سجدے سے بھاگنا ہے لہذا ایسا کرنا مکروہ ہے جب کہ صرف آیت سجدہ پڑھنا
بارگاہِ اہلی میں سربسجود ہونے سے محبت اور دلچسپی کی علامت ہے۔

۲۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ سننے والا بعض اوقات متوجہ نہیں ہوتا اور یوں اس پر سجدہ واجب ہوتا ہے
لیکن وہ ادا نہیں کرتا لہذا بہتر ہے کہ آہستہ پڑھے۔

۳۔ کیونکہ یہ مقتدی کے حکم میں ہے لہذا تلاوت کرنے والے کے تابع رہے۔ اگرچہ حقیقتاً اس کا
مقتدی نہیں ہے۔

۴۔ اگر پڑھنے یا سننے والے کے لیے اسی وقت سجدہ ممکن نہ ہو تو اس وقت یہ کلمات پڑھیں اور بعد
میں سجدہ کر لیں۔
(بقیہ صفحہ آئندہ)

(فَصْلٌ) سَجْدَةٌ فِي الشُّكْرِ مَكْرُوهَةٌ عِنْدَ الْإِمَامِ لَا يُثَابُ عَلَيْهَا وَقَالَ لَا هِيَ مُكْرَهَةٌ
يُثَابُ عَلَيْهَا وَهِيَ تَمَثَّلُ مِثْلُ سَجْدَةِ التَّلَاوَةِ

سجدہ شکر:

امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک سجدہ شکر مکروہ ہے۔ اس پر ثواب نہیں ملتا جب کہ صاحبین فرماتے ہیں یہ بھی عبادت ہے اور اس پر ثواب ملتا ہے اور اس کی صورت وہی ہے جو سجدہ تلاوت کی ہے۔

(بقیہ ماشیہ صفحہ سابقہ) سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَإِلَيْكَ الْمَصِيرُ

ہم نے تیرا حکم سنا اور مانا اے ہمارے رب ہمیں بخش دے اور تیری طرف ہی لوٹنا ہے۔
دفعہ ہذا سے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں شرعی طور پر ایک رکعت سے کم عبادت میں البتہ جہاں شریعت کی طرف سے حکم ہو وہ صحیح ہے جیسے سجدہ تلاوت ہے، لہذا سجدہ شکر مکروہ تنزیہی ہے علاوہ ازیں آپ اس نے بھی اسی مکروہ قرار دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں کس کس پر سجدہ شکر بجالایا جائے گا۔

سوالات

۱۔ کعبۃ اللہ کے اندر اور چھت پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے نیز کعبۃ اللہ کے گرد نماز پڑھنے والوں میں سے کس کی نماز نہیں ہوتی اور کیوں؟

۲۔ مسافر کسے کہتے ہیں۔ سفر کی شرعی حد کتنی ہے اور مسافر کی نماز روزے کا حکم کیا ہے۔

۳۔ مسافر نماز قصر کب شروع کرے گا اور اگر کوئی مسافر چار رکعت ادا کرتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۴۔ بیمار نماز کس طرح پڑھے اگر کوئی شخص قیام پر قادر ہو لیکن رکوع سجدہ نہ کر سکتا ہو وہ نماز کیسے پڑھے گا؟

۵۔ مرنے والے کے ذمے جو نمازیں اور روزے ہیں ان کے اسقاط کا کیا طریقہ ہے نیز حیض اسقاط کسے کہتے ہیں اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

۶۔ فوت شدہ نمازوں کو کیسے پڑھا جاتا ہے صاحب ترتیب کون ہے اور ترتیب کن صورتوں میں ساقط ہو جاتی ہے۔

۷۔ اگر کسی شخص نے تنہا فرض پڑھنا شروع کیے پھر جماعت کھڑی ہو گئی تو کیا کرے اسی طرح سنتیں پڑھنے والا نماز کھڑی ہونے یا جمعہ کے خطبہ کے لیے خلیف کے نکلنے کی صورت میں کیا کرے تفصیل سے لکھیں۔

۸۔ فجر کی سنتوں کا مسئلہ کیا ہے اور کن نمازوں میں جماعت کے ساتھ نفل نماز کی نیت سے شریک ہو سکتا ہے جب کہ فرض پہلے پڑھ چکا ہو۔

۹۔ سجدہ ہو کن کن صورتوں میں ہوتا اور اس کا طریقہ کیا ہے۔

۱۰۔ نماز میں شک پیدا ہو جانے کی صورت میں کیا کیا جائے؟

۱۱۔ سجدہ تلاوت کب واجب ہوتا ہے آیات سجدہ کتنی ہیں۔ صرف چھ کے مقامات لکھیں نیز بتائیں کہ ایک مجلس میں بار بار تلاوت کرنے سے ایک ہی سجدہ ہو گا یا زیادہ نیز مجلس کب بدلتی ہے۔

۱۲۔ مندرجہ ذیل عبادت پر اعراب لگا کر ترجمہ لکھیں۔

و یتبدل المجلس بالانتقال منه ولو مسدیا وبالانتقال من غصن الى غصن وعم
فی نہر او حوض کبیر فی الاصم ولا یتبدل بزوا یا البیت والمسجد ولو کبیرا
ولا بسیر سفینہ۔

فَائِدَةُ مُهِمَّةٍ لِدَفْعِ كُلِّ مُهِمَّةٍ

قَالَ الْإِمَامُ النَّسَفِيُّ فِي الْكَافِي مَنْ قَرَأَ أَى السَّجْدَةِ كُلَّهَا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ
سَجَدَ لِكُلِّ مَنُهَا كَفَّارَةٌ اللَّهُ مَا أَهَمَّتْهُ

بَابُ الْجُمُعَةِ

صَلَاةُ الْجُمُعَةِ فَرَضٌ عَلَى مَنْ اجْتَمَعَ فِيهِ سَبْعَةٌ شَرَايِطُ الذُّكُورَةِ
وَالْحُرِّيَّةِ وَالْإِقَامَةِ فِي مِصْرٍ أَوْ فِيمَا هُوَ دَاخِلٌ فِي حَدِّ الْإِقَامَةِ فِيهَا
فِي الْأَصَحِّ وَالصَّحِّ وَالْأَمْنُ مِنَ ظَالِمٍ وَسَلَامَةُ الْعَيْنَيْنِ وَسَلَامَةُ الرَّجْلَيْنِ.

ہر مشکل کو دور کرنے کا اہم نسخہ:

امام نسفی رحمہ اللہ نے کافی میں فرمایا جو شخص تمام آیات سجدہ ایک مجلس میں پڑھے اور ہر ایک کے لیے
سجدہ کرے اللہ تعالیٰ اسے مشکلات میں کفایت فرمائے گا۔

جموعہ کا بیان :

جموعہ کی نماز ہر اس شخص پر فرض عین ہے جس میں سات شرائط پائی جائیں۔

(۱) مرد ہونا (۲) آزاد ہونا (۳) شہر میں یا جو جگہ شہر کی حد میں داخل ہے اس میں مقیم ہونا یہ اصح قول ہے

(۴) صحت مند ہونا (۵) ظالم سے پُر امن ہونا (۶) آنکھوں کا سلامت ہونا (۷) پاؤں کا سلامت ہونا۔

۱۔ امام نسفی سے مراد حضرت الشیخ الامام حافظ الحق واللہ والدین عبد اللہ بن احمد بن محمود نسفی رحمہ اللہ ہیں۔

۲۔ یوم جمعہ، سید الامام اور مسلمانوں کی عید کا دن ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے تمام دنوں سے

افضل قرار دیا اور فرمایا کہ اس دن حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اسی دن آپ زمین پر اتارے گئے اسی دن

آپ کی قرب قبول ہوئی۔ اسی دن آپ کا وصال ہوا اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔ جمعہ کے دن سورہ کسف کی تلاوت کی

جائے اور بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں کثرت سے درود شریف پڑھا جائے جب (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَلْيُسْرَ طُ لِيَصْحَتَهَا سِتَّةَ أَشْيَاءَ: الْبَصَرُ أَوْ فِتْنًا وَهُوَ وَالسُّلْطَانُ أَوْ نَائِبُهُ
وَوَقْتُ الظُّهْرِ فَلَا تَصُحُّ قَبْلَهُ وَتَبْطُلُ بِخُرُوجِهِ وَالْخُطْبَةُ قَبْلَهَا بِقَصْدِهَا فِي وَقْتِهَا
وَحُضُورِ أَحَدٍ لِسَمَاعِهَا مَتْنٌ تَتَعَدُّ بِهِمُ الْجُمُعَةُ وَلَوْ وَاحِدًا فِي الصَّحِيحِ وَالْإِذْنُ الْعَامُّ وَالْجَمَاعَةُ
وَهُمْ ثَلَاثَةٌ رِجَالٍ غَيْرِ الْإِمَامِ وَلَوْ كَانُوا عِبِيدًا أَوْ مَسَافِرِينَ أَوْ مَرْضَى
وَأَشْرُطُ بَقَاؤُهُمْ مَعَ الْإِمَامِ حَتَّى يَسْجُدَ فَإِنْ تَفَرَّقُوا أَبْعَدَ سَجُودَهُ أَتَتْهَا وَاحِدَةٌ
جُمُعَةٌ وَإِنْ تَفَرَّقُوا قَبْلَ سَجُودِهِ بَطَلَتْ وَلَا تَصُحُّ بِأَمْرٍ أَوْ صَبِيٍّ مَعَ رَجُلَيْنِ
وَجَازَ لِلْعَبْدِ وَالْمَرْيُوضِ أَنْ يَتَوَمَّعَ فِيهَا وَالْبَصَرُ كُلُّ مَوْضِعٍ لَهُ مُفْتٍ وَآمِيرٌ
وَقَاضٍ يُنْفِذُ الْأَحْكَامَ وَيَقِيمُ الْحُدُودَ وَبَلَغَتْ أَبْنِيَّتُهُ مِنْهُ فِي ظَاهِرِ
الرِّوَايَةِ وَإِذَا كَانَ الْقَاضِي أَوْ الْآمِيرُ مُفْتِيًا أَغْنَى عَنِ التَّعْدَادِ وَجَانِبِ
الْجُمُعَةِ بِمَنْ فِي الْمَوْسَمِ لِلْخَلِيفَةِ وَآمِيرِ الْحِجَابِ وَصَحَّ الْإِقْتِصَارُ فِي
الْخُطْبَةِ عَلَى تَحْوِيسِ بَيْحَةٍ أَوْ تَحْيِيدَةٍ مَعَ الْكِرَاهَةِ.

نماز جمعہ کے صحیح ہونے کے لیے چھ چیزیں شرط ہیں۔

(۱) شریا اس کا مصنفات (۲) بادشاہ یا اس کا نائب (۳) ظہر کا وقت، اس سے پہلے صحیح نہ ہوگا اور اس وقت کے نکلنے سے نماز جمعہ باطل ہو جائے گی (۴) جمعہ کی نماز سے پہلے اذان کا وقت میں خطبہ پڑھنا اور ان لوگوں میں سے جن کے ساتھ جمعہ منعقد ہو جاتا ہے کسی کا سننے کے لیے حاضر ہونا۔ اگرچہ ایک ہی ہو۔ یہ صحیح قول ہے (۵) عام اجازت (۶) جماعت اور پیام کے علاوہ (کم از کم) تین افراد ہیں۔ اگرچہ غلام یا مسافر یا بیمار ہوں۔

شرط یہ ہے کہ سجدہ کرنے تک امام کے ساتھ رہیں اگر سجدہ کرنے کے بعد چلے جائیں تو وہ تنہا جمعہ کی نماز پوری کرے اور اگر سجدہ سے پہلے چلے گئے تو جمعہ باطل ہو جائے گا۔ دوسرا اور ایک عورت یا ایک بچہ ہوں تو جمعہ صحیح نہیں ہوگا۔ غلام اور بیل کے لیے جائز ہے کہ جمعہ کی امامت کرائیں۔ ہر وہ جگہ جہاں مفتی، امیر اور قاضی ہو جو احکام نافذ کرتا اور حدود قائم کرتا ہو اور اس کے مکانات منی (کی بستی) جتنے ہوں وہ شہر ہے یا ظاہر ہدایت میں ہے۔ اگر قاضی یا امیر خود مفتی ہوں تو تعداد پیدی کرنے کی ضرورت نہیں۔ خلیفہ یا امیر حجاز کے لیے حج کے دنوں میں منی میں جمعہ پڑھنا جائز ہے۔ جمعہ کے خطبہ میں صرف سبحان اللہ یا الحمد للہ پراکتفا کرنا جائز ہے۔ لیکن مکروہ ہے۔

(صفحہ سابقہ) جمعہ کی پہلی اذان ہو جائے تو کاروبار وغیرہ بند کر کے نماز جمعہ کے لیے مسجد کا رخ کرنا ضروری ہے۔

وَسَنَّ الْخُطْبَةَ شَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا الظَّهَارُ وَ سَتْرُ الْعَوْرَةِ وَالْجُلُوسُ
عَلَى الْمَنْبَرِ قَبْلَ الشَّرُوعِ فِي الْخُطْبَةِ وَالْإِذَانُ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالِإِقَامَةِ ثُمَّ قِيَامُهُ
وَالسَّيْفُ بِيَسَارِهِ مُتَّكِئًا عَلَيْهِ فِي كُلِّ بَلَدَةٍ فَتَحَتْ عَنُورَةٌ وَ يَدُونِهِ فِي بَلَدَةٍ
فَتَحَتْ صُلْحًا وَاسْتَقْبَالَ الْقَوْمَ بِوُجُوهِهِمْ وَبَدَأَتْهُ بِحَمْدِ اللَّهِ وَالْخَنَاءِ
عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ وَالشَّهَادَتَانِ

سنن خطبہ :

خطبہ کی سنتیں اٹھارہ چیزیں ہیں۔

(۱) طہارت (۲) شرمگاہ کا ستر (۳) خطبہ شروع کرنے سے پہلے منبر پر بیٹھنا (۴) اقامت کی طرح اذان کا
امام کے سامنے ہونا (۵) پھر کھڑا ہونا (۶) تلوار بائیں ہاتھ میں ہوا داس نے اس کا سہارا رکھا ہو لیکن یہ اس شرمین
ہو گا جو غلبے کے ساتھ فتح کیا گیا اور جو علاقہ صلح کے ساتھ فتح ہوا وہاں تلوار کے بنیر ہو۔ (۷) امام کا چہرہ لوگوں کی طرف ہو۔
(۸) خطبہ الحمد للہ کے ساتھ شروع کرنا (۹) اللہ تعالیٰ کی تعریف کرنا جیسے اس کے شایان شان ہے (۱۰) کلمہ شہادت کہنا۔

حاشیہ صفحہ سابقہ) اے آج کے دور میں بالخصوص ہمارے ملک میں اس کی ضرورت نہیں کیونکہ یہاں حکمران اسلامی احکام سے
عموماً واقف ہوتے ہیں لیکن یہ بات واضح ہے کہ مسلمان قوم کو چاہیے کہ وہ ایسے لوگوں کو منتخب کرے جو ملکی
سیاست کے ساتھ شرعی احکام بھی جانتے ہوں اور ان کا نفاذ بھی کر سکتے ہوں کیونکہ اسلام میں دین اور سیاست
جدا جدا نہیں بلکہ ایک ہی چیز ہے۔

۱۔ کیونکہ نماز جمعہ کے لیے جماعت شرط ہے اور مسجد سے پہلے ایک رکعت بھی مکمل نہیں ہوئی۔ لہذا جماعت
قائم نہ ہوئی۔

۲۔ جماعت میں عورتوں اور بچوں کا اعتبار نہیں ہوتا۔ جماعت کے لیے کم از کم تین مردوں کا ہونا ضروری ہے۔

امام ان کے علاوہ ہو۔

۳۔ چونکہ ان کا بیمار یا غلام ہونا اہلیت کے منافی نہیں لہذا وہ جماعت کرا سکتے ہیں۔ ان کے لیے آسانی پیدا کرنے
کی خاطر جمعہ فرض قرار نہیں دیا گیا لہذا اگر وہ پڑھائیں یا پڑھیں تو جائز ہے۔
(بقیہ صفحہ آئندہ)

وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعِظَةُ وَالتَّذْكِيرُ وَقِرَاءَةُ
آيَةِ مَنَ الْقُرْآنِ وَخُطْبَتَانِ وَالْجُلُوسُ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ وَإِعَادَةُ الْحَمْدِ
وَالثَّنَاءِ وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي إِبْتِدَاءِ الْخُطْبَةِ
الثَّانِيَةِ وَالِدُّعَاءُ فِيهَا لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِإِلَاسْتِغْفَارِهِ لَهُمْ وَأَنْ يَسْمَعَ
الْقَوْمَ الْخُطْبَةَ وَتَخْفِيفُ الْخُطْبَتَيْنِ بِقَدَرٍ سَوِيٍّ مِنْ طَوَالِ الْمَفْصَلِ.

(۱۱) نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ عالیہ میں درود شریف پیش کرنا، وعظ و نصیحت کرنا، اور قرآن پاک کی کوئی آیت پڑھنا
(۱۲) خطبے دوہوں (۱۳) دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا۔ (۱۴) الحمد للہ کا اعادہ کرنا (۱۵) دوسرے خطبہ کے شروع میں
ثناء اور درود شریف پڑھنا (۱۶) اس (دوسرے خطبہ) میں تمام مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بخشش کی دعا کرنا
(۱۷) قوم کو خطبہ سنائی دے (۱۸) طوال مفصل کی کسی صورت کے مطابق مختصر خطبہ پڑھنا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) یہ مقصد یہ ہے کہ وہ احکام و حدود کا نفاذ کر سکتا ہو اگرچہ علماً ایسا نہ ہوتا ہو جیسے آج کل حدود و قصاص
کا نفاذ نہیں لیکن ہمارے حکمران اس پر قادر ہیں۔

۶۔ منیٰ مکہ مکرمہ کے قریب واقع ہے جہاں حاجی صاحبان دس دن الحجہ کو قربانی کرتے ہیں۔

۷۔ حج کے دنوں میں اسے شہر کا درجہ حاصل ہو جاتا ہے آگے پیچھے یہ صورت نہیں ہوتی۔

۸۔ کیونکہ یہ سنت طریقیہ کے خلاف ہے لہذا ترک سنت کی وجہ سے مکروہ ہے۔

(ماثیہ صفحہ سابقہ) اسے بعض سنتوں کا تعلق خطیب کی ذات سے ہے مثلاً طہارت وغیرہ اور بعض خطبہ سے متعلق ہیں مثلاً الحمد للہ
کلا بڑھاد وغیرہ۔

۹۔ گویا اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ جو شخص اسلام سے پہلے کا اور مازالہ مرید ہو جائے گا تو وہ جانے
کہ تلوار ہلے ہاتھ میں ہے وہ قتل کے لائق ہے۔ یاد رہے کہ اسلام تلوار کے ذریعے نہیں پھیلا اور نہ ہی اسلام کو پھیلانے کے
یہ تلوار استعمال کی جائے گی بلکہ اسلام لانے پر کسی کو مجبور بھی نہیں کیا جاسکتا۔ چنانچہ دور رسالت میں اسلام کا پھیلاؤ محض
اخلاق کی بنیاد پر ہوا ہاں جو لوگ اسلام کے مقابل آتے ہیں ان کے لیے تلوار اٹھائی جاتی ہے۔

۱۰۔ الحمد للہ سے پہلے دل میں اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم پڑھے۔

(صفحہ ہذا) دونوں خطبوں کے درمیان تین آیات پڑھنے کا اندازہ بیٹھنا چاہیے۔

۱۱۔ حالات کے مطابق خطبہ مختصر پڑھا جائے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں طویل نماز اور
(بقیہ صفحہ آئندہ)

وَيُكْرَهُ التَّطَوُّيلُ وَتَرْكُ شَيْءٍ مِّنَ السَّنَنِ وَيَحِبُّ السَّعْيُ لِلْجُمُعَةِ وَتَرْكُ الْبَيْعِ
بِالْأَذَانِ أَوْ زَلٍّ فِي الْأَصَةِ وَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَا صَلَاةَ وَلَا كَلَامَ وَلَا سِرْدَ
سَلَامًا وَلَا يَشْتَتِ عَاطِسًا حَتَّى يَفْرَغَ مِنْ صَلَاتِهِ وَكُرْهُ لِحَاضِرِ الْخُطْبَةِ
الْأَكْلُ وَالشَّرْبُ وَالْعَبَثُ وَالْإِلْتِفَاتُ وَلَا يُسَلِّمُ الْخَطِيبُ عَلَى الْقَوْمِ إِذَا
اسْتَوَى عَلَى الْمِنْبَرِ وَكُرْهُ الْخُرُوجِ مِنَ الْمِصْرِ بَعْدَ التَّيْدَاءِ مَا لَمْ يَصَلِّ وَمَنْ
لَا جُمُعَةَ عَلَيْهِ إِنْ آذَاهَا جَاءَ عَنْ فَرْضِ الْوَقْتِ وَمَنْ لَا عُدَّةَ لَهُ لَوْ صَلَّى
الظُّهْرَ قَبْلَهَا حُرِّمَ فَإِنْ سَعَى إِلَيْهَا وَالْإِمَامُ فِيهَا بَطَلَ ظُهُرُهَا وَإِنْ لَمْ يَدْرِهَا
وَكَرْهُ لِلْعُدَّةِ وَرَأَى أَنَّهُ سَجَّوْنَ آدَاءَ الظُّهْرِ بِجَمَاعَةٍ فِي الْمِصْرِ يَوْمَهَا وَمَنْ
أَذْرَكَهَا فِي التَّشْهُدِ أَوْ سَجَّوْدِ الشَّهْرِ اتَّجَمَعَتْ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

خطبہ لمبا کرنا اور کسی سنت کو چھوڑنا مکروہ ہے۔

جمعہ کے لیے پہلی اذان ہوتے ہی سعی کرنا اور خرید و فروخت چھوڑ دینا واجب ہے۔ یہ اصح قول ہے جب
امام (خطبہ کے لیے) نکل آئے تو نماز پڑھی جائے نہ گفتگو کی جائے، نہ سلام کا جواب دیا جائے اور نہ چھینکے والے کو
یرحمت اللہ کے ساتھ جواب دیا جائے۔ یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے۔ خطبہ میں موجود لوگوں کے لیے کھانا
پینا، کھینا اور ادھر ادھر دیکھنا مکروہ ہے۔ خطیب جب منبر پر بیٹھ جائے تو قوم کو سلام نہ کہے۔

جمعہ کی اذان کے بعد جب تک نماز نہ پڑھے شہر سے باہر جانا مکروہ ہے جس آدمی پر جمعہ فرض نہیں اگر وہ
پڑھے تو وقتی نماز کی طرف سے ادا ہو جائے گا جو شخص بغیر مذر کے جمعہ سے پہلے ظہر کی نماز پڑھے وہ حرام کام کا
مترکب ہوا پھر اگر جمعہ کے لیے جائے اور امام جمعہ پڑھا رہا ہو تو ظہر کی نماز باطل ہو جائے گی اگرچہ وہ (جمعہ کی نہ پائے
مذدر اور قیدی کے لیے جمعہ کے دن شہر میں ظہر کی نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے جو شخص امام کو تشہد یا
سجدہ سہو میں پائے وہ جمعہ کی نماز مکمل کرے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

(تقیہ صفحہ سابقہ) مختصر خطبہ آدمی کی سمجھ بوجھ ہونے کی علامت ہے، درحقیقت جس عبادت کا تعلق دوسروں سے ہو وہ مختصر ہو جس طرح
حضرت علیہ السلام نے نماز مختصر پڑھانے کا حکم فرمایا اور جس عبادت میں آدمی تنہا ہو وہ طویل ہو۔
(صفحہ ہذا) اے اگر دوسری اذان کی انتظار کی جائے تو اس سے سنتوں بلکہ بعض اوقات جگہ دور ہونے کی وجہ سے (بقیہ صفحہ آئندہ)

بَابُ الْعِيدَيْنِ

صَلَاةُ الْعِيدَيْنِ وَاجِبَةٌ فِي الْأَصَحِّ عَلَى مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ بِشَرَايِطِهَا
سِوَى الْخُطْبَةِ فَتَصَدَّقُ بِدُؤْنِهَا مَعَ الْإِسَاءَةِ كَمَا لَوْ قَدَّ مَتِ الْخُطْبَةُ عَلَى صَلَاةِ
الْعِيدِ وَنَدَبٌ فِي الْفِطْرِ ثَلَاثَةُ عَشَرَ شَيْئًا أَنْ يَأْكُلَ وَأَنْ يَكُونَ الْبَاسِرُ
تَمَرًا وَتَرًا وَيَغْتَسِلَ وَيَسْتَاكُ وَيَتَطَيَّبُ وَيَلْبَسُ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ وَيُؤَدِّيَ صَدَقَةَ
الْفِطْرِ إِنْ وَجِبَتْ عَلَيْهِ وَيُظْهِرُ الْفَرَحَ وَالْبَشَاشَةَ وَكَثْرَةَ الْعَتَدَةِ حَسَبِ
طَاقَتِهِ وَالتَّبَكُّيرُ وَهُوَ سُرْعَةُ الْإِدْتِبَاهِ وَالْإِبْتِكَارُ وَهُوَ الْمَسَارَعَةُ إِلَى الدُّصْلِ

عیدین کی نماز:

اصح قول کے مطابق عیدین کی نماز ان لوگوں پر واجب ہے جن پر نماز جمعہ واجب ہے خطبہ کے سوا اس
کی تمام شرائط وہی ہیں جو جمعہ کے لیے ہیں۔ عید کی نماز خطبہ کے بغیر بھی صحیح ہو جاتی ہے لیکن گناہ ہو گا جیسے اس کو
نماز سے پہلے پڑھنا گناہ ہے۔

عید الفطر میں تیرہ باتیں مستحب ہیں۔

کچھ کھانا اور یہ طاق عدد کھجوریں ہوں غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا، عمدہ کپڑے پہننا، اگر صدقہ فطر
واجب ہو تو ادا کرنا، خوشی اور سرور کا اظہار کرنا، طاقت کے مطابق کثرت سے صدقہ دینا، سویرے سویرے جاگنا
عید گاہ کی طرف جلدی جانا۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) جمعہ کی نماز رہ جانے کا خطرہ ہوتا ہے لہذا پہلی اذان پر کام کاج چھوڑ کر جانے کی تیاری کرے۔

۲۔ یعنی خطبہ سننے کے لیے مکمل طور پر متوجہ ہو جائے اور تمام باتیں چھوڑ دے۔

۳۔ چونکہ سلام کرنا دراصل کلام ہے جس سے سامعین کو روکا گیا ہے لہذا امام کو بھی اجتناب کرنا

چاہیے۔

(بقیہ صفحہ آئندہ)

نکاح زوال سے پہلے اور جمعہ پڑھنے کے بعد جاسکتا ہے۔

وَصَلَوَةُ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ نَحْبِهِ ثُمَّ يَتَوَجَّهُ إِلَى الْمُبْصَلِ مَا شِئًا مَكْتَبًا سِرًّا وَ
يَقْطَعُهُ إِذَا انْتَهَى إِلَى الْمُبْصَلِ وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَيَرْجِعُ مِنْ
طَرِيقٍ آخَرَ وَيُكْرَهُ التَّنْفُلُ قَبْلَ صَلَاةِ الْعِيدِ فِي الْمُبْصَلِ وَالْبَيْتِ وَبَعْدَهَا
فِي الْمُبْصَلِ فَقَطُّ عَلَى اخْتِيَارِ الْجُمْهُورِ وَوَقْتُ صَلَاةِ الْعِيدِ مِنْ ارْتِفَاعِ
الشَّمْسِ قَدْرًا مَعِ أَوْ رُوحَيْنِ إِلَى زَوَالِهَا

صبح کی نماز محلے کی مسجد میں پڑھنا پھر آہستہ آہستہ تکبیر کہتے ہوئے پیدل چل کر عید گاہ کی طرف جانا، ایک روایت کے مطابق عید گاہ میں پہنچے تو تکبیر ختم کر دے اور دوسری روایت کے مطابق جب نماز شروع کرے تو بند کر دے، دوسرے راستے سے واپس لوٹنا عید کے دن نماز عید سے پہلے عید گاہ اور گھر دونوں میں اور نماز کے بعد عید گاہ میں داخل پڑھنا کر وہ ہے جہوں کے نزدیک مختار بات یہی ہے۔ عید کی نماز صبح ہونے کا وقت ایک یا دینے کو جلد ہونے سے لے کر زوال تک ہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ سے سابقہ ۱۵۷ یعنی اگر ظہر پڑھ کر جمعہ پڑھنے کی نیت سے جاتے تو اگرچہ امام کے ساتھ شریک نہ ہوا ظہر کے فرض، نفل بن جائیں گے۔ اب دوبارہ ظہر پڑھے۔

۱۶ بلکہ جمعہ کی نماز سے پہلے ظہر کی نماز بھی نہ پڑھے جمعہ کی نماز ادا ہو جائے تو اس کے بعد نما ظہر کی نماز پڑھے۔
۱۷ یعنی اسے جمعہ کی نماز حاصل ہوگئی وہ امام کے سلام پھیرنے پر جمعہ کی نماز مکمل کرے۔

(صفحہ سابقہ) لفظ عیدین، عید کا تثنیہ ہے یعنی دو عیدیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ۔ لفظ عید، عروڑ سے بنا ہے جس کا معنی لوٹنا ہے چونکہ کسرہ کے بعد واد واقع ہوئی لہذا اسے یا سے بدل دیا۔ ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی نعمتیں انسانوں کی طرف لوٹتی ہیں یا یہ دن بار بار خوشی کے ساتھ آتے ہیں اس لیے ان دو دنوں کو عید کہا جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو دیکھا کہ لوگ سال میں دو دن خوشی مناتے اور کہتے کہ متے ہیں آپ نے فرمایا یہ دن کیا ہیں؟ لوگوں نے بتایا ہم دور جاہلیت میں ان دنوں میں کہتے کہ متے تھے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے ان دنوں کو بستر و لوں سے بدل دیا ہے وہ فطر اور قربانی کا دن ہے۔ عید کی نماز ہجرت کے پہلے سال جاری ہوئی۔ (طحاوی علی المراقی)

۱۸ جب کہ یہ شرط ہے اور عیدین کے لیے شرط نہیں یہی وجہ ہے کہ اس عید میں رکھا گیا کیونکہ شرط ہمیشہ شرط سے مقدم ہوتی ہے

۱۹ یعنی فجر کے بعد عید کی نماز سے پہلے کھانا مستحب ہے اور یہ عید الفطر میں ہے عید الاضحیٰ میں نہیں۔

(صفحہ ۱۵۸) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم عید کی نماز سے پہلے نماز نہیں پڑھتے تھے جب کہ تشریف لائے تو درگتیں پڑھتے۔

وَكَيْفِيَّةُ صَلَوَاتِهِمَا أَنْ يَتَنَوَى صَلَوةَ الْعِيدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ لِلتَّحْرِيمَةِ ثُمَّ يَقْرَأُ الشَّعَاءَ
ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيرَاتِ الزَّوَائِدِ ثَلَاثًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي كُلِّ مِثْمَالَةٍ يَتَعَوَّذُ ثُمَّ
يُسَبِّحُ سِرًّا ثُمَّ يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ ثُمَّ سُورَةَ وَنَدَبَ أَنْ تَكُونَ سَبِّحِ اسْمَ
رَبِّكَ الْأَعْلَى ثُمَّ يَرْكَعُ فَإِذَا قَامَ لِلثَّانِيَةِ ابْتَدَأَ بِالْبَسْمَلَةِ ثُمَّ بِالْفَاتِحَةِ
ثُمَّ بِالسُّورَةِ وَنَدَبَ أَنْ تَكُونَ سُورَةُ الْغَاشِيَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيرَاتِ الزَّوَائِدِ
ثَلَاثًا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيهَا كَمَا فِي الْأُولَى وَهَذَا أَوَّلَى مِنْ تَقْدِيمِ تَكْبِيرَاتِ
الزَّوَائِدِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ عَلَى الْقِرَاءَةِ فَإِنْ قَدَّمَ التَّكْبِيرَاتِ عَلَى الْقِرَاءَةِ
فِيهَا جَاءَتْ ثُمَّ يَخْطُبُ إِلَّا مِمَّا بَعْدَ الصَّلَاةِ خُطْبَتَيْنِ يُعَلِّمُ فِيهِمَا أَحْكَامَ
صَدَقَةِ الْفِطْرِ وَمَنْ فَاتَتْهُ الصَّلَاةُ مَعَ الْإِمَامِ لَا يَقْضِيهَا وَتَوَخَّرَ بَعْدُ
إِلَى الْغَدِ فَقَطْ

نماز عید کا طریقہ :

عیدین کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ نماز عید کی نیت کرے پھر تکبیر تحریمہ کہے۔ اس کے بعد شمار پڑھے اور تین
ناؤں تکبیریں کہے ان میں سے ہر ایک کے لیے ہاتھ اٹھائے پھر اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بسم اللہ آہستہ پڑھے اس کے
بعد سورہ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے مستحب یہ ہے کہ وہ ”سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى“ پھر پھر رکوع کرے۔
جب دوسری رکعت کے لیے کھڑا ہو تو پہلے بسم اللہ پڑھے پھر سورہ فاتحہ اور کوئی دوسری سورت پڑھے
مستحب یہ ہے کہ وہ سورہ غاشیہ پڑھے۔ اس کے بعد تین ناؤں تکبیریں کہے پہلی رکعت کی طرح یہاں بھی ہاتھ اٹھائے
دوسری رکعت میں تکبیروں کو قرات میں مقدم کرنے سے یہ بہتر ہے تاہم اگر مقدم کر لیا تو بھی جائز ہے۔
نماز کے بعد امام دو خلیفے اور ان میں صدقہ فطر کی تعلیم دے اور جو شخص امام کے ساتھ عید کی نماز نہ
پڑھ سکے وہ قصائد کرے۔ عذر کی وجہ سے یہ نماز صرف دوسرے دن تک موخر کی جاسکتی ہے۔

(سورہ بقرہ ۸۷)

لَا سَبْعَ اسْمِ رَبِّكَ الْأَعْلَى الَّذِي خَلَقَ الْإِلَهِ

(بقیہ صفحہ آئندہ)

(سورہ بقرہ ۸۸)

لَهُ هَلْ تَالِ حَدِيثِ الْغَاشِيَةِ الْإِلَهِ

وَأَحْكَامُ الْأَضْحَىٰ كَالْفِطْرِ لَكِنَّهُ فِي الْأَضْحَىٰ يُؤَخَّرُ إِلَّا كُلَّ عَنِ الصَّلَاةِ وَ
يُكَبَّرُ فِي الطَّرِيقِ جَهًا أَوْ يَعْلَمُ الْأَضْحَىٰ وَتَكْبِيرُ التَّشْرِيقِ فِي الْخُطْبَةِ
وَتُؤَخَّرُ بَعْدُ إِلَى ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَالتَّعْرِيفُ لَيْسَ بِشَيْءٍ وَيَجِبُ تَكْبِيرُ
التَّشْرِيقِ مِنْ بَعْدِ فَجَرَعَرَفَةِ إِلَى عَصْرِ الْعِيدِ مَرَّةً فَوْزًا كُلِّ فَرْضٍ أَدَى
بِجَمَاعَةٍ مُسْتَحَبَّةٍ عَلَى إِمَامٍ مُقِيمٍ بِمِصْرٍ وَعَلَى مَنْ اقْتَدَى بِهِ وَلَوْ كَانَ
مُسَافِرًا أَوْ رَقِيقًا أَوْ أَنْثَى عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ

عید الاضحیٰ کے احکام عید الفطر کی طرح ہیں البتہ اس میں نماز پڑھنے تک کھانے میں تاخیر کر کے راستے
میں بلند آواز سے تکبیر کے، (امام، خطبہ میں قربانی کے مسائل) اور تشریق کی تکبیر سکھائے۔ عید الاضحیٰ کی نماز
عذر کی وجہ سے تین دن تک موخر کی جاسکتی ہے۔ عزات میں دقت کرنے والوں سے تشبیہ اختیار کرنے
کی کوئی شرعی حیثیت نہیں ہے۔

نویں ذوالحجہ کی فجر سے عید کی عمر تک ہر فرض نماز جو مستحب جماعت کے ساتھ ادا کی گئی کے فوراً بعد ایک
بار تکبیر تشریق کہنا شریعہ میں مقیم امام اور مقتدیوں پر واجب ہے چاہے مقتدی مسافر، غلام یا عورت ہی کیوں
نہ ہو۔ یہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۳ پہلی رکعت میں زائد تکبیرات شروع میں اور دوسری کے آخر میں پڑھنے سے قرات میں ان
تکبیرات کے ذریعے جدائی لازم نہیں آتی۔

۴ کیونکہ موخر کرنا بہتر ہے۔ اگرچہ قرات پر مقدم کرنا بھی جائز ہے۔
۵ کیونکہ عید کی نماز امام کے بغیر جائز نہیں۔ البتہ چاہے تو چار رکعت نفل پڑھے۔ یہ چاشت کی نماز
ہو جائے گی۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں جس سے عید کی نماز رہ جائے وہ چار
رکعتیں پڑھے۔

۶ مثلاً بادلوں وغیرہ کی وجہ سے چاند نظر نہ آیا اور دن کو زوال کے بعد اطلاع ملی تو چونکہ نماز عید کا وقت نکل
چکا ہے لہذا دوسرے دن پڑھیں۔
(حاشیہ صفحہ ۱۷۱، ۱۷۲)

وَقَالَ يَجِبُ فَوْرَ كُلِّ فَرْصٍ عَلَى مَنْ صَلَّى وَلَوْ مُتَّفِرِدًا أَوْ مُسَافِرًا أَوْ قَرِيبًا
إِلَى عَصْرِ الْخَامِسِ مِنْ يَوْمٍ عَرَفَةٍ وَبِهِ يُعَدَّلُ وَعَلَيْهِ الْقِتْوَى وَلَا بَأْسَ
بِالتَّكْبِيرِ عَقِبَ صَلَوةِ الْعِيدَيْنِ وَالتَّكْبِيرُ أَنَّ يَقُولَ اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ الْحَمْدُ

صاحبین فرماتے ہیں تمام فرض نمازوں کے بعد ہر نمازی پر واجب ہے چاہے وہ اکیلا ہو، مسافر ہو یا دیہاتی
ہو۔ نویں ذوالحجہ کے پانچویں دن یعنی تیرہویں ذوالحجہ کی عصر تک کہے۔ اسی پر عمل ہے اور اسی پر قوی ہے۔ عیدین
کی نمازوں کے بعد تکبیر کہنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔ تکبیر یہ ہے۔

اللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ وَاللَّهُ الْحَمْدُ

دماشہ صفحہ سابقہ ۱۷۱ یہاں اصل بات یہ ہے کہ عید کی نماز کے بعد قربانی کی جاتی ہے۔ لہذا قربانی کے گوشت سے کھانے
کا آغاز کرے۔ یہی وجہ ہے کہ بعض حضرات کے نزدیک وہی شخص کھانے میں تاخیر کرے جس نے قربانی کرنا ہوتا ہے۔ تمام حضور
عید کے طریقہ مبارکہ پر عمل کرنے کے لیے تمام مسلمانوں کو ایسا کرنا چاہیے قربانی کرنا ہو یا نہ۔
۲۷ کیونکہ یہ عید، قربانی کی عید ہے اور قربانی عین دن تک ہو سکتی ہے لہذا نماز بھی تین دن تک موخر ہو
سکتی ہے۔

۲۸ وقت عرفات ایک ایسی عبادت ہے جو مخصوص مقام یعنی میدان عرفات سے تعلق رکھتی ہے لہذا
دوسرے مقام پر جائز نہیں جیسے طواف صرف خانہ کعبہ کا ہوتا ہے۔
۲۹ امام کا معیم ہونا شرط ہے مقتدی چونکہ امام کے تابع ہوتا ہے لہذا مقتدی کے مسافر، غلام یا دیہاتی ہونے
سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔

(صفحہ ۱۷۱) لے کیونکہ یہ ایام تشریق میں سے آخری دن ہے۔

۳۰ صاحبین کے قول پر عمل اور قوی ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تکبیرات نہ پڑھنے کی بجائے پڑھنے میں
احتیاط ہے۔

بَابُ صَلَوةِ الْكُسُوفِ وَالْخُسُوفِ وَالْإِفْرَاعِ

سُقِّ رَكْعَتَانِ كَهَيْئَةِ النَّفْلِ لِلْكُسُوفِ بِإِمَامٍ الْجُمُعَةِ أَوْ مَا مَوَّرَ السُّلْطَانِ بِإِذْنِ
وَلَا قَامَةٍ وَلَا جَهْرِ وَلَا خُطْبَةٍ بَلْ يُنَادِي الصَّلَاةَ جَامِعَةً وَسُقِّ تَطْوِيلُهُمَا
وَتَطْوِيلُ رُكُوعِهِمَا وَسُجُودِهِمَا ثُمَّ يَدْعُو الْإِمَامُ جَالِسًا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ
إِنْ شَاءَ أَوْ قَائِمًا مُسْتَقْبِلَ النَّاسِ وَهُوَ أَحْسَنُ وَيُؤَمِّنُونَ عَلَى دُعَائِهِ حَتَّى
يَكْمُلَ انْجِلَاءُ الشَّمْسِ وَإِنْ لَمْ يَخْضِرِ الْإِمَامُ صَلَّوْا فِرَادَى كَالْخُسُوفِ
وَالظُّلُمَةِ الْهَائِلَةِ نَهَارًا أَوِ الرِّيحِ الشَّدِيدَةِ وَالْفَرَعِ

سورج گرہن، چاند گرہن اور خوف کی نماز:

سورج گرہن کے لیے نوافل کی طرح دو رکعتیں۔ امام جمعہ یا بادشاہ کے مقرر کردہ امام کے پیچھے اذان، اقامت
جہر اور خطبہ کے بغیر پڑھنا سنت ہے۔ (اذان کی جگہ) ندا دی جاتے کہ نماز کھڑی ہونے والی ہے۔ ان رکعتوں
کے قیام، رکوع اور سجدہ کو طویل کرنا سنت ہے، اس کے بعد امام چاہے تو بیٹھ کر قبلہ رخ ہوتے ہوتے
دعا مانگے یا لوگوں کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر دعا مانگے یہ زیادہ بہتر ہے مقتدی اس کی دعا پر آمین کہیں یہاں
تک کہ سورج کی روشنی مکمل ہو جائے۔ اگر امام موجود نہ ہو تو اکیلے اکیلے پڑھیں جس طرح چاند گرہن دن کے وقت
خفاک اندھیری، سخت ہوا اور خوف کی نماز پڑھی جاتی ہے۔

۱۔ عید کی نماز کے بعد سورج گرہن وغیرہ کی نماز کا ذکر اس مناسبت سے ہے کہ عید کی طرح یہ بھی دن کی نماز ہے
اور اس میں اذان اور اقامت وغیرہ نہیں ہے البتہ یہ فرق ہے کہ عید کی نماز واجب ہے اور گرہن کی نماز جمہور کے
نزدیک سنت ہے۔ کسوف اور خسوف دونوں کا معنی روشنی کا چلا جانا ہے۔ بعض لوگوں کا خیال تھا کہ سورج گرہن یا
چاند گرہن کسی بڑی شخصیت کی وفات کی وجہ سے ہوتا ہے تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا رد فرمایا اور بتایا کہ یہ
اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے۔ گویا اللہ تعالیٰ بندوں پر اپنی قدرت کو ظاہر فرماتا ہے اور بتاتا ہے کہ
سورج اور چاند بھی میرے قبضے میں ہیں۔
(بقیہ صفحہ آئندہ)

بَابُ الْإِسْتِسْقَاءِ

لَهُ صَلَوةٌ مِّنْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ وَكَأَنَّهُ اسْتِغْفَارُ وَيَسْتَحِبُّ الْخُرُوجُ لَهُ ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ
مَّشَاءً فِي ثِيَابٍ خَلْقَةٍ غَسِيلَةٍ أَوْ مَرَقَعَةٍ مُّتَدَلِّلِينَ مُتَوَاضِعِينَ خَاشِعِينَ
لِلَّهِ تَعَالَى نَاكِسِينَ رُؤُوسَهُمْ مُّقْتَدِمِينَ الصَّدَاقَةَ كُلَّ يَوْمٍ قَبْلَ خُرُوجِهِمْ
وَيَسْتَحِبُّ اخْرَاجُ الدَّوَابِّ وَالشَّيُوخِ الْكِبَارِ وَالْأَطْفَالِ

طلب بارش کے لیے نماز:

طلب بارش کے لیے جماعت کے بغیر نماز ہے اور بخشش مانگنا ہے اس کے لیے تین دن اس طرح
نکنا مستحب ہے کہ پیدل چلیں، کپڑے پرانے دھلے ہوتے یا پیوندگے ہوتے ہوں، اللہ تعالیٰ کے لیے عاجزی
وانکساری کا اظہار کریں سروں کو جھکاتے ہوتے ہوں اور ہر دن باہر نکلنے سے پہلے صدقہ دیں۔
جانوروں، بوڑھے، بزرگوں اور بچوں کو بھی (ساتھ) نکالتا مستحب ہے۔

(بقیہ ماضیہ صفحہ سابقہ) ۱۷ سنن ابوداؤد شریف کی حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سورج گھرنے کے موقع پر
دو رکعتیں پڑھیں۔ اور انہیں لمبا کیا۔ یہاں تک کہ سورج روشن ہو گیا پھر فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے ہے جس کے
ذریعے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو ڈراتا جب تم اسے دیکھو تو اس نماز کی طرح نماز پڑھو جو فرض نماز قریب ہی پڑھی گئی
نعماء کرام فرماتے ہیں وہ صبح کی نماز تھی گویا بتایا گیا کہ دو رکعتیں پڑھی جائیں۔

۱۸ حضور علیہ السلام کے زمانہ میں چاند گھرنے کا کئی بار ہوا لیکن آپ سے منقول نہیں ہے کہ لوگوں کو جمع کیا ہوا
کیونکہ رات کے اجتماع سے نتنے کا خوف ہوتا ہے۔

صفحہ ۱۷ (۱۸) استسقاء کا معنی پانی مانگنا ہے۔ قرآن پاک میں ہے وَاِذَا اسْتَسْقَىٰ مُوسٰی لِقَوْمِهِ اَوْ جِبِ خُفْرٍ
مُوسٰی علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے پانی مانگا، اصطلاح شرع میں طلب بارش کے لیے نماز پڑھنا یا دعا کرنا ہے۔ نماز
استسقاء جائز ہے سنت انہیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین سے اس سلسلے میں نماز پڑھنا منقول نہیں۔
(طحاوی علی المراقی) البتہ دعا اور استغفار ہے۔

۱۹ قرآن پاک میں ہے۔ نَقَلْتُ اِسْتِغْفَرَ رَبِّكَ وَرَاٰهُ غَفَارًا يُّرْسِلُ السَّمَاءَ عَلَيكَ مِدْرَارًا (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَفِي مَدَّةٍ وَبَيْتِ الْمَقْدَسِ فِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى يَجْتَمِعُونَ
وَيُنْبَغِي ذَلِكَ أَيْضًا لِأَهْلِ مَدِينَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ يَقْرَأُ
الْإِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ دَافِعًا يَدَايِهِ وَالتَّاسُّ قُورًا مُسْتَقْبِلَيْنِ الْقِبْلَةَ
يُؤَمِّنُونَ عَلَى دُعَائِهِ يَقُولُ اللَّهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مَغِيثًا هَنِيئًا مَرِيئًا مُرِيئًا
عَدَنًا مُجَبَّلًا سَخًّا طَبَقًا دَائِمًا وَمَا أَشَبَّهُهُ سِرًّا أَوْ جَهْرًا وَلَيْسَ فِيهِ
قَلْبٌ رَدَائِيٌّ وَلَا يَحْضُرُ كَذِبِيٌّ

مکہ مکرمہ والے مسجد حرام میں اور بیت المقدس والے مسجد اقصیٰ میں جمع ہوں۔ مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے رہنے والوں کو بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔

امام قبلہ رخ ہو کر ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے کھڑا ہو اور لوگ قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھیں اس کی دعا پر آمین کہیں۔ وہ یہ دعا مانگے۔

دیا اللہ اہم پر ایسی بارش نازل فرما جو فریاد کا مداوا ہو، خوشگوار ہو، شاداب کرنے والی ہو، موسلا دھار ہو، زمین کو ڈھاپنے والی اور چھا جانے والی ہو نیز متواتر ہو۔

یا اس کے مشابہ دعا بلند آواز سے مانگے اس میں چادر کو پٹنا نہیں ہے۔ اور نہ اس میں ذمی لوگ حاضر ہوں۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) اے اس سے پہلے بندوں کے حقوق ادا کریں اور کسی پر ظلم زیادتی کی ہے تو معافی مانگیں۔
اے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے کمزور لوگوں کی وجہ سے تمہیں رزق دیا جاتا ہے اور تمہاری مدد کی جاتی ہے لہذا بچوں اور بوڑھوں وغیرہ کو ساتھ لے جانے سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول یقینی ہو جاتا ہے۔
(صفحہ ہذا) اے یعنی چادر کے اوپر والے حصے کو نیچا اور نیچے والے کو اوپر کرنا یا دائیں بائیں الٹنا جو نیک فالی کے طہ پر کیا جاتا ہے کوئی شرعی مسئلہ نہیں۔

اے اس سے کمزور عقیدہ رکھنے والے مسلمانوں کے فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے کیونکہ ممکن ہے وہ سوچیں کہ اگر یہ ساتھ نہ ہوتے تو بارش نہ ہوتی۔

(طحاوی علی المراتی)

بَابُ صَلَاةِ الْخَوْفِ

هِيَ جَائِزَةٌ بِحُضُورِ عَدُوٍّ وَيَخُوفٍ غَرَقٍ أَوْ خَرَقٍ وَإِذَا اتَّانَزَعَ الْقَوْمُ فِي الصَّلَاةِ خَلْفَ إِمَامٍ وَاحِدٍ فَيَجْعَلُهُمْ طَائِفَتَيْنِ وَاحِدَةً يَأْزَأُ الْعَدُوَّ وَيُصَلِّي بِالْأُخْرَى رُكْعَةً مِنْ ثَنَائِيَّةٍ وَرُكْعَتَيْنِ مِنَ الرَّبَاعِيَّةِ أَوِ الْمَغْرِبِ وَتَمُضِي هَذِهِ إِلَى الْعَدُوِّ مَشَاةً وَجَاءَتْ تِلْكَ فَصَلَّى بِهِمْ مَا بَقِيَ وَسَلَّمْ وَخَدَّاهُ فَذَهَبُوا إِلَى الْعَدُوِّ ثُمَّ جَاءَتْ الْأُولَى وَاتَّمُوا بِلَا قِرَاءَةٍ وَسَلَّمُوا وَمَضُوا ثُمَّ جَاءَتْ الْأُخْرَى إِنْ شَاءُوا صَلَّوْا مَا بَقِيَ بِقِرَاءَةٍ وَإِنْ اشْتَدَّ الْخَوْفُ صَلَّوْا رُكْبَانًا فَرَادَى بِأَدْيِمَاءَ إِلَى آتِي جِهَةٍ فَتَدَرُّوْا وَلَمْ تَجْزُ بِلَا حُضُورِ عَدُوٍّ وَكَسَدَتْ حَتَّى حَمَلَ السِّلَاحَ فِي الصَّلَاةِ عِنْدَ الْخَوْفِ وَإِنْ لَمْ يَتَنَازَعُوا فِي الصَّلَاةِ خَلَّتْ إِمَامٌ وَاحِدًا فَالْأَفْضَلُ صَلَاةُ كُلِّ طَائِفَةٍ بِإِمَامٍ مِثْلَ حَالَةِ الْأَمْنِ

نماز خوف:

یہ نماز دشمن کے آنے اور ڈوبنے یا جلنے کے خوف سے جائز ہے۔ اگر قوم ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں جھگڑا کرے تو وہ انہیں دو گروہوں میں تقسیم کر دے۔ ایک دشمن کے مقابلے میں ہو اور دوسرے کو دو رکعتوں والی میں سے ایک رکعت اور چار والی نیز مغرب کی نماز سے دو رکعتیں پڑھائے۔ پھر یہ گروہ پیدل چلتے ہوئے دشمن کے مقابل چلا جائے اور وہ دوسرا آجائے امام ان کو باقی نماز پڑھا کر تنہا سلام پھیرے۔ پھر یہ گروہ دشمن کی طرف چلا جائے اور پہلا گروہ اگر قراأت کے بغیر اپنی نماز مکمل کر لے۔ اور سلام پھیر کر چلا جائے۔ اس کے بعد دوسرا گروہ آجائے اور اگر وہ چاہیں تو وہاں ہی باقی نماز قراأت کے ساتھ پڑھیں۔

اور اگر خوف سخت ہو جائے تو ایک ایک اپنی اپنی سواروں پر اٹھ کر کے ساتھ پڑھیں جس جہت کی طرف ممکن ہو۔ جب تک دشمن کا سامنا نہ ہو نماز خوف جائز نہیں۔ خوف کے وقت نماز میں ہتھیار اٹھائے رکھنا مستحب ہے اور اگر ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں جھگڑا دامر نہ کریں تو افضل ہے کہ ہر گروہ ایک امام کے پیچھے اسی طرح پڑھے جس طرح حالت امن میں پڑھتے ہیں۔
(ماشیہ صفحہ آئندہ)

بَابُ أَحْكَامِ الْجَنَائِزِ

يُسَنُّ تَوَجِيهُهُ الْمُخْتَصِرِ لِلْقَبْلَةِ عَلَى يَمِينِهِ وَ جَانِبِ الْاِسْتِلْقَاءِ وَيُزْفَعُ مَا اسُفَ قَلِيلًا وَيَلْقَنُ بِذِكْرِ الشَّهَادَتَيْنِ عِنْدَ مَنْ غَيْرِ الْحَاحِ وَلَا يُؤْمَرُ بِهَا وَ تَلْقِيْنُهُ فِي الْقَبْرِ مَشْرُوعٌ وَقِيلَ لَا يَلْقَنُ وَقِيلَ لَا يُؤْمَرُ بِهِ وَلَا يُنْهَى عَنْهُ

احکام جنازہ:

جو شخص قریب مرگ ہو اسے دائیں پہلو پر لٹا کر قید رُخ کیا جائے پیٹھ کے بل لٹانا بھی جائز ہے البتہ اس کا مرتھوٹا سا اٹھایا جائے کسی قسم کی آہ و زاری کے بغیر اس کے پاس کلمہ شہادت کی تلقین کی جائے لیکن اسے پڑھنے کے لیے نہ کہا جائے اور نہ روکا جائے قبر میں رکھنے کے بعد بھی تلقین جائز ہے بعض نے کہا کہ تلقین دیکر جائے اور بعض کا قول ہے کہ اس کا حکم میا جائے اور نہ کاجا

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱۔ اگر دشمن کا مقابلہ ہو یا کسی دزد سے، اثر دہا، سیلاب، آگ وغیرہ کا خطرہ ہو اور تمام نمازیوں کا بیک وقت نماز پڑھنا نامناسب ہو بلکہ لوگوں کا دشمن کے مقابلے میں رہنا ضروری ہو تو نماز پڑھنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ نمازیوں کے دو حصے کر لیے جائیں اور دونوں گروہوں کا امام الگ الگ ہو۔ ایک گروہ اپنے امام کے ساتھ نماز پڑھ سکے تو دوسرا گروہ اپنے امام کے ساتھ نماز پڑھے۔ یہ طریقہ بہتر ہے لیکن اگر تمام نمازی ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنے پر اصرار کریں تو اس کا طریقہ وہ ہے جو یہاں بیان کیا گیا ہے۔ درحقیقت یہ کوئی الگ نماز نہیں ہے۔ وقتی فرض نماز کا ذکر ہے یعنی نماز فرض ہے لیکن اس کا یہ طریقہ جائز ہے۔

۲۔ چونکہ یہ حکمی طور پر امام کے پیچھے ہیں لہذا قراوت نہیں کریں گے جیسے لاحق باقی نماز میں قراوت نہیں کرتا۔
۳۔ کیونکہ امام تو ناممکن ہو چکا ہے لہذا اسی جگہ بھی پڑھ سکتے ہیں واپس جماعت مالی جگہ میں آنا ضروری نہیں البتہ وہ باقی رکعتوں میں قراوت کریں گے کیونکہ یہ سبق ہیں۔
(صفحہ ہذا) ۱۔ جائز جنازہ کی جمع ہے۔ لفظ جنازہ جیم کے فتح اور کسر کے ساتھ ریت اور چار پائی دونوں کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

۲۔ پیٹھ کے بل لٹانے سے آنکھیں بند کرنے اور جڑے باندھنے میں آسانی ہوتی ہے۔
۳۔ یعنی میت کے پاس کلمہ شہادت پڑھا جائے حضور علیہ السلام نے فرمایا اپنے مرنے والوں کو "لا الہ الا اللہ" کی تلقین کرو کیونکہ جو مرنے وقت کلمہ پڑھتا ہے اللہ تعالیٰ اسے جہنم سے نجات عطا فرماتا ہے۔ (بقیہ حاشیہ صفحہ آئندہ)

وَيَسْتَحِبُّ لِأَقْرَبَاءِ الْمُحْتَضِرِ وَجِيرَانِهِ الدُّخُولَ عَلَيْهِ وَيُثَلُّونَ عِنْدَ سُورَةِ
يُوسُفَ وَاسْتَحْسِنَ سُورَةَ الرَّعْدِ وَاخْتَلَفُوا فِي إِخْرَاجِ الْحَائِضِ وَالتَّفَسُّاءِ
مِنْ عِنْدِهِ فَإِذَا مَاتَ شَدَّ لَحْيَاهُ وَغَمَضَ عَيْنَاهُ وَيَقُولُ مَغْمِضُهُ بِسْمِ اللَّهِ
وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ أَمْرَهُ وَسَهِّلْ
عَلَيْهِ مَا بَعْدَهُ وَأَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ إِلَيْهِ خَيْرًا مِمَّا خَرَجَ عَنْهُ.

مرنے والے شخص کے رشتہ داروں اور پڑوسیوں کے لیے مستحب ہے کہ وہ اس کے پاس جائیں اور
سورہ یوسف کی تلاوت کریں۔ سورہ رعد کا پڑھنا (بھی) نہایت اچھا ہے۔ قریب المرگ کے پاس سے حین اور
نفاس والی عورت کو نکالنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ جب وہ مر جائے تو اس کے جڑے باندھے
جائیں اور آنکھیں بند کی جائیں۔ آنکھیں بند کرنے والا کہے۔
(ترجمہ) اللہ کے

نام سے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر، یا اللہ! اس پر اس کا معاملہ آسان کر دے اور بعد کے معاملات بھی آسان
فرمادے اسے اپنی طاقت کا شرف عطا فرما اور جس کی طرف یہ جا رہا ہے اس کیلئے اس سے بہتر بنا جس کو چھوڑ کر جا رہا ہے

(بقیہ صفحہ سابقہ) میت کے پاس جب کھڑے شہادت پڑھا جائے گا تو وہ بھی پڑھے گا لیکن اسے پڑھنے کے لیے نہ کہا جائے
ہر کتاب ہے وہ انکار کر دے۔ کافر کو بھی یقین کی جائے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک یہودی لڑکا حضور علیہ السلام
کی خدمت کرتا تھا وہ بیمار ہوا تو آپ اس کی میادت کے لیے تشریف لے گئے۔ آپ نے اس کے سر ہانے بیٹھتے ہوئے
فرمایا اسلام قبول کرو اس نے اپنے باپ کی طرف دیکھا۔ اس نے کہا ابوالقاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو چنانچہ وہ مسلمان
ہو گیا حضور باہر تشریف لائے تو فرمایا اللہ تعالیٰ کی حمد ہے جس نے اس کو آگ سے بچایا۔

۳۷ اس کا طریقہ یہ ہے کہ کہا جائے اے فلاں بن فلاں اس دین کو یاد کرو جس پر تو دنیا میں قائم رہا وہ توحید رسالت کی گواہی ہے
۳۸ تھیں ذکر کرنے کا قول متذکرہ کا ہے۔ (مراقی الفلاح)

(موضوعاً) ۱۔ حدیث شریف کے مطابق ان سورتوں کے پڑھنے سے رُوح کے نکلنے میں آسانی ہوتی ہے۔
۲۔ بعض کے نزدیک ان کو نکالا جائے کیونکہ ان کی موجودگی میں فرشتے نہیں آتے اور بعض علماء فرماتے ہیں (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَيُوضَعُ عَلَى بَطْنِهِ حَدِيدٌ لِّشَلٍّ يَنْتَفِعُ وَتُوضَعُ يَدَاهُ بِجَنْبَيْهِ وَلَا يَجُوزُ
وَضْعُهُمَا عَلَى صَدْرِهِ وَتُكْرَهُ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عِنْدَهُ حَتَّى يَغْسَلَ وَلَا بَأْسَ
بِأَعْلَامِ النَّاسِ بِمَوْتِهِ وَيُعَجَّلُ بِتَجْهِيزِهِ فَيُوضَعُ كَمَا مَاتَ عَلَى سَرِيرٍ
مَجْتَمِرٍ وَتُرَا وَيُوضَعُ كَيْفَ اتَّفَقَ عَلَى الْأَصَحِّ وَيُسْتَرْعَوْا تَهْتَهُ ثُمَّ جُرْدَ
عَنْ ثِيَابِهِ وَوَضِعَتْ إِلَّا أَنْ يَكُونَ صَغِيرًا لَا يَعْقِلُ الصَّلَاةَ بِلَا مَضْمَنَةٍ وَ
اسْتِنْشَاقٍ إِلَّا أَنْ يَكُونَ جُنُبًا وَصَبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ مُغْلَى بِسِدْرٍ أَوْ حُرْمِ
وَالْأَفْطَرَا حُ وَهُوَ الْمَاءُ الْخَالِصُ وَيَغْسَلُ رَأْسَهُ وَلِخَيْتَهُ بِالْخِطْمِ.

میت کے پیٹ پر لوہا رکھا جائے تاکہ وہ پھول نہ جائے اور اس کے ہاتھ پہلوؤں میں رکھے جائیں جب تک غسل نہ دیا
جائے اس کے پاس قرآن پاک پڑھنا مکروہ ہے، لوگوں میں اس کی موت کا اعلان کرنے میں کوئی حرج نہیں اور اس
کی تجہیز میں جلدی کی جائے جو نہی اس کی موت واقع ہونے سے تھتے پر لٹایا جائے جسے طاق مرتبہ دھونی دی گئی ہو اور جسے
بھی اتفاق ہو اسے رکھا جائے اس کی شرمگاہ کو ڈھانپا جائے اور پھر کپڑے اتارے جائیں اور وضو کرایا جائے البتہ
آنا چھوٹا ہو کہ نماز کی سمجھ نہ رکھتا ہو تو وضو نہ کرایا جائے اور وضو میں کلی بھی نہ کرائی جائے اور ناک میں بھی پانی نہ ڈالا
جائے۔ البتہ جنبی ہو تو ایسا کیا جائے پھر میت پر بری کے تپوں یا اشتنان سے جوش دیا ہو پانی بہایا جائے ورنہ
خالص پانی ڈالا جائے۔ اس کا سر اور داڑھی خطمی سے دھوئے جائیں۔

بقیہ صفحہ سابقہ شفقت کا تقاضا یہ ہے کہ ان کو باہر نہ نکالا جائے تاہم نکالنا ضروری نہیں۔

۱۳۔ پٹی کو ٹھوڑی کے نیچے سے لاکر سر کے اوپر باندھا جائے۔

صفحہ ہذا) ۱۴۔ قرآن پاک کی عزت و احترام کا یہی تقاضا ہے۔

۱۵۔ بلکہ اعلان مستحب ہے تاکہ جنازہ پڑھنے والوں کی کثرت ہو اگر کوئی عالم دین یا زاہد متقی شخصیت ہو تو بازاروں

اور مختلف مساجد و میزوں میں اعلان کیا جائے آج کل اس مقصد کے لیے اخبارات، ریڈیو اور ٹی وی وغیرہ سے بھی کام لیا جاسکتا ہے۔

۱۶۔ اگر بنیاں وغیرہ سنگا کر خوشبرپدا کی جاسکتی ہے۔

۱۷۔ غسل کروانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا پیٹھے اور میت کی شرمگاہ کو دھوئے اگر ہجڑا ہو تو تیمم کرایا جائے یا کپڑوں میں ہی

غسل دیا جائے۔

ثُمَّ يُسْجَعُ عَلَى يَسَارِهِ فَيُغْسَلُ حَتَّى يَصِلَ الْمَاءُ إِلَى مَا يَلِي التَّخْتِ مِنْهُ
ثُمَّ عَلَى يَمِينِهِ كَذَلِكَ ثُمَّ اجْلِسْ مُسْنَدًا وَمَسَحَ بَطْنَهُ رَقِيقًا وَمَا خَرَجَ
مِنْهُ غُسْلُهُ وَلَمْ يَعِدْ غُسْلَهُ ثُمَّ يَنْشَفُ بِثَوْبٍ وَيَجْعَلُ الْحَنُوطَ عَلَى
لِحْيَتِهِ وَرَأْسِهِ وَالْكَافُورَ عَلَى مَسَاجِدِهِ وَكَيْسَ فِي الْغُسْلِ اسْتِعْمَالَ
الْقُطْنِ فِي الرِّوَايَاتِ الظَّاهِرَةِ وَلَا يُقَصُّ ظَفْرُهُ وَشَعْرُهُ وَلَا يُسْرَحُ شَعْرُهُ وَلِحْيَتُهُ.

پھر اسے بائیں پہلو پر لٹا کر غسل دیا جاتے ہیں تاکہ پانی اس کی نچلی طرف پہنچ جائے پھر دائیں پہلو پر اسی طرح
لٹایا جاتے پھر اسے سہارا دیتے ہوئے بٹھایا جائے اور (غسل دینے والا) اس کے پیٹ پر آہستہ آہستہ
ہاتھ پھیرے۔ اگر کچھ نکلے تو اس (جگہ) کو دہو ڈالے دوبارہ غسل نہ دے۔ پھر کسی کپڑے کے ساتھ خشک کیا جائے
اور اس کی داڑھی اور سر پر حنوط (خوشبو) لگائی جائے اور سجدے والے اعضاء پر کافور رکھی جائے۔
روایات ظاہرہ کے مطابق غسل میں روئی استعمال نہ کی جائے۔ نہ ناخن اور بال کاٹے جائیں اور نہ اس کے
بالوں اور داڑھی میں کنگھی کی جائے۔

(بقیہ ماثیہ صفحہ سابقہ) ۱۵ اَشْنَانُ ایک قسم کی گھاس ہے جو ہاتھ دھونے کے کام آتی ہے۔
۱۶ عراق میں ایک بوٹی پائی جاتی ہے جو خوشبو دار ہوتی ہے اور صابن کا کام دیتی ہے۔ آج کل صابن کی
وجہ سے اس کی ضرورت نہیں۔
(صفحہ اِذَا)

۱۷ روئی کا استعمال بلا ضرورت ہے۔ لہذا محض منافع کرنا ہے۔
۱۸ اگر ناخن ٹوٹا ہوا ہو تو انگ کر دیا جائے ورنہ کاٹنے کی ضرورت نہیں۔ بالوں اور داڑھی کا کاٹنا بھی زینت
کے لیے ہوتا ہے اور میت کو اس کی اب ضرورت نہیں۔

وَالْمَرْأَةُ تَغْسِلُ زَوْجًا بِخِلَافِهِ كَأَمْرِ الْوَلَدِ لَا تَغْسِلُ سَيِّدَهَا وَلَوْ مَاتَتْ
امْرَأَةً مَعَ الرِّجَالِ يَتِمُّوْهَا كَعَكْسِهِ بِخِزْقَةٍ وَإِنْ وَجَدَ ذَوْرَحِمٍ مُحْرَمٍ
يَتِمُّ بِهَا خِزْقَةً وَكَذَا النُّحْشَى الْمَشْكِلُ يَتِمُّ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَيَجُوزُ
لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ تَغْسِيلُ صَبِيٍّ وَصَبِيَّةٍ لَمْ يَشْتَهِيَا وَلَا بَأْسَ بِتَقْبِيلِ الْمَيِّتِ
وَعَلَى الرَّجُلِ تَجْهِيْزُ امْرَأَتِهِ وَلَوْ مُعْسِرًا فِي الْأَصَحِّ وَمَنْ لَا مَالَ لَهُ فَكَفَّتُهُ
عَلَى مَنْ تَلَزَمَتْهُ نَفَقَتُهُ وَإِنْ لَمْ يُوجَدْ مَنْ تَحِبُّ عَلَيْهِ نَفَقَتُهُ فَفِي بَيْتِ الْمَالِ
فَإِنْ لَمْ يُعْطِ عَجْزًا أَوْ ظُلْمًا فَعَلَى النَّاسِ فَيَسْأَلُ لَهُ التَّجْهِيْزُ مَنْ لَا يَقْدِرُ
عَلَيْهِ غَيْرُهُ

بیوی اپنے خاوند کو غسل دے سکتی ہے بخلاف خاوند کے کہ وہ ام و ولد کی طرح ہے وہ بھی اپنے مالک کو غسل نہیں دے سکتی۔
اگر مردوں کے ساتھ عورت ہو تو وہ کپڑا پیٹ کر تیمم کرائیں جس طرح اس کے برعکس صورت میں ہوتا ہے، اگر
عورت کا کوئی محرم ہو تو کپڑے کے بغیر تیمم کرائے۔ ظاہر روایت کے مطابق خنثی اشکل کو بھی تیمم کرایا جائے ہے۔
مرد اور عورت (دونوں) کے لیے پئے اور بچی کو غسل دینا جائز ہے جب تک وہ قابل ثبوت نہ ہوں میت
کو بوسہ دینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اصح قول کے مطابق عورت کی تجمیز و تکفین خاوند کے ذمہ ہے۔ اگرچہ تنگ دست ہو جس کے پاس
مال نہ ہو تو اس کا کفن اس شخص کے ذمہ ہے جو اس کے نفقہ کا کفیل ہے۔ اگر وہ شخص بھی نہ ہو جس کے ذمہ اس
کا نفقہ ہے تو بیت المال سے خرچ کیا جائے اگر بیت المال دینے سے عاجز ہو یا از روئے ظلم نہ دے تو لوگوں کے
ذمہ ہے جو آدمی تجمیز و تکفین پر قادر نہ ہو تو وہ دوسروں سے مالک سکتا ہے۔

۱۔ کیونکہ وہ مدت گزرنے تک حکماً اس کی بیوی شمار ہوتی ہے اسی طرح اگر وہ طلاق رجعی کی مدت گزار رہی ہے
تب بھی غسل دے سکتی ہے جب کہ عورت کے مر جانے سے مرد کا تعلق منقطع ہو جاتا ہے لہذا وہ غسل نہ دے۔
۲۔ ام و ولد وہ نوٹڈی ہے جس سے مالک کی اولاد پیدا ہو وہ مالک کے مرتے ہی آزاد ہو جاتی ہے لہذا وہ اپنے مالک کو غسل نہیں دے سکتی۔
۳۔ وہ بچہ جسکی علامات واضح نہ ہوں یعنی اس کا عضو مخصوص مردوں یا عورتوں میں سے کسی ایک کی طرح نہ ہو وہ خنثی اشکل ہے۔
۴۔ محبت یا تبرک کے طور پر میت کو بوسہ دینے میں حرج نہیں۔

وَكَفَنُ الرَّجُلِ سُنَّةٌ قَمِيصٌ وَإِنَارٌ وَلِفَافَةٌ مِمَّا يَلْبَسُهُ فِي حَيَاتِهِ وَ
 كِفَايَةٌ إِنَارٌ وَلِفَافَةٌ وَفُضِّلَ الْبَيَاضُ مِنَ الْقُطْنِ وَكُلٌّ مِنَ الْإِنَارِ وَ
 الْلِفَافَةِ مِنَ الْقَرْنِ إِلَى الْقَدَمِ وَلَا يُجْعَلُ لِقَمِيصِهِ كُحْرٌ وَلَا دُخْرِيصٌ
 وَلَا جَيْبٌ وَلَا تُكَفُّ أَطْرَافُهُ وَتُكْرَهُ الْعِمَامَةُ فِي الْأَصَةِ وَلَفَتْ مِنْ يَسَارِهِ
 ثُمَّ يَمِينِهِ وَعَقْدَانِ خَيْفَ انْتِشَارُهُ وَتُزَادُ الْمَرَأَةُ فِي السُّنَّةِ خِمَارَ الْوَجْهِمَا
 وَخِرْقَةً لِرَبْطِ ثَدْيَيْهَا وَفِي الْكِفَايَةِ خِمَارًا أَوْ يُجْعَلُ شَعْرُهَا صَفِيرَتَيْنِ
 عَلَى صَدْرِهَا فَوْقَ الْقَمِيصِ ثُمَّ الْخِمَارُ فَوْقَهُ تَحْتَ الْلِفَافَةِ ثُمَّ الْخِرْقَةُ
 فَوْقَهَا وَتُجْتَمَرُ إِلَّا كَفَانٌ وَتَرَا قِيلَ أَنَّ يُدْرَجُ فِيهَا وَكَفَنُ الصُّرُورَةِ
 مَا يُوْجَدُ

مرد کا سنت کفن قمیص، انار اور لفافہ ہے اور یہ اس طرح کے کپڑے ہوں جنہیں وہ زندگی میں پہنتا تھا، کفن کفایہ
 انار اور لفافہ ہے، سفید سوتی کفن افضل ہے۔ انار اور لفافہ دونوں سر سے قدموں تک ہوں قمیص میں آستین گریباں
 اور جیب نہ رکھی جاتے اور نہ ہی اس کے کناروں کو پیٹا جاتے۔
 اصح قول کے مطابق بگڑی باندھنا مکروہ ہے، کفن کو پہلے بائیں اور پھر دائیں طرف سے لپیٹا جائے اور اگر کھلنے کا
 ڈر ہو تو گرہ لگائی جاتے۔

عورت کے سنت کفن میں چہرے کے لیے ایک دوپٹے اور پستان باندھنے کے لیے ایک کپڑے کا اضافہ
 کیا جاتے اور کفن کفایہ میں ایک دوپٹہ زیادہ کیا جاتے اور اس کے بالوں کی دو مینڈھیاں بنا کر قمیص کے اوپر سینے پر
 ڈالی جائیں اور اس کے اوپر دوپٹہ ہو جو لفافہ کے نیچے ہونا چاہیے۔ پستان باندھنے والا کپڑا سب سے اوپر ہو میت کو
 کفن میں داخل کرنے سے پہلے کفن کو طاق بار (خوشبو کی) دہونی دی جائے کفن ضرورت وہ ہے جو مل جائے۔

۱۔ قمیص گردن سے قدم تک ہو اس میں گریباں اور آستین نہ ہوں۔ انار سر سے قدموں تک ہو۔ لفافہ اتنا لمبا ہو کہ سر اور
 قدموں سے باہر نکل جائے کیونکہ اس میں میت کو لپیٹنا ہوتا ہے۔

۲۔ کفن ایسے کپڑے سے ہو جس کو وہ عیدوں، جمعہ اور دوسری تقریبات میں پہنتا تھا۔ حضور علیہ السلام نے
 فرمایا سرے والوں کو اپنے کفن پہناؤ کیونکہ وہ ایک دوسرے کی زیارت کرتے اور اپنے اپنے کفنوں پر (بقیہ صفحہ آئندہ)

(فصل) الصَّلَاةُ عَلَيْهِ فَرْضٌ كِفَايَةٌ وَأَرْكَانُهَا التَّكْبِيرَاتُ وَالْقِيَامُ وَشُرَاطُهَا سِتَّةٌ إِسْلَامُ الْمَيِّتِ وَطَهَارَتُهُ وَتَقْدِمُهُ وَحُضُورُهُ أَوْ حُضُورُ أَكْثَرِ بَدَنِهِ أَوْ نِصْفِهِ مَعَ رَأْسِهِ وَكَوْنُ الْمُصَلِّي عَلَيْهَا غَيْرَ رَاكِبٍ بِلا عُدُّ بِهَا وَكَوْنُ الْمَيِّتِ عَلَى الْأَرْضِ فَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ أَوْ عَلَى أَيْدِي النَّاسِ لَمْ تَجْزِ الصَّلَاةُ عَلَى الْمُحْتَاطِ إِلَّا مِنْ عُدُّ بِهَا وَسُنَنُهَا أَرْبَعُ قِيَامٍ إِلَّا مَا مِمَّ بِحِدَاءٍ صَدَرَ الْمَيِّتِ ذِكْرًا كَانَ أَوْ أَنْشَى وَالشَّعَاءُ بَعْدَ التَّكْبِيرِ الْأُولَى وَالصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الثَّانِيَةِ وَالِدُعَاءُ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ الثَّالِثَةِ وَلَا يَتَعَيَّنُ لَهُ شَيْءٌ وَإِنْ دُعِيَ بِالْمَاءِ ثَوْبًا فَهُوَ أَحْسَنُ وَأَبْلَغُ.

من از جنازه:

میت پر نماز (جنازه) پڑھنا فرض کفایہ ہے۔ اس کے ارکان تکبیریں اور قیام ہے اور اس کی شرائط چھ ہیں۔
 (۱) میت کا مسلمان ہونا (۲) اس کا پاک ہونا (۳) آگے ہونا (۴) مکمل میت یا سر میت بدن کا نصف یا اکثر حصہ موجود ہونا۔ (۵) نماز پڑھنے والے کا بلا عذر سوار نہ ہونا (۶) میت (کی چار پائی) کا زمین پر ہونا۔ اگر میت بلا عذر چارپائی یا لوگوں کے ہاتھوں پر ہو تو مختار مذہب کے مطابق جائز نہیں ہے۔
 نماز جنازہ کی سنتیں چار ہیں۔ امام کا میت کے سینے کے سامنے کھڑا ہونا میت مرد ہو یا عورت، پہلی تکبیر کے بعد شہاد پڑھنا۔ دوسری تکبیر کے بعد درود شریف اور تیسری تکبیر کے بعد دعا مانگنا اور اس کے لیے کوئی خاص دعا مقرر نہیں اگر حدیث سے ثابت شدہ دعا مانگے تو نہایت اچھی بات ہے اور وہ زیادہ پہنچنے والی ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) فخر کرتے ہیں۔ البتہ بہت مکانہ ہو۔

۳۷ حضور علیہ السلام کا کفن مبارک تین سفید کپڑوں میں تھا۔ لہذا ایسی افضل ہے۔
 ۳۸ متاخرین علماء نے علماء مشائخ کے لیے بگڑی کا اچھا قرار دیا جن نقبہ نے کردہ قرار زیادہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کے سر اور پر بھی بگڑی نہیں باندھی گئی نیز اسی طرح کفن کے کپڑے طاق نہیں رہیں گے۔
 (صفحہ ۱۸) اے چرخہ میت کا آگے ہونا شرط ہے لہذا غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں۔ اس مسئلے کی زیادہ تفصیل کے لیے امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رضویہ کی جلد ۴ ص ۵۸ تا ۶۰ بحوالہ الماری العجاوب من جنازة الغائب ملاحظہ کیجیے (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَمِنْهُ مَا حَفِظَ عَوْتُ مَنْ دُعَا النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لَهُ
وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاکْرِمْ نَزْلَهُ وَوَسِّعْ مَدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ
بِالْمَاءِ وَالشَّلْبِ وَالْبُرْدِ وَتَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثُّوبُ الْأَبْيَضُ
مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ نَارًا خَيْرًا مِّنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِّنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا
خَيْرًا مِّنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ
النَّارِ وَيُسَلِّمْ بَعْدَ الرَّابِعَةِ مِنْ غَيْرِ دُعَاءٍ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَلَا يَرَفَعُ
يَدَيْهِ فِي غَيْرِ التَّكْبِيرَةِ الْأُولَى وَكَوْكَبَرِ إِلَّا مَا مَرَّ خَمْسًا لَمْ يُتَّبَعْ وَلَكِنْ
يُنْتَظَرُ سَلَامُهُ فِي الْمُخْتَارِ وَلَا يُسْتَغْفَرُ لِمَجْنُونٍ وَصَبِيٍّ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ
اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَ مُشَفَّعًا.

اسی سے ایک دعا وہ ہے جو حضرت عوف ابن مالک رضی اللہ عنہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یاد کی وہ یہ ہے
اللہم اغفر لہ الخ (ترجمہ) یا اللہ! اسے بخش دے اس پر رحم فرما اور اسے معاف کر دے اسے باعزت منزل عطا فرما
اس کی قبر کو کشادہ فرما اور اسے پانی برف اور اولوں سے دہو دے۔ اسے گناہوں سے اس طرح پاک کر دے جس طرح سفید
پٹا میل سے پاک کیا جاتا ہے اس کے گھر سے بہتر گھر اور بہترین اہل عطا فرما۔ دنیوی بیوی سے اچھی بیوی عطا فرما
جنت میں داخل فرما، عذاب قبر اور جہنم کے عذاب سے بچا۔

جو تہی تکبیر کے بعد دعا مانگے بغیر سلام پھیر دے یہ ظاہر روایت کے مطابق ہے۔ پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھ نہ اٹھائے
اگر امام یا پنجویں تکبیر کہے تو اس کی اتباع نہ کی جاتے۔ یہ مختار مذہب ہے۔ پاگل اور پکے کے لیے دعا نہ مانگی جائے
بکہ یوں کہے۔ اللہم اجعلہ الخ (ترجمہ) یا اللہ! اسے ہمارے لیے پیلی اجر بنا اس کو ہمارے لیے اجر اور ذخیرہ
بنا اور اسے ہمارے لیے ایسا شافع بنا جس کی سفارش قبول ہو۔

(فقہ صفحہ سابقہ) ۱۷ کیونکہ نصف سے کم نہ ہونے کے برابر ہے۔

۱۸ بارش کیچر وغیرہ غدر کی وجہ سے بچے نہ رکھ سکتے ہوں تو جائز ہے۔

۱۹ کہ شام میں وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ خَيْرُكَ سے پہلے وَجَلْ ثَنَاءُكَ پڑھیں۔

۲۰ ایک دعا وہ ہے جو ہمارے ہاں پڑھی جاتی ہے یہ بھی حدیث سے ثابت ہے امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنی تصنیف امام اعظم میں حضرت ابو ہریرہ
رضی اللہ عنہ کی روایت سے نقل کیا وہ یہ ہے۔ اللہم اغفر لھینا آفریک۔

(فصل) السُّلْطَانُ أَحَقُّ بِصَلَاتِهِ ثُمَّ نَائِبُهُ ثُمَّ الْقَاضِي ثُمَّ إِمَامُ الْحَيِّ
ثُمَّ الْوَلِيُّ وَلِمَنْ لَهُ حَقُّ التَّقْدِيرِ أَنْ يَأْذَنَ لِغَيْرِهِ فَإِنْ صَلَّى غَيْرُهُ أَعَادَهَا
إِنْ شَاءَ وَلَا يُعِيدُ مَعَهُ مَنْ صَلَّى مَعَهُ غَيْرُهُ وَمَنْ لَهُ وَلَا يَتَأْتِي التَّقْدِيرَ
فِيهَا أَحَقُّ مِمَّنْ أَوْطَى لَهُ الْمَيِّتُ بِالصَّلَاةِ عَلَيْهِ عَلَى الْمَفْتَى بِهِ وَإِنْ

نماز جنازہ کون پڑھائے :

نماز جنازہ پڑھانے کا زیادہ حق بادشاہ کہے پھر اس کا نائب پھر قاضی۔ اگر کے بعد محلے کا امام اور پھر دلی زیادہ
حق رکھتا ہے۔ اور جس شخص کو آگے ہونے کا حق ہے وہ دوسرے کو اجازت دے سکتا ہے اور اگر اس کے غیر نے
اجازت کے بغیر پڑھائی تو اسے لوٹانے کا حق ہے۔ اگر چاہے۔ البتہ جزا لوگوں نے اس کے غیر کے پیچھے
پڑھی ہے وہ نہ لوٹائیں اور جس شخص کو آگے ہونے کا حق ہے وہ اس سے زیادہ حق رکھتا ہے جس کے
بارے میں میت نے وصیت کی ہے کہ وہ اس کی نماز جنازہ پڑھائے۔ اسی قول پر فتویٰ ہے۔ اگر نماز جنازہ

(حاشیہ صفحہ سابقہ) اے یہ پاک کرنے سے کیا یہ ہے یعنی اسے خوب پاک فرما دے۔

۲۱ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب کسی کی نماز جنازہ پڑھتے تو پہلی تکبیر میں ہاتھ
نہیں اٹھاتے تھے اور چونکہ ہر تکبیر رکعت کے قائم مقام ہے اور صرف پہلی رکعت میں تکبیر کے وقت ہاتھ اٹھائے جاتے
ہیں لہذا یہاں بھی یہی طریقہ اختیار کیا جاتے۔

(صفحہ ہذا) ۱۰ دراصل نماز کا حق میت کے ورثاء کو حاصل ہے لیکن امام اور بادشاہ وغیرہ کی امامت عظمیٰ کے پیش نظر ان کو
مقدم کیا گیا۔

۲۲ اگر محلے کا امام دلی سے افضل ہو تو دلی پر مقدم ہے ورنہ دلی کو زیادہ حق ہوگا۔ (طحاوی علی المراقی)

۲۳ علامہ نور الدین علی مقدسی رحمہ اللہ فرماتے ہیں میت کا باپ اور بیٹا ہوں تو باپ کو آگے کیا جائے کیونکہ جنازہ
سے مقصود دعا ہے اور بیٹے کے حق میں باپ کی دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا تین دعائیں (جلدی) قبول ہوتی ہیں مظلوم کی دعا مسافر کی دعا اور بیٹے کے حق میں باپ کی دعا۔
۲۴ کیونکہ ان کی طرف سے فرضیت ادا ہوگئی اور جنازہ بطور نفل نہیں پڑھا جاتا۔

دُفِنَ بِلاَ صَلَوةٍ صَلَّی عَلَی قَبْرِہِ وَإِنْ لَمْ يُغَسَّلْ مَا لَمْ یَتَفَسَّخْ وَ إِذَا
اجْتَمَعَتِ الْجَنَائِزُ قَالَ فَرَادُ بِالصَّلَوةِ لِکُلِّ مِنْهَا أَوَّلِی وَ یُقَدَّمُ إِلَّا فَضْلُ
فَالْأَفْضَلُ وَإِنْ اجْتَمَعْنَ وَ صَلَّی عَلَیْہَا مَرَّةً جَعَلَهَا صَفًّا طَوِيلًا مِثْلًا یَلِی
الْقِبْلَةَ بِحَیْثُ یَكُونُ صَدْرُ کُلِّ قَدَّامًا إِلَّا مَا مَرَّ رَاغِبًا التَّرْتِیبَ فِیْ جَعَلُ
الرِّجَالِ مِثْلًا یَلِی الْأَمَامَ ثُمَّ الصِّبَّیَانِ بَعْدَهُمَا ثُمَّ الْخَنَائِی ثُمَّ النِّسَاءُ
وَلَوْ دُفِنُوا فِی قَبْرِ وَاحِدٍ وَ ضَعُوا عَلَی عَکْسِ هَذَا وَ لَا یَقْتَدِی بِإِلَّا مَا مِمَّنْ
وَجَدَ کَبَّیْنِ تَکْبِیْرَ تَیْنِ بَلْ یَنْتَظِرُ تَکْبِیْرَ إِلَّا مَا مَرَّ فِیْ دُخْلَ مَعَهُ وَ
یُؤَافِقُهُ فِی دُعَائِهِ ثُمَّ یَقْضِی مَا فَاتَهُ قَبْلَ رَفْعِ الْجَنَازَةِ

کے بغیر دفن کیا جاتے تو جب تک جسم پھٹ نہ جاتے اس کی قبر پر نماز پڑھی جاتے۔ اگر چہ غسل نہ دیا گیا ہو۔ اگر کئی جنازے
جمع ہوں تو ہر ایک کے لیے الگ نماز پڑھنا بہتر ہے۔ افضل کو مقدم کیا جاتے پھر دوسرے درجے پر، افضل کو
اگر کئی جنازے اکٹھے ہوں اور ان پر ایک ہی مرتبہ نماز جنازہ پڑھی جائے تو قبلہ کی جانب ایک طویل صف بنائیں اور وہ
اس طرح کہ ہر ایک کا سینہ امام کے سامنے ہو اور ترتیب کا خیال رکھا جائے۔ امام کی طرف پہلے مردوں کو رکھیں
پھر بچوں۔ ان کے بعد بھڑوں اور پھر عورتوں کو۔

اگر سب کو ایک ہی قبر میں دفن کریں تو اس کے برعکس رکھیں جو شخص امام کو دو تکبیروں کے درمیان پائے وہ
اقتدار نہ کرے بلکہ امام کے تکبیر کرنے کی انتظار کرے اور اس کے ساتھ (نماز میں) داخل ہو کر دعائیں موافقت کرے
پھر جنازے کے اٹھانے سے پہلے فوت شدہ کو پورا کرے۔

۱۔ چونکہ جنازہ بدن پر پڑھا جاتا ہے اور وہ اعضاء کے متفرق کی وجہ سے باقی نہیں رہا ہے لہذا اب قبر پر بھی نماز
جنازہ نہ پڑھی جائے۔ جسم کے پھٹنے کے لیے دنوں کا تعین نہیں کیونکہ موسم، جگہ اور خود مرنے والے کے جسم کا اعتبار ہوتا ہے
لہذا جب غالب راتے ہو جاتے تو اس پر عمل کیا جائے گا۔

۲۔ اگر سب مرد ہوں تو ان میں جو شخص علم اور عمر کے اعتبار سے افضل ہو وہ امام کے قریب رکھا جائے۔

۳۔ قبلہ کی طرف افضل کو رکھا جائے۔ شہداء و اہل حق کے سسے میں اسی طرح کیا گیا۔

۴۔ امام کے سلام پھیرنے کے بعد جو کچھ رہ گیا ہے اسے پورا کرے اگر صرف تکبیر کہہ سکتا ہے تو اسی پر اکتفاء کر لے۔

وَلَا يَنْتَظِرُ تَكْبِيرًا إِلَّا مَا مَرَّ مِنْ حَضَرَ تَحْرِيمَتَهُ وَمَنْ حَضَرَ بَعْدَ التَّكْبِيرِ
الرَّابِعَةِ قَبْلَ السَّلَامِ فَاتَّشَهُ الصَّلَاةُ فِي الصَّحِيحِ وَتُكْرَهُ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ
فِي مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ وَهُوَ فِيهِ أَوْ خَارِجَهُ وَبَعْضُ النَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى
الْمُحْتَارِ وَمِنْ اسْتَهْلَ سُبْحَى وَغُسِلَ وَصَلَّى عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَسْتَهْلَ غُسِلَ
فِي الْمُحْتَارِ وَأُذِيرَ فِي خُرْقَةٍ وَدُفِنَ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ كَصَبِي سُبْحَى مَعَ
أَحَدِ آبَائِهِ إِلَّا أَنْ يُسَلِّمَ أَحَدُهُمَا أَوْ هُوَ أَوْلَمَ يَسْبُ أَحَدُهُمَا مَعَهُ
وَإِنْ كَانَ لِكَافِرٍ قَرِيبٌ مُسْلِمٌ غَسَلَهُ كَغُسْلِ خُرْقَةٍ نَجَسَةٍ وَكَفَنَهُ
فِي خُرْقَةٍ وَالْقَاءُ فِي حُفْرَةٍ أَوْ دَفَعَهُ إِلَى أَهْلِ مِلَّتِهِ

اور جو شخص تکبیر تحریمہ کے بعد حاضر ہوا وہ دوسری تکبیر کی انتظار نہ کرے۔ اور جو آدمی چوتھی تکبیر میں سلام سے پہلے
حاضر ہوا صحیح قول کے مطابق اس سے نماز جنازہ رہ گئی ہے۔

جس مسجد میں جماعت ہوتی ہو وہاں جنازہ پڑھنا مکروہ ہے۔ جب کہ میت مسجد میں ہو یا نہ تو باہر ہو لیکن
بعض لوگ مسجد میں ہوں۔ یہ مختار مذہب کے مطابق ہے۔

جس بچے نے پیدا ہونے کے بعد آواز نکالی اس کا نام رکھا جائے غسل دیا جائے اور نماز جنازہ
پڑھی جائے۔ اور اگر آواز نہیں نکالی تو مختار مذہب یہ ہے کہ اسے غسل دے کر ایک کپڑے میں لپیٹا جائے اور
دفن کر دیا جائے اس پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔ جیسے اس بچے کا حکم ہے جو اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک
کے ساتھ قیدی ہو کر آیا۔ البتہ اگر ان میں سے کوئی ایک مسلمان ہو جائے یا وہ خود مسلمان ہو یا ماں باپ میں سے
کوئی ایک بھی اس کے ساتھ قیدی نہیں ہوا (تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی)۔

اگر کافر میت کا کوئی مسلمان رشتہ دار ہو تو وہ اسے اس طرح غسل دے جس طرح ناپاک کپڑے کو دھویا
جاتا ہے پھر اسے ایک کپڑے میں کفن دے کر کسی گڑھے میں پھینک دے یا اس کے ہم مذہب لوگوں کے
حوالے کر دے۔

وَلَا يَصَلِّي عَلَى بَاغٍ وَقَاطِعٍ طَرِيقٍ قُتِلَ فِي حَالَةِ الْمُحَارَبَةِ وَقَاتِلٍ بِالْخَنْقِ
غِيلَةٍ وَ مُكَابِرٍ فِي الْمِصْرِ كَيْلًا بِالسَّلَاحِ وَمَقْتُولٍ عَصِيَّةً وَإِنْ غَسِلُوا
وَقَاتِلٌ نَفْسِهِ يُغْسَلُ وَيُصَلَّى عَلَيْهِ لَا عَلَى قَاتِلٍ أَحَدٍ أَبَوِيهِ عَمَدًا۔

باجی اور ڈاکو جو لڑائی کی حالت میں مر جاتے، وہ شخص جو لوگوں کو دھوکے سے گلا گھونٹ کر مارتا ہے، جو شخص رات کو شہر میں ہتھیار لے کر ڈاکہ ڈالتا ہے نیز وہ شخص جسے عصبیت میں (لڑتے ہوئے) قتل کیا گیا ان سب کی نماز جنازہ نہ پڑھی جاتی ہے۔ اگرچہ ان کو غسل دیا جائے گا۔ خودکشی کرنے والے کو غسل دیا جائے، اور اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے۔ لیکن ماں باپ میں سے ایک کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے کی نماز جنازہ نہ پڑھی جاتی ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) امام ابو یوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے نزدیک یہ شخص تکبیر کہہ کر ساتھ لے جاتے پھر امام کے سلام پھیرنے کے بعد اور میت کو اٹھانے سے پہلے تین تکبیریں کہے اسی پر فتویٰ ہے۔ (مراقی الفلاح)

۳۷ حضور علیہ السلام نے فرمایا جس نے مسجد میں نماز جنازہ پڑھی اس کے لیے کوئی اجر نہیں۔
۳۸ اگرچہ اس بچے کی خلقت مکمل نہیں ہوئی تاہم کسی نہ کسی صورت میں وہ ایک جان ہے لہذا اس کو غسل دے کر دفن کیا جائے۔

۳۹ چونکہ یہ بچہ دنیوی احکام میں اپنے ماں باپ کے تابع ہے لہذا اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جاتی ہے۔
۴۰ کیونکہ اسے مسلمان ماں یا باپ کے تابع سمجھا جائے گا خود مسلمان ہونے کی صورت میں اس کے اسلام کا اعتناء کیا جائے اور نہ تنہا قیدی ہونے کی صورت میں چونکہ وہ کافر ماں باپ کے تابع نہیں اور ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے لہذا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے خود مسلمان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اتنی عمر کا ہو کہ اسلام کو سمجھتا ہو۔ اب وہ ماں باپ کے تابع نہیں سمجھا جائے گا۔

۴۱ یعنی اس کے کفن، غسل اور قبر میں سنت طریقہ اختیار نہ کیا جائے اور نہ ہی اس کی قبر میں اترے کیونکہ اس وقت اس پر لعنت اترتی ہے اور مسلمان تو رحمت کا محتاج ہوتا ہے۔

۴۲ یہ سب کچھ حق قرابت کی بنیاد پر کیا جائے گا۔

(صفحہ ہذا) ۴۳ باغی وہ شخص ہے جو مسلمان حکمران کے خلاف بغاوت کرتا ہے۔

۴۴ اگر یہ لوگ پکڑے جانے کے بعد قتل کیے جائیں تو غسل بھی دیا جائے اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے۔

۴۵ ان تمام افراد کی نماز جنازہ نہ پڑھنے کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں میں فساد پھیلاتے ہیں۔

(فَصْلٌ فِي حَمْلِهَا وَدَفْنِهَا) يُسَبِّحُ لِحَمْلِهَا أَرْبَعَةَ رَجَالٍ وَيَتَّبِعُ حَمْلَهَا
 أَرْبَعِينَ خُطْوَةً تَبْدَأُ بِمُقَدَّامِهَا الْأَيْمَنِ عَلَى يَمِينِهِ وَيَبِينُهَا مَا كَانَ
 جِهَةً يَسَارِ الْحَامِلِ ثُمَّ مُؤَخَّرَهَا الْأَيْمَنِ عَلَيْهِ ثُمَّ مُقَدَّامِهَا الْأَيْمَنِ عَلَى
 يَسَارِهِ ثُمَّ يَخْتِمُ إِلَّا يُسَرَّ عَلَيْهِ وَيَسْتَحِبُّ إِلَّا سَبْرًا بِهَا بِلا خَبِيبٍ وَهُوَ مَا
 يُؤَدِّي إِلَى اضْطِرَابِ الْمَيِّتِ وَالْمَشْيُ خَلْفَهَا أَفْضَلُ مِنَ الْمَشْيِ
 أَمَّا مَا كَفَضْلِ صَلَاةِ الْفَرَضِ عَلَى النَّفْلِ وَيُكْرَهُ
 رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ وَالْجُلُوسُ قَبْلَ وَضْعِهَا

میت کو اٹھانا اور دفن کرنا:

اسے (میت کو) اٹھانے کے لیے چار مردوں کا ہونا سنت ہے اور اسے چالیس قدم اٹھانا چاہیے
 پہلے اس کی اگلی دائیں جانب کو اپنے دائیں کاندھے پر اٹھائے اور اس کی دائیں جانب وہ ہے
 جو اٹھانے والے کی بائیں جانب ہے۔ پھر پچھلی دائیں جانب کو دائیں کاندھے پر اٹھاتے پھر اگلی بائیں
 جانب کو اپنے بائیں کاندھے پر اٹھائے۔ اس کے بعد پچھلی بائیں جانب کو بائیں کاندھے پر اٹھاتے
 ہوئے ختم کرے۔

میت کو تیز لے جانا مستحب ہے لیکن اتنا تیز نہ چلے کہ میت کا جسم حرکت کرنے لگے۔ میت کے
 پیچھے چلنا آگے چلنے سے افضل ہے جیسے فرض نماز کو نفل نماز پر فضیلت حاصل ہے۔ بلند آواز سے
 ذکر کرنا اے (میت کو) رکھنے سے پہلے بیٹھنا مکروہ ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) اے خودکشی کرنے والا اگرچہ گنہگار ہوتا ہے لیکن اس کا عمل اس کی ذات تک محدود ہوتا ہے
 لہذا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

۵۵ ماں باپ کی عزت و احترام اولاد پر لازم ہے لہذا جو شخص ظلم کے طور پر
 وہ اس لائق نہیں کہ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے
 (اس متن کا ماتیہ اگلے صفحہ پر)

(حاشیہ صفحہ سابقہ)

۱۷ اس طرح اٹھانے میں میت کی عزت و تکریم بھی ہے اور اٹھانے والوں کے لیے آسانی بھی، نیز اس سے سامان اٹھانے کے ساتھ مشابہت بھی پیدا نہیں ہوتی۔ اگر بچہ ہو تو اس کو ایک آدمی ہاتھوں پر اٹھائے نیز میت کو بلا ضرورت پیٹھ پر یا جانور پر لے جانا مکروہ ہے۔

(مراقی الفلاح)

۱۸ یعنی اٹھانے والوں میں سے ہر ایک چالیس قدم اٹھا کر چلے۔ ہر پائے کے ساتھ دس قدم چلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے چالیس قدم جنازہ اٹھایا اس کے چالیس کبیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

۱۹ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”جنازہ جلدی لے جاؤ لیکن تیز نہ دوڑو۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا ”اگر وہ نیک ہے تو اس کو بھلائی (ثواب) کی طرف لے جا رہے ہو اور اگر ایسا نہیں تو وہ بُرا ہے لے اپنی گردنوں سے (جلدی) اتارو۔ تحفہ تکفین میں بھی جلدی کرنا مناسب ہے۔

۲۰ حضور علیہ السلام اپنے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کے جنازے سے پیچھے چلے تھے۔ نیز تمام لوگوں کا جنازے سے آگے نکل جانا مکروہ ہے۔ سواری پر بھی جا سکتا ہے لیکن سوار جنازے کے پیچھے جاتے آگے نہیں۔

۲۱ آہستہ آواز سے ذکر کرنے اور غور و فکر میں مشغول رہنے میں کوئی حرج نہیں لیکن دنیوی گفتگو سے پرہیز کیا جائے۔

۲۲ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”جو آدمی جنازے کے ساتھ جاتے وہ جنازے رکھنے سے پہلے نہ بیٹھے۔“

وَيُحْفَرُ الْقَبْرُ نِصْفَ قَامَةٍ أَوْ إِلَى الصَّدْرِ وَإِنْ غُرِيْدَ كَانَ حَسَنًا وَيُلْحَدُ
وَلَا يُشَقُّ إِلَّا فِي أَرْضٍ رَخْوَةٍ وَيُدْخَلُ الْمَيِّتُ مِنْ جِهَةِ الْقِبْلَةِ وَيَقُولُ وَاصْنَعِ
بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُوجَّهُ إِلَى الْقِبْلَةِ
عَلَى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ وَتُحَلُّ الْعُقَدُ وَيُسَوَّى الذِّبْنُ عَلَيْهِ وَالْقَصَبُ وَكُرَّةُ
الْأَجْرُ وَالْخَشَبُ وَأَنْ يُسَجَّ قَبْرُهَا لَا قَبْرُهَا وَيُهَالُ التُّرَابُ وَيُسَنَّمُ
الْقَبْرُ وَلَا يُرَبَّعُ وَيَحْرُمُ الْبِنَاءُ عَلَيْهِ لِلزَّيْنَةِ وَيُكْرَهُ لِلْأَحْكَامِ بَعْدَ
الدَّفْنِ وَلَا بَاسَ بِالْكِتَابَةِ عَلَيْهِ لِثَلَا يَذْهَبَ الْآثَرُ وَلَا يُتَمَتَّنَ وَيُكْرَهُ
الدَّفْنُ فِي الْبُيُوتِ لِاخْتِصَاصِهِ بِالْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ

قبر نصف قد یا سینے تک کھودی جائے اگر اس سے زیادہ ہو تو اچھا ہے۔ قبر کو لحد کی صورت میں بنایا جاتے۔
شق صرف نرم زمین میں بنائی جاتے یعنی میت کو قبلہ کی طرف سے داخل کیا جائے اور اسے رکنے والا ہے
بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللہ تعالیٰ کے نام اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم
کے دین پر اسے رکھتا ہوں)

اسے دائیں پہلو پر رکھتے ہوئے قبلہ رخ کر دیا جائے مگر ایسا کھول دی جائے اور قبر پر کچی اینٹیں اور بانس
وغیرہ برابر کر دیے جائیں۔ پکی اینٹیں اور مکڑی رکھنا مکروہ ہے۔ عورت کی قبر کو ڈھانپا جاتے۔ مرد کی قبر کو نیچے۔ قبر پر
مٹی ڈالی جائے اور اسے کوہان نما بنایا جاتے۔ مربع صورت میں نہ بنایا جاتے۔ قبر پر زینت کیلئے عمارت تعمیر
نہ کی جائے، دفن کے بعد مضبوطی کیلئے عمارت بنانا بھی مکروہ ہے۔ قبر پر کھنسنے میں کوئی حرج نہیں تاہم اس کی
نشانی زائل نہ ہو اور گھروں میں دفن کرنا مکروہ ہے۔ کیونکہ یہ بات انبیاء کرام علیہم السلام سے مخصوص ہے۔

۱۔ اہل طریقت دندوں وغیرہ سے محفوظ رہتی ہے۔ اور اگر بدبود وغیرہ ہو تو ظاہر نہیں ہوتی۔
۲۔ حضرت علیہ السلام نے فرمایا لحد ہمارے لیے ہے اور شق دوسروں کے لیے۔ لحد ایسی قبر کہتے ہیں جسے سیدھا
کھود کر قبلہ کی طرف بغل میں قبر بنائی جائے اور شق بالکل سیدھے گڑھے کو کہا جاتا ہے۔ نرم زمین میں لحد بنا کر شکل ہے لہذا
شق کھودی جائے۔

۳۔ یعنی میت کو قبر کے اس کنارے پر رکھیں جو قبلہ کی جانب ہے پھر اٹھا کر قبر میں رکھیں۔ (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَيُكْرَهُ الدَّفْنُ فِي الْقَسَاقِي وَلَا بَأْسَ بِدَفْنِ أَكْثَرِ مَنْ وَاحِدٍ فِي قَبْرِ الصَّغِيرَةِ
وَيُحْجَزُ بَيْنَ كُلِّ اثْنَيْنِ بِالشَّرَابِ وَمَنْ مَاتَ فِي سَفِينَةٍ وَكَانَ الْبَرُّ بَعِيدًا
أَوْ خِيفَ الصَّرَافُ غُسْلَ وَكُفَّنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَالْقَى فِي الْبَحْرِ وَكُفِّنَ الدَّفْنُ

فساقتی میں دفن کرنا مکروہ ہے۔ ضرورت کے تحت ایک قبر میں ایک سے زائد کو دفن کرنے میں کوئی حرج نہیں لیکن ہر دو میتوں کے درمیان مٹی کے ذریعے رکاوٹ بنائی جائے جو شخص کشتی میں مر جائے اور خشکی دور ہو یا خراب ہونے کا ڈر ہو تو غسل دیا جائے، کفن پہنایا جائے، نماز جنازہ پڑھی جائے اور سمندر میں ڈال دیا جائے۔ میت کو اُس مقام پر دفن کرنا مستحب ہے

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۳۵ گرہ کہتے دالایہ الفاظ کہے۔ "اللہ لا تَحْرِمْنَا أَجْرًا وَلَا تَفْتِنَا بَعْدَهُ" یا اللہ! ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور اس کے بعد ہمیں نشتے میں مبتلا نہ کرنا۔

۳۵ اگر کچی انٹیس نہ ہوں تو پکی انٹیس اور کڑیاں بھی رکھی جاسکتی ہیں یعنی جو کچھ میسر ہو مثلاً پتھر کی سلیں ہوں تو وہ رکھ دیں بعض مشائخ نے فرمایا کہ پکی انٹیس زینت کی بنیاد پر مکروہ ہیں اگر یہ مقصد نہ ہو تو حرج نہیں۔ (مراتی الفلاح)

۳۶ حضور علیہ السلام نے قبر کو مربع صورت میں بنانے سے منع فرمایا۔ (مراتی الفلاح)

۳۷ اس سے مراد عام مسلمانوں کی قبریں ہیں یا تکلفات اور فخر و زینت کے لیے ایسا کرنا مراد ہے یا یہ کہ اند سے قبر پختہ کرنا منع ہے۔ باہر سے پختہ کر سکتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر پختہ پتھر سے بنوائی تھی۔ (جواد الحق ص ۲۹۰)

(صفحہ ہذا) ۳۸ فساقتی سے مراد یہ ہے کہ ایک جگہ کو چاروں طرف سے دیواریں بنا کر گھیر لیا جائے اور اس میں کئی آدمی کھڑے ہو سکتے ہوں۔ یہاں دفن کرنا اس لیے منع ہے کہ یہ زمین میں قبر نہیں کھودی گئی بلکہ اس کے اوپر ہی دفن کر دیا گیا دوسری بات یہ ہے کہ بلا ضرورت کئی آدمی ایک قبر میں دفن کیے گئے۔ تیسری خرابی یہ کہ کسی پرے سے اور رکاوٹ کے بغیر مردوں اور عورتوں کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ وغیرہ۔ (بجرا اللق جلد ۲ ص ۱۹۵)

۳۹ اگر تمام مرد ہوں تو ان میں سے افضل کو قبلہ کی جانب کیا جائے۔ اگر مرد و عورتیں اور بچے ہوں تو قبلہ کی طرف مرد پھر بچہ پھر عورت اور عورت کو رکھا جائے۔ بعض غزوات میں ضرورت کے تحت کئی کئی شہداء کرام کو ایک ایک قبر میں دفن کیا گیا۔

فِي مَحَلٍّ مَاتَ بِهِ وَقُتِلَ فَإِنْ نُقِلَ قَبْلَ الدَّفْنِ قَدْ رَمِيَ أَوْ مِيلَيْنِ لَا بَأْسَ
 بِهِ وَكَرَاهَ نَقْلَهُ لَا كَثْرَ مِنْهُ وَلَا يَجُوزُ نَقْلُهُ بَعْدَ دَفْنِهِ بِإِجْمَاعٍ إِلَّا أَنْ
 تَكُونَ الْأَرْضُ مَغْصُوبَةً أَوْ أُخِذَتْ بِالشَّفْعَةِ وَإِنْ دُفِنَ فِي قَبْرِ حَفِرَ
 لِغَيْرِهِ ضَمِنَ قِيَمَةَ الْحَفْرِ وَلَا يُخْرِجُ مِنْهُ وَيُنْبَشُ لِمَتَاعٍ سَقَطَ فِيهِ
 وَلِكَفْنٍ مَغْصُوبٍ وَمَالٍ مَعَ الْمَيِّتِ وَلَا يُنْبَشُ بِوَضْعِهِ لِغَيْرِ الْقَبْلَةِ أَوْ عَلَى
 يَسَارِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

جہاں وہ فوت یا قتل ہوا۔ اگر دفن کرنے سے پہلے ایک یا دو میل کے فاصلے پر لے جایا جائے تو کوئی حرج نہیں لیکن
 زیادہ فاصلے پر لے جانا مکروہ ہے۔ دفن کرنے کے بعد اسے (دوسری جگہ) لے جانا بالاتفاق جائز نہیں ہے۔ البتہ یہ کہ
 زمین غصب شدہ ہو یا شفوع کے ذریعے حاصل کی گئی ہو۔ اگر ایسی قبر میں دفن کیا جائے جو کسی دوسرے کے لیے کھودی
 گئی تھی تو کھودنے کی قیمت (مزدوری) دینا ہوگی لیکن میت کو وہاں سے نہ نکالا جائے۔ قبر میں گرنے والے
 سامان، غصب شدہ کفن اور میت کے ساتھ دفن ہونے والے مال کے لیے قبر کھودی جائے۔ قبلہ رخ نہ
 رکھنے یا بائیں پہلو پر لٹائے جانے کی وجہ سے قبر نہ کھولی جائے۔

۱۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی حضرت عبدالرحمان رضی اللہ عنہ کا شام میں انتقال ہوا اور وہاں
 سے آپ کی میت کو لایا گیا۔ جب ام المومنین رضی اللہ عنہا نے زیارت کی تو فرمایا اگر معاملہ میرے اختیار میں ہوتا تو
 میں آپ کو منتقل نہ کرتی اور جہاں آپ کا وصال ہوا وہیں دفن کر دیتی۔

۲۔ یہ اس وقت ہے جب قبر پر مٹی وغیرہ ڈال دی جائے اس سے پہلے نکالا جاسکتا ہے۔
 ۳۔ کسی نے زمین خرید لی اور میت کو وہاں دفن کر دیا پھر شفیع نے شفوع کے ذریعے زمین حاصل کر لی تو اب
 نکال سکتے ہیں۔

۴۔ اگر کفن کا مالک کفن چھوڑنے پر راضی ہو جائے تو ٹھیک ہے ورنہ کھودی جائے اسی طرح سامان
 اور مال کو ضائع ہونے سے بچانے اور کام میں لانے کے لیے قبر کھودی جاسکتی ہے۔

(فَصَلِّ فِي زِيَارَةِ الْقُبُورِ) فَدَبَّ زِيَارَتُهَا لِلرَّجَالِ وَالتِّسَاءِ عَلَى الْأَصَحِّ
وَيَسْتَحِبُّ قِرَاءَةُ يَسِّنٍ لِمَا وَرَدَ أَنَّ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ وَقَرَأَ يَسِّنَ خَفَّفَ
اللَّهُ عَنْهُمْ يَوْمَئِذٍ وَكَانَ لَهُ بِعَدَدِ مَا فِيهَا حَسَنَاتٌ وَلَا يَكْرَهُ الْجُلُوسُ
لِلْقِرَاءَةِ عَلَى الْقَبْرِ فِي الْمُحْتَارِ وَكُرِّهَ الْقُعُودُ عَلَى الْقُبُورِ لِغَيْرِ قِرَاءَةٍ
وَوَطْؤِهَا وَالنُّومُ وَقَضَاءُ الْحَاجَةِ عَلَيْهَا وَقَلْعُ الْحَشِيشِ وَالشَّجَرِ مِنَ
الْمَقْبَرَةِ وَلَا بَأْسَ بِقَلْعِ الْيَابِسِ مِنْهُمَا

زیارت قبور:

اصح قول کے مطابق مردوں اور عورتوں کے لیے زیارت قبور مستحب ہے اور سورہ یسین پڑھنا بھی مستحب ہے
کیونکہ حدیث شریف میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص قبرستان میں داخل ہو کر سورہ یسین پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس
دن ان پر آسانی فرماتا ہے اور پڑھنے والے کو اہل قبور کی تعداد کے مطابق نیکیاں ملتی ہیں۔ مختار مذہب کے مطابق
تلاوت قرآن کے لیے قبر پر بیٹھنا مکروہ نہیں۔ تلاوت قرآن کے بغیر قبروں پر بیٹھنا پاؤں سے روندنا، اس پر سونا
اور قضاے حاجت کرنا مکروہ ہے۔ قبرستان سے گھاس اور درخت کاٹنا بھی مکروہ ہے۔ البتہ خشک ہوں تو
کوئی حرج نہیں۔

لے قبرستان میں یا کسی خاص مزار پر جانے کا ایک دینی مقصد ہوتا ہے۔ اگر اس دینی مقصد کو پیش نظر رکھا جائے
تو مردوں اور عورتوں دونوں کے لیے جائز ہے۔ اگر وہ مقصد پیش نظر نہ ہو تو ناجائز ہے۔

وہ مقصد یہ ہے کہ قبرستان میں جانے سے موت یاد آتی ہے۔ اہل قبور کے لیے فاتحہ خوانی کر کے ایصال ثواب
کیا جائے اور ان کے لیے بخشش کی دعا مانگی جائے نیز اولیاء کرام کے مزارات مقدسہ پر عاضری مے کران کے روحانی
فیض سے استفادہ کیا جائے۔ اور ان کے وسیلے سے بارگاہ خداوندی میں دست سوال دراز کیا جائے۔

حدیث شریف میں ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قبروں کی زیارت کرو۔ یہ تمہیں موت یاد دلانے والی ہے
ایک دوسری حدیث میں ہے آپ نے فرمایا "میں تمہیں زیارت قبر سے منع کیا کرتا تھا اب زیارت کرو اور ان
لوگوں کے رحمت اور مغفرت کی دعا کرو" حضرت محمد بن نعمان رضی اللہ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

بَابُ أَحْكَامِ الشَّهِيدِ

الشَّهِيدُ الْمَقْتُولُ مَيِّتٌ بِأَجَلِهِ عِنْدَنَا أَهْلُ السُّنَّةِ وَالشَّهِيدُ مَنْ قَتَلَهُ
أَهْلُ الْحَرْبِ أَوْ أَهْلُ الْبَغْيِ أَوْ قَطَّاعُ الطَّرِيقِ وَاللُّصُوصُ فِي مَنْزِلِهِ لَيْلًا
وَلَوْ بِشَقْلٍ أَوْ وَجَدَ فِي الْمَعْرَكَةِ وَبِهِ أَثَرُ أَوْ قَتَلَهُ مُسْلِمٌ ظُلْمًا عَمْدًا بِمُحَدَّةٍ

احکام شہید:

ہم اہل سنت و جماعت کے نزدیک شہید مقتول، اپنی اہل سے فوت ہوتا ہے، شہید وہ ہے جس کو جنگ
ٹٹنے والوں، باغیوں، ڈاکوؤں یا چوروں نے رات کو یا دن کو گھوڑے قتل کر دیا ہو اگرچہ کسی فزنی دے دہاں چیز سے مارا ہو یا
وہ میدان جنگ میں پایا گیا اور اس پر زخم کا نشان ہو یا اسے کسی مسلمان نے جان بوجھ کر تیز دھار آلہ کے ساتھ قتل کیا ہو

(بقیہ صفحہ سابقہ) جس نے جمعہ کے دن اپنے ماں باپ (دونوں) یا کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اس کو بخش دیا جاتا اور نیکو کار لکھا جاتا،
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود جنت البقیع میں تشریف لے جاتے اور فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ عَلَيْنَا دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَدٰحِقُوْنَ اَسْأَلُ اللّٰهَ لِيْ وَلكُمْ الْعَاقِبَةَ
اے مومن قوم کی بستی میں بسنے والو! بے شک ہم بھی اللہ نے چاہا تو تم سے آئیں گے۔ میں اپنے اور تمہارے
یہ مافیت کا سوال کرتا ہوں۔ میں بھی چاہیے کہ قبرستان میں داخل ہوتے وقت یہی کلمات پڑھیں۔ زیارت قبر کے
سلسلے میں یہ بات یاد رہے کہ قبر کو سجدہ حرام ہے۔ وہاں گپ شپ لگانا یا مسرت کا اظہار کرنا، مردوں اور عورتوں کا اختلاط
اور غفلت کا مظاہرہ ناجائز ہے۔ آج کل کے حالات کے پیش نظر امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ نے عورتوں کی قبروں پر جانے سے منع فرمایا ہے۔
۲۔ قرآن پاک کی کوئی سورت یا آیات پڑھ کر یا صدقہ سے کریمت کا ایصال ثواب کرنا جائز ہے اور اس سے میت کو فائدہ
پہنچتا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بارگاہ نبوی میں عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ہم اپنے مرنے والوں کی طرف
سے صدقہ دیتے یا حج کرتے ہیں اور ان کے لیے دعا مانگتے ہیں کیا ان کو ثواب پہنچتا ہے۔ آپ نے فرمایا ”ہاں پہنچتا ہے اور وہ اہل
اس طرح خوش ہوتے ہیں جیسے تم میں سے کوئی دسترخوان پر خوش ہوتا ہے۔ الحمد للہ اہل سنت و جماعت اسی عقیدے کے مطابق
عمل کرتے ہیں جمہورت کو کھانے پر فاتحہ پڑھ کر نفرت شدہ اقرباء کو ایصال ثواب کرنا اور دیگر مجانس ایصال ثواب تیجہ، چالیسوں دینہ اچھا
عمل ہے لیکن ان مواقع پر عورتوں کا اختتام جائز نہیں بلکہ اہل محلہ کا فرض ہے کہ اہل میت کے معافوں کو کھانا کھلائیں۔ (اس متن کا حاشیہ صفحہ ۲۳۷ پر)

وَكَانَ مُسْلِمًا بِالْغَا خَالِيًا عَنْ جَيْضٍ وَنَفَاسٍ وَجَنَابَةٍ وَلَمْ يَزَلْ بَعْدَ
النُّضَاءِ الْحَرْبِ قِيَّكُنْ يَدَامِهِ وَثِيَابِهِ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ بِلَا غُسْلٍ وَيُنْزَعُ
عَنْهُ مَا لَيْسَ صَالِحًا لِلْكَفَنِ كَالْفَرْوِ وَالْحَشْوِ وَالسَّلَاحِ وَالذَّرْعِ وَ
يَزَادُ وَيُنْقَضُ فِي ثِيَابِهِ وَكِرَاهَ نَزْعُ جَمِيعِهَا وَيُغْسَلُ إِنْ قُتِلَ صَبِيًّا أَوْ مَجْنُونًا

اور وہ (مقتول) مسلمان اور بالغ ہو جو حیض، نفاس اور جنابت سے پاک ہو اور لڑائی ختم ہونے کے بعد پرانا نہ پڑا ہو۔
اسے اس کے خون اور کپڑوں میں دفن کیا جائے اور غسل دیے بغیر اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے نیز وہ کپڑے جو کفن
کی صلاحیت نہیں رکھتے مثلاً پوستین اور روئی بھرے کپڑے (اس طرح قوم والا لباس) اتار دیے جائیں اور حسب
ضرورت، اس کے کپڑوں میں کمی زیادتی کی جائے تمام کپڑوں کا اتارنا مکروہ ہے۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ متن) اس لفظ شہید، صفت مشبہ ہے اور اس کا مادہ اشتقاق لفظ شہادت ہے جس کا معنی گواہی دینا اور
حاضر ہونا ہے۔ یہاں لفظ شہید اسم فاعل کے معنی میں بھی ہو سکتا ہے اور اسم مفعول کے معنی میں بھی تو مطلب یہ ہوگا کہ شہید وہ ہے
جو اپنے رب کے ہاں حاضر ہو کر رزق پاتا ہے اور اس کی روح دارالسلام میں حاضر ہو جاتی ہے۔ نیز اس کا خون اور زخم
اس کے ایمان کی گواہی دیتے ہیں یا اس نے جان کا نذرانہ پیش کر کے حق کی گواہی دی۔ یہ اسم مفعول کے معنی میں ہو تو شہید
کی وجہ تسمیہ یہ ہوگی کہ اس کی شہادت اس کے لیے جنت کی گواہی دیتی ہے یا فرشتے اس کے اعزاز کے لیے حاضر
ہوتے ہیں۔

۲۔ یعنی اسے موت اسی وقت آتی ہے جو اس کے لیے مقرر ہے۔

۳۔ رات کی قید اتفاقی ہے۔ یہی حکم اس شخص کا بھی ہے جس کو چوروں نے دن کو قتل کیا ہو چونکہ عام طور پر
چور رات کو آتے ہیں اس لیے رات کا ذکر کیا گیا۔

۴۔ اگر کسی شخص کو غلطی سے یا شبہ میں قتل کیا جائے تو دیت واجب ہوتی ہے اور اس طرح ظلم کے اثرات
کے کم ہو جانے کی وجہ سے اس پر شہید کے احکام جاری نہیں ہوں گے۔

(صفحہ ہذا) اثرات، رشت سے بنا ہے جس کا معنی پرانا ہو جانا ہے شرعی اصطلاح میں اثرات یہ ہے کہ مقتول نے
زخمی ہونے کے بعد دنیوی فوائد حاصل کیے یا ایک نماز کا وقت گزرنے تک اس کی روح نے پرواز نہ کی۔ اثرات کی صورت
میں وہ شرعی شہید نہیں کہلاتے گا بلکہ حکماً شہید ہوگا۔ حقیقی شہید وہ ہوگا جسے زخمی ہونے کے بعد کسی قسم کی گفتگو یا کھانے پینے
کا موقع نہ ملا۔

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

أَوْ حَائِضًا أَوْ نَفْسًا أَوْ جُنُبًا أَوْ اذُتَّتْ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْحَرْبِ بَانَ أَكَلَ
 أَوْ شَرِبَ أَوْ نَامَ أَوْ تَدَاوَى أَوْ مَضَى وَقْتُ الصَّلَاةِ وَهُوَ يَعْزِلُ أَوْ نُقِلَ
 مِنَ الْمَعْرَكَةِ لَا لِخَوْفٍ وَطُلِيَ الْخَيْلُ وَأَوْصَى أَوْ بَاعَ أَوْ اشْتَرَى أَوْ تَكَلَّمَ
 بِكَلَامٍ كَثِيرٍ وَإِنْ وَجِدَ مَا ذُكِرَ قَبْلَ انْقِضَاءِ الْحَرْبِ لَا يَكُونُ مُرْتَبًا وَ
 يُغْسَلُ مَنْ قُتِلَ فِي الْمِصْرِ وَلَمْ يُعْلَمْ أَنَّهُ قُتِلَ بِمُحَدِّ ظُلْمًا أَوْ قُتِلَ
 بِحَدِّ أَوْ قَوْدٍ يُصَلَّى عَلَيْهِ

اگر بچہ پاگل، حیف و نفاس والی عورت یا جنبی قتل ہو جائیں یا لڑائی ختم ہونے کے بعد کچھ دیر زندہ رہا اور مرث
 ہوا، مثلاً کچھ کھا یا پیا، سو یا، دوائی استعمال کی یا ایک نماز کا وقت گزر گیا اور اس کے ہوش و حواس قائم تھے یا میدان
 سے منتقل کیا گیا لیکن گھوڑوں کے روندنے کے ڈر سے نہیں یا اس نے وصیت کی، خرید و فروخت کی یا زیادہ کلام کیا
 تو غسل دیا جائے گا۔

اور اگر یہ تمام باتیں لڑائی ختم ہونے سے پہلے پائی جاتیں تو وہ پرانا ہونے والا شمار نہیں ہوگا۔ اور جو شخص شہر
 میں مقتول پایا گیا اور معلوم نہ ہو سکا کہ اسے ظلماً قتل کیا گیا یا کسی سزا یا قصاص میں قتل کیا گیا اسے غسل دیا جائے اور اس
 پر نماز جنازہ پڑھی جائے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۱۰ شہداء اُحد کو اسی طرح دفن کیا گیا۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا انہیں زخموں اور خون سمیت کفن پیناؤ۔
 (صفحہ ہذا) ۱۱ چونکہ تاخیر رازشات کی وجہ سے ظلم کا اثر کم ہو گیا لہذا وہ شہداء اُحد کے حکم میں نہیں رہا (ہدایہ)
 ۱۲ اور اس صورت میں اسے غسل نہیں دیا جائے گا اور انہی کپڑوں میں دفن کیا جائے گا۔

سوالات

- ۱۔ نماز جمعہ کن لوگوں پر فرض ہے۔ اور کن شرائط کے ساتھ صحیح ہوتا ہے۔
- ۲۔ خطبہ جمعہ کی شرعی حیثیت کیا ہے اور اس کی سنتیں کیا ہیں۔
- ۳۔ جمعہ کی نماز کل کتنی رکعات ہیں اور ان کی تفصیل کیا ہے۔
- ۴۔ عیدین کی نماز فرض ہے یا واجب، پڑھنے کا طریقہ کیا ہے اور کتنے دن تک پڑھی جاسکتی ہے۔
- ۵۔ عید کے دن نماز اشراق کا کیا حکم ہے۔ نیز ایام تشریق کتنے اور کون کون سے ہیں۔
- ۶۔ کسوف، خسوف اور استسقاء کی تعریف کریں اور ان کی نمازوں کے بارے میں وضاحت کریں۔
- ۷۔ بارش کے لیے دعا مع ترجمہ زبانی یاد کریں۔
- ۸۔ خوف کے وقت نماز پڑھنے کا طریقہ کیا ہے۔
- ۹۔ جب کوئی شخص قریب مرگ ہو تو کیا کیا جائے۔ نیز میت کو غسل دینے کا طریقہ کیا ہے۔
- ۱۰۔ میت کا کفن مرد اور عورت کے اعتبار سے تفصیلاً کہیں نیز میت کی تکفین کا کیا طریقہ ہے۔
- ۱۱۔ نماز جنازہ کا شرعی حکم کیا ہے اور اس کے پڑھنے کا کیا طریقہ ہے۔
- ۱۲۔ نماز جنازہ پڑھانے کا حق دار کون ہے، اگر کوئی میت اکٹھے ہوں تو نماز جنازہ کیسے پڑھی جائے گی۔ نیز غائبانہ جنازہ کا کیا حکم ہے۔
- ۱۳۔ مسلمان کے رشتہ دار کافر، باغی اور ڈاکو نیز ماں باپ کے قاتل کا جنازہ پڑھا جائے گا یا نہیں۔
- ۱۴۔ میت کی چارپائی اٹھانے اس کے ساتھ چلنے اور قبر میں داخل کرنے کا کیا طریقہ ہے۔
- ۱۵۔ ایک قبر میں متعدد میت دفن کرنا ہوں تو کیا طریقہ ہے اور ایسا کب کیا جاسکتا ہے۔
- ۱۶۔ نیا بیت قبر کا شرعی حکم کیا ہے۔ کیا عورتیں بھی زیارت قبر کے لیے جاسکتی ہیں۔
- ۱۷۔ شہید شرعی کون ہے۔ اس کے غسل کفن اور نماز جنازہ کا کیا حکم ہے۔

کِتَابُ الصَّوْمِ

هُوَ إِلَّا مُسَاكٌ نَهَارًا عَنْ إِدْخَالِ شَيْءٍ عَمْدًا أَوْ خَطَا بَطْنًا أَوْ مَالَهُ حُكْمُ
الْبَاطِنِ وَعَنْ شَهْوَةِ الْفَرْجِ بِنِيَّةٍ مِّنْ أَهْلِهِ وَسَبَبٌ وَجُوبٌ مَّامُضَانِ
شَهْرٍ جُزْءٍ مِّنْهُ وَكُلُّ يَوْمٍ مِّنْهُ سَبَبٌ لِّوَجُوبِ آدَائِهِ وَهُوَ فَرْضٌ
آدَاءٌ وَقَضَاءٌ عَلَى مَنْ اجْتَمَعَ فِيهِ أَرْبَعَةُ أَشْيَاءَ الْإِسْلَامُ وَالْعَقْلُ

روزے کا بیان:

دن کے وقت جان بوجھ کر یا غلطی سے پیٹ میں یا اس جگہ میں جس کو باطن کا حکم مائل ہے کوئی چیز داخل
کرنے اور شرمگاہ کی خواہش کرنے سے نیت کے ساتھ ایسے آدمی کا رکنا جو اس (نیت) کا اہل ہے، روزہ کہلاتا ہے
روزہ رمضان کے واجب ہونے کا سبب اس کی ایک جز کا پایا جاتا ہے اور اس کا ہر دن وجوب ادا
کا سبب ہے۔ یہ روزہ ادا ہو یا قضا ہر اس آدمی پر فرض ہے جس میں چار باتیں جمع ہوں (۱) اسلام (۲) عقل

۱۔ صوم کا لغوی اسما کی یعنی رک جانا ہے اور شریعت کی اصطلاح میں عاقل، بالغ مسلمان کا روزے کی
نیت سے صبح صادق کے طلوع سے غروب آفتاب تک کھانے پینے اور جماع سے رکنا روزہ کہلاتا ہے۔
ماہ رمضان کا روزہ فرض ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہوتا ہے۔

فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ

پس تم میں سے جو شخص اس مہینے کو پاسے وہ اس کا روزہ رکھے
روزہ رکھنے کا مقصد محض بھوک، پیاس برداشت کرنا نہیں بلکہ تقویٰ حاصل کرنا ہے۔ قرآن پاک میں روزے کا
فلسفہ "لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ" تاکہ تم پر ہیزگار بن جاؤ کے الفاظ سے بیان کیا گیا لہذا روزے کی حالت میں جھوٹ، غیبت
چغلی، گالی گلوچ اور دیگر برائیوں سے اجتناب لازمی ہے، ورنہ روزہ بے مقصد ہوگا۔

۲۔ یعنی رمضان المبارک کا چاند نظر آتے ہی اس مہینے کے روزے واجب ہو گئے لیکن ہر دن کی ادائیگی اس
وقت واجب ہوگی جب وہ دن آئے گا مثلاً ایک شخص پہلا روزہ رکھ کر فوت ہو گیا تو چونکہ اس نے باقی دنوں کو نہیں پایا
لہذا ان دنوں کے روزے ادا کرنا اس پر واجب نہیں۔

وَالْبُلُوغُ وَالْعِلْمُ بِالْوُجُوبِ لِمَنْ أَسْلَمَ بِدَايَةِ الْحَرْبِ أَوْ الْكُونِ بِدَايَةِ
الْإِسْلَامِ وَيُشْتَرَطُ لَوُجُوبِ آدَائِهِ الصِّحَّةُ مِنْ مَرَضٍ وَحَيْضٍ وَنَفَاسٍ
وَالْإِقَامَةُ وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ آدَائِهِ ثَلَاثَةُ الْيَتَةِ وَالْخُلُوعُ عَمَّا يَنَافِيهِ
مِنْ حَيْضٍ وَنَفَاسٍ وَعَمَّا يُفْسِدُكَ وَلَا يُشْتَرَطُ الْخُلُوعُ عَنِ الْجَنَابَةِ وَرُكْنُ
الْكُفِّ عَنْ قَضَاءِ شَهْوَتِي الْبَطْنِ وَالْفَرْجِ وَمَا الْحَقَّ بِهِمَا وَحُكْمُهُ سُقُوطُ
الْوَاجِبِ عَنِ الذِّمَّةِ وَالشَّوَابِ فِي الْآخِرَةِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ

(۳) بلوغ (۴) اور جو آدمی دار الحرب میں مسلمان ہوا اس کو روزے کا علم ہونا یا دارالاسلام میں ہونا۔
وجوب ادا کے صحیح ہونے کے لیے بیماری، حیض اور نفاس سے صحت یا ب ہونا اور مقیم ہونا شرط ہے۔ اور
ادائیگی کے صحیح ہونے کے لیے تین چیزیں شرط ہیں نیت، اس چیز سے خالی ہونا جو روزے کے منافی ہے مثلاً حیض و
نفاس اور اس چیز کا نہ پایا جانا جو اس کو فاسد کر دیتی ہے۔

جنابت سے خالی ہونا شرط نہیں۔ روزے کا رکن پیٹ اور شرمگاہ کی خواہش اور جو کچھ ان دونوں سے متعلق ہے
سے رکن ہے اور اس کا حکم اس واجب کا ساقط ہونا ہے جو (مسلمان کے) ذمہ ہے اور آخرت میں ثواب حاصل
کرنا ہے۔

۱۔ دار الحرب کے لغوی معنی طرائق کی جگہ یا سرزمین جنگ ہے۔ فقہاء اسلام کی علمی اصطلاح میں دار الحرب سے مراد
دشمنان اسلام کا وہ علاقہ یا ملک ہے جس کے باشندے دعت اسلام مترد کر کے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف
مکشی کا اظہار کریں۔ (اردو دائرہ معارف اسلامیہ جلد ۹ ص ۱۱۰)

۲۔ دارالاسلام میں سکونت رکھنے والے کی جماعت معتبر نہ ہوگی کیونکہ وہ مسلمانوں میں نشوونما پانے کی وجہ سے
اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہو سکتا ہے۔

۳۔ مسافر اور بیمار پر روزہ فرض نہیں وہ دوسرے دنوں میں اس کی قضا کر سکتے ہیں جب کہ حیض و نفاس والی عورتیں
اس کی اہل نہیں وہ بھی قضا کریں گی۔

۴۔ مثلاً روزہ رکھا تھا پھر غلطی سے کھایا تو روزہ فاسد ہو گیا۔

۵۔ جنابت روزے کے خلاف نہیں کیونکہ اس کا ازالہ ممکن ہے جب کہ حیض و نفاس کو دور کرنا انسان کے لبس میں نہیں۔

(فصل) يَنْقَسِمُ الصَّوْمُ إِلَى سِتَّةٍ أَقْسَامٍ فَرِيضٌ وَوَاجِبٌ وَمُسْتَوْنٌ وَ
مَنْدُوبٌ وَنَفْلٌ وَمَكْرُوهٌ أَمَّا الْفَرِيضُ فَهُوَ صَوْمُ رَمَضَانَ أَدَاءً وَ
قَضَاءً وَصَوْمُ الْكَفَّارَاتِ وَالْمَنْدُوبُ فِي الْأَظْهَرِ وَأَمَّا الْوَاجِبُ فَهُوَ قَضَاءُ
مَا أَفْسَدَهُ مِنْ صَوْمٍ نَفْلٍ وَأَمَّا الْمُسْتَوْنُ فَهُوَ صَوْمُ يَوْمِ عَاشُورَاءَ مَعَ
التَّاسِعِ وَأَمَّا الْمَنْدُوبُ فَهُوَ صَوْمُ ثَلَاثَةٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَيَنْدُبُ كَوْنُهَا
الْأَيَّامَ الْبَيْضَ وَهِيَ الثَّالِثَ عَشَرَ وَالرَّابِعَ عَشَرَ وَالْخَامِسَ عَشَرَ وَصَوْمُ
يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ وَصَوْمُ سِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ ثُمَّ قِيلَ الْأَفْضَلُ وَصَلُّهَا وَقِيلَ تَفْرِيقُهَا وَكُلُّ
صَوْمٍ ثَبَتَ طَلَبُهُ وَالْوَعْدُ عَلَيْهِ بِالسَّنَةِ كَصَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ
كَانَ يَصُومُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَهُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ وَأَحَبُّهُ إِلَى اللَّهِ تَعَالَى.

روزے کی اقسام:

روزے کی چھ قسمیں ہیں۔ (۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت (۴) مستحب (۵) نفل (۶) مکروہ۔ فرض روزہ رمضان
کا روزہ چاہے ادا ہو یا قضاء، کفاروں کے روزے اور نذر مانے ہوئے روزے میں یہ اظہر حقیقت کے مطابق ہے
واجب روزہ یہ ہے کہ نفل روزہ توڑ کر قضاء کیا جائے۔ یوم عاشورہ کا روزہ نویں تاریخ کے ساتھ رکھنا سنت ہے
مستحب روزے ہر مہینے سے تین روزے رکھنا ہے اور مستحب ہے کہ وہ ایام بعین، یعنی تیرہویں، چودھویں اور
پندرہویں تاریخ کے دن ہوں، سوموار اور جمعرات کا روزہ نیز شوال کے چھ روزے ہیں۔ پھر کہا گیا ہے کہ ان کو ملا کر
رکھنا افضل ہے۔ اور کہا گیا ہے کہ الگ الگ رکھنا افضل ہے۔ ہر وہ روزہ جس کی طلب اور اس پر (ثواب کا)
وعدہ سنت سے ثابت ہو (وہ بھی مستحب ہے) مثلاً حضرت داؤد علیہ السلام کا روزہ کہ آپ ایک دن کا روزہ رکھتے
اس ایک دن انظار فرماتے۔ یہ تمام روزوں سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ ہے۔

۱۔ ظہار، قبل خطا، قسم، احرام کی حالت میں شکار وغیرہ کے کفارے میں روزہ رکھنا مراد ہے۔

۲۔ مثلاً یہ کہنا کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو فلاں دن کا روزہ رکھوں گا، نذر ہے۔

۳۔ یعنی نفلی روزہ کسی وجہ سے توڑنا پڑ جائے تو اب اس کا رکھنا واجب ہے۔

۴۔ یوم عاشورہ، دسویں محرم کو کہتے ہیں حضور علیہ السلام نے اس کے ساتھ نویں تاریخ کا روزہ (بقیہ صفحہ آئندہ)

وَأَمَّا النَّفْلُ فَهُوَ مَا سِوَى ذَلِكَ مِمَّا لَمْ يَثْبُتْ كَرَاهِيَّتُهُ وَأَمَّا الْمَكْرُوهُ
فَهُوَ قِسْمَانِ مَكْرُوهٌ تَتَرِيهًا وَمَكْرُوهٌ تَحْرِيمًا الْأَوَّلُ كَصَوْمِ عَاشُورَاءَ
مُنْفًى دَا عَنِ التَّاسِعِ وَالثَّانِي صَوْمُ الْعِيدَيْنِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَكَرَاهِ إِفْرَادِ
يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَإِفْرَادِ يَوْمِ السَّبْتِ وَيَوْمِ التَّيْدُونِ وَالْمَهْرَجَانِ إِلَّا أَنْ

اس کے علاوہ وہ تمام روزے ہیں جن کا ذکر نہ ہوا ثابت نہ ہو نفل ہیں۔ مکروہ کی دو قسمیں ہیں (۱) مکروہ تنزیہی (۲) مکروہ تحریمی پہلی قسم مثلاً انہیں محرم کے
بغیر عاشوراء کا روزہ رکھنا دوسری قسم دونوں عیدوں اور ایام تشریق کے روزے رکھنا ہے منجھے ہفتہ، نیز اور ہر ماہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے البتہ یہ کہ

(بقیہ صفحہ سابقہ) رکھنے کی تعلیم فرمائی ہے تاکہ یہودیوں کی مخالفت ہو وہ صرف دسویں تاریخ کا روزہ رکھتے ہیں۔

۵۔ ان دنوں کو ایام بغض اس لیے کہتے ہیں کہ ان دنوں میں چاند کی روشنی مکمل ہوتی حضور علیہ السلام نے ان تین دنوں
کے روزوں کو طہر بھر کے روزے سے قرار دیا ہے۔

۶۔ سوموار کے دن ہمارے آقا سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی یعنی یہ یوم میلاد النبی صلی اللہ
علیہ وسلم ہے۔ نیز آپ نے فرمایا سوموار اور جمعرات کو اعمال پیش ہوتے ہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ جب میرا اعمال پیش کیے
جائیں اس وقت میں روزے سے ہوں۔

۷۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ پسندیدہ روزے نماز حضرت داؤد علیہ السلام کے روزے
اور نماز ہے۔ آپ نصف رات آرام فرماتے پھر تنہائی رات قیام فرماتے۔ اس کے بعد رات کا چٹا حصہ آرام فرماتے اور ایک
دن روزہ رکھتے ایک دن افطار فرماتے۔

۸۔ صفحہ ہذا پہلے عیدین اور ایام تشریق مسلمانوں کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہمانی کے دن ہیں اس لیے ان دنوں میں
روزہ رکھنا ناجائز ہے۔

۹۔ چونکہ تمام دنوں میں روزہ رکھنے کا ثواب برابر ہے لہذا محض مجموعہ کی تخصیص نہیں ہونی چاہیے لہذا ایک دن
پہلے یا بعد کو ملا کر رکھے۔

۱۰۔ حضور علیہ السلام نے صرف ہفتے کے دن کا روزہ رکھنے سے منع فرمایا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ دن یہودیوں
کے نزدیک قابل تعظیم ہے اس لیے ان سے مشابہت پیدا ہوتی ہے۔

۱۱۔ نوروز اور ہرگان کا تعلق موسم ربیع اور موسم خریف سے ہے اور حضور علیہ السلام نے ہمیں ان دنوں کی تعظیم
سے منع فرمایا ہے۔

يُؤَافِقُ عَادَتَهُ وَكِرَةً صَوْمِ الْوَصَالِ وَلَوْ يَوْمَيْنِ وَهُوَ أَنْ لَا يُفِطَرَ بَعْدَ
الْغُرُوبِ أَصْلًا حَتَّى يَتَّصِلَ صَوْمُ الْغَدِ بِالْأَمْسِ وَكِرَةً صَوْمِ الدَّهْرِ
رَفَضًا فِيمَا يُشْتَرَطُ تَبَيُّتِ النِّيَّةِ وَتَعْيِينُهَا فِيهِ وَمَا لَا يُشْتَرَطُ (أَمَّا
الْقِسْمُ الَّذِي لَا يُشْتَرَطُ فِيهِ تَعْيِينُ النِّيَّةِ وَتَبَيُّتُهَا فَهُوَ آدَاءُ رَمَضَانَ
وَالشَّذَائِ الْمُعَيَّنِ زَمَانَةً وَالثَّقَلُ قَيْصَرُهُ بَيْنَتِهِ مِّنَ اللَّيْلِ إِلَى مَا قَبْلَ نِصْفِ
النَّهَارِ عَلَى الْأَصَحِّ وَنِصْفُ النَّهَارِ مِنْ طُلُوعِ الْفَجْرِ إِلَى وَقْتِ الصُّحُورِ
الْكُبْرَى وَيَصِحُّ أَيْضًا بِمُطْلَقِ النِّيَّةِ وَبَيْنَتِ الثَّقَلِ وَلَوْ كَانَ مُسَافِرًا أَوْ
مَرِيضًا فِي الْأَصَحِّ وَيَصِحُّ آدَاءُ رَمَضَانَ بَيْنَتِهِ وَاجِبٌ آخَرٌ لِمَنْ كَانَ
صَحِيحًا مُّقِيمًا بِخِلَافِ الْمُسَافِرِ فَإِنَّهُ يَقَعُ عَمَّا نَوَاهُ مِنَ الْوَاجِبِ

اس کی عادت کے موافق ہو جائے صوم وصال کر دے۔ اگرچہ دو دن ہوں اور وہ یہ ہے کہ غروب کے بعد بالکل افطار کرے
حتیٰ کہ دوسرے دن کے روزے کو پہلے دن سے ملا دے، صوم دوسرے دن کا رکھنا بھی کر دے۔

روزے کی نیت :

جن روزوں کے لیے نیت کرنا اور روزے کا تعین کرنا شرط ہے۔ اور جن کے لیے شرط نہیں ہے۔
(روزے کی) جس قسم میں متعین کرنا اور رات کو نیت کرنا شرط نہیں وہ رمضان کا ادا روزہ، وہ مذرجی کا وقت
مقرر کیا گیا اور نفلی روزہ ہے۔ صبح قول کے مطابق یہ روزے رات سے لے کر دوپہرے کچھ پہلے تک نیت کرنے سے
صحیح ہوتے ہیں۔ نصف نهار طلوع فجر سے منجھوا کبریٰ (بڑی پاشت) تک کا وقت ہے۔ نیز یہ روزے مطلق نیت اور
نفل کی نیت سے بھی صحیح ہوتے ہیں۔ اگرچہ مسافر یا مریض ہو یہ صبح قول کے مطابق ہے مگر صحیح مقیم ہر تو اس کا ادا کرتے
رمضان کو کسی دوسرے واجب کی نیت سے ادا کرنا بھی صحیح ہے لیکن مسافر جس واجب کی نیت کرے وہ اسی کی
طرف سے ادا ہوگا۔

۱۔ مثلاً کوئی شخص تیرہویں، چودھویں اور پندرہویں تاریخوں کا روزہ رکھتا ہے اور یہ دن ان تاریخوں میں آجاتے ہیں
۲۔ ہمیشہ کا روزہ رکھنا صوم دہر کہلاتا ہے۔
(بقیہ صفحہ آئندہ)

وَ اِخْتَلَفَ التَّرْجِيحُ فِي الْمَرِيضِ اِذَا تَوَيَّ وَ اِجْبَا اُخْرَقِي رَمَضَانَ وَلَا يَصِيْرُ
 الْمُنْدُوْرُ الْمَعِيْنُ زَمَانَهُ بِنِيَّةٍ وَ اِجِبْ غَيْرَهُ بَلْ يَقَعُ عَمَّا نَوَاهُ مِنَ الْوَاجِبِ
 فِيهِ وَ اِمَّا الْقِسْمُ الثَّانِي وَ هُوَ مَا يَشْتَرُطُ فِيهِ تَعْيِيْنُ النِّيَّةِ وَ تَبَيُّنُهَا فَهُوَ
 قَضَاءُ رَمَضَانَ وَ قَضَاءُ مَا اَفْسَدَهُ مِنْ نَفْلِ وَ صَوْمِ الْكَفَّارَاتِ بِاَنْوَاعِهَا
 وَ الْمُنْدُوْرُ الْمَطْلُوْقُ كَقَوْلِهِ اِنْ شَفَى اللّٰهُ مَرِيضِيْ فَعَلَيَّْ صَوْمُ يَوْمٍ
 فَحَصَلَ الشِّفَاءُ

مریض کے بارے میں ترجیح مختلف ہے یعنی (اس وقت) جب وہ رمضان میں کسی اور واجب کی نیت کرے نذر کاروزہ جس
 کیلئے وقت مقرر کیا گیا کسی اور واجب کی نیت سے صحیح نہیں بلکہ جس واجب کی نیت کرے گا اسی کی طرف سے ادا ہوگا۔
 دوسری قسم وہ ہے جس میں تعین اور رات کو نیت کرنا شرط ہے۔ یہ رمضان کی قضا ہے اور وہ نفلی روزہ جس کو رکھ کر
 توڑا گیا اس کی قضا تمام قسم کے كفاروں کے روزے اور نذر مطلق کاروزہ مثلاً کہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرے مریض کو
 شفا دی تو مجھ پر ایک دن کاروزہ لازم ہے۔ پس شفا حاصل ہوگئی ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) نوٹ: عورت کے لیے اپنے خاوند کی مرضی کے بغیر نفلی روزہ رکھنا جائز نہیں لیکن فرض روزہ کے لیے خاوند کی
 مرضی ضروری نہیں کیونکہ اس کا چھوڑنا گناہ ہے۔

۳۔ چونکہ رمضان المبارک میں کسی دوسرے روزے کی گنجائش نہیں ہوتی لہذا رات کو نیت کرنا ضروری نہیں اسی طرح
 نذر کے روزے کے لیے جب دن متعین کیا گیا تو اس دن نفل روزہ نہیں ہو سکتا لہذا رات کو نیت ضروری نہ ہوگی۔

۴۔ چونکہ رمضان المبارک یا نذر والے دن کسی دوسرے واجب یا نفل کی گنجائش نہیں لہذا صرف روزے یا
 نفل کی نیت بھی کرے تو جائز ہے۔

۵۔ مقیم تندرست آدمی کو چونکہ رمضان المبارک کاروزہ چھوڑنے کی اجازت نہیں لہذا وہ کسی دوسرے واجب کی
 نیت کرے تب بھی رمضان المبارک کاروزہ ہی ہوگا۔

۶۔ مسافر کو چونکہ رخصت ہے لہذا اگر وہ رمضان المبارک کی بجائے پچھلے کسی واجب کاروزہ رکھتا ہے تو صحیح ہوگا
 کیونکہ اسے اختیار حاصل ہے۔

(صفحہ ہذا) بعض کے نزدیک وہی واجب ادا ہوگا جس کی نیت کی ہے کیونکہ وہ تقدیری طور پر عاجز ہے لیکن بعض ائمہ فرماتے ہیں
 کہ یہ روزہ رمضان کا ہی ہوگا کیونکہ رخصت عجز کی صفت میں تھی اور اب وہ عاجز نہیں رہا۔ (بقیہ صفحہ آئندہ)

(فَصَلِّ فِيمَا يُشْبِتُ بِهِ الْهِلَالُ وَفِي صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ وَغَيْرِهِ) يَثْبُتُ رَمَضَانَ بِرُؤْيَا هِلَالِهِ أَوْ بَعْدَ شَعْبَانَ ثَلَاثِينَ إِنْ غَمَّ الْهِلَالُ وَيَوْمُ الشَّكِّ هُوَ مَا تَلِي التَّاسِعَ وَالْعِشْرِينَ مِنْ شَعْبَانَ وَقَدْ اسْتَوَى فِيهِ طَرَفُ الْعِلْمِ وَالْجَهْلِ بِأَنَّ غَمَّ الْهِلَالِ وَكَرَاهِيَّةَ كُلِّ صَوْمٍ إِلَّا صَوْمَ نَقْلِ جَزَمَ بِهِ بِلَا تَرْدِيدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ صَوْمٍ آخَرَ وَإِنْ رَدَّ دَفِيهِ بَيْنَ صِيَامٍ وَفِطْرٍ لَا يَكُونُ صَائِمًا وَكَرَاهِيَّةَ صَوْمِ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ مِنْ آخِرِ شَعْبَانَ لَا يَحْرُوهَا مَا فَوْقَهَا

چاند دیکھنا اور یوم شک کا روزہ:

یہ فصل اس چیز کے بارے میں ہے جس سے چاند کا ہونا ثابت ہوتا ہے اور یوم شک کے روزے سے متعلق ہے۔ ماہ رمضان، چاند کے دیکھنے یا چاند کے مٹنے کی صورت میں شعبان کے تیس دن پورے کرنے سے ثابت ہوتا ہے اور شک کا دن وہ ہے جو شعبان کی اسی تاریخ سے ملا ہوتا ہے۔ اس میں علم اور چاند کے پردے میں چھپنے کی وجہ سے عدم علم کی جست برابر ہوتی ہے۔ اس دن ہر قسم کا روزہ مکروہ ہے البتہ پختہ اطاعت سے نفلی روزہ رکھا جاسکتا ہے یعنی یہ نہ ہو کہ یا نفلی ہو گیا کوئی دوسرا روزہ۔ اگر ظاہر ہو جائے کہ یہ رمضان کا دن ہے تو جو روزہ رکھا ہے وہ اس کی طرف سے ہو جائے گا۔ اگر روزہ اور افطار کے درمیان تردد ہوا تو روزہ دار نہ ہو گا۔ شعبان کے آخر میں ایک یا دو دن کا روزہ رکھنا مکروہ ہے اس سے زیادہ مکروہ نہیں ہے۔

(بقیہ صفحہ ۲۴۹) یہاں بنیادی بات یہ ہے کہ جن روزوں کے لیے دن متعین ہے ان میں نیت کو نیت کرنا یا رد کرنے کا تعین ضروری نہیں مثلاً اول سے رمضان، نذر اور نفلی روزہ، لیکن جن روزوں کے لیے دن متعین نہیں ان میں جب تک متعین نہ کریں اور رات کو نیت نہ کریں کیسے پتہ چلے گا کہ یہ فلاں قسم کا روزہ ہے چونکہ تضاد نفلی روزہ جسے توڑا گیا تھا، کفاروں کے روزے اور نذر مطلق کا روزہ ایسے روزے ہیں جن کے لیے کوئی دن متعین نہیں لہذا رات کو تعین کے ساتھ نیت کی جاتے کہ صبح فلاں روزہ رکھنا ہے۔

(صفحہ ۲۴۸) لے یعنی ماہ رمضان کے ثبوت کی دو صورتیں ہیں (۱) چاند دیکھنا (۲) شعبان المعظم کے تیس دن پورے کرنا۔

۲ یعنی تیس شعبان کو قطعی نیت سے روزہ رکھا جاسکتا ہے کہ یہ نفلی روزہ ہے لیکن اس صورت (بقیہ صفحہ ۲۴۹)

وَلَمَّا مَرَّ الْمَفْتَى الْعَامَّةَ بِالتَّلَوِّ مَرَّ يَوْمَ الشَّكِّ ثَمَّ بِالْإِفْطَارِ إِذَا ذَهَبَ وَقْتُ
النِّيَّةِ وَلَمْ يَتَّعَيْنِ الْحَالُ وَيَصُومُ فِيهِ الْمَفْتَى وَالْقَاضِي وَمَنْ كَانَ مِنْ
الْخَوَاضِ وَهُوَ مَنْ يَتِمَّكَنُ مِنْ ضَبْطِ نَفْسِهِ عَنِ التَّرْدِيدِ فِي النِّيَّةِ وَمُلَاحَظَةِ
كُونِهِ عَنِ الْفَرَضِ وَمَنْ رَأَى هِلَالَ رَمَضَانَ أَوِ الْفِطْرَ وَحَدَّاهُ وَرَدَّ قَوْلَهُ
لِزِمَةِ الصِّيَامِ وَلَا يَجُوزُ لَهُ الْفِطْرُ بِتَيَقُّنِهِ هِلَالَ شَوَّالٍ وَإِنْ أَفْطَرَ فِي
الْوَقْتَيْنِ قَضَى وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ فِطْرُهُ قَبْلَ مَارِدَةِ الْقَاضِي
فِي الصَّحِيحِ وَإِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ مِّنْ غَيْمٍ أَوْ غَبَارٍ وَنَحْوِهِ قِيلَ
خَبَرُوا أَحَدَ عَدَلٍ أَوْ مُسْتَوِيرٍ فِي الصَّحِيحِ وَلَوْ شَهِدَ عَلَى شَهَادَةٍ وَاحِدٍ مِّثْلَهُ
وَلَوْ كَانَ أَتَشَى أَوْ رَاقِيًا أَوْ مَحْدُودًا فِي قَدْفٍ تَابَ لِرَمَضَانَ

مفتی، شک کے دن عام لوگوں کو انتظار کا حکم دے پھر جب نیت کا وقت چلا جائے اور صورت حال
واضح نہ ہو تو افطار کا حکم دے۔ اس دن مفتی، قاضی اور خاص خاص لوگ روزہ رکھیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو
نیت میں تردد سے اور اسے فرض سمجھنے سے اپنے آپ پر کنٹرول کر سکتے ہیں۔
جس شخص نے تین ماہ رمضان یا عید کا چاند دیکھا اور اس کی بات رد کر دی گئی۔ اس پر روزہ رکھنا
لازم ہے۔ اور عید کے چاند کا یقین ہونے کے باوجود اس کے لیے روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔ اور اگر اس نے
ان دونوں میں روزہ توڑا تو قضا کرے اس پر کفارہ نہیں اگر چہ اس کا توڑنا قاضی کے رد کرنے سے پہلے ہو یہی صحیح بات ہے۔
جب آسمان میں بادلوں یا غبار وغیرہ کی وجہ سے کچھ خرابی ہو تو صحیح قول کے مطابق رمضان کے لیے
ایک عادل یا مستور الحال کی گواہی قبول کی جاتی ہے۔ اگرچہ اس نے اپنے جیسے ایک آدمی کی گواہی پر شہادت
دی ہو اگرچہ وہ عورت یا غلام ہو یا اسے قذف میں مددگی ہو اور اس نے توبہ کر لی۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) میں کہ اگر یہ دن رمضان کا ہو تو رمضان کا روزہ ورنہ نفلی روزہ ہوگا، جائز نہیں۔ اگر نفل کی
قلبی نیت سے رکھا اور بعد میں معلوم ہوا کہ یہ رمضان المبارک کا دن تھا تو وہ روزہ رمضان کا ہو جائے گا۔
(بقیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ صفحہ سابقہ سے سابقہ)

ورنہ نفلی ہوگا۔

۳۳ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ماہ رمضان سے ایک یا دو دن پہلے روزہ نہ رکھو۔ البتہ جو شخص روزہ رکھتا ہو اور اب یہ دن اس کے موافق ہو جائے۔ مثلاً وہ ہر اتوار یا سوموار کا روزہ رکھتا ہے اب یہ دن ان آخری تہہ نچوں میں آگئے تو روزہ رکھ سکتا ہے۔

۳۴ حاشیہ صفحہ سابقہ ۱۷ یعنی زوال تک کچھ بھی نہ کھائیں پیئیں۔ اس وقت چاند کا علم ہو جائے تو نیت کر لیں ورنہ چھوڑ دیں۔ زوال کے بعد نیت نہیں ہو سکتی۔

۳۵ کیونکہ اسے ذاتی طور پر چاند کا یقین ہے اور قرآن پاک میں ارشاد ہے پس تم میں سے جو اس مہینے کو پاتے وہ اس کو روزہ رکھے۔

۳۶ حضور علیہ السلام نے فرمایا تمہارا روزہ اس دن ہے جس دن تم سب روزہ رکھو اور تمہارا افطار اس دن ہے جس دن تم سب افطار کرو۔ چونکہ باقی لوگوں نے روزہ رکھا ہوا لہذا اس پر بھی واجب ہے کہ روزہ نہ چھوڑے۔

۳۷ پہلی صورت میں اس پر روزہ واجب تھا۔ دوسری صورت میں اس کے نزدیک عید تھی لیکن شہادت رد ہونے کی وجہ سے شبہ پیدا ہو گیا اس لیے روزہ تو رکھنا ہو گا لیکن توڑنے سے کفارہ واجب نہیں ہو گا۔

۳۸ عادل سے مراد وہ شخص ہے جس کی نیکیاں، برائیوں سے زیادہ ہوں اور وہ ایسے کاموں سے اجتناب کرتا ہو جو مروت کے خلاف ہیں۔ مثلاً بازار میں کھڑے ہو کر کھانا پینا، سرعام پیشاب کرنا وغیرہ۔

۳۹ مستر الحال وہ ہے جس کا فسق و عدالت واضح نہ ہو بلکہ اس کی حالت غیر معلوم ہو۔

۴۰ جس آدمی کو کسی پر زنا کا جھوٹا الزام لگانے کا سزا دی گئی اسے محدود فی القذف کہتے ہیں۔

وَلَا تُشْتَرَطُ لَفْظُ الشَّهَادَةِ وَلَا الدَّعْوَى وَشُرْطُ لِهَلَالِ الْفِطْرِ إِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ
 عِلَّةٌ لَفْظُ الشَّهَادَةِ مِنْ حَرَّتَيْنِ أَوْ حَرَّتَيْنِ بِلَا دَعْوَى وَإِنْ لَمْ يَكُنْ بِالسَّمَاءِ
 عِلَّةٌ فَلَا بُدَّ مِنْ جَمْعٍ عَظِيمٍ لِرَمَضَانَ وَالْفِطْرِ وَمِقْدَارُ الْجَمْعِ الْعَظِيمِ
 مَفْوُضٌ لِرَأْيِ الْإِمَامِ فِي الْأَصَحِّ وَإِذَا تَمَّ الْعَدَدُ بِشَهَادَةِ فَرْدٍ وَلَمْ يَر
 هِلَالُ الْفِطْرِ وَالسَّمَاءُ مَصْحِيحَةً لَا يَحِلُّ لَهُ الْفِطْرُ وَاخْتَلَفَ الرَّجِيحُ
 فِيمَا إِذَا كَانَ بِشَهَادَةِ عَدْلَيْنِ وَلَا خِلَافَ فِي حِلِّ الْفِطْرِ إِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ
 عِلَّةٌ وَكَوُثِبَتْ رَمَضَانُ بِشَهَادَةِ الْفَرْدِ

لفظ شہادت اور دعویٰ شرط نہیں:

اور عید کے چاند کے لیے آسمان میں کوئی خرابی ہونے کی وجہ سے دو آزاد مردوں یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد
 عورتوں کی طرف سے لفظ شہادت شرط ہے لفظ دعویٰ شرط نہیں۔ اگر آسمان میں کوئی خرابی نہ ہو تو رمضان اور
 عید دونوں کے لیے ایک بہت بڑی جماعت کا ہونا ضروری ہے۔ اصح قول کے مطابق بڑی جماعت کی مقدار امام
 کی رائے کے پیر ہے۔ جب ایک آدمی کی شہادت کی بنا پر رمضان کی گنتی پوری ہو جاتے اور عید کا چاند نظر نہ
 آئے حالانکہ آسمان بھی صاف ہو تو روزہ چھوڑنا جائز نہیں۔ اگر دو آدمیوں کی گواہی سے ہو تو اس میں ترجیح مختلف ہے
 اور اگر آسمان میں کچھ خرابی ہو تو روزہ چھوڑنے میں کوئی اختلاف نہیں۔ اگرچہ رمضان (کا چاند) ایک آدمی کی گواہی
 سے ثابت ہوا ہو۔

۱۔ چونکہ یہاں روزہ چھوڑنے کا مسئلہ ہے لہذا احتیاط کے پیش نظر ایک آدمی کی گواہی قبول نہیں کی جائیگی اور لفظ شہادت بھی ضروری ہوگا۔
 ۲۔ یعنی خاص تعداد مقرر نہیں کی جاسکتی کیونکہ مقامات اور بندوں کے حالات مختلف ہوتے ہیں۔ یہ ہو سکتا ہے کہ ایک
 ملے کے لوگ اپنی بیعت و تقویٰ کے پیش نظر کم تعداد میں بھی دوسری جگہ کے لوگوں سے اعتماد میں بڑھ جائیں۔
 ۳۔ مطلب یہ ہے کہ رمضان کا چاند ایک آدمی کی شہادت پر ثابت ہوا اور اب تیس دن پورے ہونے پر بھی چاند نظر
 نہ آئے تو عید کرنا جائز نہ ہوگا کیونکہ ممکن ہے رمضان کا چاند صحیح ثابت نہ ہوا ہو۔
 ۴۔ کیونکہ یہاں چاند کے نظر آنے میں بادل وغیرہ رکاوٹ ہیں لہذا یہ نہیں کہا جاسکتا کہ چاند طلوع ہی نہیں ہوا۔

وَهَلَالُ الْأَضْحَى كَالْفِطْرِ وَيُشْتَرَطُ لِبَقِيَّةِ الْأَهْلَةِ شَهَادَةُ رَجُلَيْنِ عَدَلَيْنِ
 أَوْ حُرَّتَيْنِ غَيْرِ مُحَدَّدَيْنِ فِي قَدْرِ وَإِذَا ثَبَتَ فِي مَطْلَعِ قَطْرِ لَزِمَ
 سَائِرُ النَّاسِ فِي ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى وَاکْثَرُ الْمَشَائِخِ وَلَا غَيْرَهُ
 بِرُؤْيَا الْهَلَالِ نَهَاءً اسْوَاءً كَانَ قَبْلَ الزَّوَالِ أَوْ بَعْدَ لَا وَهُوَ اللَّيْلَةُ
 الْمُسْتَقْبَلَةُ فِي الْمُنْخَارِ

عید الاضحیٰ کا چاند عید الفطر کی طرح ہے۔ جب کہ باقی چاندوں کے لیے دو آزاد عادل مردوں
 یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتوں کی شہادت کافی ہے لیکن انہیں قذف میں حد نہ لگی ہوئے
 جب ایک علاقے کے مطلع میں چاند ثابت ہو جائے تو ظاہر مذہب کے مطابق تمام لوگوں پر
 (چاند کو تسلیم کرنا) لازم ہے اسی پر فتویٰ ہے اور اکثر مشائخ کا یہی موقف ہے۔ دن کو چاند
 دیکھنے کا اعتبار نہیں۔ زوال سے پہلے ہو یا بعد اور مختار قول کے مطابق وہ آٹے والی رات
 کا ہے۔

۱۔ عید الاضحیٰ کے چاند سے دو عبادتیں متعلق ہیں ایک حج اور دوسری قربانی، لہذا اس چاند میں بھی نہایت
 اہتمام و احتیاط کی ضرورت ہے۔

۲۔ قذف سے مراد کسی پاک دامن پر دنا و فیروہ کا الزام لگانا ہے۔ ایسے شخص کو اس جرم کی پاماش میں شرعی
 حد لگائی جاتی ہے۔

۳۔ یعنی یہ چاند پہلی رات کا نہیں بلکہ آئندہ رات کا شمار ہوگا کیونکہ حضور علیہ السلام نے فرمایا: "چاند دیکھ
 کر روزہ رکھو" لہذا اسے پہلی رات کا ماننے کی صورت لازم آئے گا کہ چاند کا ثبوت بعد میں ہوا اور روزہ پہلے
 رکھا گیا۔ حالانکہ حدیث شریف کی رو سے یہ صحیح نہیں۔

بَابُ مَا لَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ

وَهُوَ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ شَيْئًا مَا لَوْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَوْ جَامَعَ نَاسِيًا وَ
 إِنْ كَانَ لِلنَّاسِي قُدْرَةٌ عَلَى الصَّوْمِ يَذْكُرُكَ بِهِ مِنْ مَاءٍ يَأْكُلُ وَكُرْهٍ عَدَمُ
 تَذْكِيرِهِ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ لَهُ قُوَّةٌ فَلَا وُلَى عَدَمُ تَذْكِيرِهِ أَوْ أَنْزَلَ يَنْظُرُ أَوْ
 فِكْرُ وَإِنْ أَدَامَ النَّظَرَ وَالْفِكْرَ أَوْ أَذْهَنَ أَوْ اكْتَحَلَ وَلَوْ وَجَدَ طَعْمَهُ فِي حَلْقِهِ
 أَوْ احْتَجَمَ أَوْ اغْتَابَ أَوْ نَوَى الْفِطْرَ وَلَمْ يُفْطِرْ أَوْ دَخَلَ حَلَقَةً دُخَانُ بِلَا
 صُنْعِهِ أَوْ غُبَارُ الطَّاحُونِ أَوْ ذُبَابٌ أَوْ أَثَرُ طَعْمِ الْأَدْوِيَةِ فِيهِ
 وَهُوَ ذَاكِرٌ لَصَوْمِهِ أَوْ أَصْبَحَ جُنُبًا وَلَوْ اسْتَمَرَ يَوْمًا بِالْجَنَابَةِ أَوْ سَبَّ

جن چیزوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا:

یہ تقریباً چوبیس چیزیں ہیں۔

۱، ۲، ۳۔ بھول کر کھایا، پیایا جماع کیا۔ اگر بھولنے والے کو روزہ رکھنے کی طاقت ہو تو دیکھنے والا اسے یاد دلاتے

یاد نہ دلانا مکروہ ہے۔ اور اگر اسے طاقت نہ ہو تو یاد نہ دلانا بہتر ہے۔

۴، ۵۔ دیکھنے یا سوچنے سے انزال ہو گیا۔ اگرچہ دیر تک دیکھتا یا سوچتا رہا۔

۶، ۷۔ تیل لگانا، سرمہ لگانا۔ اگرچہ اس (سرے) کا فائدہ پہنچانے حلق میں پاتے رہے۔

۸، ۹، ۱۰۔ سینگلی گواہی، غیبت کی یا روزہ توڑنے کی نیت کی لیکن توڑا نہیں۔

۱۱، ۱۲۔ اس کے اپنے عمل کے بغیر حلق میں دھواں یا غبار داخل ہو گیا اگرچہ چکی کا غبار ہو۔

۱۳، ۱۴۔ کھسی یا دوائیوں کا اثر حلق میں پہنچ گیا حالانکہ اس کو روزہ یاد (بھی) تھا۔

۱۵۔ صبح جنابت کی حالت میں اٹھا اور دن بھر جنبی رہا۔

۱۔ اگر یاد آنے کے بعد فوراً نہ رکا بلکہ کھاتا پیتا رہا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۲۔ کیونکہ اس صدمت میں جماع نہ حقیقتاً پایا گیا اور نہ حکماً۔

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

فِي احْلِيلِهِ مَاءً اَوْ دُهْنًا اَوْ خَاضَ نَهْرًا فَدَخَلَ الْمَاءُ اُذُنَهُ اَوْ حَكَ اُذُنَهُ
يَعُودُ فَتَحْرَجَ عَلَيْهِ دَرَنٌ ثُمَّ ادْخَلَهُ مِرَاسًا اِلَى اُذُنِهِ اَوْ دَخَلَ اَنْفَهُ
مُخَاطًا فَاسْتَنْشَقَهُ عَمَدًا

اَوْ ابْتَلَعَهُ وَيَنْبَغِي الْقَاءُ النَّخَامَةِ حَتَّى لَا يَفْسُدَ صَوْمُهُ عَلَى قَوْلِ الْاِمَامِ الشَّافِعِ
لِحَيْثُ اللَّهِ اَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَعَادَ بِغَيْرِ صُنْعِهِ وَلَوْ مَلَأَهَا فِي الصَّحِيحِ وَاسْتَقَاءَ
اَقْلًا مِنْ مِلْءٍ فِيهِ عَلَى الصَّحِيحِ اَوْ اَكَلَ مَا بَيْنَ اَسْنَانِيهِ وَكَانَ دُونَ الْحِصَّةِ
اَوْ مَضَعَهُ مِثْلَ سَمْسِمَةٍ مِّنْ خَارِجٍ فِيهِ حَتَّى تَلَا مَشَتْ وَلَمْ يَجِدْ لَهَا
طَعْمًا فِي حَلِيقِهِ

۱۸۱۷۱۶ — عضو مخصوص کے سوراخ میں پانی یا تیل ڈالا یا نہر میں غوطہ لگایا پس پانی کان میں داخل ہوگی۔

۱۹ — نکلنے کے ساتھ کان کھلایا تو اس کے ساتھ میل نکلی پھر اسے بار بار کان میں داخل کیا۔

۲۰ — ناک میں ریشم داخل ہوتی پھر جان بوجھ کر اسے اوپر چڑھایا یا نگل لیا۔

نوٹ: کھنگار کو مہینک دینا مناسب ہے تاکہ امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی روزہ نہ ٹوٹے۔

۲۱ — قے غالب آگئی اور روزے دار کے اپنے گل و گل کے بغیر واپس لوٹ گئی اگرچہ منہ بھر کر ہو صبح قول یہی ہے

۲۲ — جان بوجھ کر تے کی لیکن منہ بھر کر نہ تھی صبح قول کے مطابق یہی بات ہے اگرچہ اسے خود لوٹا دے یہ بھی

صبح قول کے مطابق ہے۔

۲۳ — دانتوں کے درمیان جو کچھ تھا اسے کھایا اور وہ پھنے سے کم تھا۔

۲۴ — باہر سے تل کے برابر کوئی چیز منہ میں ڈال کر چبائی یہاں تک کہ وہ چپٹ گئی اور حلق میں اگل ڈالنے نہیں پایا۔

دفعہ سوم (سبق ۳) روزہ ٹوٹنے میں اصل بات یہ ہے کہ کسی سوراخ سے کوئی چیز اندر جاتے مسام سے اندر جانے والی چیز کا اعتبار نہیں ہوگا۔

۳۵ — اگرچہ دن بھر جنبی رہنا گناہ ہے مگر جلدی ممکن ہو فضل کرنا چاہیے۔

(صفحہ ۱۷۱) اسے کیونکہ یہ خزانہ کی طرف سے جو فائدہ کی طرف منفعہ نہیں۔

۳۶ — کیونکہ یہ باہر سے کسی چیز کا اندر داخل کرنا نہیں ہے۔

بَابُ مَا يَفْسُدُ بِهِ الصَّوْمُ وَتَجِبُ بِهِ الْكَفَّارَةُ مَعَ الْقَضَاءِ

وَهُوَ اثْنَانِ وَعِشْرُونَ شَيْئًا إِذَا فَعَلَ الصَّائِتُ شَيْئًا مِنْهَا طَائِعًا مُتَعَيِّدًا
غَيْرَ مُضْطَرٍّ لَزِمَهُ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ فِي أَحَدِ السَّبِيلَيْنِ عَلَى
الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُولِ بِهِ وَالْأَكْلُ وَالشَّرْبُ سَوَاءٌ فِيهِ مَا يُتَغَذَّى بِهِ أَوْ يُتَدَاوَى
بِهِ وَابْتِلَاءٌ مَطْرِدٌ دَخَلَ إِلَى فِيهِ وَآكَلَ اللَّحْمَ النَّجَسَ إِلَّا إِذَا ذُوذَ وَآكَلَ
الشَّحْمَ فِي اخْتِيَارِ الْفَقِيهِ أَبِي الْبَيْتِ وَقَدْ يُدَى اللَّحْمُ بِالِاتِّفَاقِ وَآكَلَ
الْحِنْطَةَ وَابْتِلَاءٌ حَبَّةٌ سَمْسِمَةٌ أَوْ نَحْوَهَا مِنْ خَارِجٍ فِيهِ فِي الْمُنْخَارِ

جن چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا اور قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم آتا ہے :

یہ بائیس چیزیں ہیں جب روزہ دار ان میں سے کوئی چیز اپنی خوشی سے جان بوجھ کر کسی مجبوری کے بغیر
اپنا تا ہے تو اس پر قضا اور کفارہ (دونوں) لازم آتے ہیں۔

۲۱۔۔۔ دو دوستوں میں سے ایک میں جماع کرنے سے قائل اور مفعول دونوں پر۔

۲۳۔۔۔ کھانا اور پینا اس میں وہ چیز جسے کھایا جاتا ہے یا وہ چیز جسے بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے برابر ہیں۔

۵۔۔۔ ہارش (کاپانی) نکل لینا جو اس کے منہ میں داخل ہوا۔

۶۔۔۔ کچا گوشت کھانا البتہ اس میں کیڑے پڑ چکے ہوں (تو کفارہ لازم نہیں ہوگا)۔

۷۔۔۔ چربی کھانا یہ بات فقیر ابواللیث رحمہ اللہ کے نزدیک مختار ہے۔

۹، ۸۔۔۔ خشک کیا ہوا گوشت (بالاتفاق) اور گندم کا کھانا

۱۰۔۔۔ گندم کو دانوں سے توڑنا مگر یہ کہ دانے کو چھایا اور وہ منہ سے چھٹ گیا۔

۱۱۔۔۔ گندم کا دانہ یا تیل کا دانہ یا اس کی مثل منہ کے باہر سے لے کر نکل لینا یہ مختار مذہب کے مطابق ہے۔

(جاری)

روزہ ٹوٹ جائے گا۔

۳۳ غذا کی تعریف میں اختلاف ہے بعض نے کہا وہ چیز جسے کھانے کو دل چاہے اور اس سے پیٹ کی خواہش پوری ہو جائے جب کہ کچھ لوگوں کے نزدیک غذا وہ ہے جو اصلاح بدن کا فائدہ دیتی ہے۔ اس اختلاف کی بنیاد پر اگر کسی نے قہر چاکر نکال دیا پھر اسے نگل گیا تو دوسرے قول کے مطابق چونکہ یہ غذا ہے لہذا کفارہ واجب ہوگا جب کہ پہلے قول کے مطابق کفارہ واجب نہ ہوگا۔ پہلا قول زیادہ صحیح ہے۔
(مراقی الفلاح)

۳۴ کیونکہ اب وہ غذا نہیں رہا۔

۳۵ اگر چربی خشک ہو تو کفارہ لازم آئے گا اس پر سب کا اتفاق ہے۔

۳۶ چونکہ حلق سے نہیں اتر لہذا روزہ بالکل نہیں ٹوٹے گا۔

۳۷ کیونکہ اسے بطور دوا کھایا جاتا ہے۔

۳۸ چونکہ تھوڑا نمک کھانے کی طرف رغبت ہوتی ہے لہذا وہ غذا بنے گا جب کہ زیادہ نمک کی طرف رغبت نہ ہونے کی وجہ سے وہ غذا نہیں اور دوا بھی نہیں۔

۳۹ چونکہ اس سے لذت حاصل ہونے کی وجہ تکمیل شہوت ہوتی ہے لہذا کفارہ لازم آئے گا۔ بیوی اور دوست کے علاوہ کسی کے لعاب میں یہ بات نہیں۔ عورت کے لیے خاوند کا لعاب بھی کفارہ لازم کرتا ہے۔

۴۰ ان سب صورتوں میں چونکہ روزہ ٹوٹا نہیں تھا لیکن اس نے یہ سمجھا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے اور اس طرح جان بوجھ کر کھانا کھالیا تو کفارہ لازم آئے گا البتہ دو صورتیں مستثنیٰ ہیں جن کا ادھر ترجمہ میں ذکر ہے۔

حدیث شریف میں ہے ”غیبت روزہ توڑ دیتی ہے“ اس کا مطلب یہ ہے کہ روزے کی حالت میں غیبت کرنے سے ثواب روزے کا ثواب مناع ہو جاتا ہے۔

اگر روزے دار کو یہ مفہوم معلوم تھا تو کفارہ لازم آئے گا ورنہ نہیں۔

اسی طرح حدیث شریف میں ہے، سیگی لگانے اور لگوانے والے کا روزہ ٹوٹ گیا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کا روزہ ٹوٹنے کے قریب ہو گیا۔

۴۱ مثلاً ایک شخص کو کسی عورت سے جماع پر مجبور کیا گیا اور عورت نے بخوشی قبول کر لیا تو اس صورت میں عورت پر کفارہ ہوگا مرد پر نہیں۔ کیونکہ عورت کو مجبور نہیں کیا گیا اور مرد کو مجبور کیا گیا۔

(فَصْلٌ فِي الْكَفَّارَةِ وَمَا يُسْقِطُهَا عَنِ الدَّامَةِ) تَسْقُطُ الْكَفَّارَةُ بِطَرْدٍ حَبِصٍ أَوْ
 نَفَاسٍ مُبَيَّنٍّ لِلْفِطْرِ فِي يَوْمِهِ وَلَا تَسْقُطُ عَنْ سُؤْفَرٍ بِهِ كُرْهًا بَعْدَ لُزُومِهَا
 عَلَيْهِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَالْكَفَّارَةُ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ وَلَوْ كَانَتْ غَيْرَ مُؤْمِنَةٍ فَإِنْ
 عَجَزَ عَنْهُ صَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ لَيْسَ فِيهِمَا يَوْمٌ عِيدٌ وَلَا يَوْمُ التَّشْرِيقِ
 فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الصَّوْمَ أَطْعَمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا يَغْدِيهِمْ وَيُعَشِّيهِمْ غَدَاءً
 وَعِشَاءً مُشْبِعَيْنِ وَغَدَاءَيْنِ أَوْ عِشَاءَيْنِ وَعِشَاءً وَسُحُورًا أَوْ يُعْطَى كُلَّ
 فَتِيرٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ دَقِيقَةٍ أَوْ سَوِيْقَةٍ أَوْ صَاعَ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ أَوْ قِيمَةٍ
 وَكَفَّتْ كَفَّارَةُ وَاحِدَةٍ عَنْ جَمَاعٍ وَأَكْلٌ مُتَعَدِّدٍ فِي أَيَّامٍ لَمْ يَتَحَلَّلْهُ تَكْفِيرٌ
 وَلَوْ مِنْ رَمَضَانَيْنِ عَلَى الصَّحِيحِ فَإِنْ تَحَلَّلَ التَّكْفِيرُ لَا تَكْفِي كَفَّارَةُ
 وَاحِدَةٍ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ

کفارہ اور جو چیز اس کو ذمہ سے ساقط کر دیتی ہے :

اسی دن حبص، نفاس یا ایسی بیماری کے پیدا ہوجانے سے جس سے روزہ چھوڑنا جائز ہوتا ہے کفارہ ساقط
 ہوجاتا ہے اس آدمی سے ساقط نہیں ہوتا جس کو کفارہ لازم ہونے کے بعد بروستی سفر پر لے جایا گیا۔ یہ ظاہر روایت
 کے مطابق ہے۔

کفارہ ایک غلام (یا لونڈی) آزاد کرنا ہے۔ اگرچہ وہ مومن نہ ہو اگر اس سے عاجز ہو تو مسلسل دو مہینے کے
 روزے رکھے جن کے دوران عید اور ایام تشریق نہ ہوں۔ اگر روزہ رکھنے کی طاقت نہ ہو تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلائے
 صبح و شام سیر کر کے کھلائے یا دو صبح یا دو شام یا شام اور سحری کھانا کھلائے یا ہر فقیر کو گندم یا اس کے آٹے یا ستو سے
 نصف صاع دے یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع جو دے یا اس کی قیمت دے مختلف دنوں میں متعدد بار جماع کر لے یا
 بار بار کھانے سے ایک کفارہ کافی ہوگا بشرطیکہ درمیان میں کفارہ ادا نہ کیا ہو۔ اگرچہ دوبارہ کے رمضان سے ہو یہی صحیح بات ہے
 اگر درمیان میں کفارہ آگیا تو ظاہر رعایت کے مطابق ایک کفارہ کافی نہ ہوگا۔

لے یعنی جس دن روزہ جان بوجھ کر توڑا اسی دن بعد میں کوئی ایسا عذر پیدا ہو گیا جس سے روزہ (بقیہ بر سفر آئندہ)

بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ مِنْ غَيْرِ كَفَّارَةٍ

وَهُوَ سَبْعَةٌ وَخَمْسُونَ شَيْئًا إِذَا أَكَلَ الصَّائِمُ أَمْرًا زَانِيًا أَوْ عَجِينًا أَوْ دَقِيقًا
أَوْ مِلْحًا كَثِيرًا دَفْعَةً أَوْ طِينًا غَيْرَ إِرْمِيٍّ لَمْ يُعْتَدَ أَكْلُهُ أَوْ تَوَاتُّهُ أَوْ قَطْنًا
أَوْ كَاغْدًا أَوْ سَفَرَجَلًا وَلَمْ يُطْبَخْ أَوْ جَوْشَنًا رَطْبَةً أَوْ ابْتَلَعَ حَصَاةً أَوْ

کفارہ کے بغیر روزے کا ٹوٹنا:

یہ ستاون چیزیں ہیں۔

۱۳۴۔۔۔ جب روزے دار کچے چادل، گوندھا ہوا آٹا، خشک آٹا اور بہت سائیک ایک دفعہ کھائے لے
۱۳۵۔۔۔ غیر ارمنی مٹی جس کو کھانے کی عادت نہیں، گٹھلی، روتی، کاغذ اور بی دانہ جو پکا ہوا نہ ہو لے

(یعنی صفحہ سابقہ) چھوڑنا جائز ہو جائے مثلاً حیض، نفاس اور بیماری، تو اب کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دن کے اول میں روزہ رکھنا ضروری تھا جسے توڑا گیا اور پچھلے صے میں عذر لاحق ہونے کی وجہ سے چھوڑنا جائز تھا اب یہ نہیں ہو سکتا کہ آدمی دن کا روزہ ضروری ہو اور آدھے کا غیر ضروری۔ اس طرح پہلے صے کا وجوب مشتبہ ہو گیا لہذا کفارہ ساقط ہو جائے گا۔

۱۔ کیونکہ یہ عذر اللہ تعالیٰ کی طرف سے نہیں اور صاحب حق تو وہی ہے۔

۲۔ یعنی کفارہ ادا کرنے سے پہلے جتنی بار روزہ توڑا ایک ہی کفارہ کافی ہوگا لیکن پہلی بار توڑنے پر کفارہ ادا کر دیا پھر توڑا تو اب دوبارہ کفارہ دینا ہوگا۔

۳۔ یعنی پورا سال گزر گیا اور پچھلے رمضان کا کفارہ ادا نہیں کیا۔ اب دوسرے رمضان میں بھی ایک یا کئی روزے توڑے تو عید کے بعد جو کفارہ ادا کرے گا وہ دونوں سالوں کے رمضان سے ادا ہو جائے گا۔

(صفحہ ہذا) ۱۔ چونکہ ان تمام صورتوں میں غذائیت کا معنی ناقص ہے لہذا کفارہ لازم نہ ہوگا البتہ آٹے کے ساتھ گھی وغیرہ ملا کر کھانے کے لیے تیار کیا گیا تو کفارہ لازم آئے گا۔

۲۔ یہاں بھی دلنے کا ذکر ہے لیکن ہر وہ پھل جو کچا نہ کھایا جاتا، ہومرا ہے۔

حَدِيدًا أَوْ تَرَابًا أَوْ حَجَرًا أَوْ احْتَقَنَ أَوْ اسْتَعْطَى أَوْ أَجْرَبَ بِصَبِّ شَيْءٍ
فِي حَلْقِهِ عَلَى الْأَصْبَحِ أَوْ أَقْطَرَ فِي أُذُنِهِ دُهْنًا أَوْ مَاءً فِي الْأَصْبَحِ أَوْ دَاوَى
جَائِقَةً أَوْ أَمَةً يَدَاوَى وَوَصَلَ إِلَى جَوْفِهِ أَوْ دِمَاعِهِ أَوْ دَخَلَ حَلْقَهُ
مَطَرٌ أَوْ ثَلَجٌ فِي الْأَصْبَحِ وَلَمْ يَتَلَعَّ بِصُنْعِهِ أَوْ أَفْطَرَ خَطَأً بِسَبْقِ مَاءٍ الْمَضْمُونَةِ
إِلَى جَوْفِهِ أَوْ أَفْطَرَ مُكْرَهًا وَلَوْ بِالْجَمَاعِ أَوْ أَكْرَهَتْ عَلَى الْجَمَاعِ أَوْ أَفْطَرَتْ
خَوْفًا عَلَى نَفْسِهَا مِنْ أَنْ تَمْرَضَ مِنَ الْخِدْمَةِ أَمَةً كَانَتْ أَوْ مِنْ كَوْحَةٍ
أَوْ صَبَّ أَحَدٌ فِي جَوْفِهِ مَاءً وَهُوَ نَاسِحٌ أَوْ كُلَّ عَمَدًا بَعْدَ أَكْلِهِ نَاسِيًا وَلَوْ
عَلِمَ الْخَبَرَ عَلَى الْأَصْبَحِ أَوْ جَامِعَ نَاسِيًا ثُمَّ جَامَعَ عَامِدًا ۱۔

۱۶ تا ۱۸۔ تراخوٹ کھانا، کٹکریاں، لوبہ، مٹی یا پتھر نگلنا، حقنہ کرانا، ناک میں دوائی چڑھانا۔
۱۹ تا ۲۱۔ حلق میں کوئی چیز ڈال کر اندر پہنچاتی رہے اس قول کے مطابق ہے بیان میں تیل یا پانی کے قطرے ڈالے یہ اس قول مطابق ہے۔
۲۲۔ پیٹ کے زخم یا دماغ کے زخم میں دوائی ڈالی اور پیٹ یا دماغ تک پہنچ گئی۔
۲۳ تا ۲۴۔ حلق میں بارش یا برف داخل ہوتی اور اس نے خود نہیں نگلی یا کلی کا پانی پیٹ تک غلطی سے پہنچ گیا۔
۲۵، ۲۶۔ کسی کے مجبور کرنے سے افطار کیا چاہے جماع کے ذریعے ہو یا عورت کو جماع پر مجبور کیا گیا۔
۲۷، ۲۸۔ عورت نے خدمت کے باعث بیمار ہو جانے کے خوف سے روزہ توڑا۔ آزاد عورت ہو یا لونڈی یا سوتے
ہوتے کے پیٹ میں کسی نے پانی ڈالا۔

۲۸۔ بھول کر کھانے کے بعد جان بوجھ کر کھایا اگر پہلے حدیث معلوم ہو یہ اس قول کے مطابق ہے۔
۲۹، ۳۰۔ بھول کر جماع کرنے کے بعد جان بوجھ کر جماع کیا یا دن کو نیت کرنے کے بعد کھایا اور رات کو نیت نہیں کی تھی۔

۱۔ پانانے کے راستے سے دوائی چڑھانا حقنہ کہلاتا ہے اور ناک میں دوائی ڈالنا استعوط ہے۔
۲۔ یعنی اسے خوف ہوا کہ غافل یا ملک کی خدمت کے باعث بیمار پڑ جائے گی اسلئے اس طرح روزہ توڑ دیا تو صرف قضاء لازم آئے گی۔
۳۔ حدیث شریف میں ہے کہ جو آدمی روزے کی حالت میں بھول کر کچھ کھاتے یا پیے تو وہ روزہ پورا کرے یہ حدیث
خبر واحد ہے جس کی بنیاد پر علم قطعی حاصل نہ ہوگا البتہ اس پر عمل واجب ہوگا لہذا صرف قضا ہوگی۔
۴۔ کیونکہ کفارہ اسی صورت میں لازم ہوتا ہے جب رات کو نیت کرے۔

أَوْ أَكَلَ بَعْدَ مَا تَوَى نَهَارًا وَلَمْ يَبَيِّتْ نِيَّتَهُ أَوْ أَصْبَحَ مُسَافِرًا فَتَوَى
 الْإِقَامَةَ ثُمَّ أَكَلَ أَوْ سَافَرَ بَعْدَ مَا أَصْبَحَ مُحْتَمِلًا فَأَكَلَ أَوْ أَفْسَدَ يَلَابِنَةً
 صَوْمٍ وَلَا فِطْرًا أَوْ تَسَحَّرَ أَوْ جَامَعَ شَاكَ فِي طُلُوعِ الْفَجْرِ وَهُوَ طَالِعٌ أَوْ أَفْطَرَ
 بِظِلِّ الْغُرُوبِ وَالشَّمْسُ بَاقِيَةٌ أَوْ أَنْزَلَ يَوْمًا مَيْتَةً أَوْ بِهَيْمَةً أَوْ بِتَفْخِيزٍ
 أَوْ بِتَبْطِيطٍ أَوْ قَبْلَهُ أَوْ لَمَسَ أَوْ أَفْسَدَ صَوْمَ غَيْرِ آدَاءِ رَمَضَانَ أَوْ وَطِئَتْ
 وَهِيَ نَائِمَةٌ أَوْ أَفْطَرَتْ فِي فَرْجِهَا عَلَى الْأَصْعِ أَوْ أَدْخَلَ أَصْبَعَهُ مَبْلُورَةً بِمَاءٍ
 أَوْ دُهْنٍ فِي دُبُرِهِ أَوْ أَدْخَلَتْهُ فِي فَرْجِهَا الدَّاخِلِ فِي السُّخْتَارِ أَوْ أَدْخَلَ
 قُطْنَةً فِي دُبُرِهِ أَوْ فِي فَرْجِهَا الدَّاخِلِ وَغَيْبَهَا أَوْ أَدْخَلَ حَلَقَةً دُخَانًا
 يَصْنَعُهَا أَوْ اسْتَقَاءَ وَكَوْدُونَ مِلءُ الْفَمِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَشَرَطَ أَبُو يُوسُفَ
 مِلءُ الْفَمِ وَهُوَ الصَّحِيحُ

- ۲۱۔ صبح کے وقت مسافر تھا پھر اقامت کی نیت کر کے کھانا کھالیا۔
 ۲۲، ۲۳۔ صبح مقیم تھا پھر سفر شروع کر دیا اور کھانا کھالیا یا روزے اور افطار کی نیت کے بغیر کچھ نہ کھایا یا پیا۔
 ۲۵، ۲۳۔ طلوع فجر میں شک کرتے ہوئے سوئی کھاتی یا جماع کیا حالانکہ فجر طلوع ہو چکی تھی۔
 ۳۶۔ صبح غروب ہونے کا خیال کرتے ہوئے روزہ افطار کر لیا حالانکہ سورج ابھی کھڑا تھا۔
 ۳۷ تا ۴۰۔ مردہ عورت، جانور، ران یا پیٹ میں دلی کی یا بوسہ یا عورت کو ہاتھ لگایا اور انزال ہو گیا۔
 ۴۱، ۴۲۔ ادا تے رمضان کے علاوہ روزہ توڑ دیا، سوئی ہوئی عورت سے دلی کی گئی۔
 ۴۵۔ سوئی ہوئی عورت کی شرمگاہ میں قطرے ڈالے یہ اصح قول کے مطابق ہے۔
 ۴۸ تا ۴۹۔ پانی یا تیل سے ترانگی اپنی دبر میں یا عورت کی فرج داخل میں ڈالی۔ یہی مختار مذہب ہے۔
 ۵۰، ۴۹۔ اپنی دبر یا عورت کی شرمگاہ میں روتی ڈالی اور اسے غائب کر دیا۔
 ۵۱، ۵۲۔ خود متقی میں دہواں داخل کیا یا خود متقی کی اگرچہ نہ بھرنے سے کم ہو یہ ظاہر روایت کے مطابق ہے۔ امام
 ابو یوسف رحمہ اللہ نے نہ بھرنے کی شرط رکھی اور یہی صحیح ہے۔

۱۔ اقامت کی نیت کرنے کے بعد روزہ رکھنا فرض تھا لیکن چونکہ رات سے نیت نہ تھی لہذا کفارہ (بقیہ برصغور آئندہ)

أَوْ أَعَادَ مَا ذَرَعَهُ مِنَ الْقَيْءِ وَكَانَ مِلٌّ الْفَجْرَ وَهُوَ ذَاكِرٌ لِيَصُومَهُ أَوْ أَكَلَ
مَا بَيْنَ اسْتِنَائِهِ وَكَانَ قَدْرَ الْحِمَاصَةِ أَوْ نَوَى الصَّوْمَ نَهَارًا بَعْدَ مَا أَكَلَ
نَاسِيًا قَبْلَ إِيْجَادِ نِيَّتِهِ مِنَ النَّهَارِ أَوْ أُعْطِيَ عَلَيْهِ وَلَوْ جَمِيعَ الشَّهْرِ إِلَّا
أَنَّهُ لَا يَقْضِي الْيَوْمَ الَّذِي حَدَثَ فِيهِ الْإِعْمَاءُ أَوْ حَدَثَ فِي لَيْلَتِهِ أَوْ جُنَّ
غَيْرُ مُمْتَدٍّ جَمِيعَ الشَّهْرِ وَلَا يَلْزِمُهُ قَضَاءُ مَا يَافِقَاتِهِ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا بَعْدَ
فَوَاتِ وَقْتِ النِّيَّةِ فِي الصَّحِيحِ

- ۵۲۔ غلبہ کرنے والی تہ کو واپس لٹایا اور وہ منہ بھر کر تھی نیز اسے روزہ بھی یاد تھا۔
۵۱، ۵۲۔ دانتوں کے درمیان (رک کی ہوئی) پھنسنے کے برابر چیز کو کھانا یا دن کو نیت کرنے سے پہلے بھول کر کھا یا اور پھر نیت کی۔
۵۲۔ بیہوشی طاری ہوتی اگرچہ مینہ بھر رہے۔ البتہ جس دن یا اس کی رات پیش ہوا اس کی قضا نہ کرے۔
۵۴۔ مہینے سے کم مدت پاگل رہا۔ صبح قول کے مطابق نیت کا وقت چلے جانے کے بعد رات یا دن کو افاقہ ہونے کی صورت میں قضا لازم نہیں ہوگی۔

واقعیہ معفوہ سابقہ لازم نہ ہوگا صرف قضا ہوگی

- ۵۲۔ رات کو نیت کر لی تھی اور صبح مقیم بھی تھا اب سفر شروع کرنے کے باوجود روزہ پورا کرنا ضروری تھا لیکن اس نے سفر کے شبہ سے توڑ دیا تو کفارہ ساقط ہو جائے گا صرف قضا لازم ہوگی۔
۵۳۔ چونکہ نیت نہیں کی لہذا وہ روزہ ادا نہ ہوا اس کی قضا کرے گا۔
۵۴۔ چونکہ یہ حقیقتاً جامع نہیں لہذا صرف قضا ہے۔
۵۵۔ کیونکہ کفارہ رمضان المبارک کی عزت و احترام کو توڑنے کی وجہ سے آتا ہے۔
۵۶۔ اس میں عورت کا اپنا عمل شامل نہیں لہذا کفارہ نہ ہوگا لیکن چونکہ روزے کی نیت پائی گئی اس لیے قضا ہوگی۔
۵۷۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا جو آدمی جان بوجھ کر تہ کرے وہ روزے کی قضا کرے۔
وضوہ ہذا ۱۔ یہاں اگرچہ تہ قصد انہیں کی لیکن لٹانے کی وجہ سے قضا ہوگی۔
۵۸۔ بشرطیکہ طہ سے اتر جائے چونکہ یہ باہر سے داخل نہیں کی لہذا کفارہ نہ ہوگا۔
۵۹۔ کیونکہ یہ ایک قسم کی بیماری ہے۔ نیند کی طرح اس کا آنا بڑھ جانا بھی شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔
۶۰۔ کیونکہ اس بات یا دن نیت پائی گئی تھی حتیٰ کہ اسے نیت کا قیمن نہ ہو تو پہلے دن کا روزہ بھی قضا کرنا پڑے گا البتہ معفوہ ہذا

(فَصْلٌ) يَجِبُ إِلَّا مَسَاكُ بَقِيَّةِ الْيَوْمِ عَلَى مَنْ فَسَدَ صَوْمُهُ وَعَلَى حَائِضٍ وَ
نَفْسَاءَ طَهَرَ تَابَعَدَ طُلُوعِ الْفَجْرِ وَعَلَى صَبِيٍّ بَلَغَ وَكَافِرٍ أَسْلَمَ وَعَلَيْهِمُ
الْقَضَاءُ إِلَّا الْأَخْيَرَيْنِ

روزہ ٹوٹنے کا حکم:

جس شخص کا روزہ ٹوٹ جائے اس پر دن کے باقی حصے میں کھانے پینے سے باز رہنا واجب ہے۔ حیض اور نفاس والی عورتیں طلوع فجر کے بعد پاک ہوں۔ بچہ بالغ ہو جائے اور کافر اسلام لائے تو وہ بھی دن کا باقی حصہ کھانے پینے سے باز رہیں۔ آخری دو کو چھوڑ کر باقی سب پر اس دن کی قضا ہوگی۔

(بقیہ صوم سابقہ)

۵۵ کیونکہ مینے سے کم دنوں کی قضا میں کسی قسم کا حرج نہیں۔

۵۶ کیونکہ دوال کے بعد یا رات کو روزہ نہیں رکھا جاتا۔

(صفحہ ۱۵۱)

۱۵ اگرچہ روزہ کسی عذر کی وجہ سے ٹوٹا پھر وہ عذر زائل ہو گیا۔

۱۶ انہیں وقت کی حرمت و عزت کے پیش نظر ایسا کرنا ضروری ہے اگر مسافر مقیم ہو جائے، بیمار تندرست ہو جائے اور مجنوں ٹھیک ہو جائے تو ان کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

(فَصْلٌ فِيمَا يَكْرَهُ لِلصَّائِمِ وَفِيمَا لَا يُكْرَهُ وَمَا يَسْتَحِبُّ) كَرَاهَةُ الصَّائِمِ
 سَبْعَةُ أَشْيَاءَ ذَوْقُ شَيْءٍ وَمَضْغُهُ يَلَا عُدُّهُ وَمَضْغُ الْعِلْكِ وَالْقُبْلَةُ
 وَالْمُبَاشَرَةُ إِنْ لَمْ يَأْمَنْ فِيهِمَا عَلَى نَفْسِهِ الْإِتْرَالُ أَوِ الْجَمَاعَةُ فِي ظَاهِرِ
 الرِّوَايَةِ وَجَمْعُ الرِّبِّيقِ فِي الْقَمَرِ ثُمَّ ابْتِلَاعُهُ وَمَا ظَنَّ أَنَّهُ يَضَعِفُهُ
 كَالْفَصْدِ وَالْحَجَامَةِ وَتِسْعَةُ أَشْيَاءَ لَا تُكْرَهُ لِلصَّائِمِ الْقُبْلَةُ وَالْمُبَاشَرَةُ
 مَعَ الْأَمْنِ وَدَهْنُ الشَّارِبِ وَالْكَحْلُ وَالْحَجَامَةُ وَالْفَصْدُ
 وَالسَّوَاكُ إِخْرَ النَّهَارِ بَلْ هُوَ مَنَّةٌ كَأَوَّلِهِ وَلَوْ كَانَ رَطْبًا أَوْ مَبْلُورًا
 بِالْمَاءِ وَالْمَضْمَضَةُ وَالْإِسْتِنْشَاقُ لِغَيْرِ وَضْوءٍ وَالْإِغْتِسَالُ وَالتَّلْفُفُ
 بِخُوبٍ مُبْتَلٍ لِلتَّبَرُّدِ عَلَى الْبُقْعَةِ بِهِ وَيَسْتَحِبُّ لَهُ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ السَّحْوُ
 وَتَأْخِيرُهُ وَتَعْجِيلُ الْفِطْرِ فِي غَيْرِ يَوْمٍ غَيْرِهِ

روزہ دار کے لیے مکروہ، غیر مکروہ اور مستحب امور:

روزہ دار کے لیے سات چیزیں مکروہ ہیں۔

۱۔ بلا عذر کوئی چیز چکھنا اور چبانا، گوند چبانا، بوسہ لینا اور مباشرت کرنا۔ ان دو باتوں میں اگر انزال یا جماع سے
 بے خوف نہ ہو۔ یہ ظاہر روایت کے مطابق ہے۔

۲۔ منہ میں تموک جمع کر کے اسے نکل لینا اور جس چیز کا گمان ہو کہ وہ اسے کمزور کر دے گی۔ مثلاً رگ کھانا اور
 سیگی کھانا۔

روزہ دار کے لیے نو چیزیں مکروہ نہیں

۳۔ انزال یا جماع کا، ڈرہ ہو تو بوسہ لینا اور مباشرت کرنا اور نچھول کر تیل لگانا، سرمہ لگانا، پھنسنے لگوانا اور رگ کھانا۔

۴۔ دن کے آخر میں سواک کرنا بلکہ سواک دن کے آغاز کی طرح (اموت بھی) مستحب اگرچہ تازہ پانی میں تر کی گئی ہو۔

۵۔ وضو کے علاوہ کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا، غسل کرنا، ٹھنک مائل کرنے کیلئے ٹریپر پینا۔ اسی قول پر فتویٰ ہے۔

روزہ دار کے لیے تین باتیں مستحب ہیں۔

(ماشیہ المجلد صفحہ ۱)

(۱) سحری کھا (۲) سحری دیر سے کھا (۳) ابراہیمؑ دن دہر تو جلدی افطار کرنا۔

(فَصْلٌ فِي الْعَوَارِضِ) لِمَنْ خَافَ زِيَادَةَ الْمَرَضِ أَوْ بَطْءَ الْبُرْعِ وَالْحَامِلِ
وَمُرَضِعٍ خَافَتْ نُقْصَانَ الْعَقْلِ أَوِ الْهَلَاكَ أَوِ الْمَرَضِ عَلَى نَفْسِهَا نَسَبًا كَانَ
أَوْ رِضَاعًا وَالْخَوْفُ الْمَعْتَبَرُ مَا كَانَ مُسْتَتِدًّا بِالْعَلَبَةِ الظَّنِّ بِتَجَرِبَةٍ أَوْ

عوارض کا بیان:

جس آدمی کو بیماری کے بڑھنے یا دیر سے تندرست ہونے کا ڈر ہو، حاملہ عورت اور دودھ پلانے والی کو عقل کے نقصان یا ہلاکت یا بیمار ہونے کا ڈر ہو چاہے نسبی بچہ ہو یا رضاعی اسے روزہ نہ رکھنا جائز ہے، معتبر خوف وہ ہے جو تجربہ کی بنیاد پر حاصل ہونے والے غالب گمان کی وجہ سے ہو

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱۔ کیونکہ طلوع فجر کے وقت کا فرد بچہ روزے کے سلسلے میں مخاطب ہی نہ تھے لہذا ان میں اہمیت نہ پائی گئی۔
۲۔ اگر جماع کا ڈر نہیں تو مکروہ نہ ہوں گے

۳۔ کیونکہ کمزوری بعض اوقات روزہ توڑنے کا باعث بن جاتی ہے

۴۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”روزہ دار کا بہترین خلال مسواک ہے“ نیز آپ خود روزے کی حالت میں دن کے شروع میں اور آخر میں مسواک کیا کرتے تھے۔

۵۔ ایک حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزے کی حالت میں پیاس یا گرمی کی وجہ سے اپنے سر مبارک پر پانی ڈالا۔

۶۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سحری کھاؤ بے شک سحری کھانے میں برکت ہے۔

۷۔ ایک حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین باتیں رسولوں کے اخلاق سے ہیں۔ افطاری میں جلدی کرنا، سحری دیر سے کھانا اور غادیں مائیں ہاتھ کو بائیں پر رکھنا۔

۸۔ اس صورت میں احتیاط کا یہی تقاضا ہے تاکہ طلوع فجر سے پہلے فارغ ہو جائے۔

(مفہم ہذا) ۱۔ عوارض، مارضہ کی جمع ہے۔ یہاں ایسی باتیں مراد ہیں جن کی وجہ سے روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے۔

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مسافر سے روزہ اور نماز کا کچھ حصہ اور حاملہ نیز دودھ پلانے والی عورت سے روزہ اٹھا دیا ہے۔

اِخْبَارِ طَبِيبٍ مُسْلِمٍ حَازِقٍ عَدَلٍ وَلَيْسَ حَصَلَ لَهُ عَطَشٌ شَدِيدٌ اَوْ جُوعٌ
يَخَافُ مِنْهُ الْهَلَاكُ وَلِلْمَسَافِرِ الْفِطْرُ وَصَوْمُهُ اَحَبُّ اِنْ لَمْ يَصُومْ اَوْ لَمْ
تَكُنْ عَامَّةٌ رَفَقَتْهُ مُفْطِرَيْنِ وَلَا مُشْتَرِكَيْنِ فِي النَّفَقَةِ فَاِنْ كَانُوا مُشْتَرِكَيْنِ
اَوْ مُفْطِرَيْنِ فَلَا فَضْلَ فِطْرُهُ مُوَافَقَةً لِلْجَمَاعَةِ وَلَا يَجِبُ اِلَّا يَصَ اَعْلَى مَنْ
مَاتَ قَبْلَ نَوَالِ عَذْرَاهُ بِمَرَضٍ وَسَفَرٍ وَخَوْفٍ كَمَا تَقَدَّمَ وَقَضُوا مَا قَدَرُوا
عَلَى قَضَائِهِ بِقَدْرِ الْاِقَامَةِ وَالصِّحَّةِ

یا کسی مسلمان ماہر عادل ڈاکٹر کے بتانے سے ہو، جس شخص کو سخت پیاس یا بھوک لگی ہو کہ اس
سے ہلاکت کا ڈر ہو اور (اسی طرح) مسافر کو افطار کا حق ہے۔ مسافر کے لیے روزہ رکھنا زیادہ اچھا ہے
بشرطیکہ اسے نقصان نہ دے اور اس کے عام ساتھیوں نے روزہ چھوڑا نہ ہو اور نہ ہی ان کا نفقہ مشترک
ہو۔ اگر ان کا نفقہ مشترک ہے یا انہوں نے روزہ نہیں رکھا تو جماعت کی موافقت میں نہ رکھنا
بہتر ہے۔

جو شخص بیماری، سفر اور اس جیسے دوسرے عوارض کے زائل ہونے سے پہلے مر جائے تو اس
پر وصیت کرنا واجب نہیں ہے جیسے پہلے گزر چکا ہے۔ مقیم اور تندرست ہونے کی صورت میں جتنے دنوں کی
قضاء کر سکتے ہیں، کریں۔

۱۔ اگر اپنے عمل سے شکا کہنے کو دینے یا شکار کے لیے دھڑنے دینے سے پیاس لگی تو اس صورت میں
توڑنے سے کفارہ لازم ہوگا۔
۲۔ روزے کا فدیہ دینے کی وصیت کرنا مراد ہے۔

وَلَا يُشْتَرُ طَائِفَةٌ فِي الْقَضَاءِ فَإِنْ جَاءَ رَمَضَانُ أَخْرَقْتُمْ عَلَى الْقَضَاءِ وَلَا
فِدْيَةَ بِالتَّأخِيرِ إِلَيْهِ وَيَجُوزُ الْفِطْرُ لِشَيْخٍ فَإِنْ وَعَجَّوْهُ فَإِنِّي وَتَكَرَّمَهَا
الْقَدِيَّةُ لِكُلِّ يَوْمٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بَرِّ كَمَنْ قَدْ بَرَّ صَوْمَ الْيَدِ فَضَعُفَ
عَنْهُ لِاشْتِغَالِهِ بِالْمَعِيشَةِ يَفْطُرُ وَيَعْدِي فَإِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْفِدْيَةِ
لِعُسْرَتِهِ يَسْتَغْفِرُ اللَّهَ تَعَالَى وَيَسْتَقِيلُهُ وَلَوْ جَبَتْ عَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِينٍ
أَوْ قَتْلٌ فَلَمْ يَجِدْ مَا يُكَفِّرُ بِهِ مِنْ عَثْقٍ وَهُوَ شَيْخٌ فَإِنْ أَوْلَمَ يَصُومُ حَتَّى
صَاءَ فَإِنِّي لَا يَجُوزُ لَهُ الْفِدْيَةُ لِأَنَّ الصَّوْمَ هُنَا بَدَلٌ عَنْ غَيْرِهِ

قضاء کرنے میں تسلسل شرط نہیں اگر اس دوران، دوسرا رمضان آجائے تو اسے قضاء پر مقدم کرے۔ اس وقت تک
موخر کرنے کی وجہ سے فدیہ لازم نہیں ہوگا۔

شیخ فانی اور بہت بڑی عورت کے لیے روزہ چھوڑنا جائز ہے اور ان پر ہر دن کے بدلے نصف صاع
گندم کے حساب سے فدیہ واجب ہوگا جس طرح وہ شخص جس نے طر مہر روزہ رکھنے کی نذر مانی پھر اسباب معیشت
میں مشغولیت کی وجہ سے عاجز ہو جائے تو روزہ چھوڑ دے اور فدیہ ادا کرے اور اگر تنگ دستی کی وجہ سے فدیہ
نہ دے سکیں تو اللہ تعالیٰ سے بخشش اور کوتاہی کی ممانی مانگیں۔

اگر کسی شخص پر قسم یا قتل کا کفارہ واجب ہو اور اس کے پاس کفارہ ادا کرنے کے لیے غلام آزاد کرنے کی
طاقت نہ ہو اور وہ بہت بڑھا ہو چکا ہو یا اس نے روزہ نہ رکھا حتیٰ کہ بڑھا فانی ہو گیا تو اس کے لیے فدیہ دینا
بائز نہیں کیونکہ یہاں یہ غیر کا بدلہ ہے۔

۱۔ کہیر کہ رمضان المبارک کا وقت مقرر ہے قضا کا نہیں۔

۲۔ شیخ فانی وہ ہے جو دن بدن کمزوری کی جانب بڑھ رہا ہے یہاں تک کہ فوت ہو جائے، چونکہ اس نے
رمضان کا صیئہ پایا لہذا روزہ فرض ہوا لیکن روزہ رکھنے میں حرج واقع ہونے کی وجہ سے فدیہ دینا بائز قرار دیا گیا۔

نوٹ۔ آج کل بعض مالدار لوگ روزہ رکھنے کی بجائے فدیہ دیتے ہیں حالانکہ وہ تندرست اور روزہ رکھنے کے
قابل ہوتے ہیں۔ یہ قطعاً غلط ہے ان کے لیے روزہ رکھنا ضروری ہے۔

۳۔ یعنی روزہ رکھنے کی طاقت بھی نہیں رکھتا تو اب فدیہ بھی نہیں دے سکتا کیونکہ یہاں روزہ، غلام (بقیہ بر صفحہ ۲۶۸)

وَيَجُوزُ لِمَنْ تَطَوَّعَ الْفِطْرُ بِدَا عُدِّ بِرَفِي رَوَايَةٍ وَالصِّيَامَةُ عُدٌّ عَلَى الْأَظْهَرِ
لِلضَّيْفِ وَالْمَضْيَعَةِ وَلَهُ الْبَشَارَةُ بِهَذِهِ الْفَائِدَةِ الْجَلِيلَةِ وَإِذَا أَفْطَرَ عَلَى
آتِي حَالٍ عَلَيْهِ إِلَّا إِذَا شَرَعَ مُتَطَوِّعًا فِي خَمْسَةِ أَيَّامٍ يَوْمِ الْعِيدَيْنِ وَآيَاتِ
التَّشْرِيقِ فَلَا يَلْزَمُهُ قَضَاؤُهُمَا بِإِسْنَادِهَا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ۔

ایک روایت کے مطابق نفلی روزہ رکھنے والے کیلئے کسی عذر کے بغیر بھی روزہ توڑنا جائز ہے۔
اظہر روایت کے مطابق صمان نواری، صمان اور میزبان دونوں کے لیے عذر ہے۔ اور اس وجہ سے اس
کے لیے بہت بڑے فائدے کی خوشخبری ہے۔ اور نفلی روزہ کسی حالت میں بھی توڑے اس کے توڑنے پر قضا
ہے۔ سوائے پانچ دنوں یعنی عید کے دو دن اور ایام تشریق کے (تین) دن کہ اگر ان میں نفلی روزہ شروع کرے تو
ظاہر روایت کے مطابق (قضا واجب نہیں)۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) آزاد کرنے کا بدلہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک مالی کفارہ ادا کرنے سے قاصر ہو روزے کے ساتھ کفارہ
دینا جائز نہیں۔

(صفحہ ہذا) ۱۔ ظاہر روایت کے مطابق عذر کے بغیر توڑنا جائز نہیں اگر ایسا کرے گا تو مکروہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح)
۲۔ لیکن زوال سے پہلے توڑ سکتا ہے بعد میں نہیں البتہ زوال کے بعد نہ توڑنے میں ماں باپ میں سے کسی
ایک کی نافرمانی ہوتی ہو تو توڑ دے، ان کے علاوہ کسی کے لیے نہیں۔

۳۔ حدیث شریف میں ہے جس نے اپنے (مسلمان) بھائی کے حق کی خاطر روزہ توڑا اس کے لیے ایک ہزار
روزوں کا ثواب لکھا جائے گا اور جس دن کی اس کی قضا کرے گا تو دو ہزار روزوں کا ثواب لکھا جائے گا۔

(مراقی الفلاح)

۴۔ کیونکہ جس روزے کی اس نے نیت کی اور رکھا اس کو باطل ہونے سے پہچانے کے لیے قضا ضروری
ہے۔

۵۔ چونکہ یہ دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے بغفائی کے دن ہیں اس لیے ان میں روزہ رکھنے سے منع کیا گیا لہذا
ان کو پورا کرنا جائز نہیں اور توڑنا ضروری ہے۔ یہ حضرت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک ہے جب کہ صاحبین کے
مذہب ایک اگرچہ توڑنا بھی ضروری ہے لیکن قضا بھی واجب ہے۔

(مراقی)

بَابُ مَا يَلْزَمُ الْوَفَاءُ بِهِ مِنْ مَنَئِدٍ وَالصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ وَنَحْوِهِمَا

إِذَا نَذَرَ شَيْئًا لَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِهِ إِذَا اجْتَمَعَ فِيهِ ثَلَاثَةُ شُرُوطٍ أَنْ يَكُونَ
مِنْ جَنْسِهِ وَاجِبٌ وَأَنْ يَكُونَ مَقْصُودًا وَأَنْ يَكُونَ لَيْسَ وَاجِبًا فَلَا يَلْزَمُ
الْوُضُوءُ بِتَذَرُّهِ وَلَا سَجْدَةُ التَّلَاوَةِ وَلَا عِيَادَةُ الْمَرِيضِ وَلَا الْوَاجِبَاتُ
بِتَذَرُّهَا وَيَصِحُّ بِالْعِتْقِ وَالْإِعْتِكَافِ وَالصَّلَاةِ غَيْرِ الْمَقْرُوضَةِ وَالصَّوْمِ
فَإِنْ نَذَرَ نَذْرًا مُطْلَقًا أَوْ مُعَلَّقًا بِشَرْطٍ وَوَجَدَ لَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِهِ وَصَحَّ
نَذْرُ صَوْمِ الْعِيدَيْنِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ فِي الْمُحْتَارِ وَيَجِبُ فِطْرُهَا وَقَضَاؤُهَا
وَأَنْ صَامَهَا أَجْزَاءً مَعَ الْحُرْمَةِ.

نذر کاروزہ اور نسا:

جب کوئی شخص کسی چیز کی نذر مانے تو تین شرائط کے جمع ہونے پر اسے پورا کرنا ضروری ہے یہ
۱۔ اس کی جنس سے کوئی چیز واجب ہوئے

۲۔ وہ مقصودی عبادت ہوئے

۳۔ (پہلے سے) واجب نہ ہوئے

پس جن کو نذر ماننے سے وہ لازم نہیں ہوگا، سجدہ تلاوت، بیماری کی عبادت اور واجبات بھی نذر ماننے سے
لازم نہیں ہوں گے غلام آزاد کرنے، اعتکاف بیٹھنے اور غیر فرض نماز اور روزے کی نذر صحیح ہے۔ اگر مطلق نذر مانے
یا کسی شرط سے معلق کرے اور وہ شرط پائی جائے تو اسے پورا کرنا لازمی ہے۔

عیدین اور ایام تشریق کا روزہ رکھنے کی نذر ماننا مختار قول کے مطابق صحیح ہے البتہ واجب ہے کہ روزہ نہ
رکھے اور قضاء کرے اگر روزہ رکھا تو کفایت کرے گا لیکن حرام ہوگا۔
(حاشیہ بر صغیر) نذر

وَالْعَيْنَا تَعْيَيْنَ الزَّمَانَ وَالْمَكَانَ وَالْبَرَّهِمْ وَالْفَقِيرَ فَتَجْزِيئُهُ صَوْمُ رَجَبٍ
عَنْ نَذِيرِهِ صَوْمُ شَعْبَانَ وَيُجْزِيئُهُ صَلَواتُ رَكْعَتَيْنِ بِمِصْرَ نَذِيرًا إِذَا أَهْمًا
بِمَكَّةَ وَالْتَصَدَّقُ بِدِرْهَمٍ عَنْ دِرْهَمٍ عَيْنَهُ لَهُ وَالصَّرْفُ لِزَيْدٍ الْفَقِيرِ
بِنَذِيرِهِ لِعَبْدِهِ وَإِنْ عُلِقَ الْمَذْنَبُ بِشَرْطٍ لَا يُجْزِيئُهُ عَنْهُ مَا فَعَلَهُ قَبْلَ وَجُودِ شَرْطِهِ

ہم نے وقت، جگہ، درہم اور فقیر کا تعین کرنا غور فرمایا ہے پس شعبان کے روزے کی نذر مان کر رجب کا روزہ رکھنے سے
ادا ہو جاتے گی اگر کہ مکرمہ میں دو رکعتیں پڑھنے کی نذر مانی تو ان کو مصر میں ادا کرنا کافی ہوگا کسی تعین درہم کی جگہ کوئی دوسرا درہم
دینے سے نذر پوری ہو جاتے گی عمرو کو دینے کی نذر ماننے سے زید محتاج کو دینا کفایت کرے گا۔ اگر نذر کو کسی شرط سے
معلق کیا تو شرط کے پاتے جانے سے پہلے جو کچھ کیا وہ کافی نہ ہوگا۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) اے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ویوفوا نذورا وهو نہیں چاہیے کہ اپنی نذریں پوری کریں اور حضور علیہ السلام
نے فرمایا جو شخص اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کی نذر مانے اسے چاہیے کہ اس کی اطاعت کرے اور جو شخص اس کی نافرمانی کی
نذر مانے تو وہ نافرمانی نہ کرے۔

۲ یعنی جس چیز کی نذر مانی ہے اگر اس کی جنس سے کوئی چیز واجب ہے تو اس نذر کا پورا کرنا ضروری ہوگا اگرچہ
اس وصف کے ساتھ از کتاب حرام ہو مثلاً ترابانی کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی تو اگرچہ اس دن روزہ رکھنا حرام ہے لیکن
روزہ ایک ایسی عبادت ہے جو مسلمان پر فرض ہے لہذا یہ نذر صحیح ہوگی البتہ اس دن کی بجائے کسی دوسرے دن رکھے گا۔
۳ مثلاً وضو کی نذر نہیں مان سکتا کیونکہ یہ عبادت غیر مقصودہ ہے نماز کی نذر مانی جاسکتی ہے۔

۴ مثلاً پانچ اوقات کی نماز یا رمضان کے روزوں کی نذر ماننا صحیح نہیں کیونکہ یہ تو پہلے سے فرض ہیں۔
۵ بیمار پر سی ایک عبادت ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا مریض کی عبادت کرنے والا وہی تک جنت کے باغوں میں ہوتا ہے
۶ نذر مطلق کی مثال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے میرے ذمہ دو نفل ہیں اور نذر مطلق جو کسی شرط سے مشروط ہو مثلاً
اگر میں امتحان میں کامیاب ہو گیا تو دو نفل پڑھوں گا وغیرہ۔

(صفحہ ہذا) اے مطلب یہ ہے کہ روزے کی نذر ماننے کا مطلب نفس کی شہوت کو توڑنا ہے، نماز کا مقصد تمام بدن کے
ساتھ اللہ تعالیٰ کی تعظیم کرنا اور صدقہ کے ذریعے محتاج کی ضرورت کو پورا کرنا ہے لہذا شعبان میں روزہ رکھنے کی نذر مان کر
رجب میں رکھے، مکہ مکرمہ میں نماز پڑھنے کی نذر مان کر کسی دوسرے مقام پر پڑھے، زید کو صدقہ دینے کی نذر مان کر بکر کو
دے کسی خادمی درہم کی نذر مان کر دوسرا درہم جو اسی مالیت کا ہو، دے تو کوئی حرج نہیں کیونکہ مقصد حاصل ہو گیا بلکہ اس
دقیقہ صفحہ آئندہ

بَابُ الْإِعْتِكَافِ

هُوَ الْإِقَامَةُ بِنَيْتِهِ فِي مَسْجِدٍ تَقَامُ فِيهِ الْجَمَاعَةُ بِالْفِعْلِ لِلصَّلَاةِ الْخَمْسِ
فَلَا يَصِغَرُ فِي مَسْجِدٍ لَا تَقَامُ فِيهِ الْجَمَاعَةُ لِلصَّلَاةِ عَلَى الْمُحْتَارِ وَلِلْمَرَاةِ
الْإِعْتِكَافُ فِي مَسْجِدٍ بَيْتِهَا وَهُوَ مَحَلٌّ عَيْنَتُهُ لِلصَّلَاةِ فِيهِ وَالْإِعْتِكَافُ
عَلَى ثَلَاثَةِ أَقْسَامٍ وَاجِبٌ فِي الْمَسْنَدِ وَرَسُولَتُهُ كِفَايَةُ مُوَكَّدَةٍ فِي الْعَشْرِ
الْآخِرِينَ مِنْ رَمَضَانَ وَمُسْتَحَبٌّ فِيمَا سِوَاهُ وَالصَّوْمُ شَرْطٌ لِصِحَّةِ الْمَسْنَدِ وَرِ
فَقَطْ وَأَقْبَلُهُ نَفْلًا مَدَّةً يَسِيرَةً وَلَوْ كَانَ مَا شِئَا عَلَى الْمُفْقَى بِهِ

اعتكاف:

اعتكاف کی نیت سے ایسی مسجد میں ٹھہرنا جہاں پانچ نمازوں کے لیے عملاً جماعت ہوتی ہے اعتکاف
کہلاتا ہے۔ مختار قول کے مطابق جس مسجد میں جماعت نہیں ہوتی اس میں اعتکاف صحیح نہیں۔ عورت اپنے گھر
کی مسجد میں اعتکاف بیٹھے اور یہ وہ جگہ ہے جسے اس نے نماز کے لیے متعین کیا ہے۔
اعتکاف کی تین قسمیں:

۱۔ واجب اعتکاف یعنی جس کی نذر مانی ہو۔

۲۔ سنت کفایہ موکدہ رمضان شریف کے آخری دس دنوں میں۔

۳۔ اس کے علاوہ مستحب ہے۔

صرف نذر مانے ہوئے اعتکاف کے لیے روزہ شرط ہے نفلی اعتکاف کا کم از کم وقت تھوڑا سا وقت ہے
اگرچہ چلتے چلتے ہر ماہی قول پر قویٰ ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) صورت میں بعض اوقات نذر کے پورا کرنے میں تاخیر سے بھی بچ جاتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ بعض
اوقات نفیست میں فرق پڑ جاتا ہے مثلاً مسجد حرام میں نماز پڑھنے کی نفیست زیادہ ہے لیکن نذر پوری جاتی ہے (بقیہ حاشیہ آگے)
راس متین کا پورا حاشیہ بھی اگلے صفحہ پر

(بقیہ ماضیہ) ۱۲ مثلاً نذر مانی کہ جب زید آئے گا میں دو رکعت نماز پڑھوں گا۔ ب زید کے آنے سے پہلے نفل پڑھ لے تو ان کا اعتبار نہیں ہوگا۔ زید کے آنے پر دوبارہ پڑھے۔

(ماضیہ صغیر سابقہ) ۱۳ اعتکاف کا لغوی معنی ٹھہرنا اور کسی کام کو دائمی طور پر کرنا ہے۔ اس کا مصدر متعدی ہونے کی صورت میں ”عکف“ ہے جس کے معنی روکنا ہے۔

قرآن پاک میں ہے ”واللہدی معکوناً“ اور قربانی کا جانور روک دیا گیا، اس بنیاد پر مسجد میں اپنے آپ کو ٹھہرانے اور روک دینے کو اعتکاف کہا جاتا ہے۔ اور لازم ہونے کی صورت میں اس کا مصدر ”عکف“ ہے جس کا معنی کسی چیز پر موانعت کے ساتھ ترجیح ہونا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے یٰمکون علیٰ اصنام لہم۔ چونکہ اعتکاف بیٹھنے والا مسجد میں موانعت کے ساتھ ٹھہرتا ہے اس لیے اس کو اعتکاف کہتے ہیں۔

(مراقی الفلاح)

۱۴ صاحبین کے نزدیک ہر مسجد میں جائز ہے۔

۱۵ عورت نے گھر میں نماز پڑھنے کے لیے جو جگہ مقرر کر رکھی ہو وہی اس کے لیے مسجد ہے۔

۱۶ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وصال تک رمضان المبارک کا آخری مشرعاتکاف بیٹھے رہے۔ اس کے بعد آپ کی ازواج مطہرات اعتکاف بیٹھتی تھیں۔

حدیث شریف میں ہے حضور علیہ السلام رمضان المبارک کا درمیانی مشرعاتکاف بیٹھے تو حضرت جبریل علیہ السلام نے حاضر ہو کر عرض کیا جو چیز یعنی لیلة القدر آپ تلاش کرتے ہیں اس کے لیے آخری مشرعوں میں اعتکاف بیٹھیں۔ اسی لیے ہمارے اسلاف نے فرمایا لیلة القدر رمضان کے آخری مشرعوں میں ہے۔

۱۷ آدمی جب مسجد میں جائے تراعتکاف کی نیت کرے اس طرح اعتکاف کا ثاب بھی مل جائے گا اور اگر بات چیت یا کھانے کی ضرورت پڑ جائے تو وہ بھی اس کے لیے جائز ہو جائے گا۔

۱۸ چونکہ مسجد کو راستہ بنانا جائز نہیں لیکن کسی وقت ضرورت پڑ جائے اور مسجد کے ایک دروازے سے داخل ہو کر دوسرے سے نکلتا چاہے تو اعتکاف کی نیت کرے۔

وَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا لِحَاجَةٍ شَرْعِيَّةٍ كَالْجُمُعَةِ أَوْ طَبِيعِيَّةٍ كَالْبَوْلِ أَوْ ضَرُورِيَّةٍ
كَانْتِهَادِ الْمَسْجِدِ وَإِخْرَاجِ ظَالِمٍ كُرْهًا وَتَفَرُّقِ أَهْلِهِ وَخَوْفٍ عَلَى نَفْسِهِ
أَوْ مَنَاعِهِ مِنَ الْمَكَابِرِينَ فَيَدْخُلُ مَسْجِدًا غَيْرَهُ مِنْ سَاعَتِهِ فَإِنْ تَخَرَّجَ
سَاعَةً بِلَا عَدُوٍّ فَاسَدَ الْوَاجِبُ وَانْتَهَى بِهِ غَيْرُهُ وَآكَلَ الْمُعْتَكِفُ وَشَرِبَهُ
وَنَوَّمَهُ وَعَقَّدَ الْبَيْعَ لِمَا يَحْتَاجُهُ لِنَفْسِهِ أَوْ عِيَالِهِ فِي الْمَسْجِدِ وَكُرْهًا
إِحْضَارِ الْمَبِيعِ فِيهِ وَكُرْهًا عَقْدَ مَا كَانَ لِلتَّجَارَةِ وَكُرْهًا الصَّمْتِ إِنْ
اعْتَقَدَ قُرْبَةً وَالتَّكَلُّمَ إِلَّا بِخَيْرٍ وَحَرَمَ الْوُطْءُ وَدَوَاعِيهِ وَبَطَلَ بَوَاطِنُهُ
وَبِالْإِنْزَالِ بِدَوَاعِيهِ

شرعی ضرورت مثلاً نماز جمعہ یا طبعی حاجت مثلاً پیشاب کے بغیر مسجد سے نہ نکلے یا حاجت ضروریہ پیش آئے مثلاً مسجد
کا مہندم ہو جانا، کسی ظالم کا اسے زبردستی نکالنا، یا اس مسجد سے لوگوں کا منتشر ہو جانا یا بد معاشوں کی طرف سے جان
یا سامان کے خوف کی بنا پر نکل سکتا ہے اور اسی وقت کسی دوسری مسجد میں داخل ہو جاتے۔ اگر کسی عذر کے بغیر ایک گھڑی
کے لیے بھی نکلا تو واجب (اعتکاف) فاسد ہو جائے گا اور اگر کوئی دوسرا اعتکاف ہے تو پورا ہو جائے گا۔ معتکف کا
کھانا، پینا، سونا اور اس چیز کی خرید و فروخت جس کی اسے اپنے اور اپنے بال بچوں کے لیے ضرورت ہو مسجد میں ہوگی
البتہ بیع (سودے کا سامان) مسجد میں لانا مکروہ ہے۔ مال تجارت کا سودا کرنا مکروہ ہے، خاموشی بھی مکروہ ہے
اگر اسے ثواب سمجھتا ہو۔ گفتگو اچھی نہ ہو تو مکروہ ہے وطمی اور اس کی دعوت دینے والے کام بھی مکروہ ہیں۔ طمی کرنے سے
اور طمی کے لیے داعمی امور کی وجہ سے انزال کی صورت میں اعتکاف باطل ہو جاتا ہے۔

اے یا کسی شخص نے نذر کا اعتکاف شروع کیا اور درمیان میں عید کا دن آیا تو عید کی نماز کے لیے بھی جاسکتا ہے
لیکن یہاں یہ بات یاد رہے کہ اگر واجب اعتکاف ہے جس کے لیے روزہ ضروری ہے تو عید کے دن روزہ نہ رکھے بعد
میں قضاء کرے۔ نماز جمعہ کے لیے بھی اتنی دیر پہلے جامع مسجد میں جائے کہ سنتیں پڑھ کر خطبہ اور نماز ادا کر سکے اور پھر جلدی
واپس آجائے۔

۲۔ غسل جنابت بھی اس میں شامل ہے۔

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

وَلَزِمَتْهُ اللَّيَالِي أَيْضًا بِتَذِيرِ اعْتِكَافِ أَيَّامٍ وَلَزِمَتْهُ الْآيَاتُ مَرَبِّدُ اللَّيَالِي
مُتَتَابِعَةً وَإِنْ لَمْ يَشْتَرِطِ التَّتَابُعُ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَلَزِمَتْهُ كِلَتَانِ بِتَذِيرِ
يَوْمَيْنِ وَصَحَرْنِيَّةُ الشُّهُرِ خَاصَّةً دُونَ اللَّيَالِي وَإِنْ نَذَرَ مَا عَتِكَافَ

کچھ دنوں کے اعتکاف کی نذر ماننے سے راتوں کا اور راتوں کے اعتکاف کی نذر ماننے سے تسلسل کے ساتھ
دنوں کا اعتکاف بھی لازم ہوگا۔ ظاہر روایت کے مطابق اگرچہ تسلسل کی شرط نہ رکھی ہو۔ دو دنوں کے اعتکاف کی نذر
ماننے سے دو راتوں کا اعتکاف بھی لازم ہوگا۔ راتوں کو چھوڑ کر صرف دنوں کی نیت کرنا بھی صحیح ہے اگر کسی نے مینہ بھر اعتکاف کی

(بقیہ صفحہ ۲۷۵) ان صورتوں میں فوراً کسی دوسری مسجد میں چلا جائے اور مسجد سے باہر کسی اور کام میں مشغول نہ ہو۔
۳۷ یعنی جن کاموں کی وجہ سے شریعت نے باہر جانا جائز قرار دیا ہے ان کے لیے کسی مقصد کے لیے باہر جاتے گا
اگرچہ تھوڑی دیر ہی ہو تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا۔ حتیٰ کہ اپنے کسی رشتہ دار یا بیوی کے جنازہ میں بھی جانا جائز نہیں کیونکہ
یہ مندر مقبر نہیں۔ (طحطاوی علی المراتی)

۳۸ کیونکہ وہ دنیوی امور سے منقطع ہو کر بارگاہ خداوندی میں حاضر ہے لہذا امور دنیا میں مشغول ہونا جائز نہیں۔ ضرورت
کا سودا تو ہو سکتا ہے تجارت نہیں کر سکتا۔

۳۹ کیونکہ خاموشی اہل کتاب کا روزہ ہے جس سے مسلمانوں کو منع کیا گیا البتہ اسے عبادت نہ سمجھے تو کوئی
حرج نہیں۔

۴۰ اعتکاف کی حالت میں قرآن وحدیث کا درس دینا، فقہی مسائل بتانا اور وعظ کرنا جائز بلکہ بہتر ہے۔ اسی طرح
نوافل اور تلاوت قرآن پاک نیز درود شریف کے درود سے فرصت ملے تو اسلامی تعلیمات پر مبنی کتب کا مطالعہ کرنا
چاہیے۔

۴۱ یعنی عورت کو بوسہ دینا یا شہوت کے ہاتھ لگانا منہ ہے اگر اس سے انزال ہو جاتا ہے تو اعتکاف باطل
ہو جائے گا ورنہ کردہ ہوگا۔ اس کی صورت یہ ہے کہ مثلاً وہ کسی حاجت طبعی کے لیے جائے تو ان امور کا ارتکاب کرے
یا عورت متکلف ہے تو وہ بھی گھر میں ہوتی ہے۔

(صفحہ ۲۷۵) اے ان تمام صورتوں میں جس دن سے اعتکاف شروع کرنا ہے اس سے پہلی رات بھی شامل ہوگی۔ مثلاً نذر
کا پہلا دن بدھ ہے تو منگل کے دن غروب آفتاب سے پہلے اعتکاف بیٹھ جائے اور آخری دن غروب آفتاب کے
بعد باہر آئے۔

شَهْرٍ وَتَوَى الثَّمَرَ خَاصَّةً أَوَّالِيَّيَا خَاصَّةً لَا تَعْمَلُ نِيَّتَهُ إِلَّا أَنْ يُصَرِّحَ
بِالِاسْتِثْنَاءِ وَالْإِعْتِكَافُ مَشْرُوعٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَهُوَ مِنْ أَشْرَفِ
الْأَعْمَالِ إِذَا كَانَ عَنْ إِخْلَاصٍ وَمِنْ مَحَاسِنِهِ أَنَّ فِيهِ تَفْرِيعَ الْقَلْبِ
مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا وَتَسْلِيمِ النَّفْسِ إِلَى الْمَوْلَى وَمُلَازِمَةَ عِبَادَتِهِ فِي بَيْتِهِ
وَالْتَحَصُّنَ بِحِصْنِهِ وَقَالَ عَطَاءٌ رَحِمَهُ اللَّهُ مَثَلُ الْمُعْتَكِفِ مَثَلُ رَجُلٍ
يَخْتَلِفُ عَلَى بَابٍ عَظِيمٍ بِحَاجَةٍ فَالْمُعْتَكِفُ يَقُولُ لَا أَبْرَحُ حَتَّى يُغْفَرَ
لِي وَهَذَا مَا تَيَسَّرَ لِلْعَاجِزِ الْحَقِيرِ بِعِنَايَةِ مَوْلَاهُ الْقَوِيِّ الْقَدِيرِ الْحَمْدُ لِلَّهِ
الَّذِي هَدَانَا لِهَذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْلَا أَنْ هَدَانَا اللَّهُ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى
سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَذُرِّيَّتِهِ
وَمَنْ وَالَاهُ وَنَسَّالُ اللَّهِ سُبْحَانَهُ مُتَوَسِّلِينَ أَنْ يَجْعَلَهُ خَالِصًا لَوَجْهِهِ
الْكَرِيمِ وَأَنْ يَنْفَعَهُ بِهِ النَّفْعَ الْعَظِيمَ وَيُجْزِلَ بِهِ الشَّرَابَ الْجَسِيمَ.

نذرمانی اور خاص دنوں یا خاص راتوں کی نیت کی تو نیت پر عمل نہ ہوگا مگر یہ کہ استثناء کی تصریح کرے۔ اعتکاف قرآن و
سنت سے ثابت ہے اور وہ بزرگ ترین اعمال میں سے ہے جب کہ اخلاص کے ساتھ ہو۔ اس کے محاسن میں سے
یہ ہے کہ اس میں دل کو امور دنیا سے فارغ کرنا، نفس کو اپنے مالک کے سپرد کرنا، اس کے گھر میں عبادت اختیار کرنا اور
اس کے قلعہ میں محفوظ ہونا ہے۔ حضرت عطار رحمہ اللہ فرماتے ہیں متکف کی مثال اس شخص جیسی ہے جو اپنی حاجت کیلئے
بہت بڑے دروازے پر کھڑا ہوتا ہے پس متکف (زبان حال سے) کہتا ہے میں یہاں سے نہیں ہٹوں گا جب تک کہ وہ
مجھے بخش نہ دے۔ یہ اس عاجز (امام حسن و علیہ السلام) کو اپنے قوی و قدیر مالک کی طرف سے میسر آیا۔ تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ
کے لیے ہیں جس نے اس کی طرف ہماری راہنمائی فرمائی اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے۔ ہمارے
مردار اور مولا خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے آل و اصحاب، آپ کی اولاد اور آپ کے متعلقین و متبعین
پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو ہم حضور علیہ السلام کا وسیلہ اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں کہ وہ اسے
خالص اپنی عزت والی ذات کے لیے بنائے اس سے عام نفع عطا فرمائے اور اس کے بدلے میں بہت بڑا ثواب عطا فرمائے۔ (دائیں)

حاشیہ صفحہ سابقہ پر کہ لفظ یوم، وقت اور دن کے معنوں میں مشترک ہے لہذا صرف دنوں کی نیت کرے یعنی رات (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

(بقیہ صفحہ سابقہ) کو شامل نہ کرے تو بھی جائز ہے مثلاً وہ کہتا ہے کہ میں بیس دن اعتکاف بیٹھوں گا اور خاص دن کی نیت کرتا ہے رات کو نکال دیتا ہے تو صحیح ہے اور اس پر صرف دن کا اعتکاف لازم ہوگا رات کا نہیں۔
 (گذشتہ صفحہ) لے اگر کہتا ہے کہ میں مہینہ بھر کا اعتکاف بیٹھوں گا اور نیت صرف دنوں کی کرتا ہے تو یہ صحیح نہیں کیونکہ مہینہ دن اور رات دونوں کو شامل ہوتا ہے۔ ہاں مرتب الفاظ کے ساتھ راتوں کی استثناء کرے تو ٹھیک ہے۔

سوالات

- ۱۔ روزے کی شرعی تعریف، سبب و وجب، سبب ادا اور حکم شرعی بیان کریں۔
- ۲۔ روزہ کس پر فرض ہوتا ہے، صحت ادا کی کتنی اور کون کون سی شرائط ہیں اس کے ارکان کون کون سے ہیں اور حکم کیا ہے۔
- ۳۔ روزے کی کتنی اور کونسی اقسام ہیں تفصیلاً لکھیں۔
- ۴۔ روزے کی نیت کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں۔ کہاں تعین ضروری ہے اور کہاں نہیں۔ کس قسم میں دن کو بھی نیت ہو سکتی ہے اور کس روزے کے لیے رات کو نیت ضروری ہے۔
- ۵۔ چاند دیکھنے اور یوم شک کے روزے کے بارے میں تفصیلی نوٹ لکھیے۔
- ۶۔ کون کونسی چیزوں سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور کفارہ مع قضا لازم ہوتا ہے صرف قضا لازم آتی ہے اور کن صورتوں میں قضا بھی لازم نہیں آتی۔
- ۷۔ تے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں وضاحت سے لکھیں۔
- ۸۔ روزے کا کفارہ کیا ہے کیا چیزیں ہیں ادا ان کے تفصیلی احکام کیا ہیں۔
- ۹۔ روزے کے مرد بات اور مستحبات کا تفصیلی جائزہ پیش کریں۔
- ۱۰۔ کن عوارض کی بنیاد پر روزہ چھوڑا جاسکتا ہے۔
- ۱۱۔ روزے کا فدیہ کیا ہے اور کون کون سے لوگ یہ فدیہ دینے کا حق رکھتے ہیں۔
- ۱۲۔ اعتکاف کا لغوی اور اصطلاحی معنی لکھیں اس کی اقسام لکھیں نیز بتائیں کہ مرد و عورت کے اعتکافات میں کیا فرق ہے۔ اور مرد و متکف مسجد سے باہر جاسکتا ہے یا نہیں۔

کِتَابُ الزَّكَاةِ

هِيَ تَمْلِيكَ مَالٍ مَخْصُوصٍ لِشَخْصٍ مَخْصُوصٍ فَرَضَتْ عَلَى حُرِّ مُسْلِمٍ
مُكَلَّفٍ مَالِكَ لِنَصَابٍ مِنْ نَقْدٍ وَكَوْتَبَرٍ أَوْ حِلْيَةٍ أَوْ مَائِيَّةٍ أَوْ مَا يُسَاوِي
قِيَمَتَهُ مِنْ عُرُوضٍ تِجَارَةٍ فَارِغٍ عَنِ الدَّائِنِ وَعَنْ حَاجَتِهِ الْأَصْلِيَّةِ
نَامٍ وَكَوْتَقْدِيرٍ أَوْ قَسْرٍ وَجُوبٍ آدَائِهَا حَوْلَانِ الْحَوْلِ عَلَى النَّصَابِ الْأَصْلِيِّ
وَأَمَّا السُّتْفَادُ فِي أَثْنَاءِ الْحَوْلِ فَيُضَمُّ إِلَى مُجَانِسِهِ وَيُزَكَّى بِتَمَامِ الْحَوْلِ
الْأَصْلِيِّ سَوَاءً اسْتَفِيدَ بِتِجَارَةٍ أَوْ مِيرَاثٍ أَوْ غَيْرِهِ وَلَوْ عَجَّلَ ذُو نَصَابٍ
لِسَيْنَيْنِ صَحَّ

زکوٰۃ کا بیان:

زکوٰۃ، مخصوص مال کا مخصوص شخص کو مالک بنانا ہے یہ ہر آزاد مسلمان، مکلف اور مالک نصاب پر فرض ہے
نصاب، نقدی (سونے اور چاندی) سے چاہے ٹکڑا ہو، زیور یا برتن ہو یا اس کی قیمت کے برابر سامان
تجارت ہو۔ قرض اور اصلی ضروریات سے فارغ ہو اور بڑھنے والا ہو اگرچہ بڑھنا تقدیری ہو۔
زکوٰۃ کی ادائیگی واجب ہونے کے لیے اصلی نصاب پر سال کا گزرنا شرط ہے اور جو کچھ سال کے
دوران حاصل ہوا ہے اس کے ہم جنس کے ساتھ ملایا جائے اور اصلی سال پورا ہونے پر زکوٰۃ دی جائے
رسال کے دوران، مال کا فائدہ، تجارت کے ذریعے حاصل ہو یا وراثت وغیرہ سے۔
اگر کسی صاحب نصاب نے کئی سالوں کی زکوٰۃ پہلے ادا کر دی تو بھی صحیح ہے۔

۱۔ زکوٰۃ ایک اہم اسلامی عبادت ہے۔ اس میں ایک طرف زکوٰۃ دینے والا ثواب کا مستحق ہوتا ہے اور
دوسری جانب غریب و مساکین کی حاجت برآئی ہوتی ہے۔ جس سے مباشرتی امن و سکون کے فرخ میں مدد
ملتی ہے۔ زکوٰۃ ۱۔ میں فرض ہوتی اس کی ادائیگی جلدی ہونی چاہیے۔ تاخیر کرنا گنہگار ہے۔ زکوٰۃ کے لفظی

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) معنی پاکیزگی اور برکت کے ہیں چونکہ زکوٰۃ دینے والا گنہگاروں سے پاک ہو جاتا ہے اور اس کے ثواب میں اضافہ ہوتا ہے نیز زکوٰۃ دینے سے مال ان خرابیوں سے پاک ہو جاتا ہے جو غیر شوری طور پر اس کے حصول میں پیدا ہوتی ہیں اور اس میں برکت بھی پیدا ہوتی ہے اس لیے اس عمل کو زکوٰۃ کہا جاتا ہے اس کو صدقہ بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ زکوٰۃ دینے والے کی ایمان و اسلام میں صداقت کی علامت ہے۔

۲۷ نصاب کا چالیسواں حصہ یا جو اس کے قائم مقام ہو مال مخصوص ہے اور شخص مخصوص سے مراد افراد اور دیگر وہ لوگ ہیں جو مصارف زکوٰۃ کھاتے ہیں اور ان کا ذکر آگے آ رہا ہے۔

۲۸ غلام کسی چیز کا مالک نہیں ہوتا اور کافر نیز بچہ شرعی احکام کے مخاطب نہیں۔ لہذا ان پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

۲۹ اگر مال تجارت اتنا ہو جو نصاب کی قیمت کے برابر یا زیادہ ہو تو اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔
۳۰ گرمی اور سردی کے کپڑے، گھریلو اخراجات، رہائش گاہ، ہتھیار اور کام کاج کے اوزار، سواری کے جانور اور اہل علم کے لیے کتابیں۔ ضرورت کی اشیاء ہیں، اسی طرح اگر کسی شخص نے ان چیزوں کے لیے رقم رکھی ہو اور اس پر سال گزر جائے تو بھی زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔ اگر اتنا قرض ہو کہ اس کی ادائیگی کے بعد پورا نصاب نہ بچے تو بھی زکوٰۃ فرض نہ ہوگی۔

۳۱ مال کے بڑھنے کی دو صورتیں ہیں۔

۱۔ حقیقی مثلاً تجارت کے ذریعے مال کا بڑھنا۔

۲۔ تقدیری مثلاً تجارت کے لیے مال رکھا لیکن تجارت نہیں کرتا تو مال بڑھ جاتا۔

اسی طرح سونا چاندی یا اس کی قیمت بنک وغیرہ میں رکھ دی تجارت میں استعمال نہیں کی تو تقدیراً مال کا بڑھنا پایا گیا کیونکہ اگر وہ تجارت کرتا تو مال بڑھ جاتا نیز سال میں نرخ بڑھ جانے کی وجہ سے بھی مال کا بڑھنا پایا گیا۔

۳۲ مثلاً یکم جنوری ۱۹۸۹ء کو کوئی شخص اصلی ماہیات سے زائد دو سو درہمیں کا مالک ہو تو یکم جنوری ۱۹۹۰ء کو اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور سال کے دوران جو رقم حاصل ہوئی اس کو بھی اس کے ساتھ ملا یا جائے گا۔ اگرچہ اس رقم پر سال پیدا نہیں ہوا لیکن اصلی نصاب پر سال پورا ہو چکا ہے۔

۳۳ سونے چاندی کو سونے چاندی سے اور جانوروں وغیرہ کو ان کے ساتھ ملا کر حساب لگایا جائے۔

۳۴ مثلاً آج تین سو درہمیں کا مالک تھا اور ان پر سال بھی گزر گیا تو ان میں سے بیس سالوں کی زکوٰۃ ایک سو

درہم دے دی۔ یہ جائز ہے۔

وَشَرَطُ صَحَّةِ آدَائِهَا نِيَّةٌ مُقَارَنَةٌ لِأَدَائِهَا لِلْفَقِيرِ أَوْ وَكَيْلِهِ أَوْ لِعَزْلِ مَا وَجَبَ
 وَلَوْ مُقَارَنَةٌ حُكْمِيَّةٌ كَمَا لَوْ دَفَعَهُ بِلَا نِيَّةٍ ثُمَّ تَوَلَّى وَالْمَالُ قَائِمٌ بِيَدِ
 الْفَقِيرِ وَلَا يُشْتَرَطُ عِلْمُ الْفَقِيرِ أَنَّهَا زَكَاةٌ عَلَى الْأَصَحِّ حَتَّى لَوْ أَعْطَاهُ شَيْئًا
 وَسَمَّاهُ هِبَةً أَوْ قَرْضًا وَتَوَلَّى بِهِ الزَّكَاةَ صَحَّتْ وَلَوْ تَصَدَّقَ بِجَمِيعِ مَا لَهُ وَلَمْ
 يَتَوَلَّ زَكَاةً سَقَطَ عَنْهُ قَرْضُهَا

ادائیگی کے صحیح ہونے کے لیے نیت شرط ہے جو فقیر کو ادا کرنے یا وکیل کو دینے کے وقت سے ملی ہو
 یا اس وقت ہو جب واجب مال کو الگ کرے۔ اگرچہ نیت حکمی ہو جیسے اس نے نیت کے بغیر زکوٰۃ دے دی
 پھر نیت کی اور مال ابھی تک فقیر کے پاس موجود تھا۔
 اصح قول کے مطابق فقیر کے لیے یہ بات جاننا ضروری نہیں کہ یہ زکوٰۃ (کا مال) ہے۔ حتیٰ کہ اگر اس نے کچھ دیا
 اور اس کا نام ہبہ یا قرض رکھا لیکن زکوٰۃ کی نیت کرنی تو بھی صحیح ہے۔ اگر تمام مال دے دیا اور زکوٰۃ کی نیت نہیں کی تو
 فرضیت ساقط ہو جائے گی۔

۱۔ چونکہ زکوٰۃ ایک مقصودی اور مستقل عبادت ہے لہذا دیگر عبادات نماز، روزہ، اور حج کی طرح اس میں
 بھی نیت ضروری ہے۔

۲۔ بعض اوقات زکوٰۃ کا مال الگ کر دیا جاتا ہے اور بعد میں کسی فقیر کو دیا جاتا ہے یا کسی کو زکوٰۃ کی ادائیگی
 کے لیے وکیل بنایا جاتا ہے۔ اس بنیاد پر یہ نیت کے اوقات ہوئے فقیر کو دینے وقت، مال الگ کرتے وقت یا وکیل
 کو دیتے وقت نیت کی جائے۔ اصل بات تو یہی ہے کہ ادائیگی کے وقت نیت کی جائے لیکن ادائیگی بعض اوقات متفرق
 طور پر ہوتی ہے لہذا مال الگ کرتے وقت بھی نیت کر لینا صحیح ہے۔

۳۔ اگرچہ یہ نیت زکوٰۃ ادا کرتے وقت نہیں پائی گئی لیکن چونکہ مال ابھی تک قائم ہے لہذا حکم نیت شمار ہوگی۔
 ۴۔ کیونکہ زکوٰۃ دینے والے کی جانب سے زکوٰۃ کی نیت ضروری ہے فقیر کا اس بات کے علم سے کوئی تعلق
 نہیں۔

۵۔ کیونکہ زکوٰۃ اس مال کا بعض حصہ ہے وہ اس کے ضمن میں ادا ہو گیا۔ لیکن بعض مال مدقہ کرنے کی صورت میں
 نیت ضروری ہوگی ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔

وَزَكَاةُ الدَّائِنِ عَلَى أَفْسَاسٍ فَإِنَّهُ قَوِيٌّ وَدَسْتُ وَضَعِيفٌ فَالْقَوِيُّ وَهُوَ
بَدَلُ الْقَرْضِ وَمَالُ التَّجَارَةِ إِذَا قَبَضَهُ وَكَانَ عَلَى مُقَرَّرٍ وَلَوْ مُفْلَسًا أَوْ
عَلَى جَاهِدٍ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ زَكَاةُ لِمَا مَضَى وَيَتَرَاخَى وَجُوبُ الْأَدَاءِ إِلَى أَنْ
يَقْبِضَ أَرْبَعِينَ دُرْهَمًا فَفِيهَا دُرْهَمٌ لِأَنَّ مَا دُونَ الْخُمُسِ مِنَ النَّصَابِ
عَفْوٌ لَا زَكَاةَ فِيهِ

دین کی زکوٰۃ:

دین (قرض) کی زکوٰۃ کی کئی قسمیں ہیں کیونکہ دین، قوی، وسط اور ضعیف ہوتا ہے۔ دین قوی وہ ہے جو قرض کا بدلہ
یا مال تجارت (کابلہ) ہو جب اس پر قبضہ کرے اور یہ اقرار کرنے والے کے ذمہ ہو اگرچہ اس کو مفلس قرار دیا
گیا ہو یا ایسے منکر کے ذمہ ہو جس کے خلاف گواہ موجود ہوں تو گزرے ہوئے وقت کی زکوٰۃ بھی ادا کرے۔ چالیس
درہم یعنی نصاب کے پانچویں حصہ پر قبضہ تک وجوب ادا موخر ہوگا پھر اس میں سے ایک درہم دینا ہوگا کیونکہ پانچویں
حصے سے کم معاف ہے اس میں زکوٰۃ نہیں اور اسی طرح زائد پر اس کے حساب سے ہوگی۔

۱۔ لفظ دین، دَانٌ یَدِیْنُ سے مصدر ہے قرض دینے کا معنی دیتا ہے قرض دینے والے کو دَانٌ اور مقروض کو
دِیْنٌ کہتے ہیں۔ بد سے کا معنی بھی دیتا ہے مثلاً دَانٌ فَلَانًا فلاں کو بدلہ دیا۔ یہاں دین سے مطلق قرض مراد نہیں بلکہ قرض سے
عام ہے۔ اور اس سے مراد ہر وہ مال ہے جو کسی بھی سبب سے کسی شخص کے ذمہ واجب ہو۔

۲۔ کسی شخص نے دوسرے آدمی کو قرض کے طور پر کچھ رقم دی یا مال بیچا اور اس کی قیمت حاصل کرنا ہے تو یہ دین
قوی ہے۔

۳۔ اگر یہ مال ایسے شخص کے ذمہ ہو جو دینے سے منکر نہیں اگرچہ وہ دیوالیہ ہوگی یا انکار تو کرتا ہے لیکن اس کے
خلاف گواہ موجود ہیں تو اس صورت میں قرض خواہ پر زکوٰۃ واجب ہوگی لیکن ادائیگی اس وقت کرے گا جب کم از کم نصاب کا
پانچواں حصہ وصول کرے اب اس میں سے ایک درہم سالانہ ادا کرے کیونکہ گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنا ہوگی۔

۴۔ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک چالیس سے زائد جب تک اتنی درہم نہ ہو جائیں وہی ایک درہم کافی
ہوگا لیکن صاحبین کے نزدیک چالیس سے زائد پر چالیسویں حصہ کے اٹھارے سے ادا کرے مثلاً ساٹھ درہم وصول ہوئے تو
ڈیڑ درہم ادا کرے گا۔

وَكَذَٰلِكَ اِفْتِمَا زَادَ بِحِسَابِهِ وَالْوَسْطُ وَهُوَ بَدَلُ مَا لَيْسَ لِلتِّجَارَةِ كَثْمَنٌ ثِيَابُ
الْبِدَالَةِ وَعَبْدُ الْخِدْمَةِ وَذَارِ السُّكْنَى لَا تَجِبُ الزَّكَاةُ فِيهِ مَا لَمْ يَقْبِضْ نَصَبًا
وَيُعْتَبَرُ لِمَا مَضَى مِنَ الْحَوْلِ مِنْ وَقْتِ لَزُومِهِ لِذِمَّةِ الشُّتْرَى فِي صَحِيحِهِ
الرِّوَايَةُ وَالضَّعِيفُ وَهُوَ بَدَلُ مَا لَيْسَ بِمَالٍ كَالْمَهْرِ وَالْوَصِيَّةِ وَبَدَلُ
الْخُلْعِ وَالصَّلَاحِ عَنْ دَمِ الْعَمْدِ وَالذِّيَّةِ وَبَدَلُ الْكِتَابَةِ وَالسَّعَايَةِ
لَا تَجِبُ فِيهِ الزَّكَاةُ مَا لَمْ يَقْبِضْ نَصَبًا وَيَحُولُ عَلَيْهِ الْحَوْلُ بَعْدَ
الْقَبْضِ وَهَذَا عِنْدَ الْأَمَامِ وَأَوْجِبًا عَنِ الْمُقْبُوضِ مِنْ الدُّيُونِ الثَّلَاثَةِ
بِحِسَابِهِ مَطْلَقًا

دین وسط اس چیز کا بدل ہے جو تجارت کے لیے نہ ہو مثلاً کام کاج کے کپڑے، خدمت کے غلام اور رہائشی مکان
(اس صورت میں) جب تک پورے نصاب پر قبضہ نہ کرے زکوٰۃ واجب نہیں ہوگی۔ اور گزشتہ سالوں کا اعتبار اس
وقت سے ہوگا جب وہ خریدنے والے کے ذمہ لازم ہواریہ صحیح روایت کے مطابق ہے۔

دین ضعیف وہ ہے جو مال کا بدل نہ ہو جیسے حق ہر، وصیت، بدل، خلع، قتل، عدا کا بدل، صلح، ایت، بدل کتابت
اور بدل مسابیت۔ ان میں اس وقت تک زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی جب تک نصاب پر قبضہ نہ کرے اور قبضہ کے
بعد اس پر سال نہ گزر جائے یہ امام اعظم رحمۃ اللہ کے نزدیک ہے جب کہ صاحبین کے نزدیک تینوں قسم کے دین
سے جتنے مال پر قبضہ کیا اس پر حساب کے مطابق زکوٰۃ واجب ہے۔

۱۔ یعنی کسی نے کام کاج کے کپڑے، خدمت کرنے والے غلام اور رہائشی مکان بیچا تو ان چیزوں کی قیمت خریدنے
والے کے ذمہ دین ہے اور اسے دین وسط کہتے ہیں۔ اس کا حکم یہ ہے کہ جب مکمل نصاب یعنی دو سو درہم یا اس کی
قیمت پر قبضہ کرے تو زکوٰۃ واجب ہوگی۔

۲۔ گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنا ہوگی لیکن ان سالوں کا اعتبار اس وقت سے ہوگا جب خریدار نے
یہ چیزیں خریدیں اور قیمت اس پر لازم ہوگئی۔

۳۔ یعنی یہ ایسا دین ہے جس میں قرض خواہ (دائن) نے دیون کو کچھ دیا نہیں بلکہ دیگر اسباب سے اس
پر مال لازم ہوگیا۔
(بقیہ برصغیر آئندہ)

وَإِذَا قَبَضَ مَالُ الصَّامِرِ لَا تَجِبُ زَكَاةُ السِّنِينَ الْمَاضِيَةِ وَهُوَ كَابِقٍ وَمَقْنُودٍ وَ
مَنْصُوبٍ لَيْسَ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ وَمَالٍ سَاقِطٍ فِي الْبَحْرِ وَمَدْفُونٍ فِي مَفَاذَةٍ أَوْ
دَارٍ عَظِيمَةٍ وَقَدْ نَسِيَ مَكَانَهُ وَمَا خُوِذَ مُصَادَرَةً وَمُودِعٍ عِنْدَ مَنْ لَا يَعْرِفُهُ

مال ضمار:

جب کسی شخص نے مال ضمار پر قبضہ کیا تو گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ فرض نہ ہوگی، بھاگا ہوا غلام، گشہ غلام
غضب شدہ چیز جس پر گواہ نہ ہوں، دریا میں گر جانے والا مال جنگل میں مدفون مال، بہت بڑی حویلی میں مدفون مال
جس کی جگہ بھول گیا غنڈہ گردی سے چھینا گیا مال، ناواقف شخص کے پاس امانت رکھا گیا مال اور ایسا قرض
جس پر گواہ نہ ہوں، مال ضمار ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) اسے عدت کا مہر خاندان کے ذمہ دین ہے، مرنے والے نے وصیت کی کہ میرے مال سے تنائی حصہ یا اس سے
کم خاص مقدار غلام شخص کو دی جائے تو یہ مال میت کے ورثا پر دین ہے بیوی نے خاندان سے طلاق حاصل کرنے کے لیے
کچھ رقم مقرر کی تو یہ رقم مرد کی طرف سے عورت پر دین ہے، کسی شخص نے دوسرے کو جان بوجھ کر قتل کر دیا۔ اب
مقتول کے ورثا نے کسی خاص رقم پر صلح کرنی اور قصاص چھوڑ دیا تو یہ رقم قاتل کے ذمہ مقتول کے ورثا کا دین ہے
غلطی سے قتل کی صورت میں قاتل جو رقم مقتول کے ورثا کو ادا کرتا ہے اسے دیت کہتے ہیں۔ یہ بھی قاتل کے ذمہ
دین ہے۔ مالک نے غلام کو کہا کہ اتنا مال لا کر دو اور تم آزاد ہو یہ مال مال کی کتابت ہے۔ اور غلام پر دین ہے۔ مالک نے
غلام کا کچھ حصہ آزاد کر دیا اور باقی کی آزادی کے لیے مال کا کر لانے کو کہا۔ یہ مال سعایت ہے اور یہ بھی اس کے ذمہ دین ہے
یہ سب دین ضعیف ہیں۔

۵۵۔ ان تمام صورتوں میں زکوٰۃ کی ادائیگی اس وقت ہوگی جب نصاب پر قبضہ بھی ہو جائے اور پھر سال بھی گزر
جائے۔

(صفحہ ۵۵) ۱۔ مال کو کتنے ہیں جس کے ملنے کی امید نہ ہو اگر یہ ملکیت باقی ہو۔

۲۔ چونکہ مال ضمار کے ملنے کی امید نہیں ہوتی لہذا گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی بلکہ جب وہ

مال ملا اسی سال کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔

وَدَيْنٍ لَا بَيِّنَةَ عَلَيْهِ وَلَا يُجْزَىٰ عَنِ الزَّكَاةِ دَيْنٌ أُبْرِئِي عَنْهُ فَقِيرٌ بَيْنَتَاهَا
وَصَعَةً دَفْعُ عَرْضٍ وَمِكِيلٍ وَمَوْزُونٍ عَنْ زَكَاةِ التَّقْدِينِ بِالْقِيَمَةِ وَإِنْ
أَذَىٰ مِنْ عَيْنِ التَّقْدِينِ فَالْمُعْتَبَرُ وَزَنْهُمَا آدَاءٌ كَمَا اعْتَبِرُوا جُوبًا وَتَضَمُّ
قِيَمَةُ الْعُرُوضِ إِلَى الثَّخْتَيْنِ وَالذَّهَبِ إِلَى الْفِضَّةِ قِيَمَةً.

زکوٰۃ کی جگہ وہ دین کفایت نہیں کرے گا جس سے زکوٰۃ کی نیت سے فقیر کو بری الذمہ قرار دیا ہونے
چاندی کی قیمت کا اعتبار کرتے ہوئے کوئی سامان یا کیلی اور وزنی چیز دینا صحیح ہے۔ اگر سونا اور چاندی ہی دے
تو ادائیگی میں وزن کا اعتبار ہوگا۔ جیسے وجوب میں اس کا اعتبار کیا گیا ہے۔ سامان کی قیمت کو سونے چاندی
کی طرف اور سونے کو چاندی کے ساتھ بطور قیمت ملایا جائے گا۔

۱۔ مثلاً ایک شخص کسی دوسرے کے ذمہ قرض تھا اب مفروض یا فقیر ہونے کی وجہ سے قرض ادا نہیں کر سکتا
بلکہ زکوٰۃ کا بھی مستحق ہے۔ قرض خواہ اسے زکوٰۃ دینا چاہتا ہے اور قرض بھی وصول کرنا چاہتا ہے۔ تو یوں نہیں کر سکتا کہ
تم نے جو قرض دینا ہے وہ زکوٰۃ کی جگہ تمہارا ہوا کیونکہ زکوٰۃ میں مالک بنانا شرط ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ اسے زکوٰۃ
دے کر قرض وصول کرے۔

۲۔ یعنی کسی کے پاس مثلاً ساڑھے باون تو لے چاندی ہے تو زکوٰۃ کی ادائیگی دو طرح سے ہو سکتی ہے یا
تو اس میں سے چالیسواں حصہ چاندی دے یا اس کی قیمت ادا کرے۔ اور قیمت کے مطابق چالیسواں حصہ رقم کی صورت
میں یا غلے وغیرہ کی شکل میں دے۔ دونوں طرح جائز ہے۔

۳۔ یعنی قیمت کی بجائے سونا یا چاندی ہی دینا چاہتا ہو تو وزن کا اعتبار ہوگا۔ ایسا نہیں کر سکتا کہ قیمت لگا کر
اس کے چالیسویں حصہ کی جتنی چاندی یا سونا بنتا ہے ادا کر دے۔

۴۔ یعنی سونے اور چاندی پر زکوٰۃ بھی وزن کے اعتبار سے ہی واجب ہوتی ہے۔ قیمت کا اعتبار
نہیں ہوتا۔

۵۔ مثلاً کسی شخص کے پاس سامان تجارت ہے جس کی قیمت بیس تو لے چاندی بنتی ہے اور اس کے پاس
چاندی بھی ہے جس کا وزن ساڑھے بائیس تو لے تو یہ کل ساڑھے باون تو لے چاندی نصاب بن جائے گا۔

۶۔ مثلاً ایک شخص کے پاس ایک سو درہم ہیں اور دس دینار ہیں جن کی قیمت ایک سو چالیس درہم ہے تو یہ کل
دو سو چالیس درہم ہوئے لہذا چھ درہم زکوٰۃ واجب ہوگی۔

وَنُقْصَانُ النَّصَابِ فِي الْحَوْلِ لَا يَضُرُّ إِنْ كَمَلَ فِي طَرَفَيْهِ فَإِنْ تَمَلَّكَ
عَرَضًا بِنَيْتِ التَّجَارَةِ وَهُوَ لَا يُسَاوِي نَصَابًا وَكَانَ لَهُ غَيْرُهُ ثُمَّ بَلَغَتْ
قِيَمَتُهُ نَصَابًا فِي آخِرِ الْحَوْلِ لَا تَحِبُّ زَكَاةً لِكَالْحَوْلِ -

سال کے دوران نصاب کا کم ہونا کچھ نقصان نہیں دیتا بشرطیکہ سال کی دونوں طرفوں (اول و آخر) میں مکمل ہوئے۔
اگر کوئی شخص تجارت کی نیت سے سامان کا مالک ہوا اور وہ نصاب کے برابر نہیں۔ اور اس کے پاس کوئی دوسرا مال بھی نہیں پھر سال کے آخر میں اس کی قیمت نصاب کو پہنچ گئی تو اس سال کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

۱۔ زکوٰۃ واجب ہونے کے لیے سال کے شروع میں اور وجوب ادا کے لیے سال کے آخر میں نصاب کا مکمل ہونا ضروری ہے۔ اب سال کے دوران بڑھ جاتے یا کم ہو جاتے اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا۔

۲۔ مثلاً سال کے شروع میں اس کے پاس ایک سو درہم کا مال تجارت تھا اور اس کے علاوہ مال نہیں تھا جسے ملا کر نصاب مکمل کر لیا جاتے۔ اب سال کے آخر میں دو سو درہم کا مال ہو گیا تو چونکہ نصاب پر سال نہیں گزرا لہذا زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

سوالات

- ۱۔ زکوٰۃ کا لغوی اور اصطلاحی معنی بیان کریں نیز زکوٰۃ کی دینی اور معاشرتی اہمیت پر روشنی ڈالیں۔
- ۲۔ زکوٰۃ کے وجوب اور وجوب ادا کی شرائط کھیں نیز مال کے بڑھنے کی کیا صورت ہے۔
- ۳۔ دین کی اقسام اور زکوٰۃ دین کے احکام تفصیلاً لکھیں۔
- ۴۔ مال شمار کسے کہتے ہیں اور اس کی زکوٰۃ کا کیا حکم ہے۔
- ۵۔ سونے اور چاندی کی زکوٰۃ کس طرح دی جائے گی اگر سونا اور چاندی ملے جلے ہوں تو ادائیگی کی کیا صورت ہوگی۔

۶۔ مندرجہ ذیل صیغوں کی وضاحت کریں۔

لہ یقبض، السعایۃ، لا یشرط، لا یضمّن۔

وَنِصَابُ الذَّهَبِ عِشْرُونَ مُثْقَالًا وَنِصَابُ الْفِضَّةِ مِائَتَانِ دُرْهَمٍ مِّنَ
 الذَّهَبِ الَّتِي كُلُّ عَشْرَةٍ مِّنْهَا وَزْنُ سَبْعَةِ مِثْقَالٍ وَمَا زَادَ عَلَى
 نِصَابٍ وَبَلَغَ خُمْسًا زَكَاةً بِحِسَابِهِ وَمَا غَلَبَ عَلَى الْغَشِّ فَكَالْخَالِصِ
 مِنَ النَّقْدَيْنِ وَلَا نَزَكُوتَ فِي الْجَوَاهِرِ وَاللَّائِي إِلَّا أَنْ تَتِمَّ ذِكْمَا بَيْنِيَّةِ التِّجَارَةِ
 كَسَائِرِ الْعَرُوضِ وَلَوْ تَحَرَّ الْحَوْلُ عَلَى مَكِيلٍ أَوْ مَوْزُونٍ فَعَلَا سَعْرُهُ وَرَخَّصَ
 فَأَذَى مِنْ عَيْنِهِ رُبْعَ عَشْرَةٍ أَجْزَاكَ وَإِنْ أَذَى مِنْ قِيَمَتِهِ تُعْتَبَرُ يَوْمَ
 الْوُجُوبِ وَهُوَ تَمَامُ الْحَوْلِ عِنْدَ الْإِمَامِ وَقَالَ يَوْمَ الْأَدَاءِ لِيَصْرَفَهَا.

سونے چاندی کا نصاب:

سونے کا نصاب بیس مثقال اور چاندی کا نصاب ان درہم سے دوسو درہم ہیں جن کے ہر دس درہم سات
 مثقال کے برابر ہوں اور نصاب سے زائد جب پانچویں حصے تک پہنچ جاتے تو اس کے حساب سے زکوٰۃ دے گئے۔
 سونے اور چاندی سے جو کھوٹ پر غالب ہو وہ خالص کے حکم میں ہو گا۔ جواہرات اور موتیوں میں زکوٰۃ نہیں مگر
 یہ کہ تجارت کی نیت سے ان کا مالک ہو جائے جس طرح دوسرے سامان کا مسئلہ ہے۔

اگر گھلی یا وزنی چیز پر سال پورا ہو گیا پھر اس کا نرخ بڑھ گیا یا کم ہو گیا اور اس نے اسی چیز سے چالیسواں
 حصہ دے دیا تو کافی ہے۔ اور اگر قیمت دے تو واجب ہونے کے دن کا اعتبار ہو گا اور وہ دن امام اعظم رحمہ اللہ
 کے نزدیک سال پورا ہونے کا دن ہے۔ جب کہ صاحبین فرماتے ہیں جس دن مستحق کو ادا کرے گا اس کا اعتبار ہو گا۔

- ۱۔ ہمارے مروجہ نظام کے مطابق ایک مثقال ۲۵ گرام ہے لہذا بیس مثقال پچاسی ۸۵ گرام ہوں گے۔
- ۲۔ ایک درہم چاندی ۲.۹۷ گرام ہوتی ہے لہذا دوسو درہم پانچصدہ پچاڑیس ۵۹۵ گرام ہوتے ہیں۔
- ۳۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارکہ میں تین قسم کے درہم مروج تھے پہلا وہ جو ایک مثقال کے برابر تھا
 دوسرا نصف مثقال کے برابر اور تیسرا وہ کہ دس درہم چھ مثقال کے برابر تھے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں
 تینوں کا اوسط نکال کر ایک معیار مقرر کر دیا۔ یعنی درہم کے حساب سے دس درہم اس مثقال کے برابر دوسری صورت میں
 دس درہم پانچ مثقال کے اور تیسری صورت میں چھ مثقال کے برابر تھے۔ تینوں کو جمع کیا تو مجموعہ کس (یا بقیہ معفو اُسندہ)

وَلَا يَصْمَنُ الزَّكَاةَ مُفْرِطٌ غَيْرُ مُتْلِفٍ فَهَلَاكُ الْمَالِ بَعْدَ الْحَوْلِ يُسْقِطُ
الْوَاجِبَ وَهَلَاكُ الْبَعْضِ حِصَّةٌ وَيُصَرَّفُ الْهَالِكُ إِلَى الْعَفْوِ فَإِنْ لَمْ يُجَاوِزْهُ
فَالْوَاجِبُ عَلَى حَالِهِ وَلَا تُؤْخَذُ الزَّكَاةُ جَبْرًا وَلَا مِنْ تَرْكِتِهِ إِلَّا أَنْ يُطَوَّيَ
بِهَا فَتَكُونَ مِنْ ثَلَاثِهِ وَيُجِيزُ أَبُو يُوسُفَ الْحِمْلَةَ لِدَفْعِ وَجُوبِ الزَّكَاةِ وَ
كَرَاهَا مُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى

زکوٰۃ کی ادائیگی میں، کوتاہی کرنے والے پر ضمان نہیں ہوگی البتہ ضائع کرنے والا ضامن ہوگا۔ پس سال کے بعد مال کے ہلاک ہونے سے واجب ساقط ہو جائے گا اور بعض کے ضائع ہونے سے اس کے حساب سے ساقط ہوگا۔ اور ہلاک ہونے والے کو زائد کی طرف پھیرا جائے گا اور اگر اس سے متجاوز نہ ہو تو واجب اپنے حال پر رہے گا۔ زکوٰۃ زبردستی نہ لی جاتی اور نہ ترکہ سے لی جاتی ہے مگر یہ کہ وصیت کی گئی ہو تو اس کے تہائی سے وصول کی جاتی ہے۔ امام ابو یوسف رحمہ اللہ نے وجوب زکوٰۃ سے بچنے کیلئے حیلہ اختیار کرنا جائز قرار دیا جب کہ امام محمد رحمہ اللہ علیہ اسے مکروہ جانتے ہیں۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) اب تین پر تقسیم کیا تو جواب سات آیا لہذا اب وہ درہم میاں بن گیا جس کے حساب سے دس درہم سات مثقال کے برابر ہوں۔

۴۷ مثلاً جو بیس مثقال سونا ہو جائے تو نصف مثقال اور مثقال کا دسواں حصہ دینا ہوگا۔ اس سے کم ہوں مثلاً اکیس بائیس یا بیس مثقال ہوں تو صرف بیس مثقال پر زکوٰۃ ہوگی زائد معاف ہے۔

۴۸ اگر خالص سونا اور چاندی نہ ہو بلکہ اس میں کھوٹ بھی ہو تو دیکھا جائے کھوٹ کم ہو تو خالص شمار ہوگا۔

۴۹ اس صورت میں نرخ کے گھٹنے بڑھنے سے کوئی فرق نہیں پڑے گا۔

(صفحہ ہذا) ۵۰ ادائیگی میں تاخیر سے مال ضائع ہو گیا تو زکوٰۃ معاف ہو جائے گی اور اگر خود ضائع کیا تو زکوٰۃ ادا کرنا ہوگی۔

۵۱ سال پورا ہونے کے بعد ادائیگی میں تاخیر ہو گئی اور کچھ مال ضائع ہو گیا تو جتنا باقی ہے اس کے حساب سے زکوٰۃ دینا ہوگی۔

۵۲ مثلاً ایک آدمی کے پاس دو سو بیس درہم تھے ان میں سے بیس درہم ضائع ہو گئے تو یوں سمجھیں گے کہ اصل نصاب باقی ہے اور پورے بیس درہم ضائع ہو گئے۔

۵۳ زکوٰۃ میں نیت شرط ہے اور ترکہ سے وصول کرنے کی صورت میں نیت نہیں پائی جاتی۔

۵۴ چونکہ تہائی مال سے زیادہ میں وصیت نافذ نہیں ہوتی لہذا میت کی وصیت کے مطابق تہائی مال سے وصول کی جاتی ہے۔

(بقیہ بر صفحہ آئندہ)

بَابُ الْمَصْرَفِ

هُوَ الْفَقِيرُ وَهُوَ مَنْ يَمْلِكُ مَالًا يَبْلُغُ نَصَابًا وَلَا قِيَمَتَهُ مِنْ أَيْ مَالٍ كَانَ وَ
لَوْ صَحِيحًا مُكْتَسَبًا وَالْمُسْكِينُ وَهُوَ مَنْ لَا شَيْءَ لَهُ وَالْمُكَاتَبُ وَالْمَدْيُونُ
الَّذِي لَا يَمْلِكُ نَصَابًا وَلَا قِيَمَتَهُ فَاضْنًا عَنْ دَيْنِهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَهُوَ
مُنْقَطِعُ الْغَزَاةِ أَوِ الْحَاجِرِ وَابْنُ السَّبِيلِ وَهُوَ مَنْ لَهُ مَالٌ فِي وَطَنِهِ وَلَيْسَ
مَعَهُ مَالٌ وَالْعَامِلُ عَلَيْهَا وَيُعْطَى قَدْرَ مَا يَسْعَى وَأَعْوَانُهُ وَلِلْمُزَكِّي الدَّافِعُ
إِلَى كُلِّ الْأَصْنَافِ وَلَهُ إِلَّا قِصَارٌ عَلَى وَاحِدٍ مَعَهُ وَجُودٌ بَاقِي الْأَصْنَافِ

زکوٰۃ کا مصرف:

۱۔ وہ فقیر ہے اور یہ وہ شخص ہے جو اتنی چیز کا مالک ہو جو نہ تو نصاب کو پہنچتی ہے اور نہ ہی اس کی قیمت کو، چاہے کسی بھی مال سے ہو اگرچہ وہ تندرست کمانے والا ہو۔

۲۔ مسکین اور یہ وہ ہے جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔

۳۔ مکاتب (۴) دیون جو دین سے نائد نصاب اور نہ ہی اس کی قیمت کا مالک ہو۔

۵۔ فی سبیل اللہ، اور یہ وہ شخص ہے جو غازیوں یا حاجیوں سے الگ منقطع ہو گیا ہے۔

۶۔ ابن السبیل جس کے لیے وطن میں مال ہو لیکن اس کے پاس مال نہ ہو۔

۷۔ زکوٰۃ کی وصولی میں کام کرنے والا، اسے اس قدر دیا جائے کہ خود اس کو اور اس کے ساتھیوں کو کفایت کرے۔

زکوٰۃ دینے والے کو اختیار ہے کہ وہ تمام اقسام مصرف کو دے یا باقی اقسام کے پائے جانے کے باوجود صرف ایک قسم کے لوگوں کو دے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۶۔ مثلاً کسی شخص نے اپنا مال کسی کو بیہ کیا، سال پورا ہوا تو وہ اس آدمی کے پاس تھا پھر اس نے واپس ملک کو بہ کر دیا تو چونکہ سال کسی ایک کے پاس بھی پورا نہیں ہوا لہذا دونوں پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، اگر یہ جیلہ زکوٰۃ سے پہنچنے کے لیے کرتا ہے تو سب کے نزدیک ناجائز ہے لیکن کسی اپنے مقصد کے لیے ہو تو جائز ہے۔
(اس متن کا ماثیہ اگلے صفحہ پر)

وَلَا يَصِحُّ دَفْعُهَا لِكَافِرٍ وَغَيْرِي تَبْلِيكَ نِصَابًا أَوْ مَا يَسَاوِي قِيَّتَهُ مِنْ آتَى
مَالٍ كَانَ فَاضِلٌ عَنْ حَوَائِجِهِ الْأَصْلِيَّةِ وَطِفْلٍ غَنِيٍّ وَبَنِي هَاشِمٍ وَمَوَالِيهِمْ

کافر، مالدار جو نصاب یا کسی بھی مال سے اس کی قیمت کا مالک ہو اور یہ اس کی اصلی ضرورتوں سے زائد ہو۔ مالدار کی اولاد، بنو ہاشم اور ان کے غلاموں کو زکوٰۃ دینا جائز نہیں۔

(حاشیہ صفحہ سابقہ) ۱۔ مصارف زکوٰۃ یعنی جن لوگوں کو زکوٰۃ دی جاتی ہے ان کا ذکر قرآن پاک کی سورہ توبہ آیت ۶ میں ہے۔
۲۔ یعنی نصاب سے کم مال کا مالک فقیر کہلاتا ہے۔

۳۔ وہ غلام جس کو مالک نے کہا کہ اتنی رقم ادا کر کے تم آزاد ہو سکتے ہو۔
۴۔ یعنی کوئی شخص مقررہ ہو لیکن اس کے پاس صرف اتنی رقم ہو جس سے قرض ادا کیا جاسکتا ہے یا اس سے زائد بھی ہو لیکن نصاب سے کم ہو۔

۵۔ یعنی جن لوگوں کا مال یا سواری ہلاک ہو جائے جس کی وجہ سے وہ مجاہدین یا حاجیوں کی جماعت سے بچھڑ جائیں اور ان میں شامل نہ ہو سکیں تو ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے۔ اسی طرح طالب علم بھی زکوٰۃ کا مستحق ہے۔
۶۔ یعنی جب کوئی شخص سفر پر ہو اور اس کے پاس مال نہ رہے تو وہ زکوٰۃ کا مستحق ہے۔ اگرچہ اس کے گھر میں مال ہو۔

۷۔ جو لوگ زکوٰۃ کی وصولی پر مامور ہیں انہیں حسب ضرورت آنے جانے کا کھانا اور کھانے پینے کے لیے زکوٰۃ سے ادائیگی کی جاتی ہے۔

۸۔ یعنی تمام اقسام کے افراد میں تقسیم کرے یا صرف ایک قسم مثلاً فقیروں کو دے۔ دونوں طرح جائز ہے۔
(معجمہ ہذا) ۱۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا ان (مسلمانوں) کے مال سے لو اور ان کے فقر میں تقسیم کر دو اس سے معلوم ہوا کہ زکوٰۃ صرف مسلمانوں کو دی جائے گی۔ کفار کو باقی صدقات دیے جاسکتے ہیں۔

۲۔ چونکہ مالدار کی اولاد باپ کے تابع ہے لہذا وہ بھی مالدار ہے اور زکوٰۃ کی مستحق نہیں۔

۳۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت عباس، حضرت جعفر، حضرت عقیل، حضرت عائشہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہم کی اولاد بنو ہاشم ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے بنو ہاشم! اللہ تعالیٰ نے تم پر لوگوں کا استعمال مال اور میل حرام کی ہے اور اس کے عوض تم کو مال غنیمت کے پانچویں حصے کا پانچواں حصہ دیا ہے۔

وَاِخْتَارَ الطَّحَاوِيُّ جَوَازَ دَفْعِهَا لِابْنِ هَاشِمٍ وَاصْلِ الْمَزْكِيِّ وَفَرَعِهِ وَزَوْجَتِهِ
وَمَمْلُوكِهِ وَمُكَاتَبِهِ وَمُعْتَقِ بَعْضِهِ وَكَفْنِ مَيِّتٍ وَقَضَاءِ دَيْنِهِ وَثَمَنِ قَبْرِ
يُعْتَقُ وَلَوْ دَفَعَهُ بِتَحْرِيرِ مَنْ ظَنَّهُ مَصْرَفًا فَظَهَرَ بِخِلَافِهِ اجْزَاءُ إِلَّا أَنْ يَكُونَ
عَبْدًا أَوْ مُكَاتَبَةً وَكِرَةً إِلَّا غَنَاءً وَهُوَ أَنْ يَفْضَلَ لِلْفَقِيرِ نَصَابٌ بَعْدَ قَضَاءِ
دَيْنِهِ وَبَعْدَ اعْطَاءِ كُلِّ فَرْدٍ مِنْ عِيَالِهِ دُونَ نَصَابٍ مِنَ الْمَدْفُوعِ إِلَيْهِ
وَالْأَفْلَاحُ يُكْرَهُ

امام طحاوی رحمہ اللہ نے نبوہاشم کو دینا جائز قرار دیا ہے۔

زکوٰۃ دینے والا اپنی اصل اور فرع، بیوی، غلام، مکاتب اور اس کو جس کا بعض آزاد کیا، میت کے کفن،
اس کے قرض کی ادائیگی اور غلام جسے آزاد کیا جاتے، کی قیمت میں زکوٰۃ نہ دے۔ اگر غور و فکر کے بعد کسی کو مصرف
سمجھ کر زکوٰۃ دی پھر ظاہر ہوا کہ وہ مصرف نہیں تو ادائیگی ہوگئی۔ مگر یہ کہ اس کا غلام یا مکاتب ہو (تو ادائیگی نہ ہوئی) کسی
کو غنی بنانا یعنی (آنا دینا کہ) فقیر کے پاس ادائیگی قرض اور اہل دیال میں سے ہر فرد کو نصاب سے کم دینے
کے بعد زکوٰۃ کے مال سے نصاب کی مقدار بچ جاتے تو مکروہ ہے ورنہ مکروہ نہیں۔

۱۔ اصل سے مراد ماں باپ اور داراداری، نانائانی ہیں جب کہ فرع سے مراد بیٹی بیٹا، پوتی پوتا، نواسی اور

نواسا ہیں۔

۲۔ کیونکہ مام طہر پر بیوی اور خاندان کا منافع مشترک ہوتا ہے۔ اسی طرح غلام اور مکاتب کا مال بھی مالک کا

اپنا ہوتا ہے لہذا ان کو دینا اپنے آپ کو دینا ہے۔

۳۔ چونکہ تمہیک شرط ہے اور ان صورتوں میں تمہیک نہیں پائی جاتی۔

۴۔ غلام اور مکاتب کی صورت میں زکوٰۃ واپس اپنے گھر آ جاتی ہے لہذا جائز نہیں۔

وَنَدَبَ اِغْنَاؤُكَ عَنِ السُّؤَالِ وَكَرِهَةً نَقَلَهَا بَعْدَ تَمَامِ الْحَوْلِ لِبَكْدٍ اِخْرَ
لِغَيْرِ قَرِيبٍ وَاِخْوَبَجَ وَاَوْشَعَ وَاَنْفَعَ لِلْمُسْلِمِينَ بِتَعْلِيمٍ وَاَلَا فَضْلُ صَرْفِهَا
لِلْاَقْرَبِ قَالَا قُرْبَ مِنْ كُلِّ ذِي رَحْمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ ثُمَّ لِحَيْرَانِهِ ثُمَّ لَا هِلَ
مَحَلَّتِهِ ثُمَّ لَا هِلَ حِرْفَتِهِ ثُمَّ لَا هِلَ بَلَدَتِهِ وَقَالَ الشَّيْخُ أَبُو حَفْصٍ الْكَبِيرُ
رَحِمَهُ اللّٰهُ لَا تُقْبَلُ صَدَقَةُ الرَّجُلِ وَقَرَابَتُهُ مَحَاوِيَجٌ حَتَّى يَبْدَأَ بِهِمْ
فَيَسُدَّ حَاجَتَهُمْ

(فقیر کو مانگنے سے مستغنی کر دینا مستحب ہے، سال پورا ہونے کے بعد کسی دوسرے شہر کی طرف لے جانا جب کہ
وہاں قریبی رشتہ دار، زیادہ حاجت مند، زیادہ مستحق فقیر، اور تعلیم کے سلسلے میں لوگوں کے لیے زیادہ نفع بخش
نہیں مکر وہ ہے۔

زیادہ قریبی رشتہ دار پھر اس سے کم قریبی کو پھر پڑوسی اس کے بعد اہل محلہ پھر ہم پیشہ اور اس کے بعد
شہر والوں کو زکوٰۃ دینا افضل ہے۔

حضرت شیخ ابو حفص البکیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں اس آدمی کا صدقہ قبول نہیں ہوتا جس کے رشتہ دار محتاج ہوں
یہاں تک کہ پہلے ان کو دے اور ان کی ضرورت پوری کرے۔

۱۔ زکوٰۃ کے مال سے اس قدر دیا جائے کہ مانگنے کی حاجت نہ رہے۔
۲۔ چونکہ قریب والوں کا زیادہ حق ہے لہذا اپنے شہر کے فقراء میں زکوٰۃ تقسیم کی جائے دوسری جگہ لے جانا
مکر وہ ہے البتہ زکوٰۃ دینے والے کے مستحق رشتہ دار دوسرے شہر میں ہوں یا وہاں لوگ زیادہ حاجت مند ہوں یا
وہاں صحیح العقیدہ مسلمانوں کی دینی درس گاہ ہو جہاں مال زکوٰۃ خرچ کرنے سے لوگوں کو زیادہ فائدہ پہنچتا ہو تو وہاں لے
جانا مکر وہ نہیں بلکہ بہتر ہے۔

۳۔ مطلب یہ ہے کہ اگر یہ سب لوگ محتاج اور زکوٰۃ کے مستحق ہوں تو کس ترتیب سے زکوٰۃ دی
جائے۔

۴۔ کیونکہ رشتوں داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا برتاؤ ضروری ہے۔ رشتہ داری اور غربت کے اعتبار سے
ان کا حق زیادہ ہے۔

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

تَجِبُ عَلَى حُرِّ مُسْلِمٍ مَالٌ لِنَصَابٍ أَوْ قِيَمَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَحُلْ عَلَيْهِ الْحَوْلُ
عِنْدَ طُلُوعِ فَجْرِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَلَمْ يَكُنْ لِلتَّجَارَةِ فَارِغٍ عَنِ الدَّيْنِ وَحَاجَتِهِ
الْأَصْلِيَّةِ وَهُوَ آتِجٌ عِيَالَهُ وَالْمُعْتَبَرُ فِيهَا الْكِفَايَةُ لَا التَّقْدِيرُ وَهِيَ مَسْكَنَةٌ

صدقہ فطر:

صدقہ فطر ہر صاحب نصاب آزاد مسلمان پر عید الفطر کی صبح طلوع ہوتے وقت واجب ہے چاہے نصاب کی قیمت کا مالک ہو اگرچہ اس پر سال نہ گزرے اور وہ تجارت کے لیے بھی نہ ہو البتہ قرض، حاجت اصلیہ اور اہل عیال کی ضرورتوں سے فارغ ہو۔ اس سلسلے میں کافی ہونے کا اعتبار ہے کوئی خاص اندازہ نہیں ہے۔ اور یہ گھر،

۱۔ بعض کتب مثلاً مبسوط میں صدقہ فطر کا ذکر روزوں کے بیان کے بعد کیا گیا کیونکہ اس کا وقت رمضان المبارک سے متصل ہے۔ یہاں اور اسی طرح دیگر کتب میں زکوٰۃ کے بعد صدقہ فطر کا باب اس مناسبت سے ہے کہ یہ دونوں مالی عبادات ہیں۔ چونکہ رمضان المبارک کے بعد روزہ رکنا چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اس لیے سوال کا پہلا دن عید الفطر اور اس میں ادا کیا جانے والا صدقہ، صدقہ فطر کہلاتا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ غریب و مساکین کو عید کی خوشیوں میں شریک کیا جاسکے۔

۲۔ نصاب کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ وہ نصاب جس میں بڑھنا شرط ہے اور اس سے زکوٰۃ متعلق ہے۔

۲۔ وہ نصاب جس کی وجہ سے چار احکام واجب ہوتے ہیں۔ صدقہ لینا حرام ہو جاتا ہے، قربانی اور صدقہ فطر نیز قریبی رشتہ داروں کا نفقہ واجب ہوتا ہے۔ اس نصاب میں نہ تو تجارت کے ذریعے بڑھنا شرط ہے اور نہ ہی سال کا گزرنا۔

۳۔ تیسرا نصاب وہ ہے جس کی موجودگی میں سوال کرنا حرام ہے یعنی ایک وقت کا رزق موجود ہونا۔ بعض کے نزدیک یہ پاس درہم کا مالک ہونا۔

وَأَشَافَتْهُ وَثِيَابُهُ وَفَرَسَهُ وَسِلَاحَهُ وَعَبِيدُهُ لِلْخِدْمَةِ فَيُخْرِجُهَا عَنْ
 نَفْسِهِ وَأَوْلَادِهِ الصِّغَارِ الْفُقَرَاءَ وَإِنْ كَانُوا أَغْنِيَاءَ يُخْرِجُهَا مِنْ مَالِهِمْ
 وَلَا تَحِبُّ عَلَى الْجَدِّ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَاخْتِيارُ الْجَدِّ كَالْأَبِ عِنْدَ فَقْدِهِ
 أَوْ فَقْرِهِ وَعَنْ مِمَّا لِيَكُمُ لِلْخِدْمَةِ وَمَدَبَرِهِ وَأُمِّ وَلَدِهِ وَلَوْ كَفَّارًا لَا عَنْ
 مَكَاتِبِهِ وَلَا عَنْ وَلَدِهِ الْكَبِيرِ وَنَزْدِجَتِهِ وَقَرْنِ مُشْتَرَكٍ وَأَبِي إِلَّا بَعْدَ
 عَوْدِهِ وَكَذَا النِّعْصُوبُ وَالْمَأْسُورُ.

گھر کا سامان، پٹری، گھوڑا، اسلحہ اور خدمت کے غلام ہیں۔
 پس اپنی طرف سے اور اپنے چھوٹے محتاج بچوں کی طرف سے ادا کرے۔ اگر وہ مالدار ہوں تو ان
 کے مال سے ادا کرے، دادا پر واجب نہیں اور مختار بات یہ ہے کہ باپ نہ ہو یا محتاج ہو تو دادا باپ کے
 قائم مقام ہوگا۔

اور خدمت کے غلاموں، مدبر، اور ام ولد کی طرف سے بھی صدقہ فطر دے۔ اگر چہ کافر ہوں۔ مکاتب
 کی طرف سے نہیں۔ اسی طرح بڑی اولاد، بیوی، مشترک غلام اور بھانجا ہوا غلام جب تک واپس نہ آتے، غصب
 شدہ اور قیدی غلام کی طرف سے اس پر واجب نہیں ہے۔

اے حاجات انسانی میں کوئی خاص میاں مقرر نہیں جو چیزیں انسان کے لیے کافی ہوں وہ گھریلو ضروریات ہیں لہذا
 مشر اور دیات کا فرق بھی ملحوظ رکھنا ہوگا۔ اسی طرح معاشرتی حیثیت کے اعتبار سے بھی تفاوت ہوگا۔
 اے صدقہ فطر کے سنے میں اصول یہ ہے کہ جو لوگ اس کی سرپرستی میں ہیں اور وہ ان کی کفالت کر
 رہا ہے ان کی طرف سے صدقہ فطر دینا ہوگا۔ مسلمان ہوں یا کافر، اور جو لوگ سرپرستی میں نہیں ان کی طرف سے
 واجب نہ ہوگا۔

وَهِيَ نَصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ دَقِيقَةٍ أَوْ سَوْيْقَةٍ أَوْ صَاعٍ تَمْرٍ أَوْ زَبِيبٍ
 أَوْ شَعِيرٍ وَهُوَ شِمَانِيَّةٌ أَوْ طَالٍ بِالنِّعَاقِ وَيَجُوزُ دَفْعُ الْقِيَمَةِ وَهِيَ
 أَفْضَلُ عِنْدَ وَجَدَانِ مَا يَحْتَاجُهُ لَا تَنَهَا أَسْرَعُ لِقْضَاءِ حَاجَةِ الْفَقِيرِ وَ
 إِنْ كَانَ زَمَنٌ شَدِيدٌ فَالْحِنْطَةُ وَالشَّعِيرُ مَا يَزُولُ أَفْضَلُ مِنَ الدَّرَاهِمِ
 وَوَقْتُ الْوَجُوبِ عِنْدَ طُلُوعِ فَجْرِ يَوْمِ الْفِطْرِ قَبْلَ مَا تَوَقَّعَ قَبْلَهُ
 أَوْ أَسْلَمَ أَوْ اغْتَنَى أَوْ وَلَدًا بَعْدَهُ لَا تَلْزَمُهُ وَيَسْتَحِبُّ إِخْرَاجُهَا قَبْلَ الْخُرُوجِ
 إِلَى الْمَصَلَّى وَصَتْرُ لَوْ قَدَّمَ أَوْ أَخَّرَ وَالشَّائِخُ مَكْرُوهٌ وَيَدْفَعُ كُلُّ شَخْصٍ
 فِطْرَتَهُ لِفَقِيرٍ وَاحِدٍ وَاخْتَلَفَ فِي جَوَائِزِ تَفْرِيقِ فِطْرَةٍ وَاحِدَةٍ عَلَى الْكُفْرِ
 مِنْ فَقِيرٍ وَيَجُوزُ دَفْعُ مَا عَلَى جَمَاعَةٍ لِوَاحِدٍ عَلَى الصَّحِيحِ وَاللَّهُ
 الْمَوْفِقُ لِلصَّوَابِ

صدقہ فطر کی مقدار:

صدقہ فطر گندم، اس کے آٹے یا ستروے نصف صاع اور کھجور، انگور یا جو سے ایک صاع ہے اور
 یہ عراقی رطل کے حساب سے آٹھ رطل بنتا ہے قیمت کا دینا بھی جائز ہے بلکہ جس چیز کا فقیر محتاج ہو اور وہ
 مل جاتی ہو تو قیمت کا دینا افضل ہے اور جب تنگی کا زمانہ ہو تو گندم، جو اور دیگر کھانے پینے کی چیزوں کا
 دینا درہموں سے افضل ہے

صدقہ فطر کے وجوب کا وقت عید الفطر کے دن صبح صادق کے طلوع سے ہے پس جو شخص اس سے
 پہلے مر گیا یا محتاج ہو گیا یا اس کے بعد اسلام لایا یا مالدار ہوا یا پیدا ہوا تو اس پر لازم نہیں۔ عید گاہ کی طرف
 جانے سے پہلے ادا کرنا مستحب ہے۔ پہلے دیا یا بعد میں دونوں طرح صحیح ہے۔ لیکن تاخیر مکروہ ہے۔ ہر شخص
 اپنا فطرانہ ایک فقیر کو دے۔ ایک آدمی کا فطرانہ کئی فقیروں پر تقسیم کرنے کے بارے میں اختلاف ہے۔ کئی آدمیوں
 کا فطرانہ ایک فقیر کو دینا جائز ہے۔ اللہ تعالیٰ راہِ راست کی توفیق دینے والا ہے۔

(فقیر صفحہ آئندہ)

لے موجودہ پیمانے کے حساب سے ایک صاع تقریباً چار کلو پانچ سو گرام کا بنتا ہے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ)

۱۵ مثلاً فقیر کو کپڑے کی ضرورت ہو ادم اسے گندم وغیرہ دیں تو اس کے لیے مشکلات پیدا ہوں گی پہلے گندم بیچنے کا پھر کپڑا خریدے گا لہذا قیمت دی جاتی تاکہ آسانی سے ضرورت کی چیز خرید سکے۔
 ۱۶ یعنی جب غلہ نہ ملتا ہو تو گندم یا جو وغیرہ دینا بہتر ہے کیونکہ اس میں فقیر کا نفع ہے۔
 ۱۷ مقصد یہ ہے کہ طلوع آفتاب کے وقت جو شخص موجود بھی ہو اور نصب کا مالک بھی اس پر صدقہ نظر واجب ہے۔ طلوع آفتاب کے بعد سلمان ہونے والے پر فطرانہ اس لیے واجب نہیں کہ وہ کافر ہونے کی وجہ سے طلوع آفتاب کے وقت نہ ہونے کے برابر تھا۔

۱۸ عید کی نماز بلکہ عید کے دن سے پہلے دینا زیادہ اچھا ہے اس طرح فقیر اپنی ضرورت کی اشیاء خرید کر عید کی خوشیوں میں شریک ہو جاتے گا۔

۱۹ اس صورت میں فقیر کو حسب ضرورت کچھ نہیں مل سکتا۔
 نوٹ :- روزہ اور صدقہ نظر الگ الگ عبادتیں ہیں۔ اگر کسی شخص نے سفر یا بیماری وغیرہ کی وجہ سے روزہ درکھا ہو تو بھی صدقہ نظر دینا پڑے گا۔

سوالات

- ۱۔ سونے اور چاندی کا نصاب مکھیں نیز بتائیں کہ کتا بول پر بھی زکوٰۃ ہے یا نہیں۔
- ۲۔ دس درہم سات شتال کے برابر ہونے کی تفصیل مکھیں۔
- ۳۔ اگر کسی شخص پر زکوٰۃ واجب ہوئی اور اس نے ادا نہیں کی اور مال ضائع ہو گیا تو کیا وہ ساقط ہو جاتے گی۔
- ۴۔ زکوٰۃ کن کن لوگوں کو دی جاسکتی ہے۔ قرآن پاک کی آیت سے مصدق زکوٰۃ مکھیں۔ کیا مسجد کی تعمیر میں زکوٰۃ خرچ کی جاسکتی ہے۔ اگر نہیں تو کیوں؟
- ۵۔ کن کن لوگوں کو زکوٰۃ نہیں دی جاسکتی نیز یہ بتائیں کہ والدین کو زکوٰۃ دی جاسکتی ہے؟
- ۶۔ صدقہ نظر کس پر واجب ہے اور اس کا وقت کب سے شروع ہوتا ہے۔ نیز اس کا فلسفہ کیا ہے کیا وقت سے پہلے ادا نیکی ہو سکتی ہے۔
- ۷۔ کن کن چیزوں سے صدقہ نظر دینا جائز ہے۔ اور ایک آدمی کی طرف کتنا صدقہ ہوگا ہر چیز سے مقدار مکھیں۔ نیز اگر قیمت دیں تو کس حساب سے دینا ہوگی۔
- ۸۔ مندرجہ ذیل جملوں کی ترکیب مکھیں۔

ولا تجب علی المجد فی ظاہر الروایۃ
تجب علی حر مسلم مالک لنصاب او قیمتہ
ویستحب اخراجہا قبل الخرج جہا فی المصلی
ویجوز دفعہ ما علی جماعة لواحد

کِتَابُ الْحَجَّةِ

هُوَ زِيَارَةُ بَقَاعِ مَخْصُوصَةٍ بِفِعْلِ مَخْصُوصٍ فِي أَشْهُرِهَا وَهِيَ شَوَّالٌ وَ ذُو الْقَعْدَةِ وَعَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ فَرِضٌ مَرَّةً عَلَى الْفَوْرِ فِي الْأَصَحِّ وَشُرُوطُ فَرَضِيَّتِهِ ثَمَانِيَةٌ عَلَى الْأَصَحِّ إِلَّا سَلَامٌ وَالْعَقْلُ وَالْبُلُوغُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالْوَقْتُ وَالْقُدْرَةُ عَلَى الزَّادِ وَلَوْ بِمَكَّةَ بِتَقَّةٍ وَسَطٍ وَالْقُدْرَةُ عَلَى مَرَاحِلَةِ مَخْصَصَةٍ بِهِ أَوْ عَلَى شِقِّ مَحْمَلٍ بِالْمَلِكِ وَالْإِبَارَةُ لَا الْإِبَاحَةَ وَالْإِعَارَةَ

حج کا بیان:

حج کے مہینوں میں مخصوص مقامات کی مخصوص افعال کے ساتھ ریت کرنا حج ہے۔ حج کے مہینے شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کے دس دن ہیں۔ اس قول کے مطابق حج زندگی میں ایک بار فی الفور فرض ہے۔
اس کی فرضیت کی آٹھ شرطیں ہیں۔

(۱) اسلام (۲) عقل (۳) بلوغ (۴) آزادی (۵) دقت (۶) دریمانے اندازے سے زادراہ، اگرچہ مکہ مکرمہ میں ہو۔
(۷) مخصوص سواری یا کجاوے کے ایک پہلو پر ملکیت یا اجارے کے ساتھ تادوم ہونا اباحت اور عاریت کے ساتھ نہیں ہے۔

۱۵ حج کا لغوی معنی کسی معظّم چیز کا ارادہ کرنا ہے۔ اسلامی عبادات میں حج ایک اہم عبادت ہے۔ کیونکہ اس موقع پر دنیا بھر کے مسلمانوں کا اجتماع ہوتا ہے، رنگ و نسل اور علاقائی و لسانی نسبتوں کو یکسر نظر انداز کر کے مسلمان ایک ہی لباس اور ایک ہی پکار کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں حاضر ہوتے ہیں جو مسافرت اور اجتماعیت کی ایک اعلیٰ مثال ہے، حج اس امت کی خصوصیت ہے اس سے پہلے کسی امت پر واجب نہ تھا، حج سئم میں فرض ہوا۔ حج اور جہاد کا ارادہ کرنے والا اپنے ماں باپ سے اجازت لے کر جائے اعلان کی اجازت کے بغیر گیا بالخصوص جب ان کو اس کی ضرورت بھی ہو تو گنہگار ہوگا۔
۱۶ کعبۃ اللہ اور عرفات۔

۱۷ حج کا احرام باندھنا، طواف کرنا، میلان عرفات میں ٹھہرنا وغیرہ۔
۱۸ یعنی حج فرض ہونے کے بعد فوراً کرنا چاہیے تاخیر گناہ ہے تاہم جب بھی بھلائی کا اہتمام ہوگا۔ تعاضد نہیں۔ (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

اٰخَرِ اَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ حَوْلَهُمْ اِذَا اَمَكْنَهُمُ الْمَشْيُ بِالْقُوَّةِ بِلاَ مَشَقَّةٍ
وَالْاَفْلَاكُ بَدَّ مِنَ الرَّاحِلَةِ مُطْلَقًا وَتِلْكَ الْقُدْرَةُ قاصِدَةٌ عَنْ تَقَقُّتِهِ وَتَفَقُّةٍ
عِيَالِهِ اِلَى حَيِّنٍ عَوْدِهِ وَعَمَّا لَا يَدَّ مِنْهُ كَالْمَنْزِلِ وَاقْثَاثِهِ وَالْاَلِ الْمُحْتَزِّفِيْنَ
وَقَضَاءِ الدَّيْنِ

وَيُسْتَرْطُ الْعِلْمُ بِفَرْضِيَّةِ الْحَيَّةِ لِمَنْ اَسْكَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ اَوْ الْكُوْنُ بِدَاوِرِ
الْاِسْلَامِ وَشُرُوطُ وَجُوبِ الْاَدَاءِ خَمْسَةٌ عَلَى الْاَصَحِّ صِحَّةُ الْبَدَنِ
وَزَوَالُ السَّائِعِ الْحَقِيقِيِّ عَنِ الذَّهَابِ لِلْحَيَّةِ وَامْنُ الطَّرِيقِ وَعَدَمُ قِيَامِ

مکہ مکرمہ اور مضافات کے رہنے والوں کے لیے سواری شرط نہیں بشرطیکہ وہ کسی مشقت کے بغیر چلنے کی طاقت
رکھتے ہوں ورنہ سب کے لیے سواری کا ہونا شرط ہے۔ اور یہ طاقت اس کے اپنے نفقہ، واپسی تک گھر والوں
کے لیے خرچ اور اس چیز سے زائد ہوں جس کی اسے ضرورت ہے مثلاً مکان، گھر کا سامان، کارگروں کے اوزار
اور غیرہ نیز قرض کی ادائیگی سے بھی زائد ہو۔

۸۔ جو شخص دارالحرب میں اسلام لاتے اس کے لیے فرضیت حج کا علم ورنہ دارالاسلام میں ہونا
شرط ہے۔

اصح قول کے مطابق وجوب ادا کی پانچ شرائط ہیں۔

۱۔ بلن کا صحیح سلامت ہونا ۲۔ حج کی طرف جانے سے محسوس رکاوٹ کا دور ہونا ۳۔ راستے کا پورا امن ہونا۔ ۴۔ عدت کے

القیہ معفو سابقہ ۵۔ سواری کا اکھ ہو یا کرایہ پر ماحصل کر سکتا ہو تو حج فرض ہے اگر اس بات کی طاقت نہیں لیکن کسی نے اوہار دیا یا ویسے
ہی سواری دے دی تو حج فرض نہ ہوگا۔ آج کے دور میں کجاوے کے ایک پہلو کی جگہ جہاز یا گاڑی کی ایک سیٹ مراد ہوگی۔
۶۔ معفو ہذا ۷۔ کفار کے ملک میں رہنے والا اسلامی احکام سے ناواقف ہو تو معذور سمجھا جاتے گا لیکن مسلمانوں کے ملک
میں رہائش پذیر مسلمان کی جماعت قابل قبول نہ ہوگی۔ لہذا باقی شرائط کے پورا ہونے پر حج فرض ہوگا اسے حج کے فرض
ہونے کا علم ہو یا نہ۔

۸۔ مثلاً قیدی نہ ہو کیونکہ اس کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ اسی طرح ماں باپ بڑے سے ہوں اور ان کی خدمت کیسے
گھر میں ٹھہرنا سردی ہو تو چھ بھی رکاوٹ ہے۔

الْعِدَّةُ وَخُرُوجُ مُحْرِمٍ وَلَوْ مِنْ رَضَاعٍ أَوْ مُصَاهَرَةٍ مُسْلِمٍ مَا مُونٍ عَاقِلٍ
بَالِغٍ أَوْ نَرُوهُ لِمَرَّةٍ فِي سَفَرٍ وَالْعِبْرَةُ بِغَلَبَةِ السَّلَامَةِ بَرًّا وَبَحْرًا
عَلَى الْمَفْتَى بِهِ وَيَصِيحُ آدَاءُ فَرْضِ الْحَجِّ بِأَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ لِلْحَجِّ الْإِحْرَامُ
وَالْإِسْلَامُ وَهُمَا شَرْطَانِ ثُمَّ الْإِتْيَانُ بِرُكْنَيْهِ وَهُمَا الْوُقُوفُ مُحْرِمًا
بِعَرَفَاتٍ لَحْظَةً مِنْ نَوَالِ يَوْمِ التَّاسِعِ إِلَى فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ بِشَرْطِ
عَدَمِ الْجَمَاعِ قَبْلَهُ مُحْرِمًا وَالرُّكْنَ الثَّانِي هُوَ أَكْثَرُ طَوَافِ الْإِقَاضَةِ فِي
وَقْتِهِ وَهُوَ مَا بَعْدَ طُلُوعِ فَجْرِ النَّحْرِ

دنوں کا نہ ہونا۔ (۵) عورت کے ساتھ محرم کا ہونا اگرچہ رضاعی یا سسرالی (رشتہ سے) ہو لیکن مسلمان، قابلِ اعتماد
عادل اور بالغ ہو، یا خاوند ہو، خشکی اور سمندر میں غلبہ سلامت کا اعتبار ہوگا۔

آزاد آدمی کا فرض حج چار چیزوں کے ساتھ صحیح ہوتا ہے۔

(۱) احرام (۲) اسلام، دونوں شرطیں ہیں۔ اس کے بعد دو فرضوں کو ادا کرنا ہے اور وہ یہ ہیں۔ پہلا فرض نویں
تاریخ (ذوالحجہ) کے زوال سے قربانی کی صبح تک ایک گھڑی میدانِ عرفات میں احرام کے ساتھ ٹھہرنا بشرطیکہ اس
سے پہلے حالتِ احرام میں جماع نہ کیا ہو۔ دوسرا فرض وقتِ پرطواف افاضہ (طوافِ زیارت) کے اکثر چکر لگانا، اس کا
وقت قربانی کے دن طلوع فجر کے بعد ہے۔

۱۔ عت کے دنوں میں عورت باہر نہیں جاسکتی۔

۲۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے محرم کے بغیر عورت کو تین دن کی مسافت سے زیادہ سفر کرنے سے منع فرمایا،
محرم اسے کہتے ہیں جس سے اس کا نکاح کبھی نہ ہو سکے مثلاً بھائی باپ وغیرہ خاوند کے ساتھ بھی جاسکتا ہے۔

۳۔ یعنی راستہ عام طہر پر پُر امن ہو۔

۴۔ اگر میدانِ عرفات میں وقوف کرنے سے پہلے جماع کیا تو حج فاسد ہو جائے گا لیکن اسے باری رکھے
اور آئندہ سال تضرع کرے۔

وَأَجِبَاتُ الْحَجِّ انْشَاءُ الْإِحْرَامِ مِنَ الْمِيقَاتِ وَمَدُّ الْوُقُوفِ بِعَرَفَاتٍ إِلَى الْغُرُوبِ وَالْوُقُوفُ بِالْمُزْدَلِفَةِ ثَمَّ بَعْدَ فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ وَقَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَرَمْيُ الْجِمَارِ وَذَبْحُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ وَالْحَلْقُ وَتَخْصِصُهُ بِالْحَرَمِ أَيَّامَ النَّحْرِ وَتَقْدِيمُ الرَّمْيِ عَلَى الْحَلْقِ وَنَحْرُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ بَيْنَهُمَا وَلَا يُقَاعُ طَوَافُ الزِّيَارَةِ فِي أَيَّامِ النَّحْرِ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

حج کے واجبات:

- ۱۔ مِيقَات سے احرام باندھنا۔
- ۲۔ غروب آفتاب تک میدانِ عرفات میں ٹھہرنا۔
- ۳۔ قربانی کی صبح طلوع ہونے کے بعد اور طلوع آفتاب سے پہلے مزدلفہ میں ٹھہرنا۔
- ۴۔ جمروں کو کنکریاں مارنا۔
- ۵۔ قارن اور متمتع کا با نورو ذبح کرنا۔
- ۶۔ سر منڈانا۔
- ۷۔ خاص قربانی کے دنوں میں حرم میں سر منڈانا۔
- ۸۔ سر منڈانے سے پہلے کنکریاں ملنا۔
- ۹۔ قارن اور متمتع کا ان دونوں کاموں کے درمیان قربانی کرنا۔
- ۱۰۔ طواف زیارت قربانی کے دنوں میں کرنا۔
- ۱۱۔ حج کے مہینوں میں صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔

۱۔ مِيقَات وہ مقام ہے جہاں سے حاجی یا عمرہ کرنے والا احرام باندھے بغیر حرم کی طرف نہیں جاسکتا۔

۲۔ مطلق وقوف عرفات فرض ہے اور غروب آفتاب تک ٹھہرنا واجب۔

۳۔ عرفات اور منیٰ کے درمیان ایک مقام ہے جہاں حجاج کرام دس ذوالحجہ کی رات ٹھہرتے ہیں۔

۴۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب شیطان نے حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذبح سے روکنے (بقیہ صفحہ اُندو)

فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَحُصُولُهُ بَعْدَ طَوَافٍ مُعْتَدٍ بِهِ وَالْمَشْيُ فِيهِ لِمَنْ لَا عُدَّةَ لَهُ وَبَدَأَ آءَاتُ السَّعْيِ مِنَ الصَّغَا وَطَوَافُ الْوَدَاعِ
وَبَدَأَ آءَاتُ كُلِّ طَوَافٍ بِالْبَيْتِ مِنَ الْحَبَرِ الْأَسْوَدِ وَالتَّيَّامُنُ فِيهِ وَالْمَشْيُ
فِيهِ لِمَنْ لَا عُدَّةَ لَهُ وَالطَّهَارَةُ مِنَ الْحَدَثَيْنِ وَسِتْرُ الْعَوْرَةِ وَأَقْلُّ
الْأَشْوَاطِ بَعْدَ فَعْلٍ إِلَّا كَثُرَ مِنْ طَوَافِ الزِّيَارَةِ وَتَرَكَ الْمَحْظُورَاتِ
كَلْبِسِ الرَّجُلُ الْمَخِيطَ وَسِتْرَ رَأْسِهِ وَوَجْهَهُ وَسِتْرَ الْمَرْأَةِ وَجْهَهَا وَ
الرَّقَّتِ وَالْفُسُوقِ وَالْجِدَالِ وَقَتْلِ الصَّيْدِ وَالْإِسَاءَةِ إِلَيْهِ وَ
الدَّلَالَةِ عَلَيْهِ

۱۲۔ قابل اعتبار طواف کے بعد سعی کرنا۔

۱۳۔ غیر معذور کا سعی میں پیدل چلنا۔

۱۴۔ سعی، صفا سے شروع کرنا۔

۱۵۔ طواف وداع کرنا۔

۱۶۔ بیت اللہ شریف کا طواف حرام سو سے شروع کرنا۔

۱۷۔ (طواف) دائیں طرف سے کرنا۔

۱۸۔ غیر معذور کا (طواف میں) پیدل چلنا۔

۱۹۔ دونوں حدوں سے پاک ہونا۔

۲۰۔ شرمگاہ کو ڈھانپنا۔

۲۱۔ طواف زیارت کے زیادہ چکروں کے بعد تھوڑے پیرے لگانا۔

۲۲۔ مخومات مثلاً مرد کا سلاہوا کپڑا پہننا، چہرہ اور سر ڈھانپنا، جماع کرنا، گنہ کرنا، لڑنا، شکار کرنا اور کسی کو شکار

کے بارے میں بتانا وغیرہ کو چھوڑ دینا۔

ہجیرہ منقولہ سابق کا گوشش کی تو آپ نے اسے کنکریاں ماری تھیں۔ اس واقعہ کی یاد میں تین ستون بنائے گئے ہیں جن کو کنکریاں
مانگا جاتی ہیں ان کو جہولت کہا جاتا ہے۔

۵۵۔ تارلہ وہ ہے جس نے حج اور عمرہ کیلئے ایک وقت احرام باندھا متمتع عمرہ کا احرام باندھ کر جاتا ہے اور
عمرہ کے فارغ ہو جاتا ہے پھر آٹھ ذوالحجہ کو حج کا احرام باندھ کر حج کرتا ہے۔

۵۶۔ یعنی کنکریاں مارنے کے بعد اسے سرخسٹانے سے پہلے قربانی کریں۔

۵۷۔ یہ باہر سے آنے والے کے لیے ہے باطل کہ کے لیے نہیں

۵۸۔ بذا لہ یعنی بے وضو و جنبی نہ ہو۔ ۵۹۔ طواف زیارت کے پہلے چار کمر فرض اور باقی واجب ہیں۔

وَسَنَّ الْحَبَّ مِنْهَا الْإِغْتِسَالُ وَلَوَلِيهَا يَضُّ وَتُقَسَّاءُ أَوْ الْوُضُوءُ إِذَا أَرَادَ
 الْإِحْرَامَ وَلَيْسَ إِذَا رَكَعًا جَدِيدَيْنِ أَبْيَضَيْنِ التَّطَيُّبُ وَصَلَاةُ رَكْعَتَيْنِ
 وَالْكَثَابُ مِنَ التَّكْلِيَةِ بَعْدَ الْإِحْرَامِ دَا فِعَالِيهَا صَوْتُهُ مَتَى صَلَّى أَوْ عَلَا شَرْفًا
 أَوْ هَبَطَ وَإِدْيَا أَوْ لَقَى رَكْبًا وَبِالْأَسْحَارِ وَتَكْرِيرُهَا كُلَّمَا أَخَذَ فِيهَا وَ
 الصَّلَاةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسُؤَالُ الْجَنَّةِ وَصُحْبَةُ الْأَبْرَارِ
 وَالْإِسْتِعَاذَةُ مِنَ النَّكَارِ وَالْغُسْلُ لِدُخُولِ مَكَّةَ وَدُخُولُهَا مِنْ بَابِ الْمُعَلَّاتِ

حج کی سنتیں:

۱۔ احرام باندھتے وقت غسل کرنا اگرچہ حیض و نفاس والی عورتیں ہوں یا وضو کرنا۔

۲۔ دونوں سفید چادریں پہننا۔

۳۔ خوشبو لگانا۔

۴۔ دو رکعات نفل پڑھنا۔

۵۔ احرام کے بعد بلند آواز سے بکثرت تلبیہ کہنا جب بلندی پر چڑھے، وادی میں اترے۔ سواروں سے ملے اور
 سوئی کے وقت۔

۶۔ جب تلبیہ شروع کرے تو بار بار کہے۔

۷۔ بارگاہ نبوی میں ہدیہ درود شریف بھیجنا۔

۸۔ جنت اور نیک لوگوں کی صحبت کا سوال کرنا۔

۹۔ جہنم سے پناہ مانگنا۔

۱۰۔ مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے لیے غسل کرنا۔

۱۱۔ دن کے وقت باب معلیٰ کی طرف سے داخل ہونا۔

لہ تلبیہ کے الفاظ آگے آرہے ہیں۔

نَهَارًا وَالتَّكْبِيرُ وَالتَّهْلِيلُ تُلَقَّاءُ الْبَيْتِ الشَّرِيفِ وَالِدُّعَاءُ بِمَا أَحَبَّ عِنْدَ رُؤَيْتِهِ وَهُوَ مُسْتَجَابٌ وَطَوَافُ الْقُدُومِ وَلَوْ فِي غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَالْإِضْطِبَاعُ فِيهِ وَالرَّمْلُ إِنْ سَعَى بَعْدَهُ فِي أَشْهُرِ الْحَجِّ وَالْهَرُّ وَلَهُ فِيمَا بَيْنَ الْمَيْلَيْنِ الْأَخْضَرَيْنِ لِلرِّجَالِ وَالْمَشْيُ عَلَى هَيْئَةٍ فِي بَاقِي السَّعَى وَالْإِكْتِثَارُ مِنَ الطَّوَافِ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ صَلَوةِ النَّفْلِ لِلْأَفَاقِي وَالْخُطْبَةُ بَعْدَ صَلَوةِ الظُّهْرِ يَوْمَ سَابِعِ الْحَجَّةِ بِمَكَّةَ وَهِيَ خُطْبَةٌ وَاحِدَةٌ بِلا جُلُوسٍ يُعَلِّمُ الْمَنَاسِكَ فِيهَا وَالْخُرُوجُ مِنْهَا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ مِنْ مَكَّةَ لِمَنَى وَالْمَبِيتُ بِهَا ثُمَّ الْخُرُوجُ مِنْهَا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ يَوْمَ عَرَفَاتٍ فَنَاءً إِلَى عَرَفَاتٍ فَيُخْطَبُ الْإِمَامُ

۱۲۔ بیت اللہ شریف کے سامنے اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کہنا۔

۱۳۔ اسے دیکھ کر پسندیدہ دعا مانگنا یہ دعا مقبول ہوتی ہے۔

۱۴۔ طواف قدوم کرنا اگرچہ حج کا مہینہ نہ ہو۔

۱۵۔ اس میں اضطباع کرنا۔

۱۶۔ حج کے مہینوں میں اگر اس طواف کے بعد سعی کریں تو مردوں کے لیے اس میں رمل کرنا اور دوہنر میلوں کے درمیان

تیزی سے چلنا، باقی سعی میں اپنی عام رفتار سے چلنا۔

۱۷۔ کثرت سے طواف کرنا اور یہ باہر والے لوگوں کے لیے نماز سے افضل ہے۔

۱۸۔ ذوالحجہ کی ساتویں تاریخ کو مکہ مکرمہ میں ظہر کی نماز کے بعد خطبہ دینا اور یہ بیٹھنے کے بغیر ایک خطبہ ہے اس میں

حج کے مناسک، اٹھویں تاریخ کو طلوع آفتاب کے بعد مکہ مکرمہ سے منیٰ کی طرف نکلنے اور وہاں رات گزارنے پھر نویں تاریخ کو طلوع شمس کے بعد وہاں سے عرفات جانے کی تعلیم دے۔

۱۹۔ مکہ مکرمہ میں ماضی کے مرقعہ پر جو طواف کیا جاتا ہے وہ طواف قدوم کہلاتا ہے۔

۲۰۔ طواف شروع کرنے سے پہلے اپنی چادر کو دائیں کاہدے کے نیچے سے بایں کاہدے پر ڈالنا اضطباع کہلاتا ہے۔

۲۱۔ نوافل تروا پس آکر اپنے وطن میں بھی پڑے جاسکتے ہیں لیکن طواف صرف اسی مقام پر ہوتا لہذا اس سے

بھرپور فائدہ اٹھایا جاتے۔

بَعْدَ الزَّوَالِ قَبْلَ صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ مَجْمُوعَةً جَمْعَةً تَقْدِیمَ مَعَ الظُّهْرِ
خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا وَارْتِحَتَاهَا فِي التَّضَرُّعِ وَالْخُشُوعِ وَالْبُكَاءِ بِالدُّمُوعِ
وَالدُّعَاءِ لِلنَّفْسِ وَالْوَالِدَيْنِ وَالْإِخْوَانِ الْمُؤْمِنِينَ بِمَا شَاءَ مِنْ أَمْرِ الدَّارَيْنِ
فِي الْجُمُعَيْنِ وَالذَّفْعُ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقْتُ بَعْدَ الْغُرُوبِ مِنْ عَرَفَاتٍ وَ
الْتَّزْوِيلِ بِمَزْدَلِفَةٍ مُزْتَفِعًا عَنْ بَطْنِ الْوَادِي بِقُرْبِ جَبَلِ قُزَحٍ وَالْمَبِيتُ
بِهَا لَيْلَةَ التَّحْرِيمِ أَيَّامَ مِنَى بِجَمِيعِ أَمْتِئَةٍ

وَكُرْهَ تَقْدِیمِ ثَقْلِهِ إِلَى مَكَّةَ إِذْ ذَاكَ وَيَجْعَلُ مِنَى عَنْ يَمِينِهِ وَمَكَّةَ عَنْ
يَسَارِهِ حَالَةَ الْوُقُوفِ لِرَفِي الْجِمَارِ وَكَوْنُهُ رَاكِبًا حَالَةَ رَفِي جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ

میدان عرفات میں ظہر و عصر کی نمازوں کو پہلے وقت میں جمع کر کے پڑھنے سے پہلے اور زوال کے بعد امام دو خطبے
دے جن کے درمیان بیٹھے۔

گزارانے، عاجزی کا اظہار کرنے، آنسوؤں کے ساتھ رونے، عرفات و مزدلفہ میں اپنے لیے، ماں باپ اور مسلمان
بھائیوں کے دین اور دنیا کے لیے دعا مانگنے میں خوب کوشش کرنا، غروب آفتاب کے بعد عرفات سے نہایت
سکون و وقار کے ساتھ واپس لوٹنا اور مزدلفہ میں وادی کے نشیبی جگہ سے (ہٹ کر) بندی کی طرف جبل قزح کے
پاس اترنا، قربانی کی رات وہاں گزارنا اور منیٰ کی تمام راتیں اپنے سامان سمیت منیٰ میں گزارنا ہے

اپنا سامان مکہ مکرمہ کی طرف پہلے بھیج دینا جب کہ خود منیٰ میں ہو مکہ مکرمہ ہے، کنکریاں مارنے کے لیے
کھڑے ہونے کی حالت میں منیٰ کو دائیں اور مکہ مکرمہ کو بائیں طرف رکھے۔ تمام دنوں میں جمرہ عقبہ

۱۔ ظہر کے وقت دونوں نمازیں اکٹھی پڑھی جاتی ہیں۔

۲۔ گیارہویں، بارہویں اور تیرہویں ذوالحجہ کی راتیں منیٰ کی راتیں ہیں۔ اس سے پہلے آٹھ اور نو ذوالحجہ کی درمیانی

رات بھی منیٰ میں گزار دی جاتے۔

۳۔ اس طرح سکون کے ساتھ مناسک حج کی ادائیگی نہیں ہر سکے گی اور دل سلمان کی طرف متوجہ

رہے گا۔

وَمِنَ السَّنَةِ هَدَى الْمَفْرِدِ بِالْحَيَةِ وَالْأَكْلُ مِنْهُ وَمِنْ هَدَى التَّطَوُّعِ وَالْمَتَعَةِ
وَالْقِرَانِ فَقَطْ وَمِنَ السَّنَةِ الْخُطْبَةُ يَوْمَ التَّحْرِ مِثْلَ الْأُولَى يُعَلِّمُ فِيهَا
بَقِيَّةَ الْمَنَاسِكَ وَهِيَ ثَالِثَةٌ خُطْبُ الْحَيَةِ وَتُعْجِلُ التَّحْرِ إِذَا أَرَادَهُ مِنْ
مِنَى قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي عَشَرَ وَإِنْ أَقَامَ بِهَا حَتَّى غَرَبَتِ
الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي عَشَرَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَدْ أَسَاءَ وَإِنْ أَقَامَ
بِمِنَى إِلَى طُلُوعِ فَجْرِ الْيَوْمِ الرَّابِعِ لَزِمَهُ رَمْيُهُ وَمِنَ السَّنَةِ التَّزْوُّلُ
بِالْمَحْصَبِ سَاعَةً بَعْدَ اِرْتِحَالِهِ مِنْ مِنَى وَشُرْبُ مَاءٍ نَزْمٍ وَالتَّضَلُّعُ
مِنْهُ وَاسْتِقْبَالُ الْبَيْتِ وَالنَّظَرُ إِلَيْهِ قَائِمًا وَالْعَتَبُ عَلَى رَأْسِهِ وَسَائِرُ
جَسَدِهِ وَهُوَ لِمَا شَرِبَ لَهُ مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

حج افراد کرنے والے کا قربانی کرنا۔

اس قربانی نیز نفل، تمتع اور قرآن کی قربانی سے کھانا سنت ہے۔ پہلے کی طرح قربانی کے دن بھی خطبہ دینا
سنت ہے جس میں حج کے باقی افعال کی تعلیم دے اور یہ حج کا تیسرا خطبہ ہے۔
بارہ ذوالحجہ کو واپسی کا ارادہ ہو تو منیٰ سے غروب آفتاب سے پہلے چلنے کی جلدی کرنا اگر وہاں ٹھہرا رہا یاں تک کہ
سورج غروب ہو گیا تو اس پر کچھ بھی لازم نہیں آئے گا۔ البتہ گنہگار ہوگا۔
اگر چہ تھے دن دتیرہ ذوالحجہ کی فجر طلوع ہونے تک منیٰ میں ٹھہرے تو اس دن کی رمی بھی لازم ہوگی۔ منیٰ سے
واپسی پر فادی محصب میں ایک ساعت کے لیے ٹھہرنا سنت ہے۔
نزم کا پانی خوب سیر ہو کر پینا۔ قبلہ رخ ہو کر اور کھڑے ہو کر پینا، اور اسے اپنے سر اور جسم پر ڈالنا اب نزم
جن دینی اور دنیوی مقاصد کے لیے پایا جاتے ان کا فائدہ دیتا ہے۔

۱۔ یہ مکہ مکرمہ اور منیٰ کے درمیان واقع ہے اس کو فادی ابلغ بھی کہتے ہیں۔ یہاں بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تصدًا
اترے تھے لہذا یہاں اترنا سنت ہے اس مقام پر مشرکین نے جو ہاشم کو چھوڑنے کی قسم کھائی تھی تو حضور علیہ السلام نے
ان کو دکھایا کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر کس طرح کرم فرمایا۔ (تفصیل کے لیے ہدایہ جلد اول ص ۲۳۳)
۲۔ بنی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنات خود ذول لکال کو نوش فرمایا اور بناتی پانی کنوئیں میں ڈال دیا گویا اب بھی اس میں برکت موجود ہے

وَمِنَ السُّنَّةِ التَّزَامُ الْمُلْتَزِمَ وَهُوَ أَنْ تَضَعُ صَدْرَكَ وَوَجْهَكَ عَلَيْهِ وَ
 التَّشَبُّثُ بِالْأَسْتَارِ سَاعَةً دَائِعِيًا بِمَا أَحَبَّ وَتَقْيِيلُ عَتَبَةِ الْبَيْتِ وَدُخُولُهُ
 بِالْأَدَبِ وَالتَّعْظِيمِ ثُمَّ لَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ إِلَّا أَكْظَمُ الْقُرْبَاتِ وَهِيَ زِيَارَةُ
 النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ فَيَنْوِيهَا عِنْدَ خُرُوجِهِ مَكَّةَ مِنْ
 بَابِ سَبِيكَةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلَى وَسَنَدُ كُرٍّ لِلزِّيَارَةِ فَضْلًا عَلَى حَدِيثِهِ
 إِنْ شَاءَ اللَّهُ تَعَالَى

ملتزم سے چٹنا بھی سنت ہے اور وہ اس طرح کہ اپنا سینہ اور چہرہ اس پر رکھے اور کچھ دیر پردوں (علاقہ) کے ساتھ چٹا رہے۔ پسندیدہ ترین دعا مانگے۔ بیت اللہ شریف کی چوکھٹ کو بوسہ دے اور ادب و تعظیم کے ساتھ اس میں داخل ہو پھر اس کے ذمہ صرف وہی عبادت رہ جاتے گئی جو سب سے بڑی عبادت ہے اور وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت ہے مگر مکرمہ کی پھلی جانب باب سبیکہ سے نکلتے ہوئے اس کی نیت کرے اور عنقریب ہم ایک علیحدہ فصل میں اس کا ذکر کریں گے۔

۱۔ حجر اسود بیت اللہ شریف کے دروازے کے درمیان جو جگہ ہے اس کو ملتزم کہتے ہیں۔

سوالات

- ۱۔ حج کا انہی اور شرعی سی بیان کر رہے ہیں کہ حجاج کی زندگی میں حج سے فوائد کیا ہیں۔
- ۲۔ فرضیت حج کی کتنی اور کون کونسی شرائط ہیں۔ اگر کسی شخص کو کوئی دوسرا رمی انہی رقم ادا کر دے جو حج کے مصادرات کے لیے کفایت کرتی ہے تو کیا اس پر حج فرض ہوگا۔
- ۳۔ حج کے وجہ ادا کے لیے کتنی اور کون کونسی شرائط ہیں۔
- ۴۔ حج کے فرائض کون کون سے ہیں۔
- ۵۔ واجبات حج کی تعداد کبھی اور ان میں سے کوئی دس بیان کریں۔
- ۶۔ مندرجہ ذیل کی تعریف کریں۔
طواف، رمل، سعی، رمی، تلبیہ، حجرات، احرام، اضطباع۔
- ۷۔ طواف کی اقسام اور ان کا حکم بیان کریں۔
- ۸۔ تین جہروں کو کنکریاں مارنے کا طریقہ تفصیل سے بیان کریں۔
- ۹۔ مندرجہ ذیل صیغوں کی وضاحت کریں۔
فرض۔ مختصة، مضاعفة، متمتع۔
- ۱۰۔ مندرجہ ذیل کی ترکیب کریں۔
والمباح من اوقات الرمي ما بعد الزوال الى غروب الشمس من اليوم الاول۔
ومن السنة هدي المضروب بالجم والاكل منه
ان اقام بها حتى غربت الشمس من اليوم الثاني عشر نلاشي عليه۔

(فَصْلٌ فِي كَيْفِيَّةِ تَرْكِيْبِ اَفْعَالِ الْحَبَةِ) اِذَا اَرَادَ الدُّخُوْلَ فِي الْحَبَةِ اَحْرَمَ
 مِنَ الْمِيَقَاتِ كَرَايَةِ فَيَغْتَسِلُ اَوْ يَتَوَضَّأُ وَالْغُسْلُ وَهُوَ اَحَبُّ لِلتَّنْظِيْفِ فَتَغْسِلُ
 الْمِرَاةَ الْحَائِضُ وَالتَّنْفِيسَ اِذَا لَمْ يَصْرَهَا وَيَسْتَحِبُّ كَمَالَ النَّظَافَةِ بِقَصِّ
 الظُّفْرِ وَالشَّارِبِ وَتَتْفِ الْاِطْبِ وَخَلْقِ الْعَانَةِ وَجَمَاعِ الْاَهْلِ وَالْدَّهْنِ
 وَلَوْ مُطَيَّبًا وَيَلْبَسُ الرَّجُلُ اِذَا رَاَوْرَدَاءَ جَدِيْدَيْنِ اَوْ غَسِيْلَيْنِ وَالْجَدِيْدُ
 اِلَّا بَيْضُ اَفْضَلُ وَلَا يَزُرُّهُ وَلَا يَعْقِدُهُ وَلَا يُخَلِّلُهُ فَاِنْ فَعَلَ كَرِهًا وَلَا شَيْءَ
 عَلَيْهِ وَتَطْيِبَ وَصَلَّى رَكَعَتَيْنِ وَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْحَبَةَ فَيَسِّرْ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ
 مِنِّيْ وَلَيْتَ دُبْرُ صَلَوَتِكَ تَنْوِيْ بِهَا الْحَبَةَ وَهِيَ لَبِّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبِّيْكَ لَا شَرِيْكَ
 لَكَ لَبِّيْكَ اِنَّ الْحُصْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ

حج کا طریقہ :

جب کوئی شخص حج شروع کرنے کا ارادہ کرے تو وہ میقات مثلاً رابغ سے احرام باندھے پس غسل کرے یا وضو پاکیزگی کے اعتبار سے غسل افضل ہے حیض یا نفاس والی عورت کو اگر تکلیف نہ دے تو وہ بھی غسل کرے، ناخن اور مونچھیں کاٹنے، بھلوں کے بال اکھیڑنے، زیرنات بال مونڈنے، بیوی سے جماع کرنے اور تیل لگانے اگرچہ خوشبودار ہو کے ذریعے اچھی طرح پاک ہونا مستحب ہے۔ مرد، دونہی یا دھلی ہوئی چادریں پہننے جدید سفید چادریں افضل ہیں۔ اسے نہ بن لگاتے نہ گرہ لگاتے اور نہ ہی اس کے اندر داخل ہوں، اگر ایسا کیا تو مکروہ ہے۔ لیکن اس پر کچھ بھی لازم نہ ہو گا خوشبودار لگاؤ اور دو رکعتیں پڑھ کر یہ دعا مانگو۔

ترجمہ۔ یا اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اے میرے لیے آسان کر دے اور میری طرف سے قبول فرما۔
 نماز کے بعد حج کی نیت سے تطبیہ کرو اور وہ یہ ہے۔

ترجمہ۔ یا اللہ! میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بے شک تعریف، نعمت اور بادشاہی تیری ہے۔
 تیرا کوئی شریک نہیں۔

لے رابع ایک مقام کا نام ہے جو مجھ سے کچھ پہلے کہ مکرمہ کی طرف جانے والے کی بائیں جانب ہے یہ بھی ایک میقات ہے۔
 (بقیہ بر صغیر آئندہ)

وَلَا تَنْقُصُ مِنْ هَذِهِ إِلَّا لِفَاطٍ نَثِيثًا وَنِيَادُ فِيهَا لَبَّيْكَ وَسَعْدُ يَكُ وَالْخَيْرُ
 كُلُّهُ بِيَدِكَ لَبَّيْكَ وَالتَّوَعُّيُ إِلَيْكَ وَالتَّوَيُّادَةُ سُنَّةٌ فَإِذَا لَبَّيْتَ نَادِيًا فَقَدْ
 أَحْرَمْتَ فَاتَّقِ الرَّفَقَةَ وَهُوَ الْجَمَاعُ وَقِيلَ ذِكْرُهُ بِحَضْرَةِ النِّسَاءِ وَالْكَلَامِ
 الْفَاحِشِ وَالْفُسُوقِ وَالْمَعَاصِي وَالْجِدَالِ مَعَ الرَّفَقَاءِ وَالْخَدَمِ وَقَتْلِ
 صَيْدِ الْبَرِّ وَالْإِشَارَةِ إِلَى الْبَرِّ وَالْإِلَاحَةِ عَلَيْهِ وَلَبَّسَ الْمَخِيْطَ وَالْعِمَامَةَ وَ
 الْخُفَّيْنِ وَتَغَطِّيَةَ الرَّأْسِ وَالْوُجْهِ وَمَسَّ الطَّيْبَ وَحَلَقَ الرَّأْسَ وَالشَّعْرَ
 يَجُوزُ الْإِغْتِسَالُ إِلَّا سِتْظِلَالُ الْخَيْمَةِ وَالْمَحْمِلِ وَغَيْرِ هَذَا وَشَدَّ الْهَيْئَتَيْنِ
 فِي الْوَسْطِ وَكَثَّرَ التَّلْبِيَةَ مَتَى صَلَّيْتَ أَوْ عَلَوْتَ شَرْفًا أَوْ هَبَطْتَ وَادِيًا أَوْ
 لَقَيْتَ رَكْبًا وَبِالْأَسْحَابِ أَوْ أَفْعَا صَوْتِكَ بِلَا جَهْدٍ مُضَيَّرٍ

ان الفاظ میں کمی نہ کرو البتہ ان میں یہ الفاظ زیادہ کرو۔

ترجمہ: یا اللہ! میں حاضر ہوں تیرا مطیع و فرمانبردار ہوں تمام بھلائی تیرے قبضہ میں ہے میں حاضر ہوں اور تیری طرف

ہی رغبت ہے

یہ اضافہ سنت ہے جب تم نے حج کی نیت کرتے ہوئے احرام باندھ لیا تو اب رنٹ یعنی جماع سے بچو بعض
 نے کہا ہے کہ اس کا مطلب عورتوں کے سامنے جماع کا ذکر کرنا اور فحش کلامی ہے مگر نہ نیرساتھیوں اور غلاموں کے ساتھ
 جھگڑا کرنے، شکی کا شکار کرنے اس کی طرف اشارہ کرنے اس مسئلے میں کسی کی رہنمائی کرنے، سلاہوا لباس پہننے، عمامہ باندھنے
 مونے پہننے، سر اور چہرہ ڈھانپنے، خوشبو لگانے اور سر کے یا کوئی دوسرے بل بڑھانے سے بچو غسل کرنے، خیمے اور
 کچاوسے وغیرہ کے سامنے سے فائدہ اٹھانے اور کمر میں صیالی باندھنے میں کوئی حرج نہیں۔

جب نماز پڑھو، بلند جگہ پر جاؤ یا وادی میں اترو، سواروں سے ملاقات کرو نیز سحری کے وقت بلند آواز سے کثرت
 تلبیہ کرو لیکن یہ نقصان دہ مشقت کے بغیر ہو۔

۱۲۔ (بقیہ موصوفہ) چو کہ احرام باندھنے کے بعد یہ کام منع ہیں لہذا پہلے فارغ ہو جائے نیز اس طرح زیادہ طہارت حاصل ہوتی ہے۔
 ۱۳۔ یعنی نہ تو چادر کے دونوں طرف کو گرہ وغیرہ سے باندھے اور نہ ہی ٹیپس کی طرح چادر کے گلے میں ڈالے۔
 ۱۴۔ یہ اس کیلئے ہے جو صرف حج کے لیے گیا اور اسے معذور کہتے ہیں تمتع اور تارن کی دعا کا ذکر آگے آ رہا ہے۔
 ۱۵۔ ہاں من کا ماضیہ اگلے صفحہ پر

وَإِذَا وَصَلْتَ إِلَى مَلَكَةٍ يَسْتَحِبُّ أَنْ تَغْتَسِلَ وَقَدْ خَلَعَهَا مِنْ بَابِ الْمَعْلَى
لِتَكُونَ مُسْتَقْبِلًا فِي دُخُولِكَ بَابِ الْبَيْتِ الشَّرِيفِ تَعْظِيمًا وَيَسْتَحِبُّ أَنْ
تَكُونَ مُكَبِّيًا فِي دُخُولِكَ حَتَّى تَأْتِيَ بَابَ السَّلَامِ فَتَدْخُلَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ
مِنْهُ مَتَوَاضِعًا خَاشِعًا مُكَبِّيًا مُلَاحِظًا جَلَالَتِ الْمَكَانِ مُكَبِّرًا مُهَلِّلاً
مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مُتَلَطِّفًا بِالْمُزَاحِمِ دَاعِيًا بِمَا
أَحَبَّتْ فَإِنَّهُ مُسْتَجَابٌ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ الْمَكْرَمِ

جب مکہ مکرمہ پہنچ جاؤ تو مستحب ہے کہ غسل کرو اور باب معلى کی طرف سے داخل ہونا کہ داخل ہوتے وقت
تعظیماً تمہارا رخ بیت اللہ شریف کی طرف ہو۔ مستحب ہے کہ تلبیہ کہتے ہوئے داخل ہو۔ حتیٰ کہ باب السلام کے
پاس آ جاؤ وہاں سے نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ تلبیہ کہتے ہوئے اور اس مکان کی جلالت و بزرگی کو
پیش نظر رکھتے ہوئے اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ پڑھتے نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتے
ہوئے داخل ہو۔ مزاحمت کرنے والے سے نرمی و شفقت کا سلوک کرو۔ اور جو دعا پسند ہو مانگو کیونکہ بیت اللہ
شریف کو دیکھتے وقت جو دعا مانگی جاتے وہ قبول ہوتی ہے۔

۱۔ حاشیہ صفحہ سابقہ ۱۷۱ عروت سلاہرا کپڑا پہنے گی۔ مردوں کیلئے ممانعت ہے۔
۲۔ حیاتی چڑے کی ایک بیٹی ہوتی ہے جس میں پیسے رکھے جاتے ہیں اور کمرے باندھا جاتا ہے۔
۳۔ یعنی آسانی کے ساتھ جس قدر ممکن ہو تلبیہ کہے کیونکہ عبادت حسب طاقت ہوتی ہے۔
(صفحہ ۱۷۱) ۱۔ اگر کوئی شخص دھکا دینے والے سے بھی اچھا سلوک کیا جاتے۔

ثُمَّ اسْتَقْبَلَ الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا رَافِعًا يَدَيْكَ كَمَا فِي الصَّلَاةِ وَضَعَهُمَا عَلَى الْحَجَرِ وَقَبْلَهُ
بِلَا صَوْتٍ فَمَنْ عَجَزَ عَنْ ذَلِكَ إِلَّا بِإِيْدَاءٍ تَرَكَهُ وَمَشَى الْحَجَرَ بِشَيْءٍ عَرَفَ
قَبْلَهُ أَوْ أَشَارَ إِلَيْهِ مِنْ بَعِيدٍ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا حَامِدًا مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ طَفَّ اخِذًا عَنْ يَمِينِكَ مِمَّا يَلِي الْبَابَ مُضْطَبِعًا
وَهُوَ أَنْ تَجْعَلَ الرِّدَاءَ تَحْتَ الْإِطْبِ الْأَيْمَنِ وَتُلْقِيَ طَرْفِيهِ عَلَى الْأَيْسَرِ
سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ دَائِعِيًّا فِيهَا بِعَاشِيَّتٍ وَطَفٌّ وَمَاءُ الْحَطِيمِ وَإِنْ أَرَدْتَ
أَنْ تَسْغِي بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَقَبَ الطَّوَافِ فَاذْمُلْ فِي الثَّلَاثَةِ الْأَشْوَاطِ

پھر تکبیر و تهلیل کہتے ہوئے حجر اسود کی طرف متوجہ ہو اور نماز کی طرح ہاتھ اٹھا کر انہیں حجر اسود پر رکھو اور اسے
بوسہ دو لیکن آواز نہ پیدا ہو جو آدمی ایذا رسانی کے بغیر بوسہ دے سکے وہ چھوڑ دے اور کسی چیز کو حجر اسود سے لگا کر
اسے بوسہ دے اور دور سے اس کی طرف اشارہ کرے تکبیر و تهلیل اور بارگاہ نبوی میں ہدیہ درود بھیجے پھر دائیں طرف
سے جو دروازے سے ملی ہوئی طواف شروع کرو اور مضطباع کرو یعنی اپنی چادر کو دائیں کندھے سے کیچھے سے
لا کر اس کے دونوں کناروں کو بائیں کندھے پر ڈالو اس طرح سات چکر پورے کرواں میں جو دعا چاہے مانگو طواف
حطیم کے باہر سے کرو۔ اگر طواف کے بعد مسافر وہ کے درمیان سہی کرنا چاہو تو پہلے تین پھیروں میں رمل کرو، یعنی سے

۱۔ حجر اسود یعنی سیاہ پتھر کعبہ شریف کی دیوار میں نصب ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ حضور علیہ السلام نے
فرمایا حجر اسود اور مقام ابراہیم جنت کے یا قوت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے نور کو مٹا دیا اگر نہ مٹاتا تو مشرق و مغرب
کے درمیان سب کچھ روشن کر دیتے۔

۲۔ حطیم کعبۃ اللہ کی شمالی دیوار کی طرف نیم دائرہ جگہ ہے اس کے باہر دیوار ہے۔ در حقیقت یہ جگہ
بھی کعبہ شریف کا حصہ ہے۔ دورِ جاہلیت میں تعمیر کعبہ کے وقت اسے باہر چھوڑ دیا گیا تھا طواف اس کے باہر سے
ہوتا ہے۔ اور اس کے اندر داخل ہونا کعبہ شریف میں ہی داخل ہونا ہے۔

الْأُولَىٰ وَهُوَ الْمَشَىٰ بِسُوءَةٍ مَّعَ هَذِهِ الْكَافِينَ كَالْمُبَارِزِ تَبَخَّرَ بَيْنَ الصَّفَيْنِ
فَإِنْ رَحِمَهُ النَّاسُ وَقَفَّ فَإِذَا وَجَدَ فُرْجَةً رَمَلَ لَهَا مِنْهُ فَيَقِفُ حَتَّى
يَقِيْمَهُ عَلَى الْوَجْهِ الْمَسْنُونِ بِخِلَافِ اسْتِيلَامِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ لِأَنَّ لَهُ بَدَلًا
وَهُوَ اسْتِقْبَالُهُ وَيَسْتَلِمُ الْحَجَرَ كُلَّمَا مَرَّ بِهِ وَيُخْتِمُ الطَّوَافَ بِهِ وَيَبْرُكُ كَعْتَيْنِ
فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ حَيْثُ تَبَشَّرَ مِنَ الْمَسْجِدِ شَمًّا عَادَ
فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ

کاندھوں کو ہلاتے ہوئے تیزی سے چلو جیسے دو فوجوں کے درمیان دعوت جنگ دینے والا ملک ملک کر
چلتا ہے۔ اگر لوگوں کی بھیڑ ہو تو ٹھہر جاتے۔ جب تھوڑی سی کشادگی پاتے تو رمل مندری ہے۔ لہذا ٹھہر کر اسے
سنون طریقے سے ادا کرے۔ بخلاف حجر اسود کو چومنے کے، کیونکہ وہ مندری نہیں اور اس کا بدل موجود ہے اور
وہ اس کی طرف منہ کرنا ہے۔ جب بھی حجر اسود کے پاس سے گزرے اسے بوسہ دے اور اسی پر طواف
ختم کرے۔ اور پھر مقام ابراہیم کے پاس یا مسجد میں جہاں بھی آسانی ہو دو رکعتیں پڑھ کر پھر لوٹ کر
حجر اسود کو چومے۔

لہ کعبہ شریف کے دروازے کے سامنے ایک پتھر شیشے کے فریم میں بند ہے اسے مقام ابراہیم یعنی حضرت
ابراہیم علیہ السلام کے کھڑے ہونے کی جگہ کہتے ہیں۔ اس پر کھڑے ہو کر آپ نے کعبۃ اللہ کی تعمیر فرمائی۔ آج بھی اس
پتھر پر آپ کے تدموں کا نشان باقی ہے۔

هَذَا طَوَافُ الْقُدُومِ وَهُوَ سُنَّةٌ لِلْأَفَاقِ ثُمَّ تَخْرُجُ إِلَى الصَّفَا فَتَصْعَدُ
وَتَقُومُ عَلَيْهَا حَتَّى تَرَى الْبَيْتَ فَتَسْتَقْبِلُهُ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا مُصَلِّيًا دَاعِيًا
وَتَرْفَعُ يَدَيْكَ مَبْسُوطَتَيْنِ ثُمَّ تَهَيِّطُ نَحْوَ الْمَرْوَةِ عَلَى هَيْئَةٍ فَإِذَا وَصَلَ
بَطْنَ الْوَادِي سَعَى بَيْنَ الْمَيْكَيْنِ الْأَخْضَرَيْنِ سَعْيًا حَثِيثًا فَإِذَا اتَّجَاوَزَ
بَطْنَ الْوَادِي مَشَى عَلَى هَيْئَةٍ حَتَّى يَأْتِيَ الْمَرْوَةَ فَيَصْعَدُ عَلَيْهَا وَيَفْعَلُ
كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا يَسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا مُصَلِّيًا دَاعِيًا
بَاسِطًا يَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَاءِ وَهَذَا الشُّوَطُ

یہ طواف قدوم ہے اور باہر کے لوگوں کے لیے یہ سنت ہے
اس کے بعد صفا کی طرف نکلوا اس پر چڑھ کر کھڑے ہو جاؤ یہاں تک کہ بیت اللہ شریف کو دیکھو
بجیر و تھیل، درود شریف اور دعا کے ساتھ اس کی طرف رُخ کرو اور اپنے ہاتھوں کو کشادہ رکھتے ہوئے اٹھاؤ پھر
اسی انداز میں مروہ کی طرف اتر جاؤ جب وادی کے بطن میں پہنچو تو دو سبز میلوں کے درمیان تیز تیز چلو۔ وادی
سے گزرنے کے بعد اپنی چال پر چلے حتیٰ کہ مروہ پہنچتے اس پر چڑھ کر وہی عمل اُسی انداز میں کرے جو صفا پر
کیا تھا قبلہ رُخ ہو کر بجیر و تھیل کہے اور تلبیہ و درود شریف پڑھے۔ ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلاتے ہوئے
دُعائے یہ ایک پھیر ہے یہ

اے صفا در مروہ دو پہاڑیاں ہیں جن کو قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں قرار دیا گیا حضرت اجروہ رضی اللہ عنہا
اپنے محنت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے لیے پانی تلاش کرنے کی خاطر ان دونوں پہاڑیوں پر تشریف لے گئیں آج اسی
یاد کو بات رکھتے ہوئے جامع کرام ان دونوں کے درمیان سہی کرتے ہیں۔

لے دو علامتیں نسب ہیں جس طرح سڑکوں پر سینٹ کے سیل لگاتے جاتے ہیں۔ ان کو سبز میل کہا جاتا

۳۔ اخاف کے نزدیک صفا سے مروہ تک ایک پھیر ہے وہاں سے صفا تک دوسرا پھیر اس طرح سات چکر
لگائیں گے۔ آخری پھیر مروہ پر ختم ہوگا۔

ثُمَّ يَعُوذُ قَائِدًا انْصَافًا فَإِذَا وَصَلَ إِلَى الْمِيلَيْنِ الْأَخَصَرَيْنِ سَعَى ثُمَّ مَشَى
عَلَى هَيْئَةٍ حَتَّى يَأْتِيَ الصَّفَا لِيَصْعَدَ عَلَيْهَا وَيُفْعَلَ كَمَا فَعَلَ أَوَّلًا وَهَذَا
شَوْطُ ثَانٍ فَيَطُوفُ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ يَبْدَأُ بِالصَّفَا وَيُخْتِمُ بِالْمَرْوَةِ وَيَسْعَى
فِي بَطْنِ الْوَادِي فِي كُلِّ شَوْطٍ مِنْهَا ثَمَّةٌ يُقِيمُ بِمَكَّةَ مُحَرَّمًا وَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ
كُلَّمَا بَدَأَ لَهُ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنَ الصَّلَاةِ نَقْلًا لِلْفَاتِي فَإِذَا صَلَّى الْفَجْرَ بِمَكَّةَ
ثَامِنَ ذِي الْحِجَّةِ تَاهَبَ لِلْخُرُوجِ إِلَى مَبْنَى فَيُخْرِجُ مِنْهَا بَعْدَ طُلُوعِ الشَّمْسِ
وَيَسْتَحِبُّ أَنْ يُصَلِّيَ الظُّهْرَ بِمَبْنَى

وَلَا يَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ فِي أَحْوَالِهِ كُلِّهَا إِلَّا فِي الطَّوَافِ وَيُنَكِّتُ بَيْنِي إِلَى
أَنْ يُصَلِّيَ الْفَجْرَ بِهَا يَغْلِسُ وَيَنْزِلُ يَهْرُبُ مَسْجِدِ الْخَيْفِ ثُمَّ بَعْدَ طُلُوعِ
الشَّمْسِ يَذْهَبُ إِلَى عَرَافَاتٍ فَيُقِيمُ بِهَا فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ يَأْتِي مَسْجِدَ

پھر صفا کا ارادہ کرتے ہوئے واپس لوٹے۔ دو ہزار میلوں کے پاس پہنچے تو دوڑے پھر اپنی عام چال پر چلے، یہاں
تک کہ صفا پر آجالتے اس پر چڑھ کر اسی طرح کرے جس طرح پہلے کیا تھا۔ یہ دوسرا پھیرا ہے۔ سات پھیرے لگاتے
مضامے شروع کرے اور مردہ پر ختم کرے ہر پھیرے میں دادی کی نشیبی جگہ میں دوڑے۔

اس کے بعد مکہ مکرمہ میں قیام کرے اور جب بھی ممکن ہو بیت اللہ شریف کا طواف کرے۔ باہر کے لوگوں کیسے
یہ نقل نماز سے بہتر ہے۔ آٹھویں ذوالحجہ کو جب مکہ مکرمہ میں فجر کی نماز پڑھ چکے تو منیٰ کی طرف جانے کی تیاری شروع کرنے
اور طلوع آفتاب کے بعد وہاں سے نکل جاتے اور منیٰ میں ظہر کی نماز پڑھنا مستحب ہے۔

طواف کے علاوہ باقی کسی حالت میں تلبیہ نہ چھوڑے۔ پھر منیٰ ہی میں ٹھہرے یہاں تک کہ اگلے دن فجر کی نماز اندھیرے میں پڑھے یہاں
مسجد خیف کے پاس اترے پھر سورج طلوع ہونے کے بعد عرافات کی طرف جاتے اور وہاں ٹھہرے جب سورج ڈھل جاتے تو مسجد

اے چوتھے طواف کے لیے الگ دعائیں ہیں اس لیے طواف کے وقت تلبیہ چھوڑ کر وہ دعائیں مانگے۔ دعاؤں کی
تفصیل۔ بہار شریعت حصہ ششم ص ۲۸، ۲۹ پر دیکھیں۔

نَمْرَةٍ فَيُصَلِّي مَعَ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ أَوْ نَائِبِهِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بَعْدَ مَا يُخْطَبُ
خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا وَيُصَلِّي الْفَرَضَيْنِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَا يَجْمَعُ
بَيْنَهُمَا إِلَّا بِشَرْطَيْنِ الْأَحْوَامِ وَالْإِمَامِ الْأَعْظَمِ وَلَا يَفْصِلُ بَيْنَ
الصَّلَوَتَيْنِ بِنَافِلَةٍ

وَأِنْ لَمْ يُدْرِكِ الْإِمَامَ الْأَعْظَمَ صَلَّيْ كُلَّ وَاحِدَةٍ فِي وَقْتِهَا الْمُعْتَادِ فَإِذَا
صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ يَتَوَجَّهْ إِلَى الْمَوْقِفِ وَعَرَفَاتُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ
عُرْنَةَ وَيَغْتَسِلُ بَعْدَ الزَّوَالِ فِي عَرَفَاتٍ لِلْمَوْقِفِ وَيَقِفُ بِقُرْبِ جَبَلِ
الرَّحْمَةِ مُسْتَقْبِلًا مُكَبِّرًا مَهْلًا مَلِيًّا ذَا أَعْيَا مَا ذَا أَيْدِيهِ كَالْمُسْتَطْعِمِ
يَجْتَهِدُ فِي الدُّعَاءِ لِنَفْسِهِ وَالدُّعَاءِ وَإِخْوَانِهِ وَيَجْتَهِدُ عَلَى أَنْ يَخْرِجَ
مِنْ عَيْنَيْهِ قَطْرَاتٍ مِنَ الدَّامِعِ فَإِنَّهُ دَلِيلُ الْقَبُولِ

نمرہ میں اگر بڑے امام یا اس کے نائب کے ساتھ ظہر اور عصر کی نماز پڑھے (امام، اس سے پہلے دو خطبے دے
اور دونوں کے درمیان بیٹھے دونوں فرض ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ پڑھائے۔ دو نمازوں کو صرف دو
شرطوں کے ساتھ جمع کرنا جائز ہے۔ احرام اور امام اعظم، دونوں نمازوں کے درمیان نفلوں کے ذریعے فصل نہ کرے۔
اگر امام اعظم نہ ہو تو ہر نماز اپنے اپنے وقت پر پڑھے جب امام کے ساتھ نماز پڑھ لیں تو موقوف
کی طرف متوجہ ہوں، بطن عرنہ کے علاوہ تمام عرفات موقوف ہے۔ عرفات میں ٹھہرنے کے لیے زوال کے بعد
غسل کرے اور جبل رحمت کے پاس ٹھہرنے قبل رُخ ہو کر تکبیر و تسبیح کہے اور کھانا مانگنے والے کی طرح ہاتھوں کو
پھیلاتے ہوئے دعا مانگے اپنے لیے، اپنے والدین اور مسلمان بھائیوں کے لیے دعا مانگنے میں کوشش کرے اور
کوشش کرے کہ آنکھوں سے آنسوؤں کے چند قطرے نکلیں کیونکہ یہ قبولیت کی دلیل ہے۔

۱۔ بادشاہ وقت یا اس کا مقرر کردہ امام۔

۲۔ دو نمازوں کو جمع کرنے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صوری اور دوسری حقیقی، ایک نماز کو اس کے بالکل آخر وقت
میں اور دوسری کو اس کے بالکل شروع میں اس طرح پڑھنا کہ دونوں ایک ہی وقت میں معلوم ہوں ضرورت کے تحت ایسا
کرنا جائز ہے لیکن حقیقتاً دو نمازوں کو صرف حج کے موقع پر میدان عرفات میں دو شرطوں کے ساتھ جمع (بقیہ بر صفحہ آئندہ)

وَيُلَاحِظُ فِي الدُّعَاءِ مَعَ قُصَّةِ رَجَاءِ الْإِجَابَةِ وَلَا يَقْصِرُ فِي هَذَا الْيَوْمِ إِذَا
لَا يُمْكِنُهُ تَدَارُكُهُ سَيِّمًا إِذَا كَانَ مِنَ الْأَفَاقِ وَالْوُقُوفُ عَلَى الرَّاحِلَةِ أَفْضَلُ
وَالْقَائِمُ عَلَى الْأَرْضِ أَفْضَلُ مِنَ الْقَائِدِ فَإِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ أَفَاقًا مِنْ الْأَمَامِ
وَالنَّاسُ مَعَهُ عَلَى هَيْئَتِهِمْ وَإِذَا وَجَدَ فُرْجَةً يُسِرُّ عَنْ مَنْ غَيْرِ أَنْ يُؤْذِيَ
أَحَدًا وَيَتَحَدَّرُ عَمَّا يَفْعَلُهُ الْجَهْلَةُ مِنَ الْإِشْتِدَادِ فِي السَّيْرِ وَالْإِزْدِحَامِ
وَالْإِيذَاءِ فَإِنَّهُ حَرَامٌ حَتَّى يَأْتِيَ مُزْدَلِفَةَ فَيَنْزِلَ بِقُرْبِ جَبَلِ قُزَحٍ وَ

نیت قوی امید سے امرار کے ساتھ دعا کرے آج کے دن کوئی کوتاہی نہ کرے کیونکہ اس کا ازالہ ناممکن ہے۔
بالخصوص باہر سے آنے والوں کے لیے سواری کی حالت میں وقوف افضل ہے اور زمین پر بیٹھنے کی نسبت
کھڑا ہونا زیادہ اچھا ہے۔

جب سورج غروب ہو جاتے تو امام اور اس کے ساتھ لوگ بھی اپنی عام رفتار کے ساتھ وہاں سے کوچ کریں
جب کچھ دست پاتے تو جلدی چلے لیکن کسی کو تکلیف نہ پہنچاتے جاہلوں جیسے کام کرنے مثلاً پلٹنے میں سختی کرنے، بھیڑ
کرنے اور ایذا رسانی سے پرہیز کرے کیونکہ یہ حرام ہے جب مزدلفہ آتے تو جبل قزح کے قریب اترے

(بقیہ منہ سابقہ) کیا جاسکتا ہے، یعنی احرام اور بڑا امام، اگر تنہا پڑھیں یا مختلف گروہ الگ الگ جماعت کرائیں تو جمع نہیں
کر سکتے۔

۳۷ ٹھہرنے کی جگہ کو موقف کہتے ہیں۔

۳۸ غرہ عرفات کے ساتھ ایک مادی ہے جو موقف کی بائیں جانب ہے۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے
وہاں شیطان کو دیکھا اور حکم فرمایا کہ یہاں کوئی نہ ٹھہرے۔

۳۹ مکن ہے یہ موقعہ زندگی بھر دوبارہ نصیب نہ ہو لہذا جی بھر کر دعا مانگے۔

يُرْتَفَعُ عَنْ بَطْنِ الْوَادِي تَوْسِعَةً لِّلْمَآثِرَيْنِ وَيُصَلِّي بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ
بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ وَلَوْ تَطَوَّعَ بَيْنَهُمَا أَوْ تَشَأْ عَلَى عَادَةِ الْإِقَامَةِ
وَلَمْ تَجْزِ الْمَغْرِبَ فِي طَرِيقِ الْمَزْدَلِفَةِ وَعَلَيْهِ إِعَادَتُهُمَا مَا لَمْ يُطْلِعِ الْفَجْرُ
وَيُسَنَّ الْمَبِيتَ بِالْمَزْدَلِفَةِ فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى الْإِمَامُ بِالنَّاسِ الْفَجْرَ
يَعْلِسُ ثُمَّ يَقِفُ وَالنَّاسُ مَعَهُ وَالْمَزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ مُحَسِّرٍ
وَيَقِفُ مُجْتَهِدًا فِي دُعَائِهِ وَيَدْعُو اللَّهَ أَنْ يُتِمَّ مَرَادَهُ وَسُؤَالَهُ فِي
هَذَا الْمَوْقِفِ كَمَا أَتَمَّهُ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

اور گزرنے والوں کے لیے راستہ چھوڑنے کی خاطر وادی کے بطن سے بندی کی طرف ہر وہاں ایک
اذان اور ایک اقامت کے ساتھ مغرب اور عشاء کی نماز پڑھے۔ اگر دونوں کے درمیان فاصلہ پڑے یا کسی
اور کام میں مشغول ہو تو اقامت دوبارہ کہے۔ مغرب کی نماز مزدلفہ کے راستے میں جائز نہیں اور اگر ایسا کیا تو
طلوع فجر سے پہلے پہلے دوبارہ پڑھے۔ مزدلفہ میں رات گزارنا سنت ہے۔ صبح طلوع ہو تو امام لوگوں کو اندھیرے
میں فجر کی نماز پڑھاتے پھر وہاں ٹھہرے اور لوگ بھی اس کے ساتھ ہوں۔ بطن محسر کے علاوہ تمام مزدلفہ ٹھہرنے
کی جگہ ہے۔

وقوف کی حالت میں نہایت گوشش سے دعا مانگے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سوال کرے کہ وہ اس موقف
میں اس کی مراد اور سوال کو پورا فرمائے جس طرح ہمارے آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد کو پورا
فرمایا ہے۔

۱۔ یہ نمازیں مناکہ کے وقت پڑھی جائیں۔

۲۔ یہ لفظ تجتر ہے یاں ابرہہ بادشاہ کا ہاتھی رک گیا اور آگے نہ جاسکا ابرہہ خانہ کعبہ کو (معاذ اللہ) گرانے
کے لیے آیا تھا۔ یہ سورہ فیل میں واقعہ مذکور ہے۔

۳۔ آپ نے اپنی امتوں کے غوزں اور مظالم کی بخشش مانگی تو اللہ تعالیٰ نے یہ دعا قبول فرمائی۔
(طحاوی علی المراقی)

فَإِذَا اسْفَرَ جَدًّا أَفَاضَ الْإِمَامُ وَالنَّاسُ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ فَيَأْتِي إِلَى
مِنَى وَيَنْزِلُ بِهَا ثُمَّ يَأْتِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيهَا مِنْ بَطْنِ الْوَادِي بِسَبْعِ
حَصَيَّاتٍ مِثْلَ حَصَى الْحَرْفِ وَيَسْتَحِبُّ اخْذَ الْجِمَارِ مِنَ الْمُرْدَلِفَةِ
..... وَأَوْ مِنَ الطَّرِيقِ وَيُكْرَهُ مِنَ الَّذِي عِنْدَ الْجَمْرَةِ وَيُكْرَهُ
الرَّمْيُ مِنْ أَعْلَى الْعَقَبَةِ لِإِيْدَاءِ النَّاسِ وَيَلْتَقِطُهَا التِّقَاطًا وَلَا يَكْسِرُ
حَجَرًا جِمَارًا أَوْ يَغْسِلُهَا لِيَتَيَقَّنَ طَهَارَتَهَا فَإِنَّهَا يَقَامُ بِهَا قَرْبَةٌ
وَلَوْ سَأَلَ بِنَجَسَةٍ أَجْزَاءً وَكُرَهُ وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ مَعَ أَوَّلِ حَصَاةٍ يَرْمِيهَا
وَكَيْفِيَّتُهُ الرَّمْيُ أَنْ يَأْخُذَ الْحَصَاةَ بِطَرَفِ ابْهَامِهِ وَسَبَّابَتِهِ فِي الْأَصْحَى
لَا تَدَايَسُ وَلَا تَسْرُ وَلَا تَكْثُرُ أَهَانَةً لِلشَّيْطَانِ وَالْمُسْنُونِ الرَّمْيُ بِالْيَدِ الْيُمْنَى وَ

جب خوب سفیدی ہو جائے تو امام اور لوگ طلوع شمس سے پہلے واپس ٹہیں اور منیٰ میں اگر اتریں پھر جمرہ
عقبہ کے پاس آگئے اور وادی کے بطن سے اسے سات کنکریاں مارے یہ ٹھیکری کی کنکریوں جیسی ہوں۔ مزدلفہ یا
ماتے سے کنکریاں لینا مستحب ہے۔ جمرہ کے پاس پڑی ہوئی کنکریاں لینا مکروہ ہے۔ عقبہ کے اوپر کی جانب
سے کنکریاں مارنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے لوگوں کو ایذا پہنچتی ہے کنکریاں چنے۔ پتھر توڑ کر نہ بنائے اور انہیں
دھوئے تاکہ ان کی پاکیزگی یقینی ہو جائے کیونکہ ان کے ساتھ ایک عبادت ادا کی جاتی ہے اگر ناپاک کنکریاں
مارے تو بھی جائز ہے لیکن مکروہ ہے۔ پہلی کنکری مارتے ہی تلبیہ کہتا چھوڑ دے مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ کنکری کو
انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کے کنارے سے پکڑے۔ یہ اصح قول کے مطابق ہے۔
کیونکہ اس میں آسانی بھی ہے اور شیطانی کی توہین بھی زیادہ ہے۔ دائیں ہاتھ سے کنکری مارنا سنت ہے۔

۱۴ تینوں جمروں کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے۔

۱۵ یہ کنکری مردود ہے کیونکہ جو کنکری قبول ہوتی ہے وہ اٹھالی جاتی ہے۔ (طہطاری علی المراتی)
۱۶ کیونکہ اسے غیر کھتے ہوئے محض دوا انگلیوں سے کنکری پھینکی گئی۔ پورا ہاتھ استعمال نہیں کیا۔

وَيَضَعُ الْحَصَاةَ عَلَى ظَهْرِ إِبْهَامِهِ وَيُسْتَعِينُ بِالسَّبَّحَةِ وَيَكُونُ بَيْنَ
الرَّامِي وَمَوْضِعِ السَّقُوطِ خُمُسَةً أَذْرًا وَلَوْ وَقَعَتْ عَلَى رَجُلٍ أَوْ مَخِيلٍ
وَتَبَتَّتْ أَعَادَهَا وَإِنْ سَقَطَتْ عَلَى سُنَنِهَا ذَلِكَ أَجْزَاةً وَكَثِيرٌ بِكُلِّ حَصَاةٍ
ثُمَّ يَذْبَحُ الْمَفْرِدُ بِالْحَجَرِ إِنْ أَحَبَّهُ ثُمَّ يَحْلِقُ وَيُقَصِّرُ وَالْحَلْقُ أَفْضَلُ
وَيَكْفِي فِيهِ رُبْعُ الرَّأْسِ وَالتَّقْصِيرُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ رُؤُسِ شَعْرَةٍ مِقْدَارَ
الْأُنْيَلَةِ وَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ ثُمَّ يَأْتِي مَكَّةَ مِنْ يَوْمِهِ ذَلِكَ
أَوْ مِنَ الْغَدِ أَوْ بَعْدَ لَا فَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ طَوَافَ الزِّيَارَةِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ وَ
حَلَّتْ لَهُ النِّسَاءُ وَأَفْضَلُ هَذِهِ الْأَيَّامِ أَوَّلُهَا وَإِنْ أَخَّرَهَا عَنْهَا لَزِمَهُ
شَأَةٌ لِتَأْخِيرِ الْوَاجِبِ ثُمَّ يَعُودُ إِلَى مَنْى فَيُقِيمُ بِهَا فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ
مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي مِنْ أَيَّامِ النَّحْرِ فِي الْجِهَاتِ الثَّلَاثِ يَبْدَأُ بِالْجَمْرَةِ

اسے انگٹھے کی پیٹھ پر رکھے اور شہادت کی انگلی سے مدد لے، پھینکنے والے اور گرنے کی جگہ کے درمیان پانچ ہاتھ کا فاصلہ ہونا چاہیے۔ اگر کسی آدمی یا کجاوے پر جا لگی اور ٹھہر گئی تو دوبارہ مارے اور اگر اسی طریقے پر چلتی ہوئی گر گئی تو کافی ہے۔ ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے۔

اس کے بعد چار افراد والا چاہئے تو قربانی کرے پھر ہر منڈواتے یا بال کٹواتے منڈوانا افضل ہے اور اس میں سر کا چوتھائی حصہ کافی ہے۔ کٹوانا یہ ہے کہ بالوں کے کنارے سے انگلی کے پورے کی مقدار بال کاٹے اب اس کیلئے جماع کے علاوہ باقی تمام کام جائز ہیں۔

پھر اسی دن یا اگلے دن یا اس کے بعد مکہ مکرمہ آئے اور بیت اللہ شریف کا طواف کرے یہ طواف زیارت ہے
سات چکر لگاتے اور اب اس کے لیے جماع بھی جائز ہے۔ ان دنوں میں پہلا دن افضل ہے اگر اس سے موخر کیا
تو واجب میں تاخیر کی وجہ سے ایک بکری لازم ہوگی۔ پھر منیٰ کی طرف لوٹے اور وہاں ہی ٹھہرے قربانی کے دوسرے
دن جب سورج ڈھل جائے تو تینوں جمروں کو کنکریاں مارے، اس جمرہ سے ابتداء کرے

۱۔ اس پر قربانی واجب نہیں لہذا اختیار ہے۔

۲۔ اسی کو طواف افاضہ بھی کہتے ہیں اور یہ فرض ہے۔

الَّتِي تَلَى مَسْجِدَ الْخَيْفِ فَيَرْمِيهَا بِسَبْعِ حَصِيَّاتٍ مَا شِئًا يُكْثِرُ بِكُلِّ
حَصَاةٍ ثُمَّ يَقِفُ عِنْدَهَا ذَا عِيًا بِمَا أَحَبَّ حَامِدًا لِلَّهِ تَعَالَى مُصَلِّيًا عَلَى
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ وَيَسْتَغْفِرُ لِوَالِدَيْهِ
وَإِخْوَانِهِ الْمُؤْمِنِينَ

ثُمَّ يَرْمِي الثَّانِيَةَ الَّتِي تَلَيْهَا مِثْلَ ذَلِكَ وَيَقِفُ عِنْدَهَا ذَا عِيًا ثُمَّ يَرْمِي
جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ مَرَّ كِبًا وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا فَإِذَا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ مِنْ أَيَّامِ
التَّحْرِيمِ فِي الْجُمُعَةِ الثَّلَاثِ بَعْدَ الزَّوَالِ كَذَلِكَ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلَ
نَفَرَ إِلَى مَكَّةَ قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ وَإِنْ أَقَامَ إِلَى الْغُرُوبِ كُرْهًا وَلَيْسَ
عَلَيْهِ شَيْءٌ وَإِنْ طَلَعَ الْفَجْرُ وَهُوَ بَيْنِي فِي الرَّابِعِ لَزِمَهُ الرَّفْعُ وَجَازَ قَبْلَ
الزَّوَالِ وَالْأَفْضَلُ بَعْدَهُ وَكُرْهًا قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ

جو مسجد خیف کے ساتھ ملا ہوا ہے۔ پیدل چلتے ہوئے اسے سات کنکریاں مارے ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہے پھر اس
کے پاس ٹھہر کر جو دعا پڑھے مانگے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے، دعا
مانگتے ہوئے ہاتھوں کو اٹھاتے اور اپنے ماں باپ نیز مسلمان بھائیوں کے لیے بخشش مانگے۔

اس کے بعد دوسرے جمرے کو جو اس کے ساتھ ملا ہوا ہے، اسی طرح مارے اس کے پاس بھی دعا مانگتا ہوا
کھڑا ہو پھر سواری کی حالت میں جمرہ عقبہ کو مارے اور اس کے پاس نہ ٹھہرے جب قربانی کا تیسرا دن ہو تو زوال
کے بعد تینوں جمروں کو اسی طرح مارے۔

اگر جلدی ہو تو سورج غروب ہونے سے پہلے مکہ مکرمہ کی طرف چلا جاتے۔ غروب آفتاب تک ٹھہرنا مکروہ ہے
لیکن اس پر کچھ لازم نہیں ہوگا۔ اگر چوتھے دن منیٰ ہی میں سورج طلوع ہو جاتے تو اس پر کنکریاں مارنا لازم ہوں گی اور
یہ دعا اس سے پہلے بھی جائز ہیں لیکن بعد میں مارنا افضل ہے۔ طلوع آفتاب سے پہلے مارنا مکروہ ہے۔

اے یعنی اگر گھر کی طرف واپسی کی جلدی ہو تو بارہ ذوالحجہ کے غروب آفتاب سے پہلے ہی منیٰ سے
چلا جاتے۔

وَكُلُّ رَمِيٍّ بَعْدَهُ رَمِيٌّ يَرْمِيهِ مَا شِئْنَا لِنَدْعُو بَعْدَهُ وَإِلَّا رَأَيْتَ لِنَدْعُو هَبْ
عَقِبَهُ بِلَا دُعَاءٍ وَكِرَّةٍ الْمَبِيتُ بِغَيْرِ مَنِيٍّ لِيَا لِي الرَّمِيُّ ثُمَّ إِذَا رَحَلَ إِلَى
مَكَّةَ نَزَلَ بِالنُّحْصِ سَاعَةً ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ وَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ سَبْعَةَ
أَشْوَاطٍ بِلَا رَمْلٍ وَسَعْيٍ إِنْ قَدَّ مَهْمًا وَهَذَا طَوَافُ الْوَدَاعِ وَيُسَمَّى
أَيْضًا طَوَافُ الصَّدْرِ وَهَذَا وَاجِبٌ إِلَّا عَلَى أَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ أَقَامَ مَرِيضًا
يُصَلِّي بَعْدَهُ رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ يَأْتِي زَمْزَمَ فَيَشْرَبُ مِنْ مَّاءِهَا وَيَسْتَحْرِجُ
الْمَاءَ مِنْهَا بِنَفْسِهِ إِنْ قَدَّرَ وَيَسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ وَيَتَضَلَّعُ مِنْهُ وَيَتَنَفَّسُ
فِيهِ مِرَّارًا وَيَرْفَعُ بَصَرَهُ كُلَّ مَرَّةٍ يَنْظُرُ إِلَى الْبَيْتِ وَيُصْبِتُ عَلَى جَسَدِهِ
إِنْ تَيَسَّرَ وَإِلَّا يَمْسَحُ بِهِ وَجْهَهُ وَنَاسَهُ وَيَنْوِي بِشُرْبِهِ مَا شَاءَ وَكَانَ
عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا إِذَا شَرِبَ يَقُولُ

ہر وہ رمی جس کے بعد رمی ہو اسے پیدل چلتے ہوئے مارو تاکہ اس کے بعد دعا مانگو ورنہ سوار ہو کر اس کو تاکہ
اس کے بعد دعا کے بغیر چلے جاؤ رمی کی راتوں میں منی کے علاوہ کہیں رات گزارنا مکروہ ہے۔
پھر جب مکہ مکرمہ کی طرف کوچ کرے تو ایک ساعت وادی محصب میں اترے اس کے بعد مکہ مکرمہ میں داخل ہو کر
سات چکر طواف کرے۔ اگر اس سے پہلے رمل اور سعی کر چکا ہے تو اب نہ کرے یہ طواف وداع ہے اس کو
طواف صدر بھی کہتے ہیں یہ اہل مکہ اور وہ لوگ جو وہاں مقیم ہیں ان کے علاوہ سب پر واجب ہے اس کے
بعد دو رکتیں پڑھے پھر آب زمزم کے پاس آئے اور اس کا پانی پیے۔ اگر طاقت ہو تو پانی خود نکالے بیت اللہ
شریف کی طرف منہ کر کے خوب سیر ہو کے پیے کئی بار سانس لے اور ہر بار نگاہیں اٹھا کر بیت اللہ شریف
کی طرف دیکھے۔ اگر آسانی سے ہو سکے تو اپنے جسم پر بھی ڈالے ورنہ اپنے چہرے اور سر پر ملے اور پیتے وقت
جو چاہے نیت کرے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ آب زمزم نوش فرماتے وقت یوں دعا
مانگتے تھے۔

اے رمی کی راتیں وہ ہیں جو دن کے بعد آتی ہیں لہذا اس ذوالحجہ کے بعد والی رمی کی پہلی رات ہے۔ اور تیرہ ذوالحجہ
کے بعد والی رات رمی کی آخری رات ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عِلْمًا نَّافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَقَالَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم مَاءٌ زَمْزَمٌ لِّمَا شَرِبَ لَهُ وَیَسْتَحِبُّ بَعْدَ شُرْبِهِ اَنْ
یَّأْتِیَ بِابِ الْكَعْبَةِ وَیَقْبِلَ الْعُتْبَةَ ثُمَّ یَأْتِیَ اِلَى الْمُلْتَزِمِ وَهُوَ مَا بَيْنَ الْحَجَرِ
الْاَسْوَدِ وَالْبَابِ فِیضُ صَدْرًا وَوَجْهَهُ عَلَیْهِ وَیَقْتَسِبُ بِاسْتِارِ الْكَعْبَةِ
سَاعَةً یَتَضَرَّعُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰی بِالدُّعَاءِ بِمَا اَحَبَّ مِنْ اُمُورِ الدُّنْیَا
وَالْاٰخِرَةِ یَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّ هَذَا بَيْتُكَ الَّذِیْ جَعَلْتَهُ مُبَارَكًا وَهُدًى لِلْعٰلَمِیْنَ
اَللّٰهُمَّ كَمَا هَدَیْتَنِیْ لَهٗ فَتَقَبَّلْ مِنِّیْ وَلَا تَجْعَلْ هَذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ
بَيْتِكَ وَارْزُقْنِیْ الْعَوْدَ اِلَیْهِ حَتّٰی تَرْضٰی عَنِّیْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ
الرَّاحِمِیْنَ

(ترجمہ) ”یا اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم، وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفاء کا سوال کرتا ہوں۔“
نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا زَمْزَم کا پانی ہر اُس مقصد کے لیے ہے جس کے لیے پیا جائے۔ آب زمزم
پینے کے بعد مستحب ہے کہ کعبۃ اللہ کے دروازے کے پاس آئے اور چوکھٹ کو بوسہ دے۔ پھر ملتزم کے
پاس آئے اور یہ حجر اسود اور دروازے کے درمیان کی جگہ ہے اس پر اپنا سینہ اور چہرہ رکھے اور کچھ
دیر کیے کعبہ شریف کے پردوں کو پکڑے اور نہایت عاجزی کے ساتھ دنیا و آخرت کے بارے میں جو
دعا چاہے مانگے اور یوں کہے۔

(ترجمہ) ”یا اللہ! یہ تیرا گھر ہے جسے تو نے مبارک اور تمام جہان والوں کے لیے ہدایت بنایا۔
یا اللہ! جس طرح تو نے مجھے اس کی طرف ہدایت عطا فرمائی اُسے میری طرف سے قبول بھی فرما اسے
اپنے گھر کی آخری حاضری نہ بنا اور مجھے دوبارہ آنے کی توفیق عطا فرمایاں تک کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے میں
تیری رحمت کا سہارا لیتا ہوں اے سب سے زیادہ رحم فرمانے والے۔“

وَالْمُكْتَزَمُ مِنَ الْأَمَاكِينِ الَّتِي يُسْتَجَابُ فِيهَا الدُّعَاءُ بِمَكَّةَ الْمُشْرِفَةِ
وَهِيَ خُمُسَةُ عَشَرَ مَوْضِعًا نَقَلَهَا الْكَمَالُ بْنُ الْقَهْمَامِ عَنْ رَسُولِ الْحَسَنِ
الْبَصْرِيِّ رَحِمَهُ اللَّهُ يَقُولُ فِي الطَّوَائِفِ وَعِنْدَ الْمُكْتَزِمِ وَتَحْتَ الْمِيزَابِ
وَفِي الْبَيْتِ عِنْدَ زُمَرٍ وَخَلْفَ الْمَقَامِ وَعَلَى الصَّفَا وَعَلَى الْمَرْوَةِ وَفِي
السَّحَابِ وَفِي عَرَافَاتٍ وَفِي مَنَى وَعِنْدَ الْجَمْرَاتِ (انتهی) وَالْجَمْرَاتُ تَرْمَى
فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ يَوْمَ التَّحْرِ وَثَلَاثَةِ بَعْدَ ذَلِكَ كَمَا تَقَدَّمَ وَذَكَرْنَا اسْتِجَابَتَهُ
أَيْضًا عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ الْمُكْرَمِ وَيُسْتَحَبُّ دُخُولُ الْبَيْتِ الشَّرِيفِ الْمُبَارَكِ
إِنْ لَمْ يُؤْذَ أَحَدًا وَيَنْبَغِي أَنْ يَقْصِدَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ
وَهُوَ قِبَلَ وَجْهِهِ وَقَدْ جَعَلَ الْبَابُ قِبَلَ ظَهْرِهِ حَتَّى يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ
الْجِدَارِ الَّذِي قِبَلَ وَجْهِهِ قُرْبُ ثَلَاثَةِ أَذْرَاعٍ ثُمَّ يُصَلِّي فَإِذَا صَلَّى إِلَى
الْجِدَارِ يَصْنَعُ خَدًّا عَلَيْهِ وَيَسْتَغْفِرُ اللَّهَ وَيَحْمِدُ ثُمَّ يَأْتِي الْأَرْكَانَ فَيَحْمَدُ

متمزم کو مکرمہ کے ان مقامات میں سے ہے جہاں دعا قبول ہوتی ہے اور یہ پندرہ مقامات ہیں جن کو حضرت کمال ابن صمام
رحمہ اللہ نے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے رسالہ سے نقل کیا ہے۔ وہ فرماتے ہیں (۱) طواف میں (۲) متمزم کے پاس
(۳) میزاب کے نیچے (۴) بیت اللہ شریف میں (۵) زمزم کے پاس (۶) مقام ابراہیم کے پچھے (۷) صفا پر (۸) مروہ پر
(۹) سعی کے دوران ولا عرفات میں (۱۱) منیٰ میں (۱۲ تا ۱۵) چاروں لنگریاں مارنے کے وقت۔

لنگریاں چاروں ماری جاتی ہیں۔ قربانی کے دن اور اس کے بعد تین دن جیسے پہلے گزر چکا ہے بیت اللہ
شریف کی زیارت کے وقت دعا کی قبولیت کا ذکر بھی ہم نے کیا ہے اگر کسی کو تکلیف پہنچاتے بغیر ہو سکے تو بیت اللہ
شریف میں داخل ہونا مستحب ہے اور چاہیے کہ اس جگہ کا قصد کرے جہاں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی وہ مقام
اس کے چہرے کے سامنے ہے اور دروازے کو پیٹھ کی طرف کرے۔ یہاں تک کہ اس کے اور سامنے والی دیوار کے
درمیان تین ہاتھ کا فاصلہ رہ جاتے پھر نماز پڑھے جب دیوار کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے تو اس پر اپنا
دھار رکھے اور اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگے پھر اس کی حمد و ثنا کرے اس کے بعد ارکان کے پاس آئے

(بقیہ صفحہ آئندہ)

بیت اللہ شریف کی چھت پر لگا ہوا پر نالہ میزاب کہلاتا ہے۔

وَيُسَبِّحُ وَيَكْبِّرُ وَيَسْأَلُ اللَّهُ تَعَالَى مَا شَاءَ وَيَلْزُمُ الْأَدَبَ مَا اسْتَطَاعَ بِظَاهِرِهِ
وَبَاطِنِهِ وَكَانَتْ الْبَلَاطَةُ الْخَضِرَاءُ الَّتِي بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ مُصَلَّى النَّبِيِّ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَمَا تَقُولُ الْعَامَّةُ مِنْ إِنَّهُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقَى وَهُوَ مَوْضِعٌ عَالٍ فِي جِدَارِ
الْبَيْتِ يَدْعُو بِأُطْلَعُ لَا أَصِلَ لَهَا وَالْإِسْمَارُ الَّذِي فِي وَسْطِ الْبَيْتِ
يُسَمُّونَهُ سُرَّةَ الدُّنْيَا يَكْشِفُ أَحَدُهُمْ عَوْرَتَهُ وَسُرَّتَهُ وَيَضَعُهَا عَلَيْهِ
فَعَلْ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ فَضْلًا عَنْ عِلْمٍ كَمَا قَالَ الْكَمَالُ وَإِذَا ارَادَ الْعُودَ
إِلَى أَهْلِهِ يَنْبَغِي أَنْ يَنْصَرِفَ بَعْدَ طَوَافِهِ لِلُودَاعِ وَهُوَ يَمْشِي إِلَى رَأْسِهِ
وَوَجْهَهُ إِلَى الْبَيْتِ بَاكِيًا أَوْ مُتَبَلِّكًا مُتَحَسِّرًا عَلَى فِرَاقِ الْبَيْتِ حَتَّى يَخْرُجَ

تحمید تسبیح اور تکبیر کے اور جو چاہے اللہ تعالیٰ سے مانگے ظاہری اور باطنی طور پر جس قدر ممکن ہو ادب لازمی ہے
مستونوں کے درمیان سبز فرش حضور علیہ السلام کی باتے نماز نہیں۔

اور جسے عام لوگ عروہ و ثقی (مضبوط رسی) کہتے ہیں اور وہ بیت اللہ شریف کی دیوار کی اونچی جگہ ہے۔ یہ
قول بدعت باطلہ ہے اس کی کوئی اصل نہیں۔ بیت اللہ شریف کے وسط میں کیل جس کا نام دنیا کی ناف رکھتے ہیں
اور ان میں سے کوئی ایک اپنی شرمگاہ اور ناف کو نگاہ کر کے اس پر رکھتا ہے یہ بے عقل لوگوں کا کام ہے۔ اہل علم کا نہیں
جیسا کہ کمال ابن صمام رحمہ اللہ نے فرمایا۔

جب گھر کی طرف لوٹنا چاہے تو چاہیے کہ طواف و دواغ کے بعد اس طرح واپس ہو کہ
پیسے کی طرف چلے اور چہرہ بیت اللہ شریف کی طرف ہو۔ روتے یا رونے کی حالت بناتے اور بیت اللہ
شریف کی جدائی پر اسوس کرے۔ حتیٰ کہ مسجد سے باہر نکل جاتے۔ مکہ مکرمہ سے واپسی پر

(بقیہ صفحہ سابقہ) ۲۰ قربانی کے دن اور اس کے بعد تین دن کنکریاں ماری جاتی ہیں البتہ کسی نے جلدی واپس لوٹنا ہو
تو تیرہ ذوالحجہ کی رمی چھوڑ بھی سکتا ہے۔

صفحہ ۲۱۰ الحمد للہ لا الہ الا اللہ سبحان اللہ اور اللہ اکبر پڑھے۔

مِنْ مَكَّةَ مِنْ بَابِ بَنَى شَيْبَةَ مِنَ الثَّانِيَةِ السَّفَلَى وَالْمَرَاةُ فِي جَمِيعِ
 أَعْمَالِ الْحَجِّ كَالرَّجُلِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَكْشِفُ رَأْسَهَا وَتَسْدُلُ عَلَى وَجْهِهَا
 شَيْئًا تَحْتَهُ عَيْدًا أَنْ كَالْقُبَّةِ تَمْنَعُ مَشْيَ بِالْغَطَاءِ وَلَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا
 بِالتَّكْلِيمَةِ وَلَا تَرْمُلُ وَلَا تُهَوِّلُ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الْمَيْلَيْنِ الْأَخْصَرَيْنِ بَلْ
 تَمْشِي عَلَى هَيْئَتِهَا فِي جَمِيعِ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرَاةِ وَتُ
 وَلَا تَحْلُقُ وَتُقَصِّرُ وَتَلْبَسُ الْمَخِيطَ وَلَا تَزَاحِمُ الرِّجَالَ فِي اسْتِيلَامِ الْحَجَرِ وَ
 هَذَا اتِّهَامُ حَبَرِ الْمُفْرِدِ وَهُوَ دُونَ الْمُتَمَتِّعِ فِي الْفَضْلِ وَالْقِرَانِ أَفْضَلُ مِنَ التَّمَتُّعِ
 (فَصْلٌ) الْقِرَانُ هُوَ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ إِحْرَامِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ فَيَقُولُ بَعْدَ صَلَاةٍ
 رَكَعَتَيِ الْإِحْرَامِ اللَّهُمَّ إِنِّي أُرِيدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَيَسِّرْهُمَا لِي وَتَقَبَّلْهُمَا

ثانیتہ السفلی کی جانب باب بنی شیبہ سے نکلے۔

عورت تمام کاموں میں مرد کی طرح ہے سوائے اس کے کہ وہ اپنا سر نہ گمان کرے اور اپنے چہرے پر کوئی چیز نہ لگائے
 جس کے نیچے مکرریں رکھ کر قبے کی طرح بنا دے تاکہ وہ کپڑے کو چہرے سے نہ ہونے دے۔ تلبیہ بلند آواز سے
 کہے نہ مل کرے اور نہ ہی دو ہنرمیوں کے درمیان سعی کرتے ہوئے دوڑے بلکہ صفا مروہ کے درمیان سعی میں
 اپنی عام رفتار سے چلے۔

سرد منڈائے بکھرے بال کٹائے سلعے ہائے کپڑے پہنے، مجرا سود کو بوسہ دیتے ہوئے مردوں کی بھیڑ میں نہ ہلے
 اس طرح مفوج کج مکمل ہو گیا فضیلت میں یہ متمتع سے کم ہے اور متمتع سے قرآن افضل ہے۔
قرآن:

قرآن حج اور عمرہ کے احرام کو جمع کرنا ہے احرام کی دو رکعتوں کے بعد کہے۔
 "یا اللہ! میں عمرہ اور حج کا ارادہ کرتا ہوں۔ پس ان دونوں کو میرے لیے آسان کر دے اور مجھ سے قبول فرما۔"

لہذا احرام کے نزدیک سب سے زیادہ فضیلت قرآن کی ہے پھر متمتع اور اس کے بعد حج افراد کا مقام ہے
 کیونکہ قرآن میں مشقت بھی زیادہ اٹھانا پڑتی ہے اور ایک ہی سفر میں دو فائدے حاصل ہوتے ہیں حج بھی اور عمرہ بھی۔
 متمتع میں حج اور عمرہ دونوں کا فائدہ حاصل ہوتا ہے جب کہ حج افراد میں صرف حج ہوتا ہے۔

مِنْهُ ثُمَّ يَكْبِتُ فَإِذَا دَخَلَ مَكَّةَ بَدَأَ بِطَوَافِ الْعُمْرَةِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ يَرْمُلُ
فِي الثَّلَاثَةِ الْأُولَى فَقَطُّ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتِي الطَّوَافِ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّفَا وَ
يَقُومُ عَلَيْهِ دَاعِيًا مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُكَلِّبًا مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
ثُمَّ يَهْبِطُ نَحْوَ الْمَرْوَةِ وَيَسْجُدُ بَيْنَ الْبَيْتَيْنِ فَيُتِمُّ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ وَهَذِهِ
أَفْعَالُ الْعُمْرَةِ وَالْعُمْرَةُ سَنَةٌ ثُمَّ يَطُوفُ طَوَافَ الْقُدُومِ لِلْحَجِّ ثُمَّ يُتِمُّ أَفْعَالَ
الْحَجِّ كَمَا تَقَدَّمَ فَإِذَا زَامَ فِي يَوْمِ التَّحْرِ جَمْعُ الْعَقَبَةِ وَجَبَ عَلَيْهِ ذُبْعُ شَاةٍ
أَوْ سَبْعَةُ بَدَنٍ فَإِذَا لَمْ يَجِدْ فَصِيَامَ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ قَبْلَ مَبِئَةِ يَوْمِ التَّحْرِ
مِنْ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَسَبْعَةَ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْحَجِّ وَلَوْ بِمَكَّةَ بَعْدَ مُضِيِّ
أَيَّامِ التَّشْرِيقِ وَلَوْ فَزَقَهَا جَانِ

اس کے بعد تلبیہ کہے جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو تو پہلے طواف کے سات چکر لگائے اور صرف پہلے تین میں
رمل کرے پھر طواف کی دو رکعتیں پڑھے اس کے بعد صفا کی طرف نکل جائے اور اس پر کھڑا ہو کر تکبیر و تمہیل اور تلبیہ کہے
نیز نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجے اس کے بعد مروہ کی طرف اتر جائے۔ دو میلوں کے درمیان سعی
کرے اور اس طرح سات چکر پورے کرے۔ یہ عمرہ کے افعال ہیں اور عمرہ سنت ہے پھر حج کے لیے طواف قدوم کرے
اس کے بعد حج کے افعال پورے کرے۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ قربانی کے دن جب جمرہ عقبہ کو لکڑیاں مارے
تو اس پر ایک بکری یا اونٹ (گائے وغیرہ) کا ساتواں حصہ واجب ہے۔ اگر نہ پائے تو حج کے دنوں میں ہی قربانی
کے دن سے پہلے تین روزے رکھے اور سات روزے حج سے فراغت کے بعد رکھے۔ اگر چہ مکہ مکرمہ میں ہو جبکہ
ایام تشریق گزر جائیں۔ اگر جدا جدا کر کے رکھے تب بھی جائز ہے۔

اے یہ شخص عمرہ کر کے احرام نہیں کھوے گا بلکہ حج کی تکمیل تک اسی طرح احرام باندھے رکھے گا۔
اے ایام تشریق میں روزہ رکھنا جائز نہیں کیونکہ عید کے دو دن اور تین ایام تشریق اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمانی
کے دن ہیں۔

(فصل) التَّمَتُّهُ هُوَ أَنْ يُحْرِمَ بِالْعُمْرَةِ فَقَطُّ مِنَ الْإِيقَاتِ فَيَقُولُ بَعْدَ صَلَوةٍ رُكْعَتَيِ الْإِحْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اُرِيدُ الْعُمْرَةَ فَتَسِرْهَا لِىْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّىْ ثُمَّ يُدْبِىْ حَتَّى يَدْخُلَ مَكَّةَ فَيَطُوفُ بِهَا وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ بِاَوَّلِ طَوَافِهِ وَيَزْمُلُ فِيْهِ ثُمَّ يُصَلِّىْ رُكْعَتَيِ الطَّوَافِ ثُمَّ يَسْنِي بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ بَعْدَ الْوُقُوفِ عَلَى الصَّفَا..... كَمَا تَقَدَّمَ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ ثُمَّ يَخْلُقُ رَأْسَهُ أَوْ يَقْصِرُ إِذَا لَمْ يَسْقِ الْهَدْيَ وَحَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْجَنَائِزِ وَغَيْرِهِ أَوْ يَسْتَمِرُّ حَلَالًا وَإِنْ سَاقِ الْهَدْيَ لَا يَتَحَلَّلُ مِنْ عُمْرَتِهِ فَإِذَا جَاءَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ يُحْرِمُ بِالْحَجَةِ مِنَ الْحَرَمِ وَيُخْرِجُ إِلَى مَنًى فَإِذَا

تمتع یہ ہے کہ میقات سے صرف عمرے کا احرام باندھے اور احرام کی دو رکعتوں کے بعد کہے یا اللہ! میں عمرے کا ارادہ کرتا ہوں اسے میرے لیے آسان کر دے اور مجھے قبول فرما پھر تلبیہ کہے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ میں داخل ہو جائے اور عمرے کا طواف کرے اور طواف کے شروع میں ہی تلبیہ کہنا چھوڑ دے اور اس میں رمل بھی کرے پھر طواف کی دو رکعتیں پڑھے پھر صفا پر ٹھہرنے کے بعد صفا مردہ کے درمیان سات چکر سعی کرے جیسا کہ پہلے گزر گیا۔ سر منڈا دے یا بال کٹواتے جب کہ قربانی کا جانور ساتھ نہ لے گیا ہو۔ اب جماع وغیرہ تمام کام جائز ہو گئے۔ اب یہ غیر محرم ٹہرے گا۔

اور اگر قربانی کا جانور ساتھ لے گیا ہے تو عمرہ کے احرام سے نہ نکلے اور جب آٹھویں ذوالحجہ کا دن ہو تو حرم میں ہی حج کا احرام باندھ لے اور منیٰ کی طرف نکل جائے۔

۱۔ تمتع کا لغتی معنی فائدہ اٹھانا ہے چونکہ اس صورت میں حج کرنے والا ایک ہی سفر میں حج اور عمرہ دونوں سے بیک وقت فائدہ اٹھاتا ہے لہذا اس کو تمتع کہتے ہیں۔

۲۔ یہ مسئلہ خاص طور پر یاد رکھنے کے قابل ہے کیونکہ میقات سے حج کا احرام باندھنے کی صورت میں عمرہ نہیں کر سکتے اور اگر ساتھ ہی عمرہ کا احرام بھی باندھیں تو اس وقت تک احرام نہیں کھول سکتے جب تک حج کے افعال مکمل نہ کر لے جائیں۔

رَفِي جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ لَزِمَهُ ذُبُّ شَاةٍ أَوْ سَبْعَ بَدَاةٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ صَنَامَ
ثَلَاثَةَ أَيَّامٍ قَبْلَ مَجِيئِهِ يَوْمَ النَّحْرِ وَسَبْعَةً إِذَا رَجَعَ كَالْقَائِرِينَ فَإِنْ لَمْ يَصُمْ
الثَّلَاثَةَ حَتَّى جَاءَ يَوْمَ النَّحْرِ تَعَيَّنَ عَلَيْهِ ذُبُّ شَاةٍ وَلَا يُجْزِئُهُ صَوْمٌ وَلَا
صَدَقَةٌ

(فصل) الْعُمْرَةُ سُنَّةٌ وَتَصِيَّةٌ فِي جَمِيعِ الشَّهْرِ وَتُكْرَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ
النَّحْرِ وَأَيَّامَ التَّشْرِيقِ وَكَيْفِيَّتُهَا أَنْ يُحْرِمَ لَهَا مِنْ مَكَّةَ مِنَ الْحِلِّ بِخِلَافِ
إِحْرَامِهِ لِلْحَجِّ فَإِنَّهُ مِنَ الْحَرَمِ وَأَمَّا الْأَفَاقِيُّ الَّذِي لَمْ يَدْخُلْ مَكَّةَ
فَيُحْرِمُ إِذَا قَصَدَهَا مِنَ الْمُبَاقَاتِ ثُمَّ يَطُوفُ وَيَسْعَى لَهَا ثُمَّ يَحْلِقُ وَقَدْ
حَلَّ مِنْهَا كَمَا يَتَنَاهَا بِحَمْدِ اللَّهِ

قربانی کے دن جب جمرہ عقبہ کو کنکریاں مارے گا تو ایک بکری یا اونٹ دگاتے وغیرہ کا ساتواں حصہ ذبح کرنا لازم
ہوگا۔ اگر نہ پائے تو قربانی کا دن آنے سے پہلے تین دن کے روزے رکھے اور سات روزے واپسی پر رکھے
جیسے قارن کرتا ہے۔ اگر قربانی کا دن آنے تک تین روزے نہ رکھے تو قربانی لازم ہو جاتے گی اور اس کی جگہ
روزہ اور صدقہ کافی نہ ہوں گے۔

عمرہ:

عمرہ سنت ہے اور یہ تمام سال میں صحیح ہے البتہ عرفہ اور قربانی کے دن نیز ایام تشریق میں مکروہ (تحریمی) ہے
اس کا طریقہ یہ ہے کہ مکہ مکرمہ میں حرم کے باہر سے احرام باندھے بخلاف احرام حج کے وہ حرم سے باندھا جاتا ہے
باہر والے لوگ جو مکہ کی حدود میں داخل نہیں جب مکہ مکرمہ جانے کا قصد کریں تو میقات سے احرام باندھیں پھر عمرہ کیسے طواف
اور سعی کرے اور حلق کرے اب اس کے لیے تمام باتیں حلال ہو گئیں جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے۔ الحمد للہ۔

۱۔ حج کی طرح اس کے لیے خاص دن مقرر نہیں ہیں البتہ حج کے دنوں (دس تا تیرہ ذوالحجہ) میں نہ کرے۔ رمضان
شریف میں عمرہ کرنے کی زیادہ فضیلت ہے۔

۲۔ اہل مکہ کو بھی حرم سے باہر جا کر احرام باندھ کر آنا ہوتا ہے۔

۳۔ عمرہ کے یہی افعال ہیں۔ احرام باندھنا طواف کرنا، سعی کرنا اور سر منڈانا۔

(تنبیہ) وَأَفْضَلُ الْأَيَّامِ يَوْمُ عَرَفَةَ إِذَا وَافَقَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ حَجَّةً فِي غَيْرِ جُمُعَةٍ رَوَاهُ صَاحِبُ مَعْرِاجِ الدِّرَايَةِ بِقَوْلِهِ وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ أَفْضَلُ الْأَيَّامِ يَوْمُ عَرَفَةَ إِذَا وَافَقَ جُمُعَةً وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِينَ حَجَّةً ذَكَرَهُ فِي تَجْرِيدِ الصِّحَاحِ بِعَلَامَةِ الْمُؤَطَّأِ كَذَا قَالَهُ الزَّيْلَعِيُّ شَارِحُ الْكَتَرِ وَالْمَجَادَّةُ بِمَكَّةَ مَكْرُوهُهُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ رَحِمَهُ اللَّهُ تَعَالَى لِعَدَمِ الْقِيَامِ بِحَقِّهِ الْبَيْتِ وَالْحَمْدُ وَتَفَى الْكَرَاهَةُ صَاحِبًا رَحِمَهُمَا اللَّهُ تَعَالَى

بَابُ الْجَنَائِاتِ

هِيَ عَلَى قِسْمَيْنِ جَنَائِيَّةٌ عَلَى الْإِحْرَامِ وَجَنَائِيَّةٌ عَلَى الْحَرَمِ وَالثَّانِيَّةُ لَا تَحْتَقِقُ جَمْعُهُ كَانَج :

یوم عرفہ جمعہ المبارک سے مطابق ہو جائے تو یہ سب سے افضل دن ہے۔ غیر جمعہ کے ستر بار حج سے اس کی فضیلت زیادہ ہے۔ میراج الدرایہ کے معنی نے اسے یوں روایت کیا ہے۔
فرماتے ہیں ”نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح طور پر ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا تمام دنوں سے افضل عرفہ کا دن ہے جب وہ جمعہ کے دن آئے اور یہ ستر بار حج سے زیادہ فضیلت رکھتا ہے۔ اس کو موطا کی علامت کے ساتھ تہجد الصبح میں ذکر کیا ہے۔ کنز الدقائق کے شارح امام زلیعی رحمہ اللہ نے اسی طرح فرمایا ہے۔
امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مکہ مکرمہ میں سکونت اختیار کرنا مکروہ ہے کیونکہ بیت اللہ شریف اور حرم کے حقوق قائم نہیں کر سکے گا جب کہ صاحبین رحمہ اللہ نے کراہت کی نفی کی ہے۔

جنایات :

جنایات کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کا تعلق احرام سے ہے اور دوسری حرم سے متعلق ہے۔ دوسری قسم کی جنایت حرم کے ساتھ خاص نہیں۔

لہ جنایات، جنایت کی جمع ہے یہاں اس سے وہ کام مراد ہیں جو حج اور عمرہ کے دوران منع ہے۔

يَا مُحْرِمُونَ جَنَایَةُ الْمُحْرِمِ عَلَى اَنْفُسِهِمْ مُمْحَلَمًا يُوجِبُ دَمًا وَمِنْهَا مَا يُوجِبُ صَدَقَةً وَهِيَ
نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بَرٍّ وَمِنْهَا مَا يُوجِبُ دُونَ ذَلِكَ وَمِنْهَا مَا يُوجِبُ الْقِيَمَةَ وَهِيَ
جَزَاءُ الصَّيْدِ وَيَتَعَدَّدُ الْجَزَاءُ بِتَعَدُّدِ الْقَاتِلِينَ الْمُحْرِمِينَ فَالَّتِي تُرْجَبُ
دَمَاهُ مَا لَوْ طَيَّبَ مُحْرِمٌ بِأَلْبَنٍ عَصُورًا أَوْ خَضَبَ رَأْسَهُ بِحَنَاءٍ أَوْ أَذْهَنَ
بِزَيْتٍ وَنَحْوِهِ أَوْ لَبَسَ مَخِيطًا أَوْ سَتَرَ رَأْسَهُ يَوْمًا كَامِلًا أَوْ حَلَقَ رُبْعَ رَأْسِهِ
أَوْ مَجْمَعَهُ أَوْ أَحَدًا إِبْطِيئِهِ أَوْ عَانَتَهُ أَوْ مَقْبَتَهُ أَوْ قَصَّ أَظْفَارَ يَدَيْهِ وَرَجُلُهُ
يَسْجُلِسُ أَوْ يَدَا أَوْ رِجُلًا أَوْ تَرَكَ وَاجِبًا مِمَّا تَقَدَّمَ مَرَبِّيًا لَهُ وَفِي أَخْذِ
شَارِبِهِ حُكُومَةٌ.

محرم کی جنایت کئی قسم پر ہے ان میں سے ایک وہ ہے جس سے جانور ذبح کرنا ضروری ہے دوسری وہ ہے جس سے صدقہ لازم ہوتا ہے اور وہ گندم کا نصف ساع (یا اس کی قیمت) ہے تیسری قسم وہ ہے جس کی وجہ سے اس سے کم صدقہ لازم آتا ہے چوتھی قسم وہ ہے جس سے قیمت لازم ہوتی ہے اور یہ شکار کا بدلہ ہے متعدد شکار کرنے والے محرموں پر بدلہ بھی اسی تعداد کے مطابق ہوگا جس جنایت سے جانور ذبح کرنا لازمی ہوتا ہے وہ یہ ہیں محرم بالغ نے کسی عضو پر خوشبو لگائی سر پر ہندی لگائی، زیتون وغیرہ کا تیل لگایا یا سلا ہوا کپڑا پہنا، ایک پورا دن مرکوز صاف رکھا سر کا چوتھا حصہ یا جامت (سینگی لگوانے) کی جگہوں، ایک نفل، زیر ناف یا گردن کے بال کٹواتے ایک مجلس میں ہاتھوں اور پاؤں یا ایک ہاتھ یا ایک پاؤں کے ناخن کاٹے یا کسی واجب کو چھوڑ دیا جن کا ذکر اس سے پہلے ہو چکا ہے۔ بریکس کاٹنے میں عدل کے ساتھ فیصلہ ہوگا۔

۱۔ اگر دریا میں محرموں نے مل کر شکار کیا تو سزا کے طور پر تین جانور ذبح کرنا ہوں گے۔
۲۔ دیکھا جائے گا کہ داڑھی کے چوتھائی حصے کے برابر ہے یا کم اگر برابر ہے تو ایک چھوٹا جانور یا بڑے جانور کا ساتواں حصہ واجب ہوگا۔

وَالَّتِي تُوجِبُ الصَّدَقَةَ بِنُصْفِ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ قِيمَتِهِ هِيَ مَا لَوْ طَيَّبَ أَقْلٌ مِنْ
رُبْعِ رَأْسٍ أَوْ قَصَّ ظُفْرًا وَكَذَا الْكُلِّ ظُفْرٍ نُصْفُ صَاعٍ إِلَّا أَنْ تَبْلُغَ الْمَجْمُوعُ
دَ مَا فَيَنْقُصُ مَا شَاءَ مِنْهُ كَخَمْسَةِ مُتَفَرِّقَةٍ

أَوْ طَافَ لِلْقَدُّومِ أَوْ لِلصَّدْرِ مُخَدَّتًا وَتَجِبُ شَاءَ وَلَوْ طَافَ جُنُبًا أَوْ تَرَكَ
شَوْطًا مِنْ طَوَافِ الصَّدْرِ وَكَذَا الْكُلِّ شَوْطٌ مِنْ أَقْلِهِ أَوْ حَصَاةٌ مِنْ إِحْدَى الْيُحْمَارِ
وَكَذَا الْكُلِّ حَصَاةٌ فِيمَا لَمْ يَبْلُغْ مَا فِي يَوْمٍ إِلَّا أَنْ تَبْلُغَ دَ مَا فَيَنْقُصُ مَا شَاءَ
أَوْ حَلَقَ رَأْسَ غَيْرِهِ أَوْ قَصَّ أَظْفَادَهُ وَإِنْ تَطَيَّبَ أَوْ لَبَسَ أَوْ حَلَقَ يَعْذِرُ بِمَخْيَرِ
بَيْنَ الذَّبْحِ أَوْ التَّصَدُّقِ بِثَلَاثَةِ أَصْوَعٍ عَلَى سِتَّةٍ مَسَاكِينٍ أَوْ صِيَامِ فَلَاحِظًا

وہ چیز جس سے نصف صاع گندم یا اس کی قیمت واجب ہوتی ہے وہ یہ کہ ایک عضو سے کم کو خوشبو لگائے
ایک دن سے کم وقت سلا ہوا کپڑا پہنے یا سر کو ڈھانپنے یا سر کے چوتھے حصے سے کم منڈواتے یا ایک ناخن کاٹے
ایسی طرح ہر ناخن کے بدلے نصف صاع ہوگا یہاں تک کہ ان کا مجموعہ جانور کے ذبح تک پہنچ جاتے ہیں اس سے
جو چاہے کم کرے جس طرح پانچ متفرق ناخنوں کی صورت میں ہوتا ہے۔

طواف قدوم یا طواف صدر بے وضو ہونے کی حالت میں کیا تو نصف صاع گندم ہوگی اگر طواف ناپاکی کی حالت
میں کیا تو بکری واجب ہوگی۔ طواف صدر کا ایک پھیر اسی طرح طواف کے کم حصے سے کوئی پھیر چھوڑ دیا تو ہر پھیر
کے بدلے نصف صاع واجب ہوگا۔

تین جہروں میں سے ایک جہرے کی کوئی لکڑی چھوڑ دی اسی طرح ہر کنکری کے بدلے نصف صاع ہوگا۔ جب
تک ایک دن کی رمی کو نہ پہنچے مگر جب دم کو پہنچ جاتے تو جو چاہے کم کرے۔ غیر کا سر منڈایا اس کے ناخن کاٹے
تو بھی صدقہ ہے۔

اگر کسی عذر کی وجہ سے خوشبو لگاتی سے ہوئے کپڑے پہنے یا سر منڈوایا تو اسے اختیار ہے ذبح کرے یا چھ
مسکیتوں پر تین صاع صدقہ کرے یا تین روزے رکھے۔

(بقیہ صفحہ سابقہ) یعنی جتنے ناخن کاٹے ہیں ان کا صدقہ جمع کیا جائے تو ایک جانور کی قیمت کو پہنچتا ہے تو اس سے کچھ کم کرے۔
دفعہ ہذا سے اگر ایک دن کی رمی یا اس سے زائد چھوڑ دی تو جانور ذبح کرنا ہوگا۔

أَيَّامٍ وَالَّتِي تُوجِبُ أَقْلَ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ فِيهِ مَا لَوْ قَتَلَ قَتْلَةً أَوْ جَرَادَةً
فَيَتَصَدَّقُ بِمَا شَاءَ

وَالَّتِي تُوجِبُ الْقِيَمَةَ فِيهِ مَا لَوْ قَتَلَ صَيْدًا فَقِيْرًا
عَدْلَانِ فِي مَقْتَلِهِ أَوْ قَرِيبٍ مِنْهُ فَإِنْ بَلَغَتْ هَدْيًا فَلَهُ الْخِيَارُ إِنْ شَاءَ
إِشْتَرَا لَوْ ذَبَحَهُ أَوْ اشْتَرَى طَعَامًا وَتَصَدَّقَ بِهِ بِكُلِّ فَقِيرٍ نِصْفَ صَاعٍ
أَوْ صَامَ عَنْ طَعَامِ كُلِّ مُسْكِينٍ يَوْمًا وَإِنْ فَضَلَ أَقْلٌ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ تَصَدَّقَ
بِهِ أَوْ صَامَ يَوْمًا وَتَجِبَ قِيَمَةُ مَا نَقَصَ بِنَتْفِ رَيْشِهِ الَّذِي لَا يُطِيرُ بِهِ
وَشَعْرِهِ وَقَطْعِ عَصَا لَا يَمْنَعُهُ إِلَّا مِتْنَانُ بِهِ

جو چیز نصف صاع سے کم صدقہ واجب کرتی ہے وہ جوں یا ٹڈی کو مارنا ہے۔ اب جو چاہے صدقہ کرے۔
جو چیز قیمت واجب کرتی ہے وہ شکار کرنا ہے جہاں شکار کیا وہاں یا اس کے قریب دو معتبر آدمی قیمت
کریں اگر قربانی کے جانور کو پہنچ جاتے تو اسے اختیار ہے خرید کر ذبح کرے یا غلہ خرید کر صدقہ کرے ہر فقیر کو
نصف صاع دے یا ہر مسکین کے کھانے کے بدلے ایک دن کا روزہ رکھے اگر نصف صاع سے
کم بچ جاتے تو صدقہ کرے یا ایک دن کا روزہ رکھے۔ پرندے کے پراکھڑنے سے کہ وہ اڑ نہ سکے، بال
کاٹنے یا کوئی عضو کاٹنے سے کہ اسے اپنے دفاع میں رکاوٹ نہ ہو جو نقصان ہوا اس کی قیمت دینا
واجب ہے۔

(بقیہ ماحشیہ صفحہ سابقہ) لے اگر متفرق کنکریوں کے صدقہ کو جمع کیا اور وہ دم کو پہنچ جاتے تو اس سے کچھ کم
کر لیا جائے۔

وَتَجِبُ الْقِيَمَةُ بِقَطْعِ بَعْضِ قَوَائِمِهِ وَتَنْفِي رَيْشِهِ وَكُسْرِ بَيْضِهِ وَلَا يُجَاوِزُ عَنْ شَاةٍ بِقَتْلِ السَّبْعِ وَإِنْ صَالَ لَأَشْيَاءَ بِقَتْلِهِ وَلَا يُجْزَى الصَّوْمُ بِقَتْلِ الْحَلَالِ صَيْدَ الْحَرَمِ وَلَا بِقَطْعِ حَشِيشِ الْحَرَمِ وَشَجَرَةِ الثَّابِتِ بِنَفْسِهِ وَكَيْسَ مَتَا يَنْبِئُهُ النَّاسُ بِلِ الْقِيَمَةِ وَحَرْمِ رَعْيِ حَشِيشِ الْحَرَمِ وَقَطْعِهِ إِلَّا إِذْ خَرَّ وَالْكَمَاءُ

(فَصْلٌ) وَلَا شَيْءَ بِقَتْلِ غُرَابٍ وَحِدَاةٍ وَعَقْرَبٍ وَفَارَةٍ وَحَيَّةٍ وَكَلْبٍ عَقُورٍ وَبَعُوضٍ وَنَمْلٍ وَبُرْغُوثٍ وَفَرَادٍ وَسَلْحَفَاةٍ وَمَا لَيْسَ بِصَيِّدٍ -
(فَصْلٌ) الْهَدْيُ أَذْنَاهُ شَاةٌ وَهُوَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ وَمَا جَاءَهُ

کوئی ٹانگ کاٹنے، پر اکھڑنے اور انڈہ توڑنے سے بھی قیمت واجب ہوگی۔ اگر کسی درندے کو مارا تو قیمت بکری سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ اگر درندے نے اس پر حملہ کیا تو اس کو مارنے سے کچھ بھی لازم نہیں ہوگا غیر محرم حرم کا شکار کرے تو روزہ کفایت نہیں کرے گا اسی طرح اگر حرم کا گھاس یا خورد و بوٹیوں کو اکھاڑا اور یہ ان بوٹیوں میں سے نہ ہو جن کو لوگ خود اگاتے ہیں تو بھی روزہ کافی نہ ہوگا بلکہ قیمت واجب ہوگی۔ اذخرا اور کماتہ کے سوا حرم کا گھاس (جانوروں کو) چرانایا کاٹنا حرام ہے۔

کے، چل، بچھو، چوہے، سانپ، پاگل کتے، پھر، چوینٹی، کیکڑے، چمڑی اور کچھوے نیز جو چیز شکار نہیں اسے مارنے سے کچھ بھی لازم نہیں آئے گا۔

قربانی کے جانور:

قربانی کا سب سے چھوٹا جانور بکری ہے۔ قربانی اونٹ، گائے اور بکری سے ہوتی ہے۔ جو جانور

اسے اذخرا ایک خوشبودار گھاس ہے اور کماتہ وہ ہے جس کو سانپ کی چھتری کہا جاتا ہے۔
اسے حشرات الارض کو مارنے سے کچھ بھی لازم نہیں ہوگا کیونکہ نہ تو وہ شکار ہیں اور نہ ہی بدن سے پیدا ہوتے ہیں۔

فِي الضَّحَايَا جَازٍ فِي الْهَدَايَا وَالْمَغَاةُ تَجُوزُ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي طَوَافِ التُّكُنِ
جُنُبًا وَطُءٍ بَعْدَ التَّوَقُّوفِ قَبْلَ الْحَلْقِ فَنِي كُلِّ مِنْهُمَا بَدَنًا وَخُصَّ هَدْيُ
الْمُتَعَةِ وَالْقِرَانِ يَوْمِ النَّحْرِ فَقَطْ وَخُصَّ ذَبْحُ كُلِّ هَدْيٍ بِالْحَرَمِ إِلَّا أَنْ يَكُونَ
تَطَوُّعًا وَتَعَيَّبَ فِي الطَّرِيقِ فَيَنْحَرُ فِي مَحِلِّهِ وَلَا يَأْكُلُهُ غَنِيٌّ وَفَقِيرٌ الْحَرَمُ وَغَيْرُهُ
سَوَاءٌ وَتُقَلَّدُ بَدَنَةُ التَّطَوُّعِ وَالْمُتَعَةِ وَالْقِرَانِ فَقَطْ وَتَتَصَدَّقُ بِجَلَالِهِ
وَخِطَامِهِ وَلَا يُعْطَى أَجْرُ الْجَزَائِرِ مِنْهُ

وَلَا يَرْكَبُهُ بِلَا ضَرْوَةٍ وَلَا يُحْلِبُ لَبَنُهُ إِلَّا أَنْ بَعْدَ الْمَحِلِّ فَيَتَصَدَّقُ بِهِ وَ
يَنْضَعُ ضَرْعَةً إِنْ قَرَّبَ الْمَحِلَّ بِالتَّقَاخِرِ وَكَوْنُ ذَرْعًا حَاجًّا مَا شِئًا لَزِمَهُ وَلَا
يَرْكَبُ حَتَّى يَطُوفَ لِلرُّكْنِ فَإِنْ رَكِبَ أَرَاقَ دَمًا وَفُضِّلَ الْمَشْيُ عَلَى التُّكُّوبِ

عید الاضحیٰ کی قربانی میں جائز ہے وہی حج کی قربانی میں جائز ہے بکری ہر چیز میں جائز ہے البتہ جنابت کی حالت میں فرض
طواف کرنے اور وقوف کے بعد حلق سے پہلے وطی کرنے کی صورت میں بکری جائز نہیں۔ ان دونوں میں بدنہ (ادنیٰ)
یا گائے ہوگا صرف تمتع اور قرآن کی قربانی یوم نحر سے خاص ہے جب کہ باقی تمام قربانیاں حرم سے مخصوص ہیں مگر
یہ کہ نفلی ہو اور راستے میں عیب ناک ہو جاتے تو اسے وہیں ذبح کر دیا جاتے اور اس کو مالدار آدمی نہ کھاتے۔ حرم اور
غیر حرم کا فقیر بلا برہیں۔ صرف نفلی، تمتع اور قرآن کے جانور کے گلے میں پٹہ ڈالا جاتے اس کی جھول اور لگام صدقہ کر دے
نصاب کی اجرت اس سے نہ دے۔

ضرورت کے بغیر اس پر سوار نہ ہو اور اس کا دودھ نہ دوا جائے لیکن جگہ دور ہو تو دودھ کر صدقہ کر دے
اگر جگہ قریب ہو تو اس کے تھنوں پر ٹمٹھے پانی کے چھینٹے مارے۔ اگر کسی نے پیدل حج کی نذر مانی تو لازم ہو جائے گا
اور وہ فرض طواف تک سوار نہ ہو اگر سوار ہوا تو خون بہا دے (جانور ذبح کرے) جس آدمی کو طاقت ہو اس کیسے سواری کی نسبت

اس گلے میں پٹہ ڈالنے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ یہ بکری کا جانور ہے تاکہ اسے کوئی ایذا نہ پہنچائے۔
آج کے دور میں حالات بدل گئے ہیں لہذا وہ تمام قوانین جو دوسرے ممالک میں جانے کے لیے پیش نظر رکھنے
پڑتے ہیں۔ ان کی تکمیل ضروری ہے مثلاً پاسپورٹ، ویزا وغیرہ۔

لِلْقَادِرِ عَلَيْهِ وَفَقَّنَا اللَّهُ تَعَالَى بِفَضْلِهِ وَمَنْ عَلَيْنَا بِالْعَوْدِ عَلَى أَحْسَنِ حَالٍ
إِلَيْهِ بِجَاءِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

(فصل فی زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم علی سبیل الاختصاص) تَبَعًا لِمَا قَالُوا
فِي الْاِخْتِيَارِ (لَمَّا كَانَتْ زِيَارَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَفْضَلِ الْقُرْبِ وَ
أَحْسَنِ الْمُسْتَحَبَّاتِ بَلْ تَقَرُّبُ مِنْ دَرَجَةِ مَا لَزِمَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ فَإِنَّهُ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّضَ عَلَيْهَا وَبَالَغَ فِي الشَّدِيدِ إِلَيْهَا فَقَالَ مَنْ وَجَدَ سَعَةً
وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَزَرَ قَبْرِي وَجَبَتْ
لَهُ شَفَاعَتِي وَقَالَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ نَزَرَ بَعْدَ مَمَاتِي فَكَأَنَّمَا
نَزَرَ بِي فِي حَيَاتِي إِلَى غَيْرِ ذَلِكَ مِنَ الْأَحَادِيثِ وَمِمَّا هُوَ مُقَدَّرٌ عِنْدَ

پیل جانا افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہمیں اس کی توفیق عطا فرماتے اور ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
کے وسیلہ جلیلہ سے اچھی حالت میں دوبارہ حج کے ساتھ ہم پر احسان فرماتے۔

زیارت النبی صلی اللہ علیہ وسلم؛

جو کچھ اختیار میں کہا گیا اس کے اتباع میں مختصر بیان۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت تمام عبادات سے افضل اور سب سے اچھا مستحب ہے بلکہ ان
واجب عبادات میں سے ہے جن کی ادائیگی ہم پر لازم ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی۔
اور اس کی طلب نہایت تاکید سے فرمائی۔ آپ نے فرمایا جس آدمی کے لیے ممکن ہو پھر بھی وہ میری زیارت نہ
کے تو اس نے مجھ پر ظلم کیا، اور آپ نے فرمایا جس نے میری قبر شریف کی زیارت کی اس کے لیے
میری شفاعت واجب ہوگئی۔ آپ نے ارشاد فرمایا جس نے میرے وصال کے بعد میری زیارت کی گویا اس
نے میری (ظہری) زندگی میں میری زیارت کی اور اس کے علاوہ احادیث ہیں۔ محققین کے نزدیک

لے امام احمد رضا بریلوی رحمہ اللہ کے نزدیک یہ حدیث صحیحہ ہے۔ (فاضل بریلوی احیاء علوم دینیت
ص ۲۹)

الْمُحَقِّقِينَ أَنَّهُ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَقٌّ يُدْرِكُ مَمَتَّهُ بِجَمِيعِ الْمَلَاذِ
وَالْعِبَادَاتِ غَيْرَ أَنَّهُ حُجِبَ عَنْ أَبْصَارِ الْقَاصِرِينَ عَنْ شَرِيفِ الْمَقَامَاتِ
وَلَمَّا رَأَيْنَا أَكْثَرَ النَّاسِ غَافِلِينَ عَنْ آدَاءِ حَقِّ زِيَارَتِهِ وَمَا يَسُنُّ لِلزَّائِرِينَ
مِنَ الْكَلِمَاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ أَحَبُّنَا أَنْ نَذْكُرَ بَعْدَ الْمَنَاسِكِ وَأَدَائِهَا مَا فِيهِ
نُبْدَةٌ مِّنَ الْأَدَابِ تَتِمِّمُ لِفَائِدَةِ الْكِتَابِ فَنَقُولُ يَنْبَغِي لِمَنْ قَصَدَ زِيَارَةَ
النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُكْثِرَ مِنَ الصَّلَاةِ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يَسْمَعُهَا وَتُبَلَّغُ
إِلَيْهِ وَفَضْلُهَا أَشْهُرُ مِنْ أَنْ يُذْكَرَ فَإِذَا عَايَنَ حَيْطَانِ الْمَدِينَةِ الْمُتَوَاتِرَةَ يُصَلِّي
عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَقُولُ اللَّهُمَّ هَذَا أَحْرَمُ نَبِيِّكَ وَمَهْبُطُ
وَحْيِكَ فَأَمِّنْ عَلَى يَدِ الدُّخُولِ فِيهِ وَاجْعَلْهُ وَقَايَةً لِّي مِنَ النَّارِ وَأَمَّا مَنْ
الْعَذَابِ وَاجْعَلْنِي مِنَ الْغَائِثِينَ بِشَفَاعَةِ الْمُصْطَفَى يَوْمَ الْمُنَاسِكِ

نمیت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں آپ کو رزق دیا جاتا ہے اور آپ تمام خواہشات اور عبادات سے لطف اندوز
ہوتے ہیں البتہ جو لوگ ان بلند مقامات تک رسائی حاصل کرنے سے قاصر ہیں ان کی نگاہوں سے آپ پوشیدہ ہیں۔
اور جب ہم نے اکثر لوگوں کو حق زبانت کی ادائیگی اور ان کلیات و جزئیات سے غافل دیکھا جو زائرین
کے لیے سنت ہیں تو ہمیں یہ بات پسند آئی کہ مناسک حج اور ان کی ادائیگی (کا ذکر کرنے) کے بعد کتاب کے
فائدے کو مکمل کرنے کے لیے کچھ آداب زیارت ذکر کریں۔ پس ہم کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا
امادہ کرنے والے کو چاہیے کہ آپ کی بارگاہ میں ہر یہ درود شریف بکثرت بھیجے کیونکہ آپ سنتے ہیں اور آپ تک
پہنچایا جاتا ہے۔ اور درود شریف کے فضائل اس قدر مشہور ہیں کہ ان کے ذکر کی ضرورت نہیں۔

جب مدینہ طیبہ کی دیواریں دیکھے تو حضور علیہ السلام پر درود شریف بھیجے۔ پھر کہے۔
”یا اللہ! یہ تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا حرم مبارک اور تیری وحی کی امانت گاہ ہے۔ پس مجھ پر
احسان فرما کہ میں اس میں داخل ہو جاؤں۔ اے میرے لیے جہنم سے محفوظ رہنے اور عذاب
سے امان کا باعث بنا اور قیامت کے دن مجھے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے فیض یاب
ہونے والوں میں کر دے۔“

وَيَغْتَسِلُ قَبْلَ الدُّخُولِ أَوْ بَعْدَهُ قَبْلَ التَّوَجُّهِ لِلزِّيَارَةِ إِنْ أُمِكنَهُ وَيَتَطَيَّبُ
وَيَلْبَسُ أَحْسَنَ ثِيَابِهِ تَعْظِيمًا لِلْقُدُّوسِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ
يَدْخُلُ الْمَدِينَةَ الْمُنَوَّمَةَ مَا شَاءَ إِنْ أُمِكنَهُ بِلا ضَرْوَةٍ وَمَا بَعْدَ وَضْعِ مَرْكَبِهِ
وَأُطْلِقَتَانِيهِ عَلَى حَشِيمٍ أَوْ أَمْتَعَتِهِ مَتَوَاضِعًا بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ مُلَاحِظًا
جَلَالَهَ الْمَكَانِ قَائِلًا بِسْمِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
رَبِّ أَدْخِلْنِي مَدْخَلَ صِدِّيقٍ وَ أَخْرِجْنِي مَخْرَجَ صِدِّيقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ
سُلْطَانًا نَصِيرًا اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ إِلَى آخِرَةِ وَاعْفُ عَنِّي
ذُنُوبِي وَافْتَحْ لِي أَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَسْجِدَ الشَّرِيفَ
فَيُصَلِّي تَحِيَّتَهُ عِنْدَ مَنبَرِهِ رَكَعَتَيْنِ وَيَقِفُ بِحَيْثُ يَكُونُ عَمُودُ الْمِنْبَرِ الشَّرِيفِ
بِحِذَائِهِ مَتَّكِئًا إِلَى يَمِينٍ فَهُوَ مَوْقِفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا بَيْنَ

مدینہ طیبہ میں داخل ہونے سے پہلے یا بعد لیکن زیارت کرنے سے پہلے اگر ممکن ہو تو غسل کرے اور خوشبو بھی
لگائے اور اپنے کپڑے پہنے، بارگاہ نبوی میں مانہری کی تعظیم میں ایسا کرے اس کے بعد جب اس کے زقار ایک
جگہ ٹھہر جائیں اور اہل و عیال نیز سامان وغیرہ سے مطمئن ہو جائے تو جلالت مکان کا خیال رکھتے ہوئے نہایت
تواضع سکون اور وقار کے ساتھ اگر ممکن ہو تو پیدل یہ کھلت پڑھتے ہوئے داخل ہو۔

ترجمہ۔ اللہ کے نام سے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی کلمت پر داخل ہوتا ہوں، اے میرے
رب! مجھے اپنے داخلے کے ساتھ داخل فرما۔ ادا چھی طرح باہر لانا، ادا اپنی طرف سے مجھے
کوئی قوت اور مددگار عطا فرما یا اللہ! ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور
آپ کی آل پر رحمت نازل فرما دَاؤِ نیک درد و شریف پڑے، میرے گناہ بخش دے اور میرے
یے اپنی رحمت اور فضل کے دروازے کھول دے۔

پھر مسجد شریف میں داخل ہو کر منبر شریف کے پاس دو رکعتیں تہتہ المسجد پڑھے
اور وہاں اس طرح کھڑا ہو کہ منبر شریف کا پایہ اس کے دائیں کاندھے کے برابر ہو۔
حضرت علیہ السلام یہیں کھڑے ہوتے تھے

قَبْرِهِ وَ مِنْبَرِهِ رَوْضَةً وَمَنْ دِيَارِ الْجَنَّةِ كَمَا أَخْبَرَ بِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
 وَقَالَ مِنْبَرِي عَلَى حَوْضِي فَتَسْجُدُ شُكْرًا لِلَّهِ تَعَالَى يَا دَاوُدُ رُكْعَتَيْنِ غَيْرِ تَحِيَّةِ
 الْمَسْجِدِ شُكْرًا لِمَا وَفَّقَكَ اللَّهُ تَعَالَى وَمَنْ عَلَيْكَ يَا لَوْ صَوْلَ إِلَيْهِ
 ثُمَّ تَدْعُو بِمَا شِئْتَ ثُمَّ تَشْفُضُ مُتَوَجِّهًا إِلَى الْقَبْرِ الشَّرِيفِ فَتَقِفُ بِمَقْدَارِ
 أَرْبَعَةِ أَذْرُعٍ بَعِيدًا عَنِ الْمَقْصُورَةِ الشَّرِيفَةِ بِغَايَةِ الْأَذْبِ مُسْتَدْبِرًا
 الْقِبْلَةَ مُحَافِظًا لِرَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَجْهِهِ الْأَكْرَمِ مُلَاحِظًا
 نَظَرَةَ السَّعِيدِ إِلَيْكَ وَسِمَاعَهُ كَلَامَكَ وَمَرَدًّا عَلَيْكَ سَلَامَكَ وَتَأْمِينَهُ عَلَى
 دُعَائِكَ وَتَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا رَسُولَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ
 اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِيَّ الرَّحْمَةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ
 يَا شَفِيعَ الْأُمَّةِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا سَيِّدَ الْمُرْسَلِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَاسِمَ
 النَّبِيِّينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُزْمِلَ السَّلَامِ عَلَيْكَ يَا مُدَثِّرَ السَّلَامِ عَلَيْكَ

اوپر کی قبر اور اور منبر شریف کے درمیان جتنی باغ ہیں جیسے حضور علیہ السلام
 نے اس بات کی خبر دیتے ہوئے فرمایا ”میرا منبر میرے حوض پر ہے۔ تختہ المسجد کے علاوہ شکرانے کی دو رکعتیں
 پڑھو، اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس کی توفیق بخشی اور یہاں تک پہنچا کر احسان فرمایا۔

پھر جو دعا پڑھا ہو مانگو۔ پھر قبر انور کی طرف متوجہ ہو کر جبک جاؤ۔ مقصورہ شریف (قبر انور) سے چار ہاتھ
 دور جیسے کی طرف پیٹھ کرتے ہوئے حضور علیہ السلام کے سر انور اور چہرہ اقدس کے سامنے کھڑا ہوا اور خیال کرو کہ
 حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک تمہاری طرف ہے وہ تمہارے کلام کو سنتے تیرے سلام کا جواب دیتے
 اور تیری دعا پر آمین فرماتے ہیں۔

اور یوں کہو۔

السلام علیک الخ۔ اے میرے سردار۔ اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو۔ اے اللہ کے نبی! آپ
 پر سلام اے اللہ کے حبیب! آپ پر سلام اے نبی رحمت! آپ پر سلام اے امت کے شفیع! آپ پر سلام، اے
 رسولوں کے سردار! آپ پر سلام، اے صاب سے آخری نبی! آپ پر سلام، اے کئی اور مٹنے والے، اے چار اور مٹنے والے! آپ پر سلام

وَعَلَىٰ أَسْوَاقِ الْطَيِّبِينَ وَاهْلِ بَيْتِكَ الطَّاهِرِينَ الَّذِينَ آذَنَّاكَ اللَّهُ عَنْهُمْ
الرَّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيرًا أَجْزَاكَ اللَّهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزَىٰ نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهِ
وَرَسُولًا عَنْ أُمَّتِهِ أَشْهَدُ أَنَّكَ رَسُولُ اللَّهِ قَدْ بَلَغْتَ الرِّسَالَهَ
وَأَذَيْتَ الْأَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْحَقَّهَ وَجَاهَدْتَ فِي
سَبِيلِ اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ وَأَقَمْتَ الدِّينَ حَتَّىٰ آتَاكَ الْيَقِينَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ
وَسَلَّمَ وَعَلَىٰ أَشْرَفِ مَكَانٍ تَشْرَفَ بِحُلُولِ جَسَدِكَ الْكَرِيمِ فِيهِ صَلَوةٌ وَسَلَامٌ
دَائِمَيْنِ مِنْ تَرَاتِبِ الْعَالَمِينَ عَدَدَ مَا كَانَ وَعَدَدَ مَا يَكُونُ يَعْلَمُ اللَّهُ صَلَوةً لَا
أَنْتِضَاءً وَلَا مَدِّهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ نَحْنُ وَقَدْ كُنَّا حَرَمِكَ تَشْرَفْنَا بِالْحُلُولِ
بَيْنَ يَدَيْكَ وَقَدْ جِئْنَاكَ مِنْ بِلَادٍ شَاسِعَةٍ وَأَمْكِنَةٍ بَعِيدَةٍ نَقْطَعُ السَّهْلَ وَالْوَعْرَ
بِقَصْدِنَا يَا سَرِيكَ لِنَسُوزَ بِشَفَاعَتِكَ وَنَنْظُرَ إِلَىٰ مَا كَرِهَ وَمَعَاهِدَ لِمَا وَاقِعًا
بِقَضَائِهِ بَعْضَ حَقِّكَ وَإِلَّا سَتَشْفَا عَرِيكَ إِلَىٰ رَبِّنَا فَإِنَّ الْخَطِيئَةَ قَدْ قَصَصْتَ
ظَهَرْنَا وَالْأَوْرَاءُ قَدْ أَثْقَلَتْ كَوَاهِلَنَا وَأَمَّتِ الشَّافِعُ الْمَشْفَعُ الْمَوْعُودُ بِالشُّكْرِ

اور آپ کے پاکیزہ آباؤ اجداد نیز آپ کی پاک آل پر جن سے اللہ تعالیٰ نے تپاکی کو دور رکھا اور انہیں خوب پاک کیا کیونکہ اللہ
ہماری طرف سے آپ کو اس سے ستر جزا عطا فرماتے جو اس نے کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اس کی
امت کی طرف سے عطا فرمائی ہیں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں بیشک آپ نے پیغام خداوندی پہنچا دیا۔

امانت ادا کر دی، امت کی خیر خواہی فرمائی، حجت واضح کی، اللہ تعالیٰ کے واسطے میں خوب جہاد کیا اور میں کو قائم فرمایا، یہاں تک
اپکا وصال ہو گیا اس نہایت ہی منز مکان پر سلام ہو جسے آپ کا جسم اقدس رکھنے کا شرف حاصل ہے تمام جہانوں کے پروردگار
کی طرف سے ہمیشہ ہمیشہ اس کے برابر جو ہو چکا اور جو علم خداوندی کے مطابق ہو گا اور جس کی کوئی نہیں کے برابر آپ پر
درد و سلام ہیں یا رسول اللہ! ہم آپ کی بارگاہ میں حاضر ہیں اود آپ کے حرم مبارک کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے ہیں اپنی بارگاہ میں
حاضری کا شرف عطا فرماتیں۔ ہم دور و لاند کے شرفوں اور مقامات سے نرم و سخت زمین کا سفر کر کے آپ کی زیارت کیلئے حاضر ہوتے ہیں
تاکہ آپ کی شفاعت سے فیض یاب ہوں۔ آپ کے مقامات قدس اور منزل کی زیارت کریں آپ کے سہن حقوق کی ادائیگی کریں اور اپنے رب کی بارگاہ میں پہنچا دیں اور
بیشک گن گونے ہائی نہیں تو زری ہیں ہمارے کا نہ صوں پر زور کا جہاد اور جسے ستر جزا عطا فرماتے ہیں آپ کے ساتھ شفاعت

الْعُظْمَىٰ وَالْمَقَامَ الْمَحْمُودِ وَالْوَسِيلَةَ وَقَدْ قَالَ اللَّهُ تَعَالَىٰ وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوا
 أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ
 تَوَّابًا رَّحِيمًا

وَقَدْ جِئْنَاكَ ظَالِمِينَ لَا نَفْسَنَا مُسْتَغْفِرِينَ لِنُؤْبِتَا فَاشْفَعْنَا لَنَا إِلَىٰ رَبِّكَ
 وَاسْأَلْهُ أَنْ يُمِيتَنَا عَلَىٰ سُنَّتِكَ وَأَنْ يَحْشُرَنَا فِي نَرْمُوتِكَ وَأَنْ يُؤْمِرَنَا
 حَوْضَكَ وَأَنْ يُسْقِيَنَا بِكَأْسِكَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَا فِي الشَّفَاعَةِ الشَّفَاعَةِ
 الشَّفَاعَةِ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَقُولُهَا ثَلَاثًا مَرَّةً بَيْنَا اغْفِرْ لَنَا وَإِخْوَانِنَا الَّذِينَ
 سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًا لِلَّذِينَ آمَنُوا إِنَّكَ رَعُوفٌ
 رَحِيمٌ وَتُبَلِّغْهُ سَلَامَ مَنْ أَوْصَاكَ بِهِ فَتَقُولَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
 مِنْ قُلَادِ بْنِ قُلَادٍ يَتَشَفَّعُ بِكَ إِلَىٰ رَبِّكَ فَاشْفَعْ وَلِلْمُسْلِمِينَ ثُمَّ تَصَلِّيَ عَلَيْهِ
 وَتَدْعُو بِمَا شِئْتَ عِنْدَ وَجْهِهِ الْكَرِيمِ مُسْتَدِيرًا الْقَبْلَةَ

عظمیٰ مقام محمود اور وسیلہ کا وعدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: اور اگر وہ اپنے نفسوں پر ظلم کریں تو آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر اپنی
 بخشش مانگیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکی بخشش کیسے سفارش کریں تو اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا ہر بان پائیں گے۔
 ہم آپ کی خدمت میں اس طرح حاضر ہوتے ہیں کہ ہم نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا ہے ہم اپنے گناہوں کی بخشش طلب
 کرتے ہیں اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجیے اور اس سے عرض کیجیے کہ وہ ہمیں آپ کی سنت پر (چلتے ہوئے)
 موت دے ہمیں آپ کی جماعت میں اٹھاتے ہیں آپ کے عرض پرے جاتے ہیں آپ کے پیالہ مبارک سے پانی پلاتے
 اس حال میں کہ ہمیں کوئی شرمندگی نہ اٹھانی پڑے۔ یا رسول اللہ ہم آپ کی شفاعت کے طالب ہیں، ہم آپکی شفاعت کے طالب ہیں
 ہم آپکی شفاعت کے طالب ہیں۔ (تین بار کہے) اے ہمارے رب ہمیں اور ہمارے ان بھائیوں کو بخش دے جو ہم سے پہلے ایمان کے
 ساتھ چلے گئے ہمارے دلوں میں اہل ایمان کیسے کمینہ پیدا نہ کرنا۔ بے شک توبہ ہر بان رزم فرمانے والا ہے۔ (اے زیارت کرنے والے)
 جس کا گمان ہے مجھے پیغام دیا ہے اس کی طرف سے یوں سلام پیش کر۔ یا رسول اللہ! ظلال بن ظلال کی طرف سے آپکی خدمت میں
 سلام عرض ہے وہ آپ کے رب کی بارگاہ میں آپ کی شفاعت کا طالب ہے آپ اس کیسے اور تمام مسلمانوں کیلئے شفاعت کیجیے پھر
 قبلہ کی طرف پیچھرتے ہوئے حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں سامنے کھڑے ہو کر درود شریف پڑھو اور جو دعا چاہو مانگو۔

ثُمَّ تَتَحَوَّلُ قَدْرًا عِزًّا حَتَّى تُحَاذِيَ رَأْسَ الصِّدِّيقِ أَبِي بَكْرٍ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ وَتَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيفَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ وَابْنِيسَةَ فِي الْغَارِ وَمَرْفِيقَهُ فِي الْأَسْفَارِ وَآمِينَ عَلَى الْأَسْرَارِ جَزَاكَ اللَّهُ عَمَّا أَفْضَلَ مَا جَزَى إِمَامًا مَاعِنًا أُمَّةً نَبِيَّةً فَلَقَدْ خَلَفْتَهُ بِأَحْسَنِ خَلْفٍ وَسَكَّتَ طَرِيقُهُ وَمِنْهَا جَاءَ خَيْرُ مَسْلَكٍ وَقَانَتْ أَهْلُ الرِّدَّةِ وَالْبِدْعِ وَمَقْدُودَاتُ الْإِسْلَامِ وَشَيْدَاتُ أَرْكَانِهِ فَكُنْتَ خَيْرَ إِمَامٍ وَصَلْتَ الْأُمَمَ حَامٍ وَلَمْ تَزَلْ قَائِمًا بِالْحَقِّ نَاصِرًا لِلدِّينِ وَلَا هِلَهُ حَتَّى أَتَاكَ الْيَقِينُ سَلَّمَ اللَّهُ سُبْحَانَهُ لَنَا دَوَامَ حُبِّكَ وَالْحَشْرَ مَعَ جُزَيْكَ وَقُبُولَ بِنَايَاتِنَا السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

پھر ایک ہاتھ کا فاصلہ ہٹ کر حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے سر اور کے ساتھ کھڑے ہو جاؤ اور کہو اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! آپ پر سلام اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھی آپ پر سلام، غار میں آپ کے مونس، سفر واپس آپ کے رفیق، اور آپ کے رازوں کے امین۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے بہتر جزا عطا فرمائے جو اس نے کسی امام کو اس کے نبی کی امت کی طرف سے عطا فرمائی ہے۔

آپ نے حضور علیہ السلام کی نہایت اچھی بانشینی کی، آپ کے بہترین طریقے پر چلے، مرتدوں اور اہل بدعت سے جہاد کیا۔ اسلام کی عزت افزائی کی اس کے ارکان کو بلند کیا پس آپ بہترین امام تھے آپ نے صلہ رحمی کی اور ہمیشہ حق پر قائم رہے۔ دین اور اہل دین کی قدر کی حتیٰ کہ آپ کا دس سال ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے لیے دعا کیجیے کہ ہم ہمیشہ آپ سے اور آپ کی جماعت سے محبت کرتے رہیں، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ ہماری اس دیانت کو قبول فرمائے۔ آپ پر سلامتی اللہ تعالیٰ کی رحمت اور اس کی برکتیں نازل ہوں۔

ثُمَّ تَتَحَوَّلُ مِثْلَ ذَلِكَ حَتَّى تُحَازِيَ رَأْسَ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ
 رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فَنَقُولُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظَهَّرَ
 الْإِسْلَامِ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْأَضْنَارِ جَزَاكَ اللَّهُ عَنَّا أَفْضَلَ الْجَزَائِرِ لَقَدْ
 نَصَرْتَ الْإِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِينَ فَتَحْتَ مَعْظَمَ الْبِلَادِ بَعْدَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِينَ وَكَفَلْتَ
 الْأَيْتَامَ وَوَصَلْتَ الْأَرْحَامَ وَقَوَّيْتَ بِكَ الْإِسْلَامَ وَكُنْتَ لِلْمُسْلِمِينَ إِمَامًا مُرْضِيًا
 وَهَادِيًا مُهْدِيًا جَمَعْتَ شَمْلَهُمْ وَأَعَنْتَ فَقِيرَهُمْ وَجَبَرْتَ كَسِيرَهُمْ
 السَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ ثُمَّ تَرْجِعُ قَدْ رَأَيْتَ نِصْفَ ذِرَاعٍ فَنَقُولُ
 السَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا صَاحِبَيْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفِيقَيْهِ وَ
 وَنَايَرَيْهِ وَمُشِيرَيْهِ وَالْمُعَاوَنَيْنِ لَهُ عَلَى الْقِيَامِ بِالْأَمْرِ وَالْقَائِمِينَ بَعْدَهُ
 بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِينَ جَزَاكُمْ اللَّهُ أَحْسَنَ الْجَزَاءِ وَجِئْنَاكُمْ نَتَوَسَّلُ بِكُمْ
 إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَسْأَلَ اللَّهُ رَبَّنَا أَنْ يَقْبَلَ

پھر آتنا ہی اندازہ بہٹ کر امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سر انور کے مقابل ہو جاتے اور یوں کہے
 اے امیر المؤمنین! آپ پر سلام ہو اے اسلام کو غلبہ دینے والے! آپ پر سلام، اے نبیوں کے توڑنے والے! آپ
 پر سلام، اللہ تعالیٰ ہماری طرف سے آپ کو بہتر جزا عطا فرمائے آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی مدد کی، سید المرسلین
 صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بڑے بڑے ممالک فتح کیے، یتیموں کی کفالت کی، صلہ رحمی فرمائی اور آپ کے سبب اسلام
 کو قوت حاصل ہوئی، آپ مسلمانوں کے پسندیدہ ہدایت دینے والے اور ہدایت یافتہ امام تھے۔ آپ نے
 ان کی قوت کو جمع کیا، ان کے محتاجوں کی مدد کی اور شکر لوگوں کا قلع قمع فرمایا۔ آپ پر سلام اور اللہ تعالیٰ کی
 رحمت و برکات ہوں پھر نصف ہاتھ کے قریب لوٹ جاؤ اور کہو اے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مزار کے
 ساتھیو! آپ کے رفیقو، وزیرو، مشیرو! قیام دین کے سلسلے میں آپ کی مدد کرنے والو! آپ کے بعد مسلمانوں
 کی بھلائی کے لیے کام کرنے والو! تم دونوں پر سلام ہو اللہ تعالیٰ تم دونوں کو اچھا بدلہ عطا فرمائے
 ہم آپ دونوں کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں کہ بارگاہ رسالت مآب میں آپ کا وسیلہ پیش
 کریں تاکہ حضور ہماری شفاعت فرمائیں اور ہمارے رب اللہ تعالیٰ سے سوال کریں

سَعَيْنَا وَيُحْيِينَا عَلَى مِلَّتِهِ وَيُجَنِّتَنَا عَلَيْهَا وَيُخْشِرَنَا فِي رُحْمِهِ
 ثُمَّ يَدْعُو لِنَفْسِهِ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِمَنْ أَوْصَاكَ بِالذُّعَاءِ وَلِجَمِيعِ الْمُسْلِمِينَ
 ثُمَّ يَقِفُ عِنْدَ رَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْأَوَّلِ وَيَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّكَ
 قُلْتَ وَقَوْلِكَ الْحَقُّ وَلَوْ أَنَّ تَهْمُ إِذْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ جَاءُوكَ فَاسْتَغْفَرُوا
 اللَّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُوا اللَّهَ تَوَّابًا رَحِيمًا وَقَدْ جُنَّكَ سَائِعِينَ
 قَوْلِكَ طَائِعِينَ أَمْرَكَ مُسْتَشْفِعِينَ بِنَبِيِّكَ إِلَيْكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا
 وَلِإِبَائِنَا وَأُمَمَاتِنَا وَإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا
 لِلَّذِينَ آمَنُوا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَحِيمٌ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا
 حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّكَارِ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ
 عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ

کہ وہ ہماری بخشش کو قبول فرماتے ہیں آپ کے دین پر زندہ رکھے، اسی پر موت دے اور آپ کی جماعت میں اٹھائے۔
 اس کے بعد اپنے لیے، اپنے والدین اور ان لوگوں کے لیے دعا مانگے جنہوں نے اس کو اس کے لیے کہا
 ہو اور تمام مسلمانوں کے لیے دعا مانگے۔

اس کے بعد پہلے کی طرح حضور علیہ السلام کے سر انور کے پاس کھڑا ہوا اور کہے: یا اللہ! تو نے فرمایا اور تیری بات
 حق ہے "اگر وہ اپنے نفسوں پر ظلم کریں تو آپ کی خدمت میں حاضر ہوں پھر اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگیں اور رسول
 صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کے لیے بخشش کی دعا کریں ضرور اللہ تعالیٰ کو بہت توبہ قبول کرنے والا ہر باں پائیں گے۔
 (یا اللہ!) ہم تیری بات کو سنتے اور مانتے ہوتے تیری بارگاہ میں حاضر ہوتے ہیں تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم
 کی شفاعت پیش کرتے ہیں یا اللہ! اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے ہمارے آباؤ اجداد، ہماری ماؤں اور ان
 بھائیوں کو جو ایمان کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو گئے، بخش دے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے بارے
 میں کھوٹ پیدا نہ فرما۔ اے ہمارے رب! بے شک تو ہی ہر باں اور رحم کرنے والا ہے۔ اے ہمارے رب! ہمیں
 دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بہتری عطا فرما اور ہمیں (جہنم کی) آگ سے بچا کر تبارک و تعالیٰ کی شریکین کی باتوں
 سے پاک رہے۔ رسولوں پر سلام ہو اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں جو تمام جہانوں کو پاسنے والا ہے۔

وَيَزِيدُ مَا شَاءَ وَيَدْعُو بِمَا حَضَرَهُ وَيُوفِّقُ لَهُ بِفَضْلِ اللَّهِ ثُمَّ يَأْتِي
 اسْطُوَانَةَ أَبِي لُبَابَةَ الَّتِي رَبطَ بِهَا نَفْسَهُ حَتَّى تَابَ اللَّهُ عَلَيْهِ وَهِيَ بَيْنَ
 الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ وَيُصَلِّي مَا شَاءَ تَفْلًا وَيَتُوبُ إِلَى اللَّهِ وَيَدْعُو بِمَا شَاءَ
 وَيَأْتِي الرُّوضَةَ فَيُصَلِّي مَا شَاءَ وَيَدْعُو بِمَا أَحَبَّ وَيَكْثُرُ مِنَ التَّسْبِيحِ
 وَالتَّهْلِيلِ وَالتَّنَاوُءِ إِلَّا سِتْفَعًا بِرَأْتُمْ يَأْتِي الْمِنْبَرَ فَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الرُّمَانَةِ
 الَّتِي كَانَتْ بِهِ تَبَرُّكَ كَأَنَّهَا شَرُّ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَكَانَ يَدِهِ
 الشَّرِيفَةِ إِذَا خَطَبَ لَيْنَالٍ بَرَكَةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ
 وَيَسْأَلُ اللَّهُ مَا شَاءَ ثُمَّ يَأْتِي الْأُسْطُوَانَةَ الْحَنَانَةَ وَهِيَ الَّتِي فِيهَا بَقِيَّةُ
 الْجَذْعِ الَّذِي حَقَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَرَكَهُ وَخَطَبَ عَلَى

اس میں جو چاہے اضافہ کرے نیز اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس بات کی توفیق ہو اور دل میں آئے اس کی دعا مانگے
 اس کے بعد حضرت ابولبابہ رضی اللہ عنہ کے ستون (اسطوانہ ابی لبابہ) جس کے ساتھ انہوں نے اپنے آپ کو باندھا تھا
 یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول فرمائی، کے پاس آتے یہ ستون قبر انور اور منبر شریف کے درمیان ہے وہاں
 جو چاہے نفل پڑھے، اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرے اور جو چاہے توبہ کرے اور ریاض الجنہ میں اگر جس قدر چاہے
 نماز پڑھے اور جو پسند آئے دعا مانگے زیادہ سے زیادہ تسبیح، تہلیل، ثناء اور استغفار میں مشغول ہو۔

پھر منبر شریف کے پاس آکر رمانہ پر اپنا ہاتھ رکھے تاکہ حضور علیہ السلام کی نشانی اور آپ کے ہاتھ
 مبارک کی جگہ سے برکت حاصل ہو کیونکہ آپ خطبہ دیتے ہوئے وہاں ہاتھ رکھتے تھے۔ آپ پر
 درود شریف بھیجے اور جو چاہے اللہ تعالیٰ سے مانگے پھر اسطوانہ حنانہ (ستون) کے پاس آئے اور یہ وہ
 جگہ ہے جہاں کعبہ کا وہ خشک تنا تھا جس نے اس وقت ردنا شروع کیا جب آپ نے اسے چھوڑ کر منبر پر

۱۔ اس واقعہ کی تفصیل معلوم کرنا ہر تو امام احمد رضا خاں بریلوی رحمہ اللہ کے ترجمہ قرآن کنزالایمان کے حاشیہ خزائن القرآن
 (از مسد الافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی رحمہ اللہ) میں سورہ انفال کی آیت نمبر ۲۴ کے تحت حاشیہ ۴۴ دیکھیے۔
 ۲۔ آج کل اس کا کوئی نام و نشان نہیں ہے۔

الْمِنْبَرِ حَتَّى تَنْزَلَ فَاخْتَصَمَتْهُ فَسَكَنَ وَتَبَرَّكَ بِمَا بَقِيَ مِنَ الْأَثَارِ النَّبَوِيَّةِ
وَالْأَمَاكِنِ الشَّرِيفَةِ وَيَجْتَهِدُ فِي إِحْيَاءِ اللَّيَالِي مُدَّةَ إِقَامَتِهِ وَاعْتِنَاهُ
مُشَاهَدَةَ الْحَضَرَةِ النَّبَوِيَّةِ وَرِيَايَاتِهِ فِي عُمُومِ الْأَوْقَاتِ
وَيَسْتَحِبُّ أَنْ يُخْرِجَ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَأْتِيَ الْمَشَاهِدَ وَالْمِزَامَاتِ حُضُوصًا
قَبْرِ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ حَمزة رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ ثُمَّ إِلَى الْبَقِيعِ إِلَّا حَرَفِيزُورَ الْعَبَّاسِ
وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَبَقِيَّةَ آلِ الرَّسُولِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَيَزُورُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ
عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ وَابْرَاهِيمَ بْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ
وَأَنَّهُ وَابِرَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّتَهُ صَفِيَّةٌ وَالصَّحَابَةُ وَ
التَّابِعِينَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَيَزُورُ شُهَدَاءَ أَحَدٍ وَإِنْ تيسَّرَ يَوْمَ الْخَمِيسِ
فَهُوَ أَحْسَنُ وَيَقُولُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ وَيَقْرَأُ
آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالْإِخْلَاصَ إِحْدَى عَشْرَةَ مَرَّةً وَسُورَةَ الْيُسُفِ أَنْ تَيْسَّرَ وَيَهْدِي

خطبہ دینا شروع فرمایا چنانچہ آپ نے منبر سے اتر کر اسے سینے سے لگایا تو وہ چپ ہو گیا۔ دیگر آثار نبوی اور مقامات
شریفہ سے بھی برکت حاصل کرے اور وہاں ٹھہرنے کے دوران راتیں عبادت میں گزارنے کی کوشش کرے۔
حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں ماضی اور اکثر اوقات آپ کی زیارت شریف کو غنیمت جانے
جنت البقیع کی طرف نکلنا بھی مستحب ہے وہاں مزارات مقدسہ خصوصاً سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ
کی قبر شریف پر ماضی دے پھر بقیع کے باقی حصے میں حضرت عباس، حضرت حسن بن علی اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم
کے باقی اہل بیت کی زیارت کرے،

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ اور حضور کے صاحبزادے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ، ازواج مطہرات اور
آپ کی چھوٹی حضرت صفیہ، صحابہ کرام اور تابعین رضی اللہ عنہم کی زیارت کرے نیز شہداء اُحد کی زیارت کرے
معمرات کا دن میسر ہو تو نہایت اچھا ہے۔ اور یوں کہے تم پر میرزہ کے بدلے سلام ہو پس آخرت
مگر کتنا ہی اچھا ہے۔ اگر ممکن ہو تو آیت الکرسی، سورہ اخلاص گیارہ بار اور سورہ یسین پڑھے اور اس کا

ثَوَابَ ذَلِكَ لِجَمِيعِ الشُّهَدَاءِ وَمَنْ يَجْوَابِرُهُمْ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ
وَيَسْتَحِبُّ أَنْ يَأْتِيَ مَسْجِدَ قُبَاءَ يَوْمَ السَّبْتِ أَوْ غَيْرَهُ وَيُصَلِّيَ فِيهِ وَيَقُولُ
بَعْدَ دُعَائِهِ بِمَا أَحَبَّ يَا صِرَ نِعْمَ الْمُسْتَضَرِّ حِينَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيثِينَ يَا
مُقَرَّبَ كُرْبِ الْمَكْرُوبِينَ يَا مُجِيبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّينَ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ
وَإِلَيْهِ وَاكْشِفْ كُرْبِي وَحُزْنِي كَمَا كَشَفْتَ عَنَّا رَسُولُكَ حُزْنَكَ وَكُرْبَةَ فِي
هَذَا الْمَقَامِ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا كَثِيرَ الْمَعْرُوفِ وَالْإِحْسَانِ يَا دَائِمَ النِّعَمِ
يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ
تَسْلِيمًا دَائِمًا أَبَدًا يَا رَبِّ الْعَالَمِينَ آمِينَ

ثواب تمام شہداء اور ان کے پڑوسی مومنوں کو ایصال کرے۔

ہفتے کے دن یا کسی بھی دن مسجد قبار میں اگر نماز پڑھے اور جو دعا پسند ہو مانگے اور اس کے بعد یوں کہے
”اے پکارنے والوں کی پکار سننے والے! مدد چاہنے والوں کے مددگار، تکلیف زدہ لوگوں کی تکلیفیں دور کرنے
والے، مجبور لوگوں کی دعا قبول کرنے والے، ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما اور
یری پریشانی اور غم دور فرما دے جیسے تو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مقام پر غم و حزن کو دور فرما دیا
اے مربان، اے بہت احسان کرنے والے اے بہت زیادہ بھلائی اور احسان والے، اے دائمی نعمتوں والے
اے سب سے زیادہ رحم فرماتے والے، اے ہمارے رب! ہمارے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
پر اور آپ کے آل و اصحاب پر ہمیشہ ہمیشہ رحمت و سلام نازل فرما۔ آمین۔“

سوالات

- ۱۔ حج کا طریقہ اپنے الفاظ میں نقل کریں۔
- ۲۔ عمرہ کا شرعی حکم کیا ہے اور اس میں کیا کیا امور انجام دینے ہوتے ہیں نیز اس کا وقت بیان کریں۔
- ۳۔ حج کی تین قسموں کے نام لکھیں۔ تعریف کریں اور ترتیب نفیث لکھیں۔
- ۴۔ حج کی کس کس صورت میں قربانی واجب ہے، احرام کے دوران کیا کیا کام منع ہیں اور ان کی خلاف ورزی کی صورت میں جوہر جانہ لازم آتا ہے اس کی کیا صورتیں ہیں۔ اگر ایک نقشہ بنائیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔
- ۵۔ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی شرعی حیثیت کیا ہے اور اس کا طریقہ کیا ہے۔ زیارت النبی کے بارے میں مختصر نوٹ لکھیں۔
- ۶۔ عورتوں کے لیے مزارات کی ماضی کا کیا حکم ہے۔
- ۷۔ حاجی صاحبان روضہ مطہرہ کے علاوہ اور کن کن مقامات پر ماضی دیتے ہیں۔ تفصیلاً لکھیں۔

الحمد للہ! سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نظرِ رحمت اور مرشدِ گرامی غزالیؒ دورانِ علم سیدنا محمد سعید کاظمی رحمہ اللہ کی نظرِ عنایت سے نورِ الایضاح کا ترجمہ و تشریح مکمل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ اسے شرفِ قربیت عطا فرما کر قارئین کے لیے استفادہ اور اسے ناچیز کے لیے نجات کا باعث بنائے۔

محمد صدیق ہزاروی سعیدی

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

مترجم۔ چٹرو ڈاک خانہ چٹہ بٹہ۔ تحصیل و ضلع مانہرہ

شعبان المعظم ۱۴۰۹ھ



تعارف فقہ و تصوف

ترجمہ:

شرف اہل سنت
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

تصنیف:

شیخ محقق امام اہل سنت
شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ

الممتاز پبلی کیشنز لاہور

تذکار شرف

علامہ محمد عبد الحکیم شرف قادری
شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

مرتب:

محمد عبدالستار طاہر

المستأزیلی کیشین لاہور

تذکرہ اخبار ملت

چودھویں صدی اور اس سے پہلے کے
علماء و مشائخ کا تذکرہ

تاریخ اسلام کے نامور ارباب علم و عرفان
اور اصحاب دانش و حکمت کی کتابیں

عظمتوں کے پاسباں

تصنیف:

شرف ملت، محسن اہل سنت
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

چودھویں صدی کے نابغہ روزگار، امام احمد رضا بریلوی کی دینی، ملی اور علمی خدمات کا تعارف

مقالات رضویہ

تحریر

شرف ملت، محسن اہل سنت
علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری

الممتاز پبلی کیشنز، لاہور

بقیہ السلف علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری کی تصانیف و تراجم

12	ایصال ثواب	105	شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
250	تذکرہ اکابر اہل سنت	135	اسلامی عقائد
18	کشور تدریس کے تاجدار	120	برکات آل رسول
135	مقالات سیرت طیبہ	135	تعارف فقہ و تصوف
36	مقالات رضویہ	90	ولائل الخیرات شریف
21	شجرہ ہائے طریقت	165	عقائد و نظریات
180	البریلویہ کا تنقیدی جائزہ	45	عقائد و مسائل
38	شیشے کے گھر	18	مزارات اولیاء
165	عظمتوں کے پاسباں	350	مطالع المسرات (اردو)
85	مصنف عبدالرزاق (اردو 85) عربی	21	قصیدہ بردہ شریف
200	نور نور چہرے	105	زندہ جاوید خوشبوئیں
30	یاد اعلیٰ حضرت	105	سدا بہار خوشبوئیں
265	من عقائد اہل السنۃ	105	لولہ انگیز خوشبوئیں
265	بساتین الفجران	140	پکارو یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم

36	الزمزمة القمرية في الذب عن الخيرية	امام الاكبر المجدد احمد رضا القاسمي
450	الشيخ احمد رضا خان البريلوي الهندي شاعراً عربياً	للدكتور ممتاز احمد سیدی
425	الشيخ احمد رضا خان البريلوي وأثره في الفقه الحنفي	للمعلمة ممتاز احمد سید
475	العلامة فضل حق خير آبادي حياته وشعره العربي	للدكتور ممتاز احمد سیدی
136	نزهة خاطر الفاتر في مناقب سيدي عبدالقادر للامام علي بن سلطان محمد القاري	
165	شاعر من الهند	فضيلة الامانة الدكتور محمد مجيد السعيد
225	شرح فتوح الغيب	شارح: للمعلمة تقى الدين احمد بن تيمية المراني

ملف کا پتہ: مکتبہ رضویہ، دائرہ بار مارکیٹ، لاہور Ph:7226193

